اور فقہاء رحمہم اللہ نے بھی اسی قاعدہ کے موافق منکوحہ کی اولاد کا نسب شوہر سے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا صورت مسئولہ میں ایلی کی اولاد کا نسب مفتوح سے ثابت ہے اور حمل جو اب موجود ہے یہ بھی مفتوح کا ہے، اور مفتوح کے ذمہ ایلی کو طلاق دینا ضروری نہیں ہے اور صحبت کرنا ایلی سے جائز ہے، مفتوح پر اس کی زوجہ ایلی حرام نہیں ہوئی اور بالفرض اگر فاتح برادر مفتوح سے ایلی کا زنا ثابت ہو جاوے تب بھی ایلی اپنے شوہر مفتوح پر حرام نہیں ہوئی، اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے۔ اگر مفتوح ایلی کو طلاق دے گا تو کل مہر ایلی کا مفتوح کے ذمہ واجب الاداء ہے۔ اور بچہ جو پیدا ہو گا اس کی پرورش کا نفقہ بھی بذمہ مفتوح ہوگا[1]۔

اولاد کا شوہر ثانی سے نسب

سوال (١١٦٠) عورتے را زوج خود ترک کردہ بموضع دیگر بود و باش اختیار نمود، بعد چند ماہ آں عورت بسوئے زوج چند آدمی فرستادہ تاکہ ازاں زوج طلاق بگیرند۔ پس آں چند آدمی از انجا آمدہ عورت مذکورہ را بہ شخص دیگر نکاح دارند، و نیز بہذا الشخص و باولادہ آنکہ پیدا شدند از بطن آں عورت تخمیناً تا سی سال مواکلہ و مشاربت و معاشرت می نمودند۔ اکنوں از آں چند آدمی دو یک نفر محض دنیوی دشمنی کردہ گویند کہ وقتیکہ برائے طلاق عورت مذکورہ بسوئے زوج اول رفتہ بودیم دراں وقت آں زوج طلاق نداد فلہٰذا ما فریب نمودہ یک شخص دیگر را زوج قرار دادہ و دیگر دو شخص را گواہ قرار دادہ از قاضی حکم آوردہ بزوج ثانی نکاح دادیم و آں عورت می گوید کہ من آں معاملہ ندانم مگر باوجود ایں چوں زوج اول بقصبۂ من آمدہ بود روبروئے دو سہ آدمی بار دیگر طلاق می گرفتم۔ آیا رجوع آں نفر معتبر شود یا نہ۔

---

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لستة اشهر فصاعداً يثبت نسبه منه اعترف الزوج او سكت لان النسب يثبت للفراش القائم (هدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر

الجواب :- دریں صورت قول آں چند کس رجوع کنندہ معتبر نشود ونسب اولاد از شوہر ثانی ثابت شود لأن النسب یحتاط فی اثباتہ کما فی رد المحتار فصل ثبوت النسب تنبیہ لا تسمع بینتہ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحہا بما یطابق قولہ لانہا شہادۃ علی النفی معنی فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن والامکان ہنا بسبق التزوج بعاشرا بعقد یسیر وجہرا باکثر سمعۃ ویقع ذلک کثیرا ذہذا اجوابی لحادثۃ فلیتنبہ لہ شرنبالیہ الخ رد المحتار[1] جلد ۲

جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۱) ایک شخص نے ناجائز طور پر ایک عورت سے فعل بد کیا اور حمل رہ گیا تو نکاح اس عورت سے کرلیا، اس صورت میں وہ بچہ حلال ہوا یا حرامی اور شخص مذکور کی جائداد سے بچہ کو حصہ مل سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس شخص کا نکاح اس حاملہ عورت سے صحیح ہوگیا لیکن جو حمل نکاح سے پہلا ہے وہ ثابت النسب نہیں ہے اور جو بچہ پیدا ہوا وہ ولد الحرام ہے اور وارث نہیں ہے کما فی الحدیث المشہور الولد للفراش وللعاہر الحجر[2]۔ فقط

زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا

سوال (۱۱۶۲) ہندہ اپنے حمل کے بارے میں زید ہی کا قبل از نکاح نطفہ ناجائز ثابت کرتی ہے اور زید کو اس سے انکار ہے۔ اپنے اپنے دعوے میں دونوں کے بیانات حلفیہ ہیں، شرعاً کس کا بیان قابل تسلیم ہے۔

الجواب :- زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا لقولہ علیہ السلام

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ج ۲ ص ۸۶۳ / ۲۶ ۱۲ ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

الولد للفراش وللعاھر الحجر[1] پس وہ حمل زید زانی سے ثابت النسب نہ ہوگا اور ہندہ سے نسب اس کا ثابت ہے کیونکہ ولد زنا کا نسب صرف ماں سے ثابت ہوتا ہے اور ماں ہی کی میراث کا وہ بچہ مستحق ہوتا ہے۔

عورت جس مرد سے زنا کا دعوی کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا

سوال (۱۱۶۳) سکینہ کا خاوند بکر مرگیا، سکینہ اور اس کا دیور زید ایک ہی مکان میں رہتے تھے، سکینہ دوسروں کے ہاں آیا جایا کرتی تھی، سکینہ کے ایک لڑکی حرامی پیدا ہوئی سکینہ کہتی ہے کہ زید کا نطفہ اور قسم کھاتی ہے۔ زید قسم کھا کر کہتا ہے کہ میں نے زنا نہیں کیا، اور سکینہ پرورش کا خرچہ زید سے طلب کرتی ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- محض شبہ سے یا عورت کے کہنے سے زید کا زانی ہونا ثابت نہ ہوگا اور زنا سے جو بچہ پیدا ہو، اس کا نسب کسی سے ثابت نہیں ہے اور زید پر اس کا خرچ ونفقہ نہیں ہے، ماں سے اس کا نسب ثابت ہے اور ماں کے ذمہ ہی اس کا خرچ ہے[2]۔ فقط

قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا

سوال (۱۱۶۴) ایک شخص نے جو ابتداء سے قادیانی مذہب رکھتا تھا تقیہ کر کے یعنی چھپا کر مذہب کو ایک اہل السنت والجماعت مسلمان کی لڑکی سے عقد کیا لیکن قادیانی شخص ہنوز مذہب قادیانی رکھتا ہے۔ آیا یہ نکاح ابتداءً صحیح ہوا یا نہیں اور مہر ونفقہ عورت کو ملے گا یا نہیں اور بچہ کا نسب ثابت اور صحیح ہوگا یا نہیں اور بچہ کا خرچ اور پرورش کس کے ذمہ ہوگی۔

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر [2] ویرث ولد الزنا واللعان بجہۃ الام فقط لما قدمناہ فی العصبات انہ لا اب لہما (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب فی الغرقی والحرقی وغیرھم ص ۷۶۰ ج ۵) ظفیر

الجواب :- نکاح مذکور صحیح نہیں ہوا، اور مہر ونفقہ کچھ لازم نہ ہوگا۔ اور اولاد صحیح النسب اور ثابت النسب نہ ہوگی۔ البتہ ماں سے اولاد کا نسب ثابت ہوگا اور ماں کے ذمہ پرورش اور نفقہ بچہ کا لازم ہوگا، اور وراثت ماں سے جاری ہوگی کما فی الدر المختار ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا اب لهما[1]۔ فقط

نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۵) جو لڑکی زید سے ہندہ کے نکاح میں رہتے ہوئے پیدا ہوئی، اس لڑکی کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہیں، زید ہندہ کو یہ تہمت لگاتا ہے کہ تو زانیہ ہے اور یہ لڑکی میرے نطفہ سے نہیں ہے۔

الجواب :- نسب لڑکی کا زید سے ثابت ہے[2]۔

چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم

سوال (۱۱۶۶) ایک شخص کے چار زوجہ موجود ہیں ان سے اولاد بھی ہے۔ موجودگی چار ازدواج کے خامس عورت کے ساتھ نکاح کیا اس سے بھی اولاد پیدا ہوگئی اب شخص مذکور مر گیا، عورت پنجم اور اس کی اولاد میراث پاوے گی یا نہ اور عورت پنجم کی اولاد جائز ہے یا نہیں اور پنجم عورت کی ساتھ نکاح فاسد تھا یا باطل، ہر ایک کے احکام علیحدہ از قسم میراث وعدت ونسب وغیرہ بیان فرماویں۔

الجواب :- درمختار میں ہے ویجب مهر المثل فی نکاح فاسد (وهو الذی فقد شرطا من شرائط الصحة کشهود) بالوطء قوله کشهود، ومثله تزوج الاختین معا ونکاح الاخت فی عدة الاخت

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الفرائض ص ۷۱۰/۵ ۱۲ ظفیر۔

[2] الولد للفراش وللعاهر الحجر (ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶) ظفیر

ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الی ابعۃ الخ وان النسب یثبت فیه والعدۃ ان دخل الخ شامی[1] ص۳۵۰ ج۲ -

الحاصل اس بارے میں عبارت فقہاء مختلف ہیں، بعض عبارات سے ثبوت عدت و ثبوت نسب ظاہر ہوتا ہے اور بعض سے اس کا عکس، لیکن باب نسب میں چونکہ احتیاط کی جاتی ہے اور مہما امکن نسب کو ثابت کیا جاتا ہے اس لئے اولاد کا نسب ثابت کیا جاوے گا اور میراث کا حکم کیا جاوے گا اور نکاح فاسد و باطل ہیں - عدت کے سوا، دیگر امور میں کچھ فرق نہیں ہے کما فی الشامی ص۳۵۰ ج۲ والحاصل انه لا فرق بینهما ای الفاسد والباطل فی غیر العدۃ اما فیها فالفرق ثابت[2]

مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۶۷) جو شخص اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور پھر نکاح کرے تو اولاد حلال ہوگی یا نہیں -

الجواب:- مطلقہ ثلثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح کرنا حرام ہے اور معصیۃ ہے اور بعد نکاح جو اولاد ہوگی نسب اس کا ثابت ہوگا احتیاطاً[3] - فقط

حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا

سوال (۱۱۶۸) ایک ہندو عورت نے بحالت بلوغ برضامندی خود مذہب ہندوؤں کو ترک کرکے دین اسلام قبول کیا اور بعد دو چار یوم کے الٰہی بخش سے نکاح کیا، بعد نکاح بیان

---

[1] رد المحتار باب المهر مطلب فی النکاح الفاسد ص۴۸۲ ج۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ص۴۸۲ ج۲ ۱۲ ظفیر

[3] وعدۃ المنکوحۃ نکاحا فاسدا الخ لکن الصواب ثبوت العدۃ والنسب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۵ ج۲) قال الحلوانی هذه المسئلۃ دلیل علی ان الفراش ینعقد بنفس العقد فی النکاح الفاسد الخ فهذا صریح فی ثبوت النسب فیه (رد المحتار باب العدۃ ص۸۳۶ ج۲) ظفیر

کیا کہ مجھے پہلے ہندو خاوند کا دو ماہ کا حمل ہے، چنانچہ سات ماہ گذرنے پر لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی ہے اور یہ نکاح نومسلمہ کا الٰہی بخش سے جائز ہوا یا نہیں۔

الجواب:- حسب تصریح فقہاء حنفیہ اسلام لانے سے دو چار روز بعد اس عورت نومسلمہ کا نکاح جو الٰہی بخش کے ساتھ ہوا باطل و ناجائز ہوا، اور نسب اس کی دختر کا شوہر اول سے ہے[1]۔ فقط

> بچہ زنا سے ہوا مگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں، تو بچہ شوہر کا ہوگا

سوال (۱۱۶۹) زید کا فرزند پردیس سے چھ ماہ یا برس روز کے بعد واپس آیا، اس کو معلوم ہوا کہ میری بیوی کے ساتھ میرے والد نے یہ حرکت کی کہ اس سے بدفعلی کی اور اس کے دو گواہ ایک زید کا فرزند خورد اور ایک زید کی بیوی، لیکن نہ معلوم اس نے کس وجہ سے اپنی بیوی کو نہ چھوڑا، اور اس کے خاوند کے نطفہ سے ایک لڑکا پیدا ہوا، اور زید کا نطفہ نہ ٹھہرا تھا اور عورت اپنے فعل کا اقرار نہیں کرتی اور زید بھی اقرار نہیں کرتا تو اس حالت میں وہ لڑکا حلالی کہلائیگا یا حرامی۔ زید کے فعل سے طلاق ہوگئی یا نہیں اور مہر واجب ہے یا نہیں، اور ایسے شخص کے ساتھ بیٹے کو سلوک کرنا چاہیئے یا نہیں۔

الجواب:- وہ بچہ شوہر کے نطفہ سے ہی قرار دیا جاوے اور نسب اس کا اس سے ثابت ہوگا اور حرامی نہ سمجھا جاوے گا اور وہ عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور مہر بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ جب وہ عورت اور زید اقرار زنا کا نہیں کرتے اور گواہی کافی موجود نہیں تو زنا ثابت نہیں ہے، اور جب کہ زنا

---

[1] ومن هاجرت الينا مسلمة حائلا بانت بلا عدة فيحل تزوجها اما الحامل فحتى تضع على الاظهر لا للعدة بل لشغل الرحم بحق الغير (در مختار) فان هذه حملها ثابت النسب (رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۸/۲) ظفير

ثابت نہیں ہے تو بیٹے کو باپ کی طرف بدگمانی نہ کرنی چاہئے اور بدسلوکی نہ کرنی چاہئے۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۰) ایک عورت بیوہ بالغہ نے ایک شخص سے نکاح کرلیا۔ سات ماہ چار یوم میں اس کے لڑکی پیدا ہوئی، اور قبل عقد یہ شہرت تھی کہ اس کو حمل ہے۔ اب نکاح کرانے والے اور عورت کے کنبہ والوں کے ساتھ متارکت کرنا کیسا ہے۔

الجواب:- شریعت میں مدت حمل کی کم سے کم چھ ماہ ہیں، پس نکاح سے چھ ماہ پورے ہونے کے بعد جو بچہ عورت کے پیدا ہو وہ اسی شوہر کا ہے اور نسب اس بچہ کا اس سے ثابت ہے قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] پس بموجب اس حدیث شریف کے وہ لڑکی اسی شوہر سے ہے جس کے نکاح کو سات ماہ چار یوم ہوئے، اس میں کچھ شبہ نہ کرنا چاہئے اور عورت کو تہمت زنا کی نہ لگانی چاہئے۔ اور زوجین اور ان کے قرابت داروں سے متارکت نہ چاہئے کہ یہ گناہ ہے۔

غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اور اس کی اولاد ولد الزنا ہوگی

سوال (۱۱۷۱) زید اپنی زوجہ کی خبرگیری نہیں کرتا تھا، ناچار زوجہ کے باپ نے زید سے کہا کہ تم اپنی زوجہ کو بلالو یا طلاق دیدو تا کہ اس کا عقد ثانی ہی کردیں وہ مہر معاف کرتی ہے، زید نے کہا کہ چاہے وہ کسب کرے چاہے نکاح ثانی کرے ہماری بلا سے۔ زوجہ زید محمود سے نکاح ثانی کرنے پر آمادہ ہوگئی اور محمود بھی تیار ہوگیا، لیکن باوجود کوشش کے کسی نے ان کا نکاح نہیں پڑھا مجبوراً دونوں ایک دوسرے کو میاں بیوی کہنے لگے اور رہنے سہنے لگے، زید بھی خاموش ہوگیا، اولاد بھی ہوئی، عرصہ بیس سال سے زاید گذر گیا اور یہ دونوں

[1] ترمذی باب ماجاء فی ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ج ۱۔ ۱۲ ظفیر

مع اپنے بچوں کے مثل میاں بیوی کے رہتے ہیں، غالباً زید فوت بھی ہوگیا، کیا یہ اولاد حلالی ہے اور اپنے باپ زید کے ترکہ کی وارث ہوگی یا نہیں۔ ائمہ اربعہ میں سے کسی کے بھی نزدیک جائز ہو تو تحریر فرمائیں۔

الجواب:- زید نے کوئی بات صاف نہ کہی جس سے وقوع طلاق کا حکم کیا جاوے اور جب کہ زید نے طلاق نہیں دی تو دوسرا عقد اس کی زوجہ کا شرعاً درست نہیں ہوا[1]۔ اور صورت مسئولہ میں نکاح بھی نہیں کیا گیا ویسے ہی وہ عورت محمود کے ساتھ رہنے لگی اور میاں بیوی کہنے لگے تو اس صورت میں جو اولاد ہوئی وہ ولد حرام ہے اور نسب اولاد کا محمود سے ثابت نہیں ہے۔ اور کسی امام کے نزدیک بھی نکاح اس صورت میں نہیں ہوا، اور نسب باپ سے ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا ان میں میراث بھی جاری نہ[2] ہوگی۔ فقط

چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں

سوال (۱۱۷۲) زید کی ہمشیرہ سے عمر نے ۲۱ رشعبان ۱۳۳۷ھ کو عقد کیا اور زید کی ہمشیرہ کے ۶ رصفر ۱۳۳۸ھ کو لڑکی تولد ہوئی، نکاح عمر کا ساقط ہوا یا جائز رہا۔

الجواب:- نکاح صحیح ہے نکاح میں کچھ فرق نہیں آیا، لیکن وہ دختر جو بوقت نکاح عمر سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہوئی ہے نسب اس کا عمر سے شرعاً ثابت نہیں[3] ہے۔ فقط

۱؎ اما نکاح منکوحة الغیر الخ فلم یقل احد بجوازہ اصلاً (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر ۲؎ ویرث ولد الزنا واللعان بجهة الام فقط لما قدمناه فی العصبات انه لا اب لهما (سراجی) ظفیر ۳؎ اکثر مدة الحمل سنتان الخ واقلها ستة اشهر اجماعاً (در مختار باب العدة ص ۸۵۷ ج ۲) ظفیر۔

ولدالزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے

سوال (۱۱۷۳) زید ہندہ کنواری کے ساتھ زنا کرتا رہا، جب ہندہ نے خود کو پنج شش ماہہ حاملہ محسوس کیا تو زید کو کہا کہ اس حالت میں مجھے میرا باپ بھائی مار ڈالیں گے، لہٰذا تو مجھے بھگا کر لے چل یا میں خودکشی کرتی ہوں، پس اس بنا پر زید ہندہ کو بھگا کر لے گیا۔ ہندہ کے بکر پیدا ہوا جب ہندہ مرگئی تب زید وطن مالوفہ میں آیا، زید کا نکاح ہندہ کے مرتے وقت تک نہ معلوم ہے کہ آیا ان کا نکاح بعد ازاں بھی ہوا یا نہ۔ اس وقت عدم ثبوت نکاح کے دو وجہ ہیں ایک تو اس زمانہ کے لوگ مرگئے ہیں، جس کو عرصہ ستر برس سے زیادہ گذر چکا ہے دوسرے یہ کہ ہندہ کا نکاح نہ اس وقت مشتہر تھا نہ اب۔ اور زید نے اپنی حیات میں بکر کو اپنی املاک سے محروم کر دیا تھا، زید نے واپس آکر دوسری شادی بموجب شرع شریف کرلی، جس سے تین لڑکے پیدا ہوئے، ایک تو مرگیا باقی دو لڑکے عمر اور خالد حیات ہیں جو ورثہ پدری کے متصرف اور قابض ہیں۔

بکر جس کو ولدالزنا کہا جاتا ہے کسی اور جگہ اپنی شادی کرلی جس سے دو بیٹے شاکر و حارث پیدا ہوئے اور خود مرگیا، زید کے مرنے کے بعد اس وقت شاکر ۴۵ برس کا اور حارث ۳۸ برس کا۔ اب شاکر و حارث عمر اور خالد سے ورثہ جد کا طلب کرتے ہیں آیا شرعاً دونوں مدعی وارث ہو سکتے ہیں یا نہیں، اور صورت مسئولہ میں نکاح زید کا ہندہ سے ثابت ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں شاکر اور حارث کو جو کہ بکر کے بیٹے ہیں اور مدعیان وراثت ہیں ان کو حصہ ترکہ زید سے ملے گا یعنی جس قدر حصہ بکر کو پہنچا اس کے وارث اس کے دونوں پسر شاکر و حارث ہوں گے اور جب کہ شاکر و حارث مدعی اس امر کے ہیں کہ ہمارا باپ بکر زید کا بیٹا تھا اور صحیح النسب تھا اس کا حصہ ہم کو ملنا چاہئے۔ تو شریعت میں ان کا قول معتبر ہوگا اور دعوی صحیح ہوگا کیونکہ

فقہاء نے لکھا ہے کہ نسب کے بارے میں بہت احتیاط کی جاتی ہے، پس جب کہ علم اس کا نہیں ہے کہ زید کا ہندہ سے نکاح ہوا یا نہیں تو زید کا نکاح ہندہ سے شرعاً تسلیم کیا جاوے گا اور یہ سمجھا جاوے گا کہ زید کا نکاح ہندہ سے خفیہ ہو گیا ہوگا یعنی دو گواہوں کے سامنے جس کی خبر عام طور سے مشتہر نہ ہوئی۔ پس حاصل یہ ہے کہ اگر زید کا ایک لڑکا یعنی عمر اور خالد کا بھائی زید کی حیات میں فوت ہو چکا تھا تو اس صورت میں زید کے مرنے کے بعد اس کی وارث تین پسر ہوئے بکر و عمر و خالد۔ ان تینوں کو بحصہ مساوی ترکہ زید کا ملے گا اور حصہ بکر کا اس کی پسران شاکر و حارث کو ملے گا۔ شامی جلد ثانی باب ثبوت النسب میں ہے (لا تسمع بينته ولا بينة ورثته على تاريخ نكاحها بما يطابق قوله لانها شهادة على النفي معنى فلا تقبل والنسب يحتال لاثباته مهما امكن اھ ص ۶۲۷[1]) الی اصل نفی نکاح پر شہادت معتبر نہیں ہوتی، اور زید کا محروم کر دینا بکر کو املاک سے شرعاً معتبر نہیں ہے، بعد مرنے زید کے بکر وارث اس کا ہوگا۔

نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا

سوال (۱۱۷۴) اگر نکاح سے چھ مہینہ بعد لڑکا پیدا ہوا تو وہ ثابت النسب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- وہ ولد ثابت النسب ہے، ناکح سے نسب اس کا ثابت ہے[2]۔ فقط

معروف النسب کا نسب کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے

سوال (۱۱۷۵) زید کی زبانی و تحریری اقرار سے اور سرکاری کاغذات سے عمر کا زید کا بیٹا ہونا

---

[1] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳ و ص ۸۶۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔ [2] فولدت لنصف حول مذ نكحها الزمه نسبه لتصور الوطىٔ حالة العقد ولو ولدته لاقل منه لم يثبت (الدر المختار على هامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۴ ج ۲) ظفیر

ثابت ہوتا ہے، کیا دو تین ٹرسٹیوں کے یہ کہنے سے کہ رجسٹر پیدائش میں ماں کے نام سے داخلہ ہے اسلئے بیٹا ہوسکتا ہے یا نہیں، کیا باپ کے اقرار سے ٹرسٹیوں کے کہنے کی زیادہ وقعت ہوسکتی ہے یا نہیں، تمام اہل شہر وغیرہ عمر کو زید کا بیٹا تسلیم کرتے ہیں، اور ٹرسٹی بھی عمر کو وقف میں سے تنخواہ دیتے ہیں اگرچہ زید عمر کو دستاویز وقف میں محروم کر گیا ہو۔ اس صورت میں عمر زید کا بیٹا اور نسب عمر کا زید سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شامی میں ہے والنسب یحتال فی اثباتہ مهما امکن[1] یعنی نسب کے ثابت کرنے میں جہاں تک ممکن ہو احتیاط کی جاتی ہے اور نسب ثابت کیا جاتا ہے، پس معروف النسب کا نسب، ٹرسٹیوں کے کہنے سے منتفی نہیں ہوسکتا اور جب کہ زید کا زبانی و تحریری اقرار عمر کے بیٹا ہونے کا ہے اور عام لوگ بھی اس کو جانتے ہیں تو اب وہ نسب کسی کے نفی کرنے سے اور انکار کرنے سے منتفی نہ ہوگا اور زید نے اگر اس کا کچھ حصہ دستاویز وقف میں نہ رکھا تو اس سے عمر کا نسب زید سے منتفی نہیں ہوا۔

نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہو وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا

سوال (۱۱۷۶) ہندہ زید کی منکوحہ غیر مدخولہ ہے۔ زید بعد عقد رنگروٹ ہو کر چلا گیا جب واپس آیا تو اس کو حاملہ پا کر طلاق دیدی شرعاً یہ حمل ثابت النسب ہے یا زنا کا۔ ہندہ کا نکاح قبل وضع حمل زانی یا غیر زانی سے درست ہے یا نہیں۔ ایسی عورت کیواسطے عدت طلاق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شرعاً حمل مذکور ثابت النسب ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ

---

[1] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[۱] وھٰکذا فی کتب الفقہ اور چونکہ وہ حمل ثابت النسب ہے اور مطلقہ مذکورہ عدت میں ہے اور عدت اس کی وضع حمل پر پوری ہوتی ہے، لہٰذا نکاح اس کا قبل وضع حمل زانی وغیر زانی سے درست نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ وَلَا تَعْزِمُوا عُقْدَةَ النِّكَاحِ حَتّٰى يَبْلُغَ الْكِتَابُ أَجَلَهٗ[۲]۔ فقط

نکاح باطل سے جو اولاد ہو، اس کو ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۰) زید و ہندہ دونوں رشتہ میں پھوپی زاد بھائی بہن ہیں، اور دونوں نے ایک ماں کا دودھ پیا ہے۔ زید کا نکاح ہندہ کی دختر زبیدہ سے ہوگیا اور پانچ بچے ہونے کے بعد یاد آیا کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا ہے، اس نکاح کا کیا حکم ہے اور یہ بچہ حلالی ہیں یا حرامی اور نکاح لڑکیوں کا ثابت النسب لڑکوں سے جائز ہے یا نہ

الجواب:- جب کہ زید و ہندہ نے ایک عورت کا دودھ پیا بحالت شیر خوارگی تو زید و ہندہ رضاعی بھائی بہن ہوگئی اور ہندہ کی دختر زید کی بھانجی رضاعی ہوئی۔ لہٰذا نکاح زید کا ہندہ کی دختر سے ناجائز اور باطل ہے۔ اور ثبوت النسب میں اختلاف روایات ہے، احوط یہ ہے کہ نسب اولاد کا ثابت کہا جاوے اور اولاد کو ولد الحرام نہ کہا جاوے، اور نکاح ان لڑکیوں کا صحیح النسب لڑکوں سے درست[۳] ہے۔

---

[۱] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر [۲] سورۃ البقرۃ رکوع ۳۰ - ۱۲ ظفیر [۳] والنسب یحتال لاثباتہ مہما امکن (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۲ ج ۲) ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب الخ (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب

سوال (۱۱۷۸) اگر زید نے مطلقہ سے عدت میں نکاح کیا اور فوراً ہی حمل قرار پا گیا تو یہ نکاح جائز اور اولاد حلال ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- وہ نکاح ناجائز اور باطل ہے اور نسب اولاد کا ثابت ہے[1]

شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو وہ ثابت النسب کہا جائے گا

سوال (۱۱۷۹) عمر کے فوت ہونے سے بائیس ماہ کے بعد عمر کی زوجہ ہندہ بیوہ کے لڑکا پیدا ہوا، شرعاً یہ لڑکا عمر کا متصور ہوگا یا کیا حکم ہے۔

الجواب:- عورت متوفی عنہا زوجہا کے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہو تو وہ شوہر متوفی سے ثابت النسب ہے ولد الحرام کہنا اس کو درست نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ بائیس ماہ میں بچہ پیدا ہوا جو کہ دو برس سے کم مدت ہے تو بالیقین نسب اس بچہ کا شوہر متوفی سے ثابت ہے قال فی الدر المختار ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما من وقتہ ای الموت[2]

ترجمہ اور ثابت ہوتا ہے نسب ولد معتدہ موت کا وقت موت سے دو برس سے کم میں

شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو یا شوہر اول کی وفات کے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب نہ ہوگا

سوال (۱۱۸۰) ایک شخص نے عورت حاملہ سے نکاح کیا چار پانچ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا اس کے بعد شوہر نے اس عورت کو طلاق دیدی۔ اور بوقت ولادت پہلے شوہر کے انتقال کو دو سال یا کچھ کم مدت ہوتی ہے، لہٰذا

---

[1] ومثل لہ فی البحر ھناک بالتزوج بلا شھود وتزوج الاختین معا والاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ (الی) ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵/۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۰/۲ ۱۲ ظفیر

وہ بچہ پہلے شوہر کا ہوگا یا ثانی کا۔ اور نفقہ اس کا کس کے ذمہ ہوگا، اور وارث کس کا ہوگا۔

الجواب:- حاملہ متوفی عنہا زوجہا سے نکاح صحیح نہیں ہے اور جو بچہ نکاح ثانی سے چھ ماہ سے کم میں پیدا ہو وہ شوہر ثانی کا نہیں ہے، اور شوہر اول سے ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ وفات شوہر اول سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا ہو۔ اگر پورے دو برس میں یا اس کے بعد پیدا ہوا تو وہ بچہ شوہر اول کا نہیں ہے، اس کی طرف نسبت نہ ہوگا اور نہ شوہر ثانی کا ہے بلکہ ولد الزنا ہے اور ان دونوں میں سے کسی کے ذمہ بھی اس کا نفقہ نہیں ہے۔ اور اگر شوہر اول کی وفات سے دو برس سے کم میں وہ بچہ پیدا ہوا تو شوہر اول سے نسب اس کا ثابت ہے اور اس کا وارث ہوگا۔[۱] فقط

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۸۱) زید اپنی بیوی کو اپنے بھائی خالد کے حوالہ کر کے جنگ پر چلا گیا۔ دس ماہ بعد بچہ پیدا ہوا مخالف کہتے ہیں کہ یہ بچہ خالد کا ہے اور خالد و زینب دونوں زانی وزانیہ ہیں۔ اسی وجہ سے خالد کو برادری سے خارج کرنا کیسا ہے اور بچہ زید کا ہے یا خالد کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ زید کا ہے اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[۲] پس خالد اور زینب کو زانی ومزنیہ کہنے والے گنہ کبیرہ کے مرتکب ہیں، ان کو توبہ کرنی چاہئے اور اس اتہام ناجائز کی بناء پر خالد کو برادری سے خارج کرنا جائز

---

[۱] ویثبت نسب ولد معتدۃ الموت لاقل منھما من وقتہ ای الموت اذا کانت کبیرۃ (در مختار) لاقل منھما ای من سنتین (رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۰/۲) ظفیر [۲] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر۔

نہیں ہے اور اہل وطن کا اس مولود ثابت النسب کو ولد الحرام کہنا صریح حدیث الولد للفراش کا خلاف ہے لہٰذا وہ عاصی و فاسق ہیں توبہ کریں۔

شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۸۲) ایک عورت بعد شادی کے دو سال تک اپنے خاوند کے پاس رہی، پھر دو سال تک خاوند سے جھگڑا ہونے پر والدین کے گھر رہی پھر جب خاوند کے گھر آئی تو ساڑھے سات ماہ میں بچہ پیدا ہوا، یہ بچہ خاوند کا ہے یا غیر کا۔

الجواب:- شرعاً وہ بچہ خاوند کا ہی سمجھا جاوے گا اور نسب اس کا اسی سے ثابت ہے لقولہ علیہ السلام الولد للفراش الحدیث[۱] فقط

بچہ کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۳) زید کا باپ شیخ یا سید ہے تو زید اور اس کی اولاد شیخ یا سید شمار ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- نسب باپ کی طرف سے ہوتا ہے جس کا باپ شیخ یا سید ہے وہ بھی شیخ یا سید ہے اور اس کی اولاد آگے کو بھی[۲]۔

طلاق کے بعد دو برس سے کم میں بچہ ہو تو وہ حلالی ہوگا ورنہ حرامی

سوال (۱۱۸۴) بعد طلاق بائن دوران عدت میں بلا عقد ثانی زید و ہندہ میں تعلق زن و شو کا قائم ہو گیا تو اولاد حلالی ہے یا حرامی۔

الجواب:- طلاق کے وقت سے اگر دو برس سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر مطلق سے ثابت ہے اور وہ بچہ ولد الحلال ہے اور اگر دو برس یا زیادہ میں پیدا ہوا تو دعویٰ سے نسب ثابت ہوتا ہے ورنہ نہیں، یعنی اگر مطلق

---

[۱] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ج ۱ ۱۲ ظفیر

[۲] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال الولد لصاحب الفراش (الفراش کنایۃ عن الزوج) (بخاری مع حاشیہ ص ۹۹۹ ج ۲) ظفیر

کہے کہ یہ بچہ میرا ہے تو نسب ثابت ہوگا ورنہ نہ ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطاً فی مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منہما من وقت الطلاق لجواز کونہ عالقا بہ وقت الطلاق ولو لتمامہا لا یثبت النسب الا بدعوتہ لانہ التزمہ (در مختار) ولہ وجہ بان وطأھا بشبہۃ فی العدۃ۔ ھدایہ وغیرھا (شامی[1])

پچا کے کئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ

سوال (۱۱۸۵) مسماۃ عائشہ نابالغہ کے باپ کا انتقال ہوگیا تھا، اس کا چچا اور والدہ وغیرہ موجود تھے، عائشہ صغیرہ کے چچا نے اس کا نکاح جزیرہ مورس میں کر دیا تھا، مگر عائشہ کی والدہ وغیرہ اس نکاح سے ناخوش تھی نہ ان کے مشورہ سے یہ نکاح ہوا تھا۔ عائشہ کی ماں نے دو عالموں سے یہ واقعہ بیان کر کے مسئلہ دریافت کیا اور نکاح فسخ کرانا چاہا مولوی صاحبان نے فرمایا کہ نکاح تو ہو چکا، لیکن اگر تم نکاح فسخ کرانا چاہتی ہو تو جب لڑکی بالغ ہو تب کسی عالم سے فسخ کرا لینا، کیونکہ اس وقت قاضی شرعی کوئی نہیں ہے، پس جب لڑکی بالغ ہوئی تو اس لڑکی کی استدعا پر علمائے مذکورین نے نکاح فسخ کیا اور عائشہ کے چچا کو مورس خبر پہنچائی انھوں نے سکوت کیا۔ اس زمانہ میں حافظ محمد سلیمان صاحب افریقہ میں تھے ان کو اس واقعہ کی مطلقاً خبر نہ تھی۔ چار پانچ سال کے بعد جب حافظ صاحب واپس آئے تو علماء مذکورین اور باشندگان راندیر کی یہ رائے ہوئی کہ عائشہ کا نکاح حافظ صاحب سے ہو جائے، کیونکہ اقرباء میں سے ہیں ہر دو مولوی صاحبان مذکور و دیگر علماء کا اس بر اتفاق تھا کہ نکاح اول فسخ ہو چکا ہے لہٰذا وہ سب اس سعی میں تھے کہ نکاح عائشہ کا حافظ صاحب موصوف سے ہو جاوے۔ اور مسماۃ عائشہ بالغہ بھی اس وجہ سے کہ وہ یہ سمجھتی تھی کہ میرا پہلا نکاح فسخ ہو چکا ہے،

[1] دیکھئے رد المحتار علی ہامش الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

حافظ صاحب سے نکاح کرنے پر راضی تھی، الحاصل حافظ صاحب کا نکاح مسماۃ عائشہ سے ہوگیا، اور اس نکاح میں راندیر، سورت اور اطراف کے معزز علماء شریک تھے، حافظ صاحب کے ایک دختر مسماۃ عائشہ سے پیدا ہوئی جو موجود ہے اور مسماۃ عائشہ کا انتقال ہو چکا ہے۔ پس سوال یہ ہے کہ اس صورت میں نکاح اول مسماۃ عائشہ کا فسخ ہوگیا یا نہیں، اور نکاح ثانی صحیح ہوا یا نہیں، اور اس لڑکی کا نسب حافظ صاحب سے ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- روایات فقہیہ سے یہ ظاہر ہے کہ چچا کے کئے ہوئے نکاح کو نابالغہ بعد بلوغ کے فسخ کرا سکتی ہے، لیکن اس فسخ کے لئے قضاء قاضی شرط ہے، بدون قضاء قاضی وہ نکاح فسخ نہ ہوگا کما فی الشامی فان اختار الفسخ لایثبت الفسخ الا بشرط القضاء فلذا افتی ع علیہ لقولہ فیتوارثان فیہ ای فی ھذا النکاح قبل ثبوت فسخہ[1] اور کوئی عالم اس بارے میں قائم مقام قاضی ہو کر نکاح کو فسخ نہیں کر سکتا۔ البتہ اگر فریقین کسی کو حکم مقرر کر دیں تو حکم قائم مقام قاضی ہو سکتا ہے اور حسب قاعدہ نکاح فسخ کر سکتا ہے بہر حال صورت مسئلہ میں نکاح سابق فسخ نہیں ہوا۔ لیکن ایسی غلطی میں اگر لاعلمی سے دوسرے شخص سے نکاح کر لیا جاوے اور شوہر ثانی سے اولاد ہو تو مفتی بہا روایت کے موافق نسب اولاد کا شوہر ثانی سے ثابت ہوتا ہے۔ پس صورت مسئولہ میں اس لڑکی نسب حافظ محمد سلیمان صاحب شوہر ثانی سے شرعاً ثابت ہے ولد الزنا کہنا اس کو ناجائز اور حرام ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأتہ فتزوجت باٰخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذھب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتوی کما فی الخانیۃ

---

[1] رد المحتار باب الولی ص ۴۲۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

والجوهرة والكافي وغيره الخ وفي الشامي قوله غاب عن امرأته
شامل لما اذا بلغها موته او طلاقه فاعتدت وتزوجت ثم بان
خلافه ولما اذا ادعت ذلك ثم بان خلافه شامی جلد ثانی ص۶۳۱
فصل فی ثبوت النسب - وایضاً فی الدر المختار فی بیان حکم النکاح
الفاسد لكن الصواب ثبوت العدة والنسب وفي الشامي فهذا
صريح في ثبوت النسب فيه[۲] الخ وفي الدر المختار والموطوءة بشبهة
ومنه تزوج امرأة الغير عالما بحالها[۳] الخ

ان عبارات سے واضح ہے کہ صورت مذکورہ فی السوال میں نسب لڑکی کا شوہر ثانی حافظ محمد سلیمان سے ثابت ہے۔

دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہو وہ باپ کا ہوتا ہے

سوال (۱۱۸۶) زید اپنی بیوی کو اس کے والدین کے سپرد کر کے سفر کو چلا گیا۔ پندرہ ماہ بعد واپس آیا تو اس کی بیوی کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب زید کہتا ہے کہ یہ لڑکا میرا نہیں، اس کی بیوی کہتی ہے کہ لڑکا تیرا ہے اب وہ لڑکا زید کا سمجھا جائے یا ولد الزنا۔

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے ولد الزنا نہیں ہے۔ زید سے ہی اس کا نسب ثابت ہے شرعاً دو برس تک بچہ شکم میں رہ سکتا ہے کذا فی کتب الفقہ[۴]

---

[۱] دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۹/۲ ۱۲ ظفیر [۲] دیکھئے رد المحتار علی هامش الدر المختار باب العدة مطلب فی النکاح الفاسد والباطل ص ۸۳۶/۲ ۱۲ ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۳۶/۲ ۱۲ ظفیر [۴] اکثر مدة الحمل سنتان الخ فيثبت نسب ولد معتدة الرجعي الخ وان ولدت لاكثر من سنتين الخ كما يثبت بلا دعوة احتياطا في مبتوتة جاءت به لاقل منهما الخ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۷/۲) ظفیر

جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۷) ایک لڑکی کے والدین نے اس کا نکاح ایک لڑکے سے کر دیا، نکاح سے چار مہینہ کے اندر اس دختر کے لڑکا سالم و مکمل مع کل عضو کے مثل بچہ نو ماہ کے پیدا ہوا، اور زندہ ہے ایسے بچہ کا نسب ثابت ہو گا یا نہیں اور دین مہر جب کہ وہ ایام حمل حرام میں ہوا اس لڑکے یعنی شوہر کے ذمہ واجب ہو گا یا نہیں، اور ایام حمل میں جو نکاح ہوا، یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح اس کا ہو گیا اور اگر شوہر نے وطی اس سے کی ہے تو مہر تام بذمہ شوہر لازم ہو گیا قال فی الدر المختار وصح نکاح حبلی من زنا لا حبلی من غیرہ الخ فان حرم وطؤها حتی تضع (الی ان قال) لو نکحها الزانی حل له وطؤها اتفاقا[۱] الخ لیکن اگر بچہ چھ مہینہ سے کم میں پیدا ہوا ہے وقت نکاح سے تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہیں ہے هکذا فی کتب الفقہ قال فی الدر المختار اکثر مدة الحمل سنتان و اقلها ستة اشهر اجماعا[۲] در مختار و فی باب المهر منه ویتأکد عند وطی او خلوة صحت من الزوج[۳] الخ- فقط-

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو اس کا نسب ثابت نہ ہو گا

سوال (۱۱۸۸) ایک عورت کو اس کے خاوند کے انتقال کے وقت چار مہینہ کا حمل تھا، شوہر کے انتقال کے چار سال تین ماہ بعد لڑکا پیدا ہوا۔ کیا وہ لڑکا

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المختار فصل فی المحرمات ص ۴۰۳ ج ۲ ظفیر

[۲] الدر المختار علی هامش رد المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲ وله بان ولادته لاقل من ستة اشهر لا یثبت النسب وهذا قول محمد وبه یفتی (باب المهر ص ۴۸۶ ج ۲) ظفیر [۳] الدر المختار علی هامش رد المختار باب المهر ص ۴۵۲ ج ۲ ظفیر

ثابت النسب اور اپنے باپ کا وارث ہوگا یا نہ۔

الجواب: اکثر مدت حمل عند الحنفیہ دو برس ہے، پس شوہر کے مرنے کے بعد اگر دو برس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو نسب اس کا شوہر سے ثابت نہ ہوگا اور اس کا وارث نہ ہوگا کما فی الدر المختار وان ولدت لاکثر منهما من وقته (ای الموت شامی) لا یثبت بدائع۔ ولو لهما فکالاکثر بحر[1]۔ فقط

شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۱۸۹) بہشتی زیور حصہ چہارم میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ اگر کسی عورت کا خاوند مر جاوے اور دو سال بعد اس کے بچہ پیدا ہو تو وہ خاوند مرحوم کا مانا جائے گا، دوسرے یہ کہ چار ماہ دس دن عدت کے چلے آتے ہیں اور نکاح ہو گیا۔ ایک سال نو ماہ بعد بچہ پیدا ہوا تو بچہ پہلے خاوند کا مانا جائے گا یا دوسرے کا۔

الجواب: در مختار میں ہے ویثبت نسب ولد معتدة الموت لاقل منهما من وقته ای الموت الخ ولو اقرت بمضیها بعد اربعة اشهر وعشر فولد لتمام ستة اشهر لم یثبت[2] الخ اس مجموعہ عبارت سے معلوم ہوا کہ جس عورت کا شوہر مر جاوے تو اگر دو برس سے پہلے اس کے بچہ پیدا ہو، اور اس عورت نے چار مہینہ دس دن کے بعد عدت ختم ہونے کا اقرار نہ کیا ہو تو اس کے بچہ کا نسب شوہر متوفی سے ثابت ہے اور اگر اس عورت نے دس دن چار ماہ کے بعد عدت گذرنے کا اقرار کیا اور دوسرا نکاح کر لیا اور پھر چھ ماہ یا اس سے زائد میں بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب شوہر ثانی سے ثابت ہوگا۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المختار باب ثبوت النسب ص ۸۶۱/۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المختار باب ثبوت النسب ص ۸۶۰/۲ ۱۲ ظفیر

ساتھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۰) مسماۃ ہندہ بیوہ نے بیوہ ہونے کے چار سال بعد بکر سے نکاح کیا اور نکاح کے سات ماہ بعد مسماۃ ہندہ کے لڑکا تولد ہوا، اس صورت میں نکاح صحیح ہوا یا نہ اور وہ بچہ کس کا ہے۔

الجواب:- نکاح ہندہ کا بکر سے صحیح ہو گیا اور وہ بچہ بھی شرعاً بکر کا ہے نسب اس بچہ کا بکر سے ثابت [1] ہے۔

جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۱۹۱) (۱) مدعا علیہ کو جو مدعی کا دادا ہے، مدعی کے ثبوت نسب سے اس کو انکار ہے، یعنی یہ کہتا ہے کہ میرے بیٹے نے نکاح اس کی ماں سے نہیں کیا بلکہ کہیں باہر سے اس کو لے آیا تھا اور لانے کے چھ مہینہ بعد اس سے یہ اولاد ہوئی تھی، مجھے علم نہیں کہ خفیہ اگر اس نے نکاح کر لیا ہو۔ گواہ کوئی نہیں ہے کیونکہ بہت دنوں کا واقعہ ہے ہاں مدعی کی ماں کو اقرار ہے کہ بیٹا میرا ہے اور اس کے باپ سے میرا نکاح ہوا تھا، اس صورت میں نسب اس کا اپنے باپ سے ثابت ہو گا یا نہ۔

مہر کا حکم

سوال ($\frac{۱۱۹۱}{۲}$) مذکورہ بالا صورت میں مہر کے متعلق عورت کا قول مانا جائے گا یا نہیں۔

غیر شرعی گواہوں کی گواہی

سوال ($\frac{۱۱۹۱}{۳}$) نکاح یا طلاق کے اگر شرعی گواہ نہ ہوں تو غیر شرعی گواہوں کی شہادت مانی جائے گی یا نہیں۔

الجواب:- (۱) نکاح صحیح مانا جائے گا اور نسب ثابت ہو گا، دادا

---

[1] واذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه (الی) وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا یثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدة تامة (هدایه باب ثبوت النسب ص $\frac{۴۱۱}{۲}$) ظفیر۔

کا قول اور دعویٰ معتبر نہ ہوگا ۔

۲ :- مہر کے بارے میں اگر مدعی گواہ معتبر پیش کرے تو وہ مقدار معتبر ہوگی، ورنہ جس کے قول کی شہادت مہر مثل سے ثابت ہو وہ معتبر ہوگا ۔

۳ :- غیر عادل گواہوں کی گواہی سے نکاح وطلاق ثابت نہ ہوں گی مگر جو صورت سوال رد کی ہے اس میں دعویٰ عورت کا متعلق نکاح و ثبوت نسب کے بلا شہادت معتبر ہے اور دادا کا قول گواہی کے ساتھ بھی دربارہ نفی نسب و نفی نکاح مسموع نہیں قال فی رد المحتار لا تسمع بینتہ ولا بینۃ ورثتہ علی تاریخ نکاحھا بما یطابق قولہ لانھا شہادۃ علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال لاثباتہ مھما امکن والامکان ھھنا یسبق التزوج بھا سرا بمھر یسیر الخ ص ۶۲۷ جلد ثانی شامی باب ثبوت النسب ۔

سوال (۱۱۹۲) مسماۃ زبیدہ سے جس پر یکایک عالم غربت آگیا تھا، بکر نے کہا کہ مجھ سے	دو گواہ کی موجودگی میں نکاح ہوا ہے تو اولاد صحیح النسب ہوگی

شادی کرلے مگر خفیہ اس پیام کی اطلاع صرف زبیدہ کی ایک بہن کو ہوئی، مسماۃ زبیدہ تیار ہوگئی، یہ دونوں بہنیں ایک دوسرے مکان میں کسی بہانہ سے لے جائی

ل ولو ولدت فاختلفا فی المدۃ فقالت المرأۃ نکحتنی منذ نصف حول وادعی الاقل فالقول لھا بلا یمین وقالا تحلف وبہ یفتی کما سیجیٔ فی الدعوی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲) قال لغلام ہو ابنی ومات المقر فقالت امہ المعروفۃ بحریتہ الاصل والاسلام انا امی أتہ وہو ابنہ یرثانہ استحسانا (ایضاً ص ۸۶۵/۲) ظفیر

۲ رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر ۔

گئیں اور وہاں ان پر یہ ظاہر کیا گیا کہ قاضی اور وکیل موجود ہیں، ایجاب و قبول معرفت وکلاء ہوا۔ یہ دونوں بہنیں نہ قاضی کو جانتی ہیں نہ وکلاء کو۔ بکر مسماۃ زبیدہ سے مسماۃ ہی کے مکان پر خفیہ طریقہ سے کبھی کبھی ملتا رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ زبیدہ حاملہ ہوگئی اور لڑکا تولد ہوا، اب سوال یہ ہے کہ یہ نکاح جائز سمجھا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور کیا یہ لڑکا حلال کا سمجھا جائے گا اور شرعاً زبیدہ کا اور لڑکے کا کچھ حق ہے یا نہ اگر بکر انکار کردے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- اگر عورت مذکورہ نے نکاح پڑھنے والے کو اجازت نکاح پڑھنے کی بذریعہ وکیل وغیرہ کے دیدی، اور ایجاب وقبول کے سننے والے دو مرد مسلمان موجود تھے تو نکاح منعقد ہوگیا[1]، اور لڑکا بکر کا ہے اور نسب اس کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا وارث بکر کا ہوگا، بکر کا انکار شرعاً معتبر نہ ہوگا، جب کہ دو گواہ نکاح کے موجود ہیں[2]۔

محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۱۹۳) ہندہ کو ایک جاہل پیر نے فتویٰ دیا۔ ہندہ جاہل لاعلم تھا۔ زوجہ مدخولہ کو طلاق دے کر اس کی دختر سے جو دوسرے شوہر سے تھی نکاح کیا صحبت کی اس کو حمل ہوگیا۔ جب قاضی علاقہ کو خبر ملی تو درمیان دختر وفدوی تفریق کرائی اور ہندہ نے توبہ کی۔ اب قاضی ترجیح عدم ثبوت نسب کو دیتا ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] وینعقد بایجاب من احدھما وقبول من الآخر الخ کزوجت نفسی او بنتی او موکلتی منک ویقول الآخر تزوجت الخ وشرط حضور شاھدین حرین مکلفین سامعین الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب النکاح ص ۳۶۱ / ۲ ج) ظفیر۔

[2] ویثبت النسب احتیاطا بلا دعوۃ وتعتبر مدتہ من الوطء الخ وقال ابتداء المدۃ من وقت العقد (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المھر ص ۴۸۲ / ۲ ج) ظفیر

الجواب :- چونکہ نکاح محارم سے نکاح باطل ہے اسلئے مقتضاء اس کا یہی ہے کہ نسب اس کا ثابت نہ ہو کما صرحہ فی الشامی ولم اره یثبت النسب فی نکاح المحارم[1] الخ۔ فقط

ڈیڑھ سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا

سوال (۱۱۹۴) ایک عورت اپنے خاوند سے حاملہ تھی خاوند فوت ہوگیا، ڈیڑھ سال کے بعد لڑکی پیدا ہوئی، یہ لڑکی کس کی طرف منسوب ہوگی۔

الجواب :- شوہر کے انتقال کے بعد ڈیڑھ برس میں جو لڑکی پیدا ہوئی وہ شوہر کی طرف منسوب ہے اور نسب اس کا شوہر متوفی سے ثابت ہے کیونکہ اکثر مدت حمل کے دو برس ہیں[2]۔

دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا، اس کا نسب کس سے ہوگا

سوال (۱۱۹۵) زید سفر سے دو برس کے بعد ۱۷ر جمادی الاولی ۱۳۴۰ھ کو اپنے مکان پہنچا اور ۲۵ر شوال ۱۳۴۰ھ کو تقریباً پانچ ماہ نو یوم میں اس کی زوجہ کے صحیح سالم زندہ بچہ پیدا ہوا، اس صورت میں بچہ صحیح النسب ہے یا نہیں۔ اور مدت حمل کی کم از کم کس قدر ہے۔

الجواب :- بچہ صحیح النسب ہے اور زید کا ہے اسی کی طرف منسوب ہوگا اور مدت حمل کم از کم چھ ماہ ہے، یعنی وقت نکاح سے اگر چھ ماہ کے بعد بچہ پیدا ہوا تو وہ شوہر کا ہے اور سفر اور حضر کا فرق اس بارے میں شریعت نے کچھ نہیں کیا۔ پس اگر زید کے سفر میں ہوتے ہوئے بھی اس کی زوجہ کے بچہ پیدا ہوگا تو وہ

---

[1] رد المحتار باب المهر ص۴۸۲ ج۲، ۱۲ ظفیر۔

[2] واکثر مدة الحمل سنتان لخبر عائشة رضی الله عنها الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۷ ج۲، ظفیر

زید کا ہی شمار ہوگا اور نسب اس کا زید سے ثابت ہوگا لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1]۔ فقط

چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۹۶) ایک شخص نے چھ شادیاں کیں ان سب سے اولاد زندہ موجود ہے اس کے مرنے کے بعد اس کا ترکہ وجائیداد جو کہ اس نے چھوڑی سب کی اولاد کو تقسیم ہوگا یا پہلی چار بیبیوں کی اولاد کو اور باقی دو بیبیوں کی اولاد محروم ہوگی۔

الجواب:۔ نکاح فاسد میں بھی نسب اولاد کا شوہر سے ثابت ہوتا ہے، لہٰذا وہ جملہ اولاد ثابت النسب ہوگی۔ کذا فی الشامی[2]۔ فقط

دوسرے کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب

سوال (۱۱۹۷) ایک شخص نے اپنے بھانجہ کی بیوی سے رسم پیدا کر کے لے کر بھاگ گیا اور دس برس تک لے کر پھرتا رہا دو تین اولاد بھی ہوگئی اور وہ کہتا ہے کہ میں نے نکاح کرلیا تھا حالانکہ اس کا بھانجہ زندہ ہے اور طلاق بھی نہیں دی تو وہ نکاح جائز ہے یا نہ اور اولاد حرام کی ہوگی یا نہ اور برادری میں اس کا نکاح ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ اس کے شوہر نے طلاق نہیں دی تو وہ عورت اسی کے نکاح میں ہے اور جو شخص اس عورت کو لے گیا تھا اور وہ نکاح کرنے کا مدعی ہے اس کا نکاح نہیں ہوا[3]، اور بحکم الولد للفراش جو اولاد ہوئی وہ شوہر

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر [2] وتقدم فی باب المھر ان الدخول فی النکاح الفاسد موجب للعدۃ وثبوت النسب (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر [3] اما نکاح منکوحۃ الغیر ... فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر۔

اول یعنی بھانجہ کی شمار ہوگی اور نسب اولاد کا اس بھانجہ سے ثابت ہوگا - اور برادری میں ان کا نکاح ہو سکتا ہے -

ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب

سوال (۱۱۹۸) زید ایک مشہور شخص تھا اس کا ناجائز تعلق ایک ہندو عورت سے مشہور تھا جس سے اولاد بھی ہوئی لیکن زید نے اپنی حیات میں کوئی تردید نہیں کی - پس اگر اب اس کی اولاد مسلمان اور منکوحہ ہونے کے ثبوت میں ایک نکاحنامہ پیش کرے تو معتبر ہوگا یا نہیں - اور وہ عورت اور اس کی اولاد ان لوگوں کی کفو میں ہوگی یا نہیں جو ماں باپ دونوں کی طرف سے مسلمان ہیں -

الجواب :- اسلام اور نکاح اس عورت کا اور اس کی اولاد کا صحیح النسب ہونا مسلم ہوگا - شامی باب ثبوت النسب میں اس کی تصریح ہے اور چونکہ نسب میں اعتبار باپ کا ہے اس لئے اس کی اولاد کفو ہے ان لوگوں کی جو قدیم الاسلام ہیں[1]

اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی

سوال (۱۱۹۹) ایک شخص نے اپنی بڑی بھاوج سے ناجائز تعلق کر لیا، اس سے دو لڑکیاں پیدا ہوئیں تو لڑکیاں شوہر کی ہوں گی یا زانی کی یعنی ناجائز تعلق رکھنے والے کی اور نفقہ ان لڑکیوں کا اس ناجائز تعلق والے کے ذمہ ہے یا نہیں - حالانکہ مرد اور عورت یعنی زانی و زانیہ دونوں اس امر کا اقرار کرتے ہیں کہ یہ لڑکیاں ناجائز تعلق سے پیدا ہوئی ہیں -

الجواب :- اس صورت میں بحکم الولد للفراش وہ دونوں لڑکیاں عورت کے شوہر کی ہیں اور نسب ان کا اسی سے ثابت ہے - جس شخص سے تعلق

---

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال، الولد لصاحب الفراش (بخاری باب الولد للفراش ص $\frac{999}{2}$) ظفیر -

ناجائز تھا اس کے ذمہ نفقہ ان لڑکیوں کا نہیں ہے، اور وہ لڑکیاں اس ناجائز تعلق رکھنے والے کی طرف منسوب نہ ہوں گی۔

آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۰۰) ہندہ کا خاوند فوت ہوا، ڈیڑھ سال بعد زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح اس طور پڑھا یا گیا کہ ایک مکان کے اندر دو شخص مسلمان عاقل بالغ بلائے گئے۔ ہندہ اور زید بھی اسی مکان میں موجود تھے، ایک اور پانچواں شخص بھی موجود تھا جس نے روبرو ان دو شخصوں کے ہندہ اور زید کا ایجاب وقبول کرا کر عقد کرا دیا۔ عقد نکاح کے وقت حمل اور عدم حمل سے کچھ تعرض اور اظہار نہیں کیا گیا، یہاں تک کہ نکاح سے آٹھ ماہ بعد لڑکا تولد ہوا۔ آیا نکاح مذکور شرعاً صحیح اور منعقد ہوا یا نہیں اور وہ لڑکا صحیح النسب ہے یا نہیں جو شخص اس لڑکے کو بلا تحقیق حرامی کہے وہ کس سزا کا شرعاً مستحق ہے

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح شرعاً منعقد ہو گیا، اور نکاح میں کچھ خرابی اور خلل نہیں آیا اور جو لڑکا نکاح سے آٹھ ماہ بعد تولد ہوا، اس کا نسب زید سے ثابت ہے، جیسا کہ فقہاء تصریح فرماتے ہیں کہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے[1]، پس نکاح سے چھ ماہ یا زیادہ میں جو اولاد ہوگی اس کا ناکح سے ثابت ہوگا وفی الحدیث الولد للفراش وللعاهر الحجر[2]۔ پس جو شخص اس بچہ کو ولد الحرام کہے وہ سخت فاسق وعاصی ہے۔

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۱) زید نے زبیدہ سے زنا کیا اور زبیدہ کو حمل رہ گیا۔ اب چونکہ مسماۃ کو سات ماہ کا حمل زید سے ہے،

---

[1] واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۷ ج ۲) ظفیر۔

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔

لہٰذا زید نے فی الحال زبیدہ سے نکاح کرلیا ہے، تو زید سے اس کا نسب ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[1]۔ پس جو حمل نکاح سے پہلے کا ہے اس کا نسب زید سے ثابت نہ ہوگا۔

شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور پھر حمل رہا مگر شوہر منکر ہے

سوال (۱۲۰۲) ایک شخص نے کبرسنی میں جوان عورت سے نکاح کیا، اس سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ دو سال کے بعد سل و ذیابیطس میں سخت مبتلا ہوا جب کہ اس کی عورت سات ماہ کی حاملہ تھی۔ کہا کہ یہ حمل مجھ سے نہیں ہے اور اس کا دو سالہ بچہ بھی مجھ سے نہیں ہے زنا سے ہے۔ اور طلاق دے کر دونوں جدا رہے۔ بعد وضع حمل مسلول مذکور کا انتقال ہوگیا۔ لہٰذا اس عورت اور دونوں بچے اس کے ترکہ کے مستحق ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اگر طلاق کے وقت سے دو سال سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس بچہ کا اسی شوہر مطلق سے شرعاً ثابت ہوگا کما فی الدر المختار کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما ای من سنتین من وقت الطلاق[2] الخ پس صورت مذکور میں دونوں بچہ وارث متوفی کے ترکہ کے ہوں گے اور نسب ان کا اسی متوفی سے ثابت ہوگا، اور عورت مذکورہ وارث اس متوفی کی نہ ہوگی۔ کیونکہ وضع حمل سے عدت اس عورت مطلقہ کی ختم ہوگئی اور بعد عدت کے اس شخص کا انتقال ہوا تو چونکہ بوقت موت شخص مذکور سے کوئی علاقہ نکاح کا باقی نہ رہا تھا لہٰذا وہ عورت وارث اس شخص کی نہ ہوگی۔ اور امرأة الفار بالطلاق کی زوجہ مطلقہ اسی وقت وارث ہوتی ہے کہ اس کی عدت کے

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵/۲ ۱۲ ظفیر

ختم ہونے سے پہلے اس شخص کا انتقال ہو جاوے۔ کذا فی الدر المختار۔

ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا

سوال (۱۲۰۳) زید کی زوجہ کے ہمبستری سے آٹھ ماہ بائیس روز بعد دختر پیدا ہوئی، اس عورت کے کُل چار لڑکیاں ہیں، سب سے بڑی نو ماہ دس یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ بارہ یوم میں، اس سے چھوٹی نو ماہ دو یوم میں پیدا ہوئے، ان لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے یا نہ، سب سے پہلی لڑکی کا کیا حکم ہے جب کہ قرائن مشتبہ سے یقین ہوتا ہے کہ یہ اپنے باپ کے نطفہ سے نہیں ہے

الجواب:- ان سب لڑکیوں کا نسب زید سے ثابت ہے۔ اور سب لڑکیاں شرعاً زید کی ہیں اور شبہ و شک کرنا اس میں درست نہیں ہے چھ ماہ میں نکاح کے بعد جو لڑکی لڑکا پیدا ہو وہ صحیح النسب ہوتا ہے اور شوہر کا ہی سمجھا جاتا ہے اور نکاح میں کچھ فرق نہیں آتا، نواں مہینہ جب شروع ہو جاتا ہے تو عام طور سے وہ ولادت کا وقت ہے، کسی کو نو ماہ سے کچھ زائد میں بچہ پیدا ہوتا ہے ورنہ اکثر نواں مہینہ شروع ہونے کے بعد ولادت ہو جاتی ہے اس میں وہم اور شک نہ کرنا چاہئے[۱]۔

نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا

سوال (۱۲۰۴) زید نے اپنی داشتہ عورت سے قبل از نکاح زنا کیا اور اس سے لڑکا پیدا ہونے کے بعد اس سے نکاح کر لیا۔ اب اس لڑکے کا نسب زید سے ثابت ہوگا یا نہیں، اور زید کے ترکہ کا وارث ہوگا یا نہ، اب نکاح کے بعد اس داشتہ عورت کا نان ونفقہ کا ذمہ دار زید ہوگا یا نہیں۔

[۱] واقلها ستة اشهر اجماعاً (الدر المختار علی هامش رد المختار باب ثبوت النسب ص $\frac{۸۵۷}{۲}$) ظفیر۔

الجواب :- جو لڑکا بے نکاحی عورت سے قبل از نکاح پیدا ہوا اس کا نسب اس شخص سے ثابت نہیں ہے اور وہ اس کا وارث نہیں ہے لیکن اگر اس کو کچھ ہبہ کرنا چاہے تو کر سکتا ہے یا اگر وصیت اس کے لئے کرے تو ایک ثلث تک صحیح ہو سکتی ہے اور جب کہ اس داشتہ عورت سے نکاح ہو گیا تو وہ مثل دیگر زوجات کے مستحق نفقہ وغیرہ ومستحق وراثت ہو گئی۔

> شوہر عرصہ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا

سوال (۱۲۰۵) زید اپنے گھر سے پردیس چلا گیا، عرصہ دراز کے بعد اس کی بیوی سے بچہ پیدا ہوا وہ بچہ حرامی سمجھا جاوے گا یا حلالی۔

۲ :- زید کا نکاح ہو گیا رخصتی نہ ہوئی اس کو حلالی کہیں گے یا حرامی، یہ دونوں مسئلہ بہشتی زیور کے ہیں ان کی دلیل کیا ہے۔

الجواب :- بہشتی زیور کے ہر دو مسئلوں کی دلیل یہ حدیث ہے الولد للفراش و للعاھر الحجر، اور شوہر سے نسب ثابت ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ بعد نکاح کے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہو، بلکہ اگر چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوگا تو اس کا نسب شوہر سے ثابت نہ ہوگا، کیونکہ اقل مدت حمل چھ ماہ ہے البتہ نکاح سے پورے چھ ماہ میں یا اس سے زیادہ میں بچہ پیدا ہو تو اس کا نسب شوہر سے ثابت[۱] ہوگا، اور دلیل اس کی حدیث مذکور ہے اور فقہاء حنفیہ نے

---

[۱] ان الفراش علی اربع مراتب وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینھما سنۃ فولدت لستۃ اشھر من تزوجھا لتصورہ کرامۃ او استخداما (در مختار) ضعیف وھو فراش الامۃ لا تثبت ومتوسط وھو فراش ام الولد الخ وقوی وھو فراش المنکوحۃ و معتدۃ الرجعی فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان و اقوی کفراش معتدۃ البائن (رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۲ / ج ۲) ظفیر۔

اس کی تصریح سنتان سے کی ہے، تمام کتب فقہ درمختار و ہدایہ و شامی وغیرہ میں یہ مسئلہ مذکور ہے، بدعتی اگر اعتراض کریں گے تو وہ تمام فقہاء حنفیہ پر اعتراض ہوگا۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم

طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب طلاق دینے والے سے ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۶) میں نے ایک عورت سے نکاح کیا تھا، ایک سال بعد اس کو طلاق دیدی۔ دونیم سال گذر گئے مسماۃ کو فہمائش کی کہ تم مظہر کو اس حمل کی تہمت لگاؤ۔ چنانچہ مظہر نے عدالت کے خوف سے ذمہ لے لیا مظہر رہا ہوگیا۔ مگر قسم خداوند تعالیٰ مظہر نے یہ زنا نہیں کیا نہ مظہر کو اس کا علم ہے۔ اس صورت میں حکم شریعت مطہرہ کیا ہے۔

الجواب:۔ اگر سائل نے واقعی زنا نہیں کیا تو وہ عند اللہ بری ہے اور جب کہ طلاق کو دونیم سال گذر گئے تھے اس کے بعد حمل ظاہر ہوا تو وہ شوہر مطلق کا شرعاً نہیں ہے بلکہ وہ حمل زنا سے [۱] ہے البتہ اگر مظہر نے اس کو تین طلاق نہ دی تھی تو اس سے دوبارہ نکاح کرسکتا ہے۔

بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا

سوال (۱۲۰۷) زید نے ایک عورت سے نکاح کرلیا، اسی دوران میں بکر کا اسی عورت سے ناجائز تعلق ہوگیا عورت کے لڑکی پیدا ہوئی، بعد ازاں زید نے عورت کو طلاق دیدی، لڑکی کی شکل و شباہت بالکل زید سے ملتی جلتی ہے۔ بکر قریشی ہے اور زید اور عورت ارائین ہیں، تو لڑکی کس قوم کی کہلاوے گی اور ولد الحرام ہوگی یا نہیں۔

---

[۱] کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق لجواز وجوده وقته ولو لتمامهما لا یثبت النسب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۸ ج ۲) ظفیر۔

الجواب:- زید جس قوم کا ہے وہ لڑکی بھی اسی قوم کی کہلاوے گی کیونکہ اس وقت تک عورت مذکورہ زید کے نکاح میں تھی[1]، لہٰذا بحکم حدیث شریف الولد للفراش وللعاھر الحجر وہ لڑکی منسوب زید کی طرف ہوگی بکر کی طرف منسوب نہ ہوگی اور نسب اس کا زید سے ثابت ہے وہ ولد الحرام نہ کہلاوے گی۔ بہرحال خاندان قریش کا لڑکا اگر اس لڑکی سے نکاح پر راضی ہے اور وہ لڑکی بھی خوش ہے تو نکاح ان کا باہم صحیح ہے۔

جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو

سوال (۱۲۰۸) زید اپنی منکوحہ زینب اور دختر فاطمہ شیرخوارہ کو چھوڑ کر کہیں چلا گیا۔ زینب چونکہ بدچلن تھی، اس نے ایک شخص کے ہمراہ نکاح کرلیا ہے کہ مجھے خاوند نے چھوڑ دیا ہے، زوج ثانی سے اولاد بھی ہوئی، اب تیرہ سال کے بعد زوج اول واپس آیا ہے تو زوجہ اس کو ملے گی یا نہیں اور جو اولاد زوج ثانی سے ہوئی وہ کس کو ملے گی اور فاطمہ جو زید سے ہے اور اب تیرہ سال کی ہے اس کا نفقہ دے کر سالہائے گذشتہ کا زید اس کو لے سکتا ہے یا نہیں اور نکاح ثانی جو زینب نے کیا تھا وہ صحیح یا فاسد ہے یا کیا؟

الجواب:- وہ اولاد جو زوج ثانی سے ہوئی تھی زوج ثانی کی ہے اور زوجہ شوہر اول کی ہے[2] اسی کو ملے گی اور زید اپنی دختر فاطمہ کو بعد بالغہ ہونے کے

---

[1] اذا تزوج الرجل امرأة فجاءت بولد لاقل من ستة اشهر منذ یوم تزوجها لم یثبت نسبه لانه ... وان جاءت به لستة اشهر فصاعدا یثبت نسبه منه اعترف به الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدة تامة (ھدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر

[2] غاب عن امرأته فتزوجت بآخر وولدت اولادا ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸ ج ۲) ظفیر۔

لے سکتا ہے اور بالغہ ہونے تک اپنی والدہ کے پاس کے رہے گی بشرطیکہ اس کی والدہ زید کے گھر آجاوے ورنہ زید فی الحال اپنی دختر فاطمہ کو لے سکتا ہے اور گذشتہ زمانہ کا نفقہ اس کے ذمہ واجب نہیں ہے، بخلاف نفقۃ القریب فانھا لاتصیر دینا ولو بعد القضاء والرضاء الخ شامی[1] ص۹۵۸ ج۲ -

شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا

سوال (۱۲۰۹) ایک عورت مسلمان کی کسی کافر سے بد تعلقی کرکے توبہ کرکے مسلمان ہوکر کسی دوسرے مسلمان سے نکاح کیا، بعد چھ مہینہ کے اس کے شوہر کو حمل کا علم ہونے کے بعد وہ انکار کرتا ہے کہ یہ حمل میری طرف سے نہیں ہے بلکہ اسی کافر کی طرف سے ہے، اس بناء پر وہ اس عورت کو چھوڑنا چاہتا ہے آیا حمل کا انکار صحیح ہوگا یا نہیں -

الجواب:- اس صورت میں شوہر کا انکار کرنا حمل سے صحیح نہیں ہے وہ حمل اسی شوہر مسلمان کا سمجھا جاوے گا۔ کیونکہ ادنیٰ مدت حمل کی شریعت میں چھ ماہ ہے در مختار[2] - فقط

غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۰) زید نے ناجائز طریق پر عمر کی منکوحہ اپنے گھر رکھی اور عرصہ تک عمر سے کہتا رہا کہ تم روپیہ لے کر طلاق دیدو، عمر انکار کرتا رہا، بعد ازاں زید نے یہ دعویٰ کیا کہ عمر نے اپنی منکوحہ کو طلاق دیدی ہے، اور ایک مولوی کے پاس اس امر کے

---

[1] دیکھئے رد المحتار للشامی باب النفقہ ص۹۰۶ ج۲ ۱۲ ظفیر -

[2] اذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشھر منذ یوم تزوجھا لم یثبت نسبہ لان جاءت بہ لستۃ اشھر فصاعدا یثبت نسبہ منہ اعترف الزوج او سکت لان الفراش قائم والمدۃ تامۃ (ھدایہ باب ثبوت النسب ص۴۱۲ ج۲) ظفیر

گواہ پیش کر دیئے کہ ہمارے روبرو اپنی زوجہ کے حق میں حسب ذیل الفاظ کہے ہیں۔ (۱) وہ میری عورت نہیں، وہ میرے کام کی نہیں، میں اس کو آباد کرنا نہیں چاہتا، اس سے میرا کوئی تعلق باقی نہیں ہے، جہاں چاہے چلی جائے میری طرف سے اس کو اختیار ہے۔ مولوی مذکور نے حکم وقوع طلاق کا دیا اور عورت کا نکاح زید سے کر دیا۔ اور اس نکاح سے اولاد ہوئی اور زید مر گیا، مولوی مذکور کا شہادت مذکور پر طلاق کا حکم دینا قضاء ہے یا افتاء۔ یہ الفاظ طلاق کنائی ہیں یا نہ، اور بصورت اول نیت کا ہونا ایقاع طلاق کے لئے شرط ہے یا نہیں۔ برتقدیر اول بدون غیر حاضری عمر نیت کا پتہ کیسے ہوگا، اگر زید کا نکاح ثابت نہ ہو تو یہ عورت اور اس کی اولاد زید کے مال کی وارث ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- اگر عمر کا اپنی زوجہ کی نسبت الفاظ مذکورہ کا کہنا ثابت بھی ہو جاوے تو ان الفاظ سے بدون نیت طلاق کے طلاق واقع نہیں ہوئی، اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے[1]، لہٰذا مولوی صاحب نے جو حکم وقوع طلاق کا مطلقاً کیا ہے یہ فتویٰ صحیح نہیں ہے۔ اور جب کہ طلاق واقع نہیں ہوئی تو عمر کی زوجہ کا نکاح ثانی زید کے ساتھ صحیح نہیں ہوا[2]۔

(۲) یہ الفاظ کنایہ طلاق کے الفاظ ہیں اور وقوع طلاق کے لئے نیت طلاق سے کہنا شرط ہے اور نیت کا حال شوہر ہی سے معلوم ہو سکتا ہے۔

(۳) جب کہ نکاح صحیح نہیں ہوا تو عورت مذکورہ زید کی زوجہ نہیں ہوئی اور

---

[1] فالکنایات لا تطلق بھا الا بنیۃ او دلالۃ الحال الخ فنحو اخرجی واذھبی (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الکنایات ص ۶۳۵/۲۔) ظفیر

[2] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۸۲/۲۔) ظفیر۔

اس سے جو اولاد ہوئی وہ بھی ثابت النسب نہیں ہے لہذا عورت مذکورہ اور اس کے بطن سے جو اولاد زید کے نطفہ سے پیدا ہوئی وہ بھی وارث زید کے ترکہ اور جائداد کی نہ ہوگی۔ فقط

ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے

سوال (۱۲۱۱) ایک عورت منکوحہ اپنے خاوند کو چھوڑ کر دوسرے نامحرم شخص کے ساتھ فرار ہو کر مرتکب زنا ہوئی، اور اس شخص سے اولاد بھی ہوئی، اب وہ عورت توبہ کر کے اپنے پہلے خاوند کے پاس آنا چاہتی ہے تو تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ؟ اور اولاد جو دوسرے شخص سے پیدا ہوئی وہ کس کی ہے؟

الجواب:- اگر شوہر اول نے طلاق نہیں دی تھی تو وہ عورت زوجہ اسی شوہر اول کی ہے نکاح اس کا باقی ہے، تجدید نکاح کی ضرورت نہیں ہے اور اولاد جو کچھ شوہر اول سے علیحدہ رہنے کے زمانہ میں ہوئی وہ سب منسوب شوہر اول کی طرف ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[2]۔ وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة[3] در مختار۔ فقط

زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں

سوال (۱۲۱۲) بے نکاحی عورت سے زانی کے جو اولاد ہوئی اس کا نسب زانی یعنی زید سے ثابت ہوگا یا نہ؟

الجواب:- وہ اولاد ولد الحرام ہے زید سے اس کا نسب ثابت

---

[1] ولذا لو صرح بانه من الزنا لا یثبت قضاء ایضا رد المحتار باب المحرمات ص ۲۰۶ ج ۲ ظفیر

[2] ترمذی باب ما جاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نہ ہوگا قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر۔ بے نکاحی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ زانی سے ثابت النسب نہیں[1] ہے۔

حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا اسکا نسب

سوال (۱۲۱۳) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، اور بوقت نکاح ہندہ حاملہ زنا سے تھی بعد نکاح کے چند ماہ میں ہندہ کے لڑکا پیدا ہوا، تو یہ لڑکا زید کا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر نکاح کے بعد چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا ہے تو اس کا نسب زید سے ثابت نہیں ہے اور نہ وہ لڑکا زید کا وارث ہو سکتا ہے[2]، لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[3]۔ فقط

نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحہ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی

سوال (۱۲۱۴) زید نے ہندہ کے نکاح کا دعوی عدالت میں کیا مگر عدالت نے اس نکاح کو ثابت نہ پایا دعوی خارج کر دیا۔ پھر زید نے اپیل کیا وہ بھی نامنظور ہوا، پھر نگرانی کی وہ بھی نامنظور ہوئی۔ ان تینوں عدالتوں کے فیصلہ کے بعد ہندہ کے ورثاء نے ہندہ کا نکاح بکر سے کر دیا۔ جس شب کو نکاح ہونے والا تھا، اس سے ایک دن پہلے زید مدعی ناکام نے اپنے دو تین رفیقوں کے ساتھ ہندہ اور اس کی بہن اور باپ کی ناک کاٹ لی، زید وغیرہ کو اس مقدمہ میں

---

[1] فلولاقل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لایثبت النسب ولایرث منہ الا لان الوصرح بانہ من الزنا لایثبت (ای النسب) قضاء ایضا (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۱/۲ ظفیر)

[2] ولو نکحھا الزانی حل لہ وطئھا اتفاقا والولد لہ ولزمہ النفقۃ (در مختار ص ۱۸۹/۲) قولہ والولد لہ ای ان جاءت بعد النکاح لستۃ اشھر فلو لاقل من ستۃ اشھر من وقت النکاح لایثبت النسب ولایرث منہ (رد المحتار باب المحرمات ص ۴۰۱/۲ ظفیر)

[3] ترمذی باب ماجاء ان الولد للفراش ص ۱۸۶/۱۲ ظفیر۔

سزا ہوئی، اس سزا کے مرحلہ وا پیل میں زید نے عذر پیش کیا کہ چونکہ میرا نکاح ہندہ کے ساتھ تھا اور اس سے مجھے محروم کیا گیا ہے، اس غیرت سے میں نے جرم کیا تھا، عدالت اپیل نے ابتدائی کاغذات دیکھ کر تحقیقات کے بعد نکاح کو ثابت قرار دیا۔ اب ہندہ بکر کے گھر میں دو تین بچوں کی ماں ہے، اس صورت میں ہندہ اور بچوں کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:- قال فی رد المحتار اما نکاح منکوحة الغیر و معتدته فالدخول فیه لا یوجب العدة ان علم انها للغیر لانه لم یقل احد بجوازه فلم ینعقد اصلاً الخ[1] باب العدة وفی آخر هذا المذهب من الدر المختار ولکن لا عدة لو تزوج امرأة الغیر و وطئها عالماً بذلک الخ[2] پس ہندہ جب کہ منکوحہ زید تھی تو بکر کے ساتھ نکاح اس کا باطل ہے اور نسب اولادِ شوہر ثانی کا شوہر ثانی سے ثابت نہیں ہے لعدم الفراش لانه زنا ولا نسب فی الزنا لقوله علیه الصلوٰة والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[3] یہ جب ہے کہ بکر کو علم ہو کہ ہندہ منکوحہ زید کی ہے۔ اور اگر اس کو یہ علم نہ ہو، اور اس نے بر بنا ر عدم ثبوت نکاح زید خود نکاح کیا اور بعد میں نکاح زید کا ثابت ہو گیا تو اس کے لئے یہ حکم ہے کہ عورت شوہر اول کو ملے گی یعنی زید کو اور اولاد بکر کی ہے۔ درمختار میں ہے غاب عن امرأته فتزوجت باخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی المذهب الخ وفی رد المحتار وانما وضع المسئلة فی الولد اذ المرأة

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب العدة ص ۸۳۵ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العدة ص ۸۲۵ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] مشکوٰة باب اللعان فصل اول ص ۲۸۷ ۱۲ ظفیر۔

ترد الی الاول اجماعاً[1] - فقط

سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی

سوال (۱۲۱۵) ایک شخص نے اپنی سوتیلی ماں سے نکاح کیا اور دخول کیا، اس سے ایک لڑکی پیدا ہوئی - یہ لڑکی اپنے باپ کی کہی جاوے گی یا حرام سمجھی جاوے گی، باپ کی وارث ہوگی یا نہیں اور باپ پر حرام ہے یا نہ -

الجواب :- قال فی الشامی ص۳۰۵ ج۲ باب المھر ولذا لا یثبت النسب ولا العدۃ فی نکاح المحارم ایضاً کما یعلم مما سیأتی فی الحدود[2] الخ وفی الحدود وحاصلہ ان عدم تحقق الحل من وجہ فی المحارم بکونہ زنا محضاً یلزم منہ عدم ثبوت النسب والعدۃ[3] الخ اقول فعلم ان لا نسب ولا عدۃ -

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف

سوال (۱۲۱۶) سیادت کا شرف جو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے حضرات حسنین میں آیا ہے وہی شرف سیادت اب بھی بذریعہ ماں کے شیوخ وغیرہ کی اولاد میں آئے گا یا نہیں -

الجواب :- اثر اس شرف کا بذریعہ ماں کے شیوخ کی اولاد میں بھی آوے گا -

مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے

سوال (۱۲۱۷) ہندہ ایک برہمن عورت نے زید کے ساتھ در پردہ ناجائز

---

[1] رد المحتار مع الدر المختار فصل ثبوت النسب ص۸۶۸ ج۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار للشامی باب المھر مطلب فی النکاح الفاسد ص۴۸۳ ج۲ ۱۲ ظفیر

[3] رد المحتار باب الوطئ الذی یوجب الحد والذی لا یوجبہ ص۲۱۳ ج۳ ۱۲ ظفیر -

تعلق پیدا کیا اور بعد چندے بے حجابانہ زید کو اپنا شوہر مشہور کرنا شروع کیا تاہم زید اپنی بیوی منکوحہ کے ساتھ رہتا رہا، اور ہندہ سے درپردہ ناجائز تعلق مثل سابق رکھتا رہا، عرصہ بیس سال تک تخمیناً یہ ناجائز تعلق رہا۔ اس اثناء میں نہ صرف زید سے بلکہ اور اشخاص سے یہ تعلق ناجائز رہا، ہندہ کے بطن سے تین لڑکے اور دو لڑکیاں پیدا ہوئیں، اور ان کا نام بصورت مسلمان رکھا گیا لیکن یہ تحقیق نہیں ہے کہ یہ اولاد کس کے نطفہ سے پیدا ہوئی، اور نہ زید کو اس اولاد کو اپنی اولاد ہونا اور نہ ہندہ کو اپنی منکوحہ ہونا تسلیم۔ تاہم ہندہ اس اولاد کو زید کے نطفہ سے پیدا ہونا اور اپنے کو زید کی زوجہ منکوحہ ہونا بتلاتی ہے اور یہ اولاد بھی اپنی مادر کے بیان کی تائید کرتے ہیں اس صورت میں اولاد صحیح النسب مانی جائے گی یا نہیں۔ بعد میں زید نے اس عورت ہندہ کو مسلمان کر کے نکاح کر لیا ہے۔

الجواب:۔ وہ اولاد جو ہندہ کے اسلام لانے سے پہلے اور نکاح سے پہلے بطن ہندہ سے ہوئی وہ بحالت مذکورہ صحیح النسب نہیں ہے۔ اور زید کی اولاد نہ مانی جاوے گی ہاں اگر زید نے بھی مثل ہندہ کے ہندہ کا مسلمان ہونا اور اپنی منکوحہ ہونا بیان کیا ہو تو نکاح صحیح مانا جاوے گا اور اولاد صحیح النسب زید کی سمجھی جاوے گی کذا فی الشامی۔

طلاق کے نوماہ بعد جو بچہ ہوا وہ شوہر کا کہا جائے گا

سوال (۱۲۱۸) زید نے اپنی منکوحہ کو ۲۰ ذیقعدہ کو قطعاً جدا کر دیا اور مورخہ ۸ محرم کو بائنہ طلاق دیدی

لہ نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لا یثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۷۱/۲) ظفیر۔

بعد جدائی اور قبل طلاق منکوحہ مذکورہ کے ایام حیض ظاہر ہوئے، جدائی سے نوماہ بعد لڑکا پیدا ہوا، اور بعد جدائی زید کے زید کی منکوحہ کا ناجائز تعلق مسمیٰ پرشاد سے ہوگیا تھا تو یہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا یا حرامی۔

الجواب:- اس صورت میں نسب اس مولود کا زید سے ثابت ہے وہ لڑکا زید کا سمجھا جاوے گا کما یثبت بلا دعوۃ احتیاطا فی مبتوتۃ جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق الخ در مختار[1]

بنی فاطمہ کی افضلیت

سوال (۱۲۱۹) (۱) سوائے بنی فاطمہ خواہ وہ صدیقی فاروقی، عثمانی، علوی، عباسی وغیرہ ہوں نسباً سید ہو سکتے ہیں یا نہیں، اگر نہیں ہو سکتے تو ان مدعیانِ سیادت نسبی کی کوئی وعید شریعت حقہ حنفیہ میں مقرر ہے یا نہیں۔ اگر سید نسباً ہیں تو کیا دلیل ہے۔

(۲):- سیادت نسبی بنی فاطمہ میں منحصر ہے یا نہیں مع دلیل تحریر فرمایئے۔

الجواب:- (۱و۲) بکثرت روایات صحیحہ سے اہل بیت کا سید ہونا معلوم ہوتا ہے۔ اہل بیت کے جس قدر مناقب احادیث میں مذکور ہیں ان کی بناء پر یہ حکم لگا دینا بے جا نہیں کہ بطون قریش میں سب سے بہتر اور اشرف نسباً اہل بیت ہیں۔ البتہ اہل بیت کی تعیین میں علماء کا خلاف ہے کہ اہل بیت کس کو کہتے ہیں۔ محقق اور راجح یہ ہے کہ اہل بیت صرف بنی فاطمہ نہیں بلکہ وہ ہیں جن پر صدقہ کرنے کی ممانعت کی گئی ہے اور جن کے لئے صدقہ کھانا جائز نہیں ہے فی الهدایه وهم آل علی وآل عباس وآل جعفر وآل عقیل وآل الحارث ابن المطلب[2]۔ یہ حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں۔ ان

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۵۸ ج ۲-۱۲ ظفیر
[2] هدایه باب من یجوز دفع الصدقات الیه ومن لا یجوز ص۱۸۶ ج ۱ — الا اولاد عباس وحارث واولاد ابی طالب من علی وجعفر وعقیل (رد المحتار باب المصرف ص۹۰ ج ۲) ظفیر۔

سے بنی فاطمہ اور بھی زیادہ افضل ہیں۔ روایات میں جس قدر فضائل بنی فاطمہ کے مذکور ہیں اوروں کے نہیں۔ نیز حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے جتنا بنی فاطمہ کو قرب حاصل ہے اوروں کو نہیں۔ شاید اسی وجہ سے قدیم زمانہ سے برابر یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ ہی کو سید کہتے ہیں۔ غرض کہ یہ عرف بے وجہ اور بے اصل نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم جلس علی المنبر للخطبۃ الحسن بن علیؓ الی جنبہ وھو یقبل الناس مرۃ وعلیہ اخری ویقول ان ابنی ھذا سید ولعل اللہ تعالیٰ ان یصلح بہ بین فئتین عظیمتین من المسلمین[1] اس روایت سے اگرچہ بنی فاطمہ کے سیادت نسبی میں منحصر ہونے پر استدلال نہیں کرسکتے۔ البتہ یہ ضرور کہنا ہوگا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنی زبان مبارک سے کسی پر سید کا اعلان فرمانا بیشک اس کی سیادت نسبی کے لئے کافی ہے۔ اور یہی وہ طغرائے امتیاز ہے جس کے باعث تمام اہل بیت سے فاطمین کا رتبہ زیادہ ہونا چاہئے۔ اہل بیت اگرچہ سید ہیں لیکن بنی فاطمہؓ سیادت نسبی میں بلاشبہ اوروں سے بڑھ کر ہیں۔ کیوں کہ بنی فاطمہ کا نسب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ قریب ہے۔ طبرانی میں ہے عن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبۃ فان عصبتہم لابیہم ماخلا ولد فاطمۃ فانی عصبتہم فانا ابوھم[2]۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ تمام اہل بیت سید ہیں لیکن جس کو سیادت نسبی کہنا چاہئے بنی فاطمہ میں منحصر ہے بنی فاطمہ سے بڑھ کر

[1] مشکوٰۃ عن البخاری باب مناقب اہل البیت ص ۵۶۹ ۱۲ ظفیر

نسباً کوئی سید نہیں، کیونکہ حضورؐ فرماتے ہیں کہ اگرچہ ہر ایک مؤنث کی اولاد اپنے اپنے باپ کی طرف منسوب ہوتی ہے مگر بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں۔ ان کی عصبیت میری طرف منسوب ہے میں ان کا باپ ہوں۔ یہی اجزاء ہیں جن کے باعث قدیم زمانہ سے یہ عرف چلا آتا ہے کہ بنی فاطمہ کے سوا، اور کسی کو خواہ اہل بیت ہی سے کیوں نہ ہو سید نہیں کہتے۔ اب اس عرف کی بنا پر آج اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی یا عباسی یا علوی اپنے آپ کو سید کہے اس کا یہ دعویٰ مسموع نہیں ہو سکتا۔ بنی فاطمہ ہی کو سید کہا جائے گا۔ بنی فاطمہ کے سوا اہل بیت اگر اپنی سیادت نسبی کے مدعی ہوں تو چونکہ اہل بیت ہونے کی وجہ سے ان کی سیادت نسبی بے اصل نہیں اگرچہ عرف میں اب ان کو سید نہیں کہا جاتا۔ اس لئے ان کے حق میں اس دعویٰ کی نسبت شریعت میں کوئی وعید نہیں، البتہ اگر کوئی صدیقی یا فاروقی یا عثمانی اپنے آپ کو سید بتلائے اور یہ جانتا ہو کہ ہم کسی طرح نسباً سید نہیں ہو سکتے ایسے مدعیان سیادت نسبی کے حق میں وعید شدید ہے کما روی مسلم ص ۵۷ عن سعد و ابی بکرۃؓ ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقول من ادعیٰ الی غیر ابیہ و ہو یعلم انہ غیر ابیہ فالجنۃ علیہ حرام (ترجمہ) "جو شخص کسی کو یہ کہے کہ وہ میرا باپ ہے اور جانتا ہو کہ یہ میرا باپ نہیں اس پر جنت حرام ہے" اس کو عذاب بھگتنا ہوگا بلا سزا پائے جنت میں داخل نہ ہوگا۔

پس معلوم ہوا کہ اگر کوئی شخص باوجود اس کے کہ فاطمی نہیں ہے اپنے آپ کو سید بتلائے عرفاً چونکہ سید کا بنی فاطمہ پر اطلاق کیا جاتا ہے اس لئے ضمناً اس کا یہ دعویٰ ہوا کہ میں بنی فاطمہ سے ہوں، حالانکہ خود جانتا ہے کہ میں فاطمی نہیں

۵؎ مسلم شریف ص ۵۷ ج ۱، ۱۲ ظفیر۔

ہوں، بلاشبہ ایسے شخص کے حق میں وہی وعید شدید ہے جو حدیث میں ذکر کی گئی۔

حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۲۲۰) ظاہر ہے کہ نسب شریعت حقہ میں باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے تو کیا وجہ ہے کہ بنی فاطمہ کا نسب فاطمہ زہری رضی اللہ عنہا سے ثابت کیا جاتا ہے، اگر عورت کی طرف سے نسب ثابت ہوسکتا ہے تو ایک سیدہ اور ایک فاروقی سے یا صدیقی سے بچہ پیدا ہوا تو اس کا نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوگا یا ماں کی طرف سے یا دونوں کی طرف سے، مختار کیا ہے۔

الجواب:- روی الحاکم عن جابر عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کل بنی انثیٰ ینتمون الی عصبة الا ولدی فاطمة فانا ولیهما وعصبتهما۔ اس روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ گو نسب باپ کی طرف سے ثابت ہوتا ہے لیکن بنی فاطمہ اس سے مستثنیٰ ہیں، امام حسنؓ اور امام حسینؓ کا نسب حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کے واسطہ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہے اور یہ صرف حضرت فاطمہؓ کے سیدۃ النساء ہونے اور ان کی غایت شرافت کی وجہ سے ہوا ہے۔ حضرت حسنؓ اور حسینؓ کی خصوصیت ہے۔ آئندہ کسی عورت کی جانب سے خواہ وہ سیدہ ہی کیوں نہ ہو نسب ثابت نہ ہوگا، باپ کا اعتبار کیا جاتا ہے، باپ اگر فاروقی ہو تو بچہ بھی فاروقی ہوگا، باپ اگر صدیقی ہو تو بچہ بھی صدیقی ہوگا۔

ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد | **سوال** (۱۲۲۱) سوائے بنی فاطمہ کے بعض ہاشمی اپنی سیادت نسبی پر یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ ہم پر ہر قسم کا صدقہ حرام ہے اور نیز ہم اہل بیت میں سے ہیں، لہٰذا ہم نسباً سید ہیں۔ پس یہ دلیل ان کی سیادت نسبی کے واسطے کافی ہے یا نہیں اگر کافی نہیں ہے تو صدقہ ان پر کیوں حرام ہے، اور یہ لوگ اہل بیت ہیں یا نہیں اور اہل بیت میں کون کون داخل ہیں اور نیز بنی فاطمہ کی سیادت پر کیا دلیل ہے۔

الجواب :- ان کا سیادت نسبی کے لئے یہ دلیل پیش کرنا صحیح ہے لیکن عرفاً ان کو سید نہیں کہا جائے گا، اہل بیت کے متعلق ابھی کہہ کر آیا ہوں کہ وہ آل علی اور آل عباس اور آل جعفر اور آل حارث بن عبد المطلب اور آل عقیل ہیں۔ صرف بنی فاطمہ ہی نہیں ہیں[1]۔

الغرض بنی ہاشم میں سے جو حضرات اہل بیت کہلاتے ہیں واجب التعظیم اور بطون قریش میں سب سے باستثناء فاطمیین افضل ہیں۔ برعایت عرف اگر کوئی ان کی سیادت نسبی کا منکر ہو تو اس کے لئے شرع میں کوئی جرم نہیں۔ کیونکہ عرفاً ان کو سید نہیں کہتے۔ البتہ جو شخص بغرض اہانت منکر ہوگا اس کے عاصی ہونے میں شبہ ہی نہیں، بسا اوقات اس قسم کے جھگڑوں میں پڑنے سے بڑوں کی شان میں گستاخی اور در پردہ اہانت ہو جاتی ہے، مسلمانوں کو ایسے معاملات میں دخل نہ دینا چاہئے۔ ھذا ما حصل لی واللہ اعلم وعلمہ اتم فان یک صواباً فمن اللہ وان یک خطأ فمنی ومن الشیطان وکان اللہ

---

[1] وإلى بني هاشم (در مختار) تصرفات المذكورة إلى أولاد إذا كانوا مسلمين فقراء أولاد عباس وحارث وأولاد أبي طالب من علي وجعفر وعقيل (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰/ج ۲) ظفیر۔

غفوراً رحیماً۔

اقول وباللہ التوفیق اس میں شک نہیں ہے کہ بنی ہاشم جن پر صدقہ حرام ہے سیادت نسبی ان کی مسلم ہے بلکہ فقہاء رحمہم اللہ تمام قریش کو باہم ایک دوسرے کا کفو فرماتے ہیں اور یہ لکھتے ہیں کہ تفاضل بینھم فی الدر المختار فقریش بعضھم اکفاء بعض قال فی رد المختار قولہ بعضھم اکفاء بعض اشار الی انہ لا تفاضل فیما بینھم من الہاشمی والنوفلی والتیمی والعدوی وغیرھم ولھذا ازوج علی وھاشمی ام کلثوم بنت فاطمۃ لعمر وھو عدوی فلو تزوجت ہاشمیۃ قرشیا غیر ہاشمی لم یرد عقدھا[1] اھ ص ۳۱۶ جلد ثانی شامی اور نیز رد المختار میں اسی صفحہ میں ہے والخلفاء الاربعۃ کلھم من قریش[2] اھ۔ البتہ اس میں بھی کچھ تردد نہیں ہے کہ بنی فاطمہ کو فضیلت زیادہ ہے اور عرفاً سادات وہی کہلاتے ہیں۔ اور نزاع ایسے امور میں لاحاصل ہے۔ والسلام علی من اتبع الہدی۔

باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔

سوال (۱۲۲۲) ہندہ زوجہ بکر تھی، بکر نے ہندہ کو طلاق دے کر نکال دیا۔ ہندہ عرصہ دراز تک بے شوہر رہی، بعد میں ہندہ نے زید سے نکاح ثانی کرلیا۔ اور زید و ہندہ اندازاً تیس سال تک بطور زوجہ وشوہر ہم خانہ رہے اور عام باشندگان قصبہ وغیرہ ان کو جائز مرد وعورت جانتے تھے اور وہ خود بھی باہم ایک دوسرے کو نکاحی شوہر وزوجہ بیان کرتے تھے، اسی عرصہ میں بطن ہندہ سے دو لڑکے اور ایک لڑکی پیدا ہوئی جن کو زید نے اپنی صلبی ونسبی اولاد ہونا تسلیم کیا اور وقت پیدائش

[1] رد المختار باب الکفاءۃ ص ۴۳۶ / ۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

ہر سہ کے حسب رواج ملک بہت خوشی وغیرہ کی، اوران ہر سہ کی شادی بھی زید نے اپنے کفو میں کردی، اور قبل وفات زید نے وصیت کی اور جائداد منقولہ وغیر منقولہ حصہ کے موافق ہر سہ کو تقسیم کردی۔ اب عرصہ پانچ سال کا ہوتا ہے کہ زید مرگیا، اور بعد وفات زید ہر چہار وارث جو زید چھوڑ گیا وہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ پر بعد متوفیٰ زید قابض و مالک اس وقت ہیں۔ پسران زید نے نام درج رجسٹر سرکار کرانے کی بابت دعویٰ کیا جس کو عرصہ تین سال کا ہوا، چنانچہ عزیزان زید نے دعویٰ مذکورہ میں یہ عذر کیا کہ عمرو خالد زید کی اولاد ولد الحرام ہیں چونکہ ہندہ کا نکاح زید سے جائز نہیں ہوا، کیونکہ شوہر سابق بکر نے ہندہ کو طلاق نہیں دی، منجانب ہندہ گواہان طلاق پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کو فلاں مقام پر ہمارے سامنے طلاق بکر شوہر سابق نے دی ہے، پھر عزیزان زید نے یہ عذر کیا کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح زید متوفیٰ کے ساتھ نہیں ہوا، اس لئے اولاد ولد الحرام ہے، اس پر گواہان جانب ہندہ اور نکاح خواں واسطے اثبات پیش ہو کر بیان کرتے ہیں کہ مسماۃ ہندہ کا نکاح خود میں نے پڑھایا اور دیگر گواہان نے بیان کیا کہ ہم مجلس عقد میں شریک تھے اور نکاح ہمارے سامنے ہوا، اب سوال یہ ہے (۱) جو اولاد بطن ہندہ سے پیدا ہوئی جس کو زید نے اپنی اولاد صلبی تسلیم کیا ہے وہ ہر سہ اولاد نسبی وصلبی زید ہیں یا نہیں۔

اولاد باپ کے جائداد کی وارث ہوگی

سوال (۱۲۲۲/۲) عمرو خالد ہر دو پسران زید متوفیٰ کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے وارث ہیں یا نہیں۔

بیوی کا نکاح ثابت ہے

سوال (۱۲۲۲/۳) وجوہات صدر سے مسماۃ کا نکاح ثابت ہے یا نہیں۔

(۱۲۲۲/۱):- واقعات مندرجہ بالا سے ہندہ کو واقعی طلاق ہونا ثابت ہے

یا نہیں۔

(۵) :- عزیزانِ زید متوفی انکار طلاق ونکاح کی شہادت شرع پیش کرتے ہیں یا نہیں، جو حکم شرعی ہو تحریر فرمادیں۔

الجواب :- (۱) جو اولاد زید کی بطن ہندہ سے ہوئی وہ زید سے ثابت النسب ہے اور وارث زید کی ہے۔

(۲) :- عمرو خالد اور ان کی ہمشیرہ اور والدہ چاروں وارث زید کی جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے حسب حصص شرعیہ ہیں۔ پس بعد ادائے حقوق مقدمہ علی المیراث ان سب پر ترکہ زید کا تقسیم ہوگا علی حسب فرائض۔

(۳ و ۴) :- نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ صحیح مانا جائے گا اور شوہر اول کا طلاق دینا جب کہ دو گواہان عادل سے ثابت ہے تو اس کی طلاق ثابت ہوجاوے گی۔ اور بعد عدت کے جو نکاح زید کا ہوا وہ صحیح تسلیم ہوگا۔

(۵) :- اقربار زید کا نفی طلاق ونفی نکاح زید پر گواہان کا پیش کرنا معتبر نہ ہوگا اور وہ گواہی نہ سنی جاوے گی کمافی الشامی والنسب یحتال لاثباته مهما امکن الخ اور اس سے پہلے ہے لو نما شهادة على النفي معنىً فلا تقبل الخ شامی جلد ثانی ص ۶۲۷ باب ثبوت النسب۔[1]

نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب نہیں

سوال (۱۲۲۳) زید نے ہندہ سے ۲۷ ربیع الاول ۱۳۱۸ھ میں عقد نکاح کیا اور ۲۷ جمادی الاولی ۱۳۱۸ھ میں ہندہ کے لڑکا تولد ہوا جب کہ یہ کہا جاتا ہے کہ ہندہ اس کے شوہر سابق نے طلاق دے کر ایک سال سے زائد عرصہ ہوا جدا کر دیا تھا۔ اس صورت میں اس لڑکے کو زید کا فرزند کہیں گے یا ہندہ کے

[1] فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر

شوہر سابق بکر کا فرزند کہا جاوے گا۔ ایسے لڑکے کی وراثت کس کی جانب منتقل ہوگی

الجواب:۔ چھ مہینہ سے کم میں نسب ثابت نہیں ہوتا، پس جو بچہ کہ نکاح سے دو ماہ میں پیدا ہو، اس کا نسب اس ناکح سے یعنی شوہر ثانی سے ثابت نہ ہوگا۔ اور شوہر سابق سے نسب کے ثابت ہونے یا نہ ہونے میں یہ تفصیل ہے کہ اگر طلاق رجعی تھی اور مطلقہ نے اقرار عدت کے گذرنے کا نہ کیا تھا تو دو برس میں اور اس سے زیادہ میں اگر بچہ پیدا ہو تو اسی شوہر سابق کا سمجھا جائے گا، اور نسب اس سے ثابت ہوگا، اور ولادت دلیل رجعت قرار پاویگی اور نکاح ثانی باطل ہوگا۔ اور اگر طلاق بائنہ تھی تو دو برس سے کم میں اگر بچہ پیدا ہوا، اور عدت کے گذرنے کا اقرار نہ کیا تو نسب اس بچہ کا شوہر اول سے ثابت ہوگا اور نکاح ثانی اس صورت میں بھی باطل ہوگا کما فی الدر المختار فیثبت نسب ولد معتدۃ الرجعی الخ وان ولدت لاکثر من سنتین الخ مالم تقر بمضی العدۃ الخ وکانت الولادۃ رجعۃ کما یثبت مبتوتۃ جاءت بہ لاقل منھما من وقت الطلاق الخ[1] درمختار اور وراثت لڑکے کی شوہر ثانی کی طرف منسوب نہ ہوگی، اور شوہر اول کی طرف اس صورت میں منسوب ہوگی کہ نسب اس کا شوہر اول سے ثابت ہو۔ اور اگر ثابت نہ ہو مثلاً وہ مطلقہ عدت کے گذرنے کا اقرار کر چکی ہو اور وقت اقرار سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا نہ ہوا ہو تو پھر نسب اس بچہ کا شوہر اول سے بھی ثابت نہ ہوگا اور اس سے بھی وراثت ثابت نہ ہوگی، اس حالت میں صرف اپنی ماں کا وارث ہوگا، اور اس کی ماں اس کی وارث ہوگی، باپ اس کا کوئی نہ کہلاوے گا۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ج۲ ص۸۵۷۔ ۱۲ ظفیر

شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب

سوال (۱۲۲۴) ایک شخص ملازم اپنی ملازمت پر رہے، اس کے چھوٹے برادر نے اس کی زوجہ کو اپنے گھر میں رکھا، جس سے حمل قرار پاگیا اب وہ شخص رخصت پر آیا تو اس نے اس بدکام سے غیرت نہیں کی بلکہ خوش ہے۔ آیا ان ہر دو برادران سے اہل اسلام کو تا توبہ اجتناب لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:- شوہر والی عورت کا حمل اور ولد جو پیدا ہو وہ شرعاً شوہر کا ہے اور شوہر سے نسب اس کا ثابت ہوتا ہے۔ پس یہ حکم کرنا کہ وہ شوہر کا نہیں ہے بلکہ اس کے بھائی کا ہے غلط ہے لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاهر الحجر[1] اور در مختار میں ہے حتی لو نکح مشرقی بمغربية يثبت نسب اولادها منه[2] الخ پس جب کہ مسئلہ یہ ہے تو پھر کسی کو یہ حق نہیں ہے کہ بدون دیکھے زنا کا حکم کرے اور اس حمل کو واقعی زنا کا حمل سمجھے اور ان سے متارکت کرے۔

زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم

سوال (۱۲۲۵) زید نے اپنی بیوی ہندہ کو طلاق دیدی۔ ہندہ چار یوم بعد بکر سے نکاح کرلیا، اور لڑکا پیدا ہوا، لڑکے کو حرامی کہنا جائز ہے یا نہیں اور بکر کا وارث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- در مختار میں ہے ويجب مهر المثل في نكاح فاسد وهو الذي فقد شرطا من شرائط الصحة

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ص ۲۸۶ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب۔ وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصور كرامة او استخدام ايضاً ص ۸۶۰ ج ۲ (باب ثبوت النسب) ظفیر

کشھود الخ قال فی رد المحتار قولہ کشھود ومثلہ تزوج الاختین معاً ونکاح الاخت فی عدۃ الاخت ونکاح المعتدۃ والخامسۃ فی عدۃ الرابعۃ والامۃ علی الحرۃ وفی المحیط تزوج ذمی مسلمۃ فرق بینھما لانہ وقع فاسداً فظاھرہ انھما لایحدان وان النسب یثبت فیہ والعدۃ ان دخل بحر قلت لکن سیذکر الشارح فی آخر فصل فی ثبوت النسب عن مجمع الفتویٰ نکح کافر مسلمۃ فولدت منہ لایثبت النسب منہ ولا تجب العدۃ لانہ نکاح باطل[1] الحاصل روایات اس بارے میں مختلف ہیں اور احوط بصورت مذکورہ ثبوت نسب وثبوت وراثت ہے یعنی نسب اس لڑکے کا بکر سے ثابت ہے اور وہ لڑکا بکر کا وارث ہے۔

[1] ردالمحتار باب المہر مطلب فی النکاح الفاسد ص۲۸۱/ج۲ وص۲۸۲/ج۲ ۱۲ ظفیر

باب ہفدہم

بچوں کی پرورش کے متعلق احکام و مسائل

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۲۶) ایسی نابالغہ لڑکی جس کی عمر چار سال کی ہو، اور ماں اس کی فوت ہوگئی ہو۔ اور یوم پیدائش سے اپنی نانہال میں پرورش پائی ہو، اور ماں نے قبل فوت ہونے کے اپنی ماں یعنی لڑکی کی نانی کے سپرد کر دیا ہو۔ تا سن بلوغ اپنی نانی کے پاس رہے گی یا کہ لڑکی کا باپ جبراً لے سکتا ہے؟ اگر نانی کے پاس رہے گی تو کتنے سال تک؟ اور اس کی پرورش کے خرچہ کا دیندار لڑکی کا باپ ہوگا یا نہیں؟۔

۲:۔ جس صورت میں یہ خوف ہے کہ اگر دختر مذکورہ بالا اس کے باپ کے حوالہ کردی جائے تو وہ اسے کسی عیسائی اسکول میں سپرد کر دے گا تو شرعاً ایسی لڑکی کو ایسے باپ کے حوالہ کر دینا چاہئے یا نانی کے پاس رہے گی؟۔

الجواب:۔ لڑکی نابالغہ بالغہ ہونے تک نانی کی پرورش میں رہیگی اور صورت مسئولہ میں حق حضانت نانی کو ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت

نہ ہو، اور لڑکی کے اخراجات اس کے باپ کے ذمہ لازم ہوں گے قال الشامی واما النفقۃ علی الولد اذا لم تتبرع بھا فھل لھا الرجوع بھا علی الاب قیل نعم[1] الخ وقال فی الدر المختار ثم ای بعد الام ام الام الخ وفیہ ایضاً فی مقام آخر والام والجدۃ لاب وام احق بھا بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ[2] الخ۔

ج ۲:- حق پرورش نانی کا ہے بشرطیکہ کوئی امر مسقط حق حضانت نہ ہو۔ باپ نانی سے اس لڑکی کو بالغ ہونے تک نہیں[3] لے سکتا۔

ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں

سوال (۱۲۲۷) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سالہ یتیم ہے، اس کے خاندان کا کوئی وارث موجود نہیں ہے، فقط اس لڑکے کی تائی موجود ہے، اور اس کے تایا کے دو داماد عظیم دادخاں اور چھوٹے خاں ہیں۔ بوقت مرنے کے اس لڑکے کی والدہ وصیت کرگئی تھی کہ عظیم دادخاں وغیرہ تم میرے بچہ کی پرورش کرنا۔ چنانچہ

ل وتجب النفقۃ بانواعھا علی الحر لطفلہ یعم الانثیٰ والجمع الفقیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۹۳۲/ ج ۲) ظفیر۔

ل یثبت للام الا ان تکون مرتدۃ الخ او فاجرۃ الخ ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والام والجدۃ احق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۱۷/ ج ۲ وص ۸۸۱/ ج ۲) ظفیر سل وغیرھما احق بھا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احد عشر مشتھاۃ اتفاقاً زیلعی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی لکثرۃ الفساد زیلعی (ایضاً ص ۸۸۱/ ج ۲) اس سے معلوم ہوا کہ مفتی بہ قول کے مطابق نانی کو پرورش کا حق زیادہ سے زیادہ گیارہ برس کی عمر تک ہے۔ واللہ اعلم۔ ظفیر

برضامندی عظیم داد خاں وغیرہ وہ لڑکا اپنی تائی کے پاس رہتا تھا۔ اب اس لڑکے کو اس کی پھوپھی کا لڑکا اس کی تائی سے زبردستی لے گیا ہے اور اس کے مال کو برباد کرنا چاہتا ہے، اس لڑکے کی کفالت کا زیادہ مستحق کون ہے۔

الجواب:- اس بچہ کی پھوپی اگر موجود ہو تو ماں، نانی، خالہ وغیرہ کے بعد پرورش کا حق پھوپی کو ہے، لیکن اگر پھوپی اگر موجود نہ ہو تو پھوپی کے بیٹے کو کچھ حق اس بچہ پر نہیں ہے کما فی الدر المختار۔ ولا حق لولد عم وعمة وخال وخالة لعدم المحرمیة[1] وفی ردالمحتار والولد ابن العمة فی حضانة الغلام الخ[2] پھر شامی نے اس میں یہ بحث کی ہے کہ اگرچہ محرمیت یہاں نہیں ہے لیکن جس صورت میں کچھ اندیشہ فتنہ کا نہ ہو وہاں حق حضانت باقی ہے، مثلاً ابن العم کو لڑکے نابالغ کا حق حضانت حاصل ہے، لڑکی نابالغہ کا حق نہیں ہے۔ اسی طرح پھوپی کے پسر کو نابالغہ دختر پر حق نہیں ہے مگر نابالغ لڑکے پر حق ہے، پس اس کا مقتضی یہ ہے کہ صورت موجودہ میں پھوپی کا بیٹا احق ہے اس کی پرورش کے لئے۔

نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۲۸) عبدالرحمٰن متوفیٰ نے ایک زوجہ اور ایک لڑکا اور ایک لڑکی نابالغان چھوڑی، پھر زوجہ عبدالرحمٰن بھی فوت ہوگئی۔ اس نے اپنا لڑکا اور لڑکی مذکورہ اپنی والدہ کے سپرد کردیئے کچھ دنوں کے بعد عبدالرحمٰن کی ہمشیرہ نے بطمع مال واسباب نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی چھین لیا۔ یہ شرعاً جائز ہے یا نہیں، اور حق پرورش شرعاً کس کو ہے۔

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۹ / ۲۶ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۹ / ۲۶ ۱۲ ظفیر۔

الجواب:- والدہ کے بعد پرورش نابالغان کا حق نانی کو ہے، پس پھوپی کو یہ حق شرعاً نہیں ہے کہ وہ نابالغان کو ان کی نانی سے زبردستی لیوے، کذا فی الدر المختار[1]۔

نانی کی موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۲۹) مسماۃ محمودہ بیگم نے انتقال کیا اور اس نے دو پسر نابالغ ایک شیرخوار اور دوسرا بعمر چھ سال اور ایک دختر نابالغہ بعمر پانچ سالہ چھوڑی، اور یہ تینوں اپنی نانی کے پاس بحق حضانت زیر پرورش ہیں۔ اب ڈیڑھ سال کے بعد محمد عابد باپ نابالغان کا فوت ہو گیا۔ متوفیٰ نے اپنی حیات میں اولاد مذکور کے خورد نوش میں کچھ نہیں دیا اور نہ آئندہ کے لئے کوئی انتظام کیا۔ اب ایک شخص عبد الباسط متوفیٰ کے باپ کے چچا کا پوتہ اور ایک شخص بہار الدین ماموں متوفیٰ کہ جو خسر بھی ہوتا ہے کہ بعد انتقال زوجہ اولیٰ متوفیٰ نے عرصہ ایک سال کا ہوا، اس کی دختر سے نکاح کر لیا تھا کہ جو حاملہ ہے۔ اب جو سہام حصہ نابالغان میں متروکہ والدین سے پہنچیں ان کا محافظ اور متصرف و ولی مال متوفیٰ کے باپ کے چچا کا پوتہ ہے یا ماموں متوفیٰ کا کہ جو خسر بھی ہے، یا نابالغوں کے نانا اور نانی، کون ہو سکتا ہے، اور شرعاً صرف خورد نوش یتیموں کے مال میں سے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- حق پرورش ان بچوں کا اس صورت میں ان کی نانی ہی کو ہے[2]، جن کی پرورش میں وہ ہیں۔ اور ولایت نابالغوں کے مال کی باپ کو ہوتی ہے یا باپ کے وصی کو یا دادا کو یا اس کے وصی کو یا قاضی و حاکم کو یا جس کو وہ مقرر کر دے۔ اور باپ کے چچا کا پوتہ یا ماموں ولی نابالغوں کے مال کے نہیں

---

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت ۱۲ ام الام لا ثم ام الاب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۷ و ص ۸۷۹ ج ۲) ظفیر۔ [2] ایضاً ۱۲ ظفیر

جیساکہ شامی میں ہے واما عند الاصول من الوصیۃ کالعم والاخ او غیرھم کالام ووصیھا وصاحب الشرطۃ لا یصح اذ نھم لہ لانھم لیس لھم ان یتصرفوا فی مالہ تجارۃ فکذا لا یملکون الاذن لہ فیھا والاولون یملکون التصرف فی مالہ[1] اھ اس سے معلوم ہوا کہ سوائے باپ دادا وغیرہ کے چچا یا اس کی اولاد یا بھائی کو نابالغ کے مال میں تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ اور شامی جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے کہ یتیم کے مال میں اگر صلحائے اہل محلہ کوئی تصرف ایسا کریں جس میں نابالغ کا نفع ہو یا اس کو ضرورت ہو تو جائز ہے اس بنا پر نانا، نانی جن کی پرورش میں وہ نابالغان ہیں تصرف مالِ نابالغان میں موقع ضرورت میں کر سکتے ہیں اور ان کے لئے کوئی چیز خرید سکتے ہیں اور تصرف بیع وشراء کا کر سکتے ہیں، پس نابالغوں کے حصہ کا مال ان کے نانا، نانی ہی کے سپرد کر دینا مناسب ہے اور ان کو یہ جائز ہے کہ نابالغوں کے خورد ونوش کے لئے ان کے حصہ میں سے صرف کریں اور حسب ضرورت تصرف بیع وشراء کریں۔ رد المحتار جلد ثالث کتاب الوقف میں ہے قلت وذکر ذامثل ھذا فی وصی الیتیم وانہ لو تصرف فی مالہ احد من اھل السکۃ من بیع او شراء جاز فی زماننا للضرورۃ وفی الخانیۃ انہ استحسان وبہ یفتی[2] اھ

مطلقہ ماں جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے

سوال (۱۲۳۰) زید نے ہندہ کو طلاق دی، طلاق کے بعد اسی وقت ہندہ اپنے والدین کے مکان پر چلی گئی، ایک لڑکا ساڑھے پانچ برس کا اور ایک لڑکی

---

[1] رد المحتار کتاب الماذون مطلب فی تصرف الصبی ومن لہ الولایۃ علیہ ص ۱۵۲ ج ۵۔ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الوقف مطلب ولایۃ نصب القیم الی الواقف ثم ص ۵۶۶ ج ۳۔ ظفیر

نو برس کی مرد کو دے کر چلی گئی اور طلاق دینے کو عرصہ تین ماہ کا گذرا، اور اب تک دو بچے زید کے ہمراہ ہیں۔ اب تین ماہ کے بعد ہندہ نے پرورش کرنے کا دعویٰ ہے۔ آیا بچوں کے پرورش کا حق کس کو ہے ہندہ کو یا زید کو، خلاصہ تحریر کریں، بینوا و توجروا۔

الجواب:- پرورش کا حق والدہ کو ہے جب تک کہ وہ بچوں کی غیر محرم سے اپنا نکاح نہ کرے اور مذکر لڑکے کا حق پرورش سات برس تک ہے اور مؤنث لڑکی کا حق پرورش سن بلوغ تک [1] فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے

سوال (۱۲۳۱) مسماۃ شرم خاتون کی والدہ پہلے مرچکی ہے، پرورش کے واسطے نانی کے پاس رہی اور متروکہ باپ سے گذارہ کرتی رہی، بعد مرنے نانی کے دادی کے پاس پرورش پاتی رہی پھر دادی بھی مرگئی، اس وقت پرورش کے لئے پھوپی مسماۃ صاحب خاتون کے پاس رہی، اب وہ لڑکی گیارہ سالہ ہوچکی ہے، محمد بخش متوفی کا بڑا چچا حسین بھی مرچکا ہے۔ اب احمد مذکور لڑکی مذکورہ کو اس کی پھوپی مسماہ صاحب خاتون سے واپس لینا چاہتا ہے، صاحب خاتون انکار کرتی ہے اور کہتی ہے کہ میرا حق پرورش لڑکی کے بلوغ تک ہے، اس کے قبل نہیں دونگی کیا اس صورت میں احمد مسماۃ شرم خاتون کو اس کی پھوپی صاحب خاتون سے

---

[1] الحضانۃ تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ اوفاجرۃ الخ او غیر مامونۃ الخ اومتزوجۃ بغیر محرم الصغیر الخ والحاضنۃ اما اوغیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی الخ واحق بھا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاھر الروایۃ (الدرالمختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۸۱ ج۲ و ص۸۸۲ ج۲) ظفیر۔

لے سکتا ہے یا نہیں، اور حسین متوفی کا لڑکا اللہ دتہ موجود ہے، وہ اگرچہ عصوبۃ میں احمد مذکور سے کم ہے مگر لڑکی مذکورہ کا ماموں بھی ہوتا ہے وہ لڑکی کا متولی بننے میں احمد سے زیادہ تر مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب: درمختار میں ہے وغیرہما احق بھا حتی تشتھی وقدر بتسع وبہ یفتی وبنت احدی عشر مشتھاۃ اتفاقاً[۱] اس عبارت سے معلوم ہوا کہ سوائے ماں اور نانی اور دادی کے دیگر حاضنہ کو حق پرورش لڑکی کے مشتہاۃ ہونے تک ہے اور گیارہ برس کی لڑکی باتفاق مشتہاۃ ہے، لہٰذا مسمی احمد جو ولی نابالغہ کا ہے اس کو صاحب خاتون سے لے سکتا ہے۔ اور اللہ دتہ پسر مسمی حسین کو بموجودگی احمد مذکور کے حق ولایت حاصل نہیں ہے۔

ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے

سوال (۱۲۳۲) زید نے ہندہ کو طلاق دی اور ہندہ نے مہر معاف کیا، اور بچوں سے لادعوی ہونے کا اقرار کیا، اب ساڑھے تین ماہ کے بعد بچوں کی پرورش کا دعوی کرتی ہے۔ آیا حق پرورش کس کو ہے، اور ہندہ کے اقرار توڑنے پر طلاق ہوئی یا نہیں۔

الجواب: جبتک ہندہ بچوں کے غیر محرم سے نکاح نہ کرے حق پرورش شرعاً ہندہ کو ہے[۲]۔ اور طلاق جو ہو چکی ہے وہ اب باطل نہیں ہو سکتی۔ فقط

ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش

سوال (۱۲۳۳) زید نے اپنی زوجہ سے رنج و تکرار کر کے علیحدگی اختیار کی، زید سے اس عورت کی ایک لڑکی بعمر آٹھ سال، اور

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۸۱ ج۲ ظفیر

[۲] الحضانۃ تثبت للام الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ او متزوجۃ غیر محرم الصغیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۷۱ ج۲ وص۸۷۲ ج۲) ظفیر۔

ایک لڑکا بعمر چار سال موجود ہے، زید نے جبراً لڑکی کو لے کر اس کا نکاح کر دیا اور لڑکے کو بھی جبر سے لینا چاہتا ہے، قانون عدالت دس کی عمر سے کم اجازت نہیں دیتا کہ بچہ اس کی ماں سے علیحدہ کرا دیئے جاویں، شرعاً کیا حکم ہے، زید کس عمر میں ان بچوں کو ان کی ماں سے لے سکتا ہے۔

الجواب:- حکم شرعی در بارہ حق پرورش یہ ہے کہ لڑکی ماں کے پاس بالغہ ہونے تک اور حائضہ ہونے تک رہ سکتی ہے، اور لڑکا سات برس تک اس سے پہلے بدون کسی امر مانع وسقوط حق حضانت کے باپ اپنی اولاد کو ان کی والدہ سے جبراً نہیں لے سکتا[۱]۔ اور نکاح کا اختیار باپ کو ہے، نکاح کا ولی وہی ہے، اس کو اختیار ہے نابالغوں کا نکاح جہاں مناسب سمجھے کر دیوے اس میں ماں کو کچھ دخل اور اعتراض نہیں ہو سکتا۔ الغرض نکاح مذکور صحیح ہو گیا، البتہ حق پرورش والدہ کو لڑکی کے بالغہ ہونے تک ہے۔ فقط

حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے

سوال (۱۲۳۴) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، دو لڑکے جن کی عمر ساڑھے پانچ سال اور ساڑھے تین سال ہے زید کے پاس رہنے چاہئے یا زید کی بیوی کے پاس، اگر زید کی بیوی کے پاس رکھے جائیں تو ان کے خرچہ کا کون ذمہ دار ہوگا۔

الجواب:- حق پرورش ان بچوں کی والدہ کو حاصل ہے لڑکی کے

---

[۱] الحضانة تثبت للام اه‍ والحاضنة اماً او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع اه‍ واحق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای تبلغ فی ظاهر الروایة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۱ ج ۲ وص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر

لئے حق پرورش بلوغ تک ہے، اور لڑکے کے لئے سات برس ہیں، اور نفقہ ان کا باپ کے ذمہ ہے، لیکن ماں کی بدچلنی کی وجہ سے اگر بچوں کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو ماں کا حق ساقط ہے پھر اگر اور کوئی حاضنہ پرورش کنندہ مثل خالہ پھوپی وغیرہ نہیں ہے تو باپ لے سکتا ہے۔

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے | **سوال** (۱۲۳۵) ہندہ کے ناجائز حمل سے جو لڑکا پیدا ہوا، اس کے بار پرورش کا کون ذمہ دار ہے۔

الجواب:- اس کی پرورش بھی ماں کے ذمہ[1] ہے۔

ولد الزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں | **سوال** (۱۲۳۶) ایک عورت سے زنا کیا لڑکی پیدا ہوئی، جب لڑکی سات ماہ کی ہوئی تو ماں مر گئی، لڑکی کا نانا اس کی پرورش کرتا ہے، لوگ معترض ہیں تو نانا اس کو پرورش کرے یا نہ کرے۔

الجواب:- نانا کا پرورش کرنا اس لڑکی کو کچھ گناہ نہیں ہے بلکہ ثواب کا کام ہے اور ضروری ہے، پس اس وجہ سے چھوڑنا نانا کو درست نہیں ہے۔

ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش | **سوال** (۱۲۳۷) زید نے ایک لڑکا چھ ماہ کا چھوڑ کر انتقال کیا، زید کے بھائی نے کچھ خبر گیری نہ کی، اب زوجہ زید مسماۃ ہندہ عقد ثانی کرنا چاہتی ہے، عمر ہندہ کے لڑکے کو لینا چاہتا ہے، اور کہتا ہے کہ ہندہ بلا عقد رہے تو لڑکا اس کا ہے ورنہ عمر لے لیگا، شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- مسئلہ یہی ہے کہ اگر ہندہ اپنا نکاح ایسے شخص سے کریگی

---

[1] الحضانة تثبت للام الا ان تكون مرتدة اذا و فاجرة فجوراً يضيع الولد به كزنا و غناء و سرقة كما في البحر الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص $\frac{871}{2}$ و ص $\frac{872}{2}$) ظفير

[2] الحضانة تثبت للام النسبية (ايضاً ص $\frac{871}{2}$) ظفير

جو کر لڑکے کا محرم نہ ہو تو ہندہ کا حق پرورش ساقط ہو جاوے گا[1]، اور ماں کے بعد حق پرورش عورتوں کا حق ہے جیسے نانی، دادی، خالہ، پھوپی وغیرہ ان کا حق ہو جاوے گا، عمر کا حق اس وقت ہو گا کہ کوئی مذکورہ بالا... عورتوں میں سے نہ ہو[2]۔ فقط

ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے

سوال (۱۲۳۸) زید و بکر دونوں حقیقی بھائی ہے زید کا بیٹا عمر ہے، اس کی ایک لڑکی پانچ سالہ ہے جس کو چھوڑ کر عمر فوت ہو گیا، اس کی زوجہ نے نکاح ثانی کر لیا، عمر متوفی کے ایک حقیقی ہمشیرہ موجود ہے اور تین بھائی چچازاد ہیں، اس صورت میں حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب:- محمد عمر متوفی کی زوجہ نے اگر نکاح ایسے شخص سے کیا ہے جو کہ لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس کا حق پرورش ساقط ہو گیا، اب بصورت موجودہ جب کہ لڑکی کی نانی، دادی خالہ کوئی نہیں ہے تو حق پرورش لڑکی کی پھوپی یعنی محمد عمر کی ہمشیرہ کو ہے[3]۔ فقط

ماں جب غیر سے شادی کرے اور نانی نہ ہو تو دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۳۹) شکر اللہ نے انتقال کیا ایک لڑکا نابالغ اسمٰعیل اور ایک برادر حقیقی اور

---

[1] والحضانة يسقط حقها بنكاح غير محرمه اى الصغير (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۹۸ ج ۲) ظفير

[2] ثم اى بعد الام بان ماتت اولم تقبل او تزوجت باجنبى ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت الخ ثم الخالات كذلك ثم العمات كذلك (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۷ ج ۲ و ص ۸۷۸ ج ۲) ظفير

[3] فان لم يكن له ام فام الام الخ فان تكن له ام الام فام الاب فان لم تكن له جدة فالاخوات الخ ثم الخالات الخ ثم العمات الخ وكل من تزوجت من هولاء يسقط حقها (هدايه باب الحضانة ص ۴۱۴ ج ۲) ظفير

زوجہ حشمت جس نے نکاح ثانی کرلیا ہے اور والدہ وارث چھوڑے، تو حق پرورش کس کو ہے یعنی اسمٰعیل کی دادی کو یا اسمٰعیل کے نانا کو۔

الجواب:- اسمٰعیل کا حق پرورش بعد نکاح کرلینے حشمت کے غیر سے اسمٰعیل کی دادی کو ہے اور ولایت نکاح اس کے چچا حقیقی کو ہے، نانا کو کچھ حق پرورش نہیں[1] ہے۔

ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے، ماموں کو نہیں۔

سوال (۱۲۴۰) ایک لڑکی نابالغہ یتیمہ کی پرورش دو سال سے جب سے والدین راہی عدم ہوئے ہیں اس لڑکی کی بڑی بہن کے ذمہ ہے، اور خالہ زاد بہن بھی متکفل ہے۔ اب اس لڑکی کو اپنے قبضہ میں لینے کے لئے حقیقی ماموں نے دعویٰ عدالت کیا ہے اس صورت میں ولایت نکاح اور ولایت پرورش کا حق کس کو ہے۔

الجواب:- نابالغہ کا حق پرورش ماں، نانی، دادی کے بعد اس کی بہن کو ہے، بہن کی موجودگی میں ماموں کو حق پرورش نہیں ہے اور اختیار نکاح کا بھی بصورت نہ ہونے عصبات کے ماں وغیرہ کے بعد بہن کو ہے، ماموں کو کچھ اختیار اور ولایت نکاح نابالغہ کی اس صورت میں نہیں ہے، درمختار میں ہے فان لم یکن عصبة فالولایة للام الخ للاخت الخ ثم لذوی الارحام العمات ثم الاخوال الخ[2]۔

---

[1] ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ والحاضنة یسقط حقها بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۸۰ ج۲) الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ بلا توسط انثی (ایضاً باب الولی ص ۴۲۷ ج۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج۲ ۱۲ ظفیر۔

ماں جب غیر سے نکاح کرلے تو اس کا حق پرورش ختم ہوجاتا ہے

سوال (۱۲۴۱) زید ایک زوجہ اور دختر ڈھائی سالہ چھوڑ کر فوت ہوا، دو سال کے بعد عورت نے نکاح ثانی کرلیا، زید کے چچازاد بھائی لڑکی کو لے جانا چاہتے ہیں تو عورت لڑکی کو رکھ سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر اس عورت نے نکاح ثانی ایسے شخص سے کیا ہے جو لڑکی کا محرم نہیں ہے تو اس عورت کا حق پرورش ساقط ہوگیا اس کو کچھ حق لڑکی کے روکنے کا اور جبراً رکھنے کا نہیں [1] ہے۔

نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے

سوال (۱۲۴۲) زید کی زوجہ فوت ہوگئی، دو لڑکیاں ایک ۱۲ سالہ ایک ۸ سالہ ہیں: زید ان کو اچھی طرح سے پرورش کرسکتا ہے، لڑکیوں کی بہن شادی شدہ اور چچا چچی دادا موجود ہیں، لیکن لڑکیوں کا نانا اپنا حق پرورش بتلا کر روکتا ہے، آیا بمقابلہ زید کے نانا کو حق حضانت حاصل ہے یا نہیں

الجواب:- والدہ کے بعد حق پرورش نابالغان کا نانی کو ہے پھر دادی کو پھر بہن کو الخ پس اگر نانی، دادی نابالغان کی کوئی نہیں ہے، تو حق پرورش ان کی بہن کو ہے نانا کو اس صورت میں کچھ حق روکنے کا نہیں [2] ہے اگر نانی زندہ نہ ہو، اور ولایت واختیار نکاح باپ کو ہے ھکذا فی کتب [3] الفقہ۔

---

[1] الحاضنۃ یسقط حقہا بنکاح غیر محرمہ ای الصغیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۳ ج ۲) ظفیر [2] ثم ای بعد الام بان ماتت ... ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام الخ ثم الخالات الخ ثم العمات (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۷ ج ۲ وص ۸۷۸ ج ۲) ظفیر [3] الولی فی النکاح العصبۃ بنفسہ (ایضاً باب الولی ص ۴۲۲ ج ۲) ظفیر۔

لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا کسی کو حق پرورش نہیں

سوال (۱۲۴۳) سندر خاں کا باپ منو خاں فوت ہوگیا اس نے ایک زوجہ بھوری جان اور ایک پسر سندر خاں نابالغ بھوری جان کے بطن سے اور ایک پسر خان محمد خاں بالغ پہلی زوجہ متوفیہ کے بطن سے چھوڑی، اس وقت سندر خاں کی عمر آٹھ سال کی ہے، اور اس کی والدہ بھوری جان بدچلن آوارہ ہے، تو اس کو حق پرورش سندر خاں کا حاصل ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں سندر خاں پسر منو خاں کا حق حضانت اس کی والدہ مسماۃ بھوری جان کو نہیں ہے کیونکہ اول تو اس کی عمر آٹھ سال کو پہنچ گئی ہے اس حالت میں کسی کو بھی حق حضانت اس کا باقی نہ رہا، اور بھوری جان کو بوجہ بدچلنی وغیرہ کے سندر خاں کا حق حضانت اس حالت میں بھی باقی نہ رہتا، جب کہ سندر خاں لائق حضانت ہوتا جیسا کہ عبارت در مختار اس پر صراحۃً دلالت کرتی ہے الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الو[1]

پس اب سندر خاں اپنے ولی کے سپرد کیا جاوے گا جو کہ صورت موجودہ میں اس کا علاتی بھائی خاں محمد خاں ہے جیسا کہ شامی میں ہے واذا استغنی الغلام[2] فالعصبۃ اولی الاقرب فالاقرب[3] اھ اور اس سے پہلے یہ عبارت مذکور ہے واذا استغنی الغلام عن الخدمۃ اجبر الاب او الوصی او الولی علی اخذہ[3] اور استغناء کی مدت سات برس کی عمر ہے۔ کما فی الدر المختار وقدر بسبع[4] اھ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۷۷ ج۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۸۵ ج۲ ظفیر [3] ایضاً ۱۲ ظفیر

[4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۸۱ ج۲ ۔ ظفیر

بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے

سوال (۱۲۴۴) بچہ کو دودھ پلوانا والدین میں سے کس پر فرض ہے خواہ وہ غریب ہوں یا امیر۔

الجواب: دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے، یعنی یہ کہ اگر ماں دودھ نہ پلاوے تو باپ کسی مرضعہ کو مقرر کرے کہ وہ ماں کے پاس رہ کر دودھ پلاوے لیکن اگر باپ غریب ہے اور ماں کو کوئی عذر نہیں ہے تو ماں کے ذمہ بچہ کو دودھ پلانا ضروری ہے[1]۔

ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے

سوال (۱۲۴۵) ماں کے بعد نانی کو نابالغان کی حضانت کا اختیار ہوتا ہے یا کسی دیگر رشتہ دار کو۔

الجواب: حق حضانت ماں کے بعد نانی کو ہے[2]۔

لڑکی کے بالغ ہونے تک حق پرورش ہے

سوال (۱۲۴۶) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے اور جب کہ لڑکی اپنی نانی کے پاس رہنا چاہتی ہو کہ جس نانی نے اسے پرورش کیا اور جس کو اس لڑکی کی حضانت کا اختیار ہو، اس صورت میں اس لڑکی کو کوئی مرد رشتہ دار بعید جو مجرد ہو اور نامحرم لڑکی کا ہو تو وہ شخص لڑکی کو بجبر اس کی نانی سے کیا لے سکتا ہے؟

الجواب: حق حضانت لڑکی کے حائضہ ہونے تک نانی کو ہے

---

[1] الحضانة تثبت للام الا ولا تجبر من لها الحضانة عليها الا اذا تعينت لها ولم يأخذ ثدى غيرها او لم يكن للاب ولا للصغير مال به يفتى (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۲/۲۶) ظفير

[2] ثم بعد الام بان ماتت او لم تقبل الا ام الام وان علت (الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۲/۸۷۷ و ص ۲/۸۷۸) ظفير

دور کا رشتہ دار اگرچہ وہ ولی نکاح کا ہو، نانی سے اس کو نہیں لے سکتا[1]،

زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی

سوال (۱۲۴۷) اگر لڑکی کی حضانت کا زمانہ ختم ہو گیا ہو، اور لڑکی کا ولی لڑکی کو اس عورت سے کہ جس کی حضانت میں وہ رہی ہو، لینا چاہے تو کیا اس عورت کو خرچہ پرورش جو اس کی پرورش میں خرچ ہوا ہے اس شخص سے کہ جو اپنے قبضہ میں لے لینا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- زمانہ گذشتہ کا خرچہ نانی وغیرہ جس کو حق حضانت ہے، ولی عصبہ سے نہیں لے سکتی[2]۔

بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جا سکتا ہے

سوال (۱۲۴۸) لڑکی کے حائضہ ہونے سے پہلے بغیر رضامندی لڑکی کے نانی سے کوئی جدا کر سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نہیں[3]۔

---

[1] ثم بعد الام الام الام الخ والحاضنة الخ احق به الخ والام والجدة لام ولاب الخ احق بها ای بالصغیرة حتی تحیض ای اتبلغ فی ظاہر الروایۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص۸۷۷ و ص۸۸۱ ج۲) ظفیر

[2] والنفقۃ لا تصیر دینا الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحھما علی قدر معین اصنافا الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص۹۱۰ ج۲) ظفیر

[3] فان لم تکن لہ ام فام الام اولی من ام الاب والام والجدۃ ام او لاب احق بالجاریۃ حتی تحیض (ہدایہ باب حضانۃ الولد ص۴۱۳ و ص۴۱۴ ج۲) ظفیر۔

حق پرورش کی مدت

سوال (۱۲۴۹) دختر کو اس کی ماں کو اور ماں نہ ہو تو نانی کو حق حضانت کس مدت تک ہے، اور دختر کے باپ کا چچازاد بھائی دختر کو اس کی نانی سے بجبر لینے کا مجاز ہے یا نہیں۔

الجواب:- ماں کو اور اس کے بعد نانی کو حق حضانت لڑکی کا اس لڑکی کے حائضہ ہونے تک ہے یعنی بالغہ ہونے تک ہے، اور ولایت نکاح نابالغہ کے عصبات کو ہے علی ترتیب الارث والحجب۔ اور اگر کوئی ولی محرم لڑکی کا نہ ہو بلکہ غیر محرم ہو تو لڑکی بعد پورا ہونے حق حضانت کے اس کے سپرد نہ کی جاویگی، بلکہ جس کے پاس ہے مثلاً نانی وغیرہ کے اسی کے پاس چھوڑی جاوے گی، درمختار میں ہے والام والجدۃ لام اواب احق بہا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ الخ وفی رد المحتار فی الخلاصۃ وغیرھا واذا استغنی الغلام او بلغت الجاریۃ فالعصبۃ اولی یقدم الاقرب فالاقرب ولا حق لابن العم فی حضانۃ الجاریۃ اھ قلت بقی ما اذا انتہت الحضانۃ ولم یوجد لہا عصبۃ ولا وصی فالظاہر انہ یترک عند الحاضنۃ الخ[1] وفیہ ایضاً وبتعلیلہم بان ابن العم غیر محرم وانہ لا حق لغیر المحرم۔

ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے

سوال (۱۲۵۰) زید کا انتقال ہوگیا اور زید کے تین لڑکیاں صغیر سن ہندہ بیوۂ زید کے بطن سے ہندہ کے پاس موجود ہیں، انتقال زید کے دو برس بعد ہندہ نے بچوں کے نامحرم سے نکاح ثانی کرلیا تو حق حضانت لڑکیوں کا ان کی نانی کو ہے یا علاتی بہن اور پھوپی کو، جب کہ علاتی بہن اور پھوپی لڑکیوں کا صرف خود اپنے پاس سے اٹھادیں۔

۱؎ رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۸۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر

الجواب: قال فی الدر المختار ثم ای بعد الام الخ ام الام الخ ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام ثم لاب[۱] الخ وفی الشامی اراد ت ام امہ تربیتہ باجر وام ابیہ ترضی بذلک مجانا فاجبت بانہ ید فع للمتبرعۃ[۲] الخ ص ۶۳۵

روایت در مختار سے یہ معلوم ہوا کہ نانی اور دادی کے بعد بہن کا حق ہے اور روایت شامی سے معلوم ہوا کہ ان میں سے جو مفت پرورش کرے وہ احق ہے، لہذا صورت مذکورہ میں لڑکیاں علاتی بہن اور پھوپی کے پاس چھوڑی جائیں گی تا کہ لڑکیوں کا نقصان مالی نہ ہو۔

نابالغ کا حق پرورش

سوال (۱۲۵۱) زید فوت ہوا۔ اس نے ایک زوجہ تین لڑکیاں چھوڑی، ایک کی عمر ڈھائی برس کی ہے، حق پرورش کس کو ہے۔

الجواب: پرورش کا حق اول اس کی والدہ کا ہے، پھر نانی کا، پھر دادی کا اور پھر بہنوں کا حق ہے[۳]۔

بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ

سوال (۱۲۵۲) اس لڑکی کا مال بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے یا کیا کیا جاوے۔

---

۱ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۶ ج ۲ و ص ۸۷۶ ج ۲۔ ظفیر

۲ رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۴ ج ۲ ۱۲ ظفیر

۳ احق الناس بحضانۃ الصغیر حال قیام النکاح او بعد الفرقۃ الام الخ وان لم تکن لہ ام تستحق الحضانۃ الخ فام الام اولی من کل واحدۃ الخ فان لم یکن للام ام فام الاب اولی ممن سواھا الخ فان ماتت الخ فالاخت لاب و ام (عالمگیری مصری کتاب الطلاق الباب السادس عشر فی الحضانۃ ج ۱ ص ۵۳۲) ظفیر

الجواب:- بالغ ہونے پر اسی کو دیا جاوے گا۔[1]

پرورش کا خرچ

سوال (۱۲۵۳) خرچ پرورش کس کے ذمہ ہے اور کس قدر اور کتنی مدت تک۔

الجواب:- اگر خود اس لڑکی کا مال موجود ہے تو اس میں سے اس کا خرچ لیا جاوے گا، اور اگر اس کے پاس نہیں ہے یعنی اس کے باپ نے کچھ نہیں چھوڑا تو والدہ وغیرہ کے ذمہ ہے اور ترتیب اس کی کتب فقہ میں مذکور ہے۔ کلیہ قاعدہ یہ ہے کہ جس کے ذمہ اس کا نفقہ ہے اس کے ذمہ یہ خرچ پرورش کا ہے اور مدت حضانت مذکر کے لئے سات برس ہے اور مؤنث کیلئے بلوغ یعنی حیض کا آنا ہے۔[2]

بچہ کا ولی کون ہوگا

سوال (۱۲۵۴) بعد پرورش کون ولی ہوگا۔

---

[1] نفقة الاولاد الصغار على الاب لا يشاركه فيها احد الخ ارضاع الصغير اذا يوجد من ترضعه انما يجب على الاب اذا لم يكن للصغير مال و اما اذا كان له مال فتكون مؤنة الرضاع في مال الصغير كذا في المحيط الخ ونفقة الصبي بعد الفطام اذا كان له مال في ماله الخ وان كان الاب زمنا وليس للصغير مال يقضى بالنفقة على الجد ولا يرجع الجد بذلك على احد (عالمگيري مصري كتاب الطلاق الباب السابع عشر في النفقات فصل رابع ط ۲۹۶/۱ و ص ۲۹۸/۱) ظفير۔

[2] والام والجدة احق بالغلام حتى يستغني وقدر بسبع سنين و قال القدوري حتى ياكل ويشرب وحده ويستنجي وحده وقدره ابوبكر الرازي بتسع سنين والفتوى على الاول والام والجدة احق بالجارية حتى تحيض (عالمگيري مصري كتاب الطلاق الباب السادس في الحضانة ص ۳۸۳/۱) ظفير

الجواب: - ولی عصبات ہوتے ہیں علیٰ ترتیب الارث والحجب کما فی الدر المختار پس اس صورت میں اگر دادا وغیرہ موجود نہیں ہے تو چچا ولی ہے[1]۔

سوال (۱۲۵۵) زید نے انتقال کیا چار لڑکے اور دو لڑکیاں چھوڑ کر، اس میں ایک لڑکا اور لڑکیاں بالغہ زوجہ اول متوفیہ سے ہیں، اور تین لڑکے نابالغ زوجہ ثانیہ موجودہ سے ہیں، نابالغان کی حق پرورش اور جائداد کا محافظ اور امین کون ہے۔

نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے

الجواب: - نابالغان کا حق حضانت یعنی حق پرورش اس صورت میں ان کی والدہ کو ہے[2]، اور ولی نکاح نابالغان کا ان کا بھائی علاتی ہے جو کہ بالغ ہے[3]، اور حصہ جائداد وغیرہ جو نابالغان کا ہے وہ ان کی والدہ کے پاس رکھا جاوے۔

---

[1] الولی فی النکاح لا المال العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب الخ فان لم یکن عصبة فالولایة للام (در مختار) قوله فیقدم ابن المجنونة الخ ثم یقدم الاب ثم ابوه ثم الاخ الشقیق ثم لاب الخ ثم ابن الاخ الشقیق ثم لاب ثم العم الشقیق ثم لاب ثم ابنه (رد المحتار باب الولی ص۴۲۷/۲ و ص۴۲۸/۲) ظفیر

[2] اذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (ھدایہ باب حضانة الولد ص۴۱۳/۲) ظفیر۔

[3] الولی فی النکاح العصبة بنفسه الخ علی ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الولی ص۴۲۷/۲) ظفیر۔

خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۶) ایک لڑکی نابالغہ کے والدین مرچکے ہیں، صرف خالہ اور چچا موجود ہیں، اس صورت میں حق حضانت کس کو ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حق حضانت نابالغہ کا خالہ کو[1] ہے اور ولی نکاح کا اس کا چچا ہے، کذا فی الدر المختار[2]۔

حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو

سوال (۱۲۵۷) زید نے زوجہ اول مرحومہ سے دو لڑکیاں اور ایک لڑکا بالغ اور زوجہ ثانیہ موجودہ سے تین لڑکے نابالغان چھوڑ کر انتقال کرگیا، نابالغہ ثلاثہ کا حق پرورش اور جائداد و نکاح کا ولی کون ہے۔

الجواب:- حق پرورش نابالغان کا ان بچوں کی والدہ کو ہے اور ولایت نکاح عصبات کو ہوتی ہے، لہذا اس صورت میں اگر دادا ان نابالغوں کا موجود نہیں تو ان کے نکاح کا ولی ان کا علاتی بھائی ہے، اور جائداد کی ولایت بھائی کو نہیں ہے، اس صورت میں حکام جس کو منتظم مقرر کردیں وہ انتظام کرے[3]

حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو ہے

سوال (۱۲۵۸) ایک لڑکی بعمر تخمیناً گیارہ برس کی اپنی نانی حقیقی کے پاس رہتی ہے اس وجہ سے کہ اس کے والدین مرچکے ہیں۔ البتہ اس لڑکی کا تایا زندہ ہے، اس صورت میں حق پرورش

---

[1] ثم الخالات اولیٰ من العمات ترجیحا لقرابۃ الام (ھدایہ باب حضانۃ الولد ومن احق $\frac{۲/۴۱۳}{۲۶۰}$) ظفیر [2] الولی فی النکاح الخ العصبۃ بنفسہ الخ علیٰ ترتیب الارث والحجب (الدر المختار علیٰ ھامش رد المحتار باب الولی $\frac{۲/۴۲۷}{۲۶۰}$) ظفیر [3] الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علیٰ ترتیب الارث والحجب (در مختار) اما المال فان الولی فیہ الاب ووصیہ والجد ووصیہ والقاضی ونائبہ فقط (رد المحتار باب الولی $\frac{۲/۴۲۷}{۲۶۰}$) ظفیر

لڑکی مذکورہ کا اور ولایت نکاح کی کس کو ہے۔

الجواب:- اس صورت میں حق پرورش لڑکی کا اس کی نانی کو ہے حیض آنے تک یعنی بالغہ ہونے تک وہ نانی کے پاس رہے گی اور تایا اس کو نہیں لے سکتا،[1] البتہ ولایت اور اختیار نکاح نابالغہ کا اس کے تایا کو ہے جبکہ اس سے قریب تر کوئی عصبہ موجود نہیں[2] اور یہ ولایت اور اختیار لڑکی کے عدم بلوغ تک ہے بعد بالغہ ہونے کے کسی ولی کا جبر اس پر نہیں ہوسکتا خود لڑکی بالغہ کی اجازت ورضا سے اس کا نکاح ہوسکتا ہے۔[3]

پھوپی اور تانی میں حق پرورش کس کو ہے

سوال (۱۲۵۹) ایک لڑکا بعمر ڈیڑھ سال ہے اس کے والدین فوت ہوگئے ہیں، اب ورثا میں جھگڑا ہورہا ہے، لڑکے کی پھوپی کہتی ہے کہ لڑکا اور مال مجھ کو ملنا چاہیے، اور تانی کہتی ہے کہ مجھ کو ملنا چاہیے، لڑکے کا چچا تایا کوئی زندہ نہیں ہے، پھوپی اور پھوپی زاد بھائی اور تانی زندہ ہے، مال اور لڑکا کس کے پاس رہے گا۔

الجواب:- اس صورت میں اس لڑکے کی پرورش کا حق اس کی

---

[1] ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام الخ والام والجدة لام اولاب احق بها للصغيرة حتی تحيض ای تبلغ فی ظاهر الرواية (در مختار) وبلوغها اما بالحيض اوالانزال اوالسن الخ (رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۷ وص ۸۸۱ ج ۲) ظفير۔

[2] الولی فی النكاح الخ العصبة بنفسه الخ علی ترتيب الارث والحجب (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۲۷ ج ۲) ظفير

[3] لا تجبر البالغة البكر علی النكاح لانقطاع الولاية بالبلوغ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الولی ص ۴۱۰ ج ۲) ظفير۔

پھوپی کو ہے، تائی اور پھوپی زاد بھائی کو کچھ حق بمقابلہ پھوپی کے نہیں ہے، چنانچہ درمختار میں خالہ کے بعد پھوپی کا حق لکھا ہے۔ ثم الخالات ثم العمات کذلک[1] الخ

حق پرورش ماں کو ہے

سوال (۱۲۶۰) زید کے پاس ایک داشتہ عورت موجود ہے، یہ عورت جس وقت زید کے پاس آئی تو اپنے ساتھ ایک لڑکا ہشت سالہ لائی، زید نے اس متبنیٰ و پالک کو اپنے پاس رکھا اور پرورش کی، وہ لڑکا جب بالغ ہوا تو اس کا نکاح ہندہ سے کر دیا، بطن ہندہ سے دو لڑکے ہوئے، ایک کی عمر چار سال دوسرے کی چھ سال ہے، دو سال ہوئے ہندہ کا زوج مر گیا، زید نے مسماۃ کے پاس جس قدر زیورات و کپڑے و اثاث البیت وغیرہا تھے بروز وفات شوہر ہندہ زبردستی چھین لئے، مسماۃ میکہ میں چلی آئی اور اس کا باپ اس کی اور دونوں صغیر بچوں کی پرورش کرتا ہے، وہ عورت اپنے شوہر کے پاس زید سے علیحدہ دوسری جگہ رہتی تھی اور اس کا شوہر آٹھ سال سے زید سے علیحدہ رہتا تھا۔ اور زیور واثاث البیت مال و متاع سب مکسوبہ زوج مسماۃ تھا۔ اب زید نے عدالت میں دعویٰ کیا ہے کہ دونوں اطفال صغیر مجھے دلوائے جاویں، میں ان کی پرورش کروں گا عدالت نے اس مقدمہ کو پنچائت کے سپرد کیا، پنچوں نے یہ لکھا ہے جس صورت میں دونوں بچے صغیر ہیں اور ماں ان کی پرورش کی درخواست کرتی ہے تو فی الحال وہ بچے زید کو نہ دیئے جاویں، بلکہ ماں کے پاس رہیں، کیونکہ نورالہدایہ ترجمہ اردو شرح وقایہ جلد ۲ باب الحضانت میں صفحہ ۳۰ میں ہے کہ تربیت کی حقدار اول ماں ہے اس پر جبر نہ کریں گے اگرچہ اس میں اور خاوند میں تفریق ہو جاوے، یعنی طلاق دی ہو، اس لئے کہ روایت ہے حضرت عبداللہ بن عمر سے کہ ایک عورت نے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۸ / ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

کہا یا رسول اللہ! یہ میرا بیٹا تھا، پیٹ میرا اس کا برتن، چھاتی میری اس کی مشک گود میری اس کا مکان، اس کے باپ نے مجھے طلاق دی اور چاہتا ہے کہ اس کو مجھ سے چھین لے، سو فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو کہ تو زیادہ حقدار ہے اس کے رکھنے کی جب تک کہ نکاح نہ کرے، روایت کیا اس کو ابوداؤد واحمد وحاکم نے اور صحیح کہا اس کو، اور اس واسطے کہ ماں کی شفقت زیادہ ہے تو اس کو دینا اچھا ہوگا، حضرت ابوبکرؓ نے نہ دیا حضرت عمرؓ کو بلکہ سپرد کیا اس کو اس کی ماں کے وقت وقوع فرقت کے، روایت کیا اس کو مالکؒ نے اور زیادہ کیا بیہقی نے کہ کہا ابوبکرؓ نے سنا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرماتے تھے کہ نہ جدا کی جاوے والدہ اپنے لڑکے سے، اور مصنف ابن ابی شیبہ میں ہے کہ حضرت عمر ابن الخطابؓ نے طلاق دی جمیلہ بنت عاصم بن ابی الافلح کو، تو اس نے نکاح کیا، اور آئے حضرت عمرؓ اور لے لیا اپنے بیٹے کو اور پکڑا اس کو اس کی ماں نے، یہاں تک کہ مرافعہ کیا دونوں نے حضرت ابوبکرؓ کے پاس، تو فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کہ چھوڑ دو اس لڑکے کی ماں اور اس لڑکے کو، تو لے لیا اس کی ماں نے لڑکے کو، اور ایک روایت میں مصنف کے ہے کہ فرمایا حضرت ابوبکرؓ نے کہ چھونا ماں کا، گود اس کی، بو اس کی بہتر ہے اس کے لئے تم سے یہاں تک کہ جوان ہو جاوے لڑکا تو اختیار کرے اپنے نفس کو انتہی۔ اور مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳ ص۱۰۸ مولانا عبدالحئیؒ بجواب۔ ایں سوال کہ عصبات راہم حق حضانۃ است یا نہ، لکھتے ہیں، ہر گاہ مادر یا خالہ یا مادرِ مادر یا مانند آنہا نباشند یا آنکہ بعذرے حق اینہا ساقط شود برائے پرورش بعصبات دادہ خواہد شد، در عالمگیریہ می آرد اذا وجب الانتزاع من النساء اولم یکن للصبی امرأۃ من اھلہ یدفع الی العصبۃ[1] انتھی۔ اور بزیر جواب

[1] عالمگیری مصری باب الحضانۃ ص۵۴۲/۱۔ ظفیر

سوال: با وجود مادر و خواہرش جدہ را حق حضانت می رسد یا نہ، تحریر فرماتے ہیں فی الدر المختار ثم ای بعد الام بان ماتت او لم تقبل او اسقطت حقہا او تزوجت باجنبی ام الام وان علت عند عدم اہلیۃ القربی ثم ام الاب وان علت انتہی[1]۔ اور اسی کتاب کے جلد ۳ ص ۸۱ میں باب الحضانۃ میں ہے، سوال حق حضانۃ کہ مادر راست بکدام عذر ساقط می شود، جواب بعذر آنکہ مرتد شود یا فاجرہ باشد بہ زنا یا غنا یا سرقہ یا نیاحۃ یا مانند آں یا پرورش نہ نماید کہ طفل را گذاشتہ اکثر اوقات از خانہ می برآید یا آنکہ بغیر محرم دختر را نکاح کرد۔ در در مختار می آرد والحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ان تکون مرتدۃ او فاجرۃ فجوراً یضیع الولد بہ کزنا وغنا وسرقۃ ونیاحۃ کذا فی البحر او غیر مامونۃ ذکرہ فی المجتبیٰ بان تخرج کل وقت وتترک الولد ضائعاً او متزوجۃ بغیر محرم الصغیرۃ انتہی[2]۔ بناءً علیہ بچے صغیرہ والدہ کی پرورش میں رہیں گے، یہ فیصلہ پنچوں کا صحیح ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس میں شبہ نہیں کہ حق حضانت اول والدہ کو ہے پھر نانی کو پھر دادی کو الیٰ آخر الترتیب اور لڑکے کی پرورش کا حق والدہ وغیرہ کو سات برس کی عمر تک ہے اور لڑکی کی پرورش کا حق والدہ اور جدہ کو بالغہ ہونے تک موافق ظاہر الروایت کے ہے۔ اور امام محمدؒ کے قول کے موافق نو برس تک[3]۔ بہر حال

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۷۶/۲۔ ظفیر [2] ایضاً ص ۸۷۷/۲۔ ظفیر
[3] الحضانۃ تثبت للام ولو بعد الفرقۃ الا ثم ای بعد الام بان ماتت الخ ام الام ثم ام الاب الخ والام والجدۃ احق بہا ای بالصغیرۃ حتی تحیض ای تبلغ فی ظاہر الروایۃ الخ وغیرہما احق بہا حتی تشتہی وقدر بتسع وبہ یفتی وعن محمد ان الحکم فی الام والجدۃ کذلک وبہ یفتی (ایضاً ص ۸۸۱/۲) ظفیر

مدت مذکورہ میں دونوں بچوں کی پرورش کا حق والدہ کو ہے اور اگر باپ ان بچوں کا نہیں ہے تو زید کو کچھ حق ولایت نہیں، حق نابالغان کا بھی نہیں ہے، پس فیصلہ پنچان جو متعلق حق حضانت والدہ کے ہوا، صحیح موافق شریعت کے ہے، اور عبارات کتب معتبرہ مع ترجمہ خود فیصلہ پنچان میں درج ہیں۔ اور کسی عبارت کے لکھنے کی ضرورت نہیں ہے۔

صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے

سوال (۱۲۶۱) ہندہ مرگئی اور اس کے چار بچے ہیں ہر بچہ سات برس سے کم ہے، ان بچوں کے نانا اور دادا اور دادی و خالہ اور پھوپی و باپ موجود ہیں، اس صورت میں کون ان بچوں کو رکھ سکتا ہے۔

الجواب: - حق حضانت دادی کو ہے[1] اور ولایت نکاح باپ کو ہے[2]

پرورش کی کیا مدت ہے اور اس کے بعد کیا حکم ہے

سوال (۱۲۶۲) پرورش کرنے کی مدت کتنی ہے؛ اور کتنی مدت کے بعد والد اپنے لڑکے بچے کو لے سکتا ہے۔

الجواب: - حق پرورش لڑکے میں سات سال ہے اور لڑکی میں حیض آنے تک، بعد مدت مذکورہ والد اپنے بچوں کو لے سکتا ہے، والحاضنة احق بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی و بالصغیرة حتی تحیض فی ظاہر الروایۃ[3]۔ درمختار

ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش حاصل نہیں رہتا

سوال (۱۲۶۳) میرا بھائی چھ سال ہوئے انتقال کرگیا، اور اس نے اپنی دختر کو جس کی عمر چار سال

---

[1] ثم ای بعد الام ام الام ثم ام الاب وان علت (الدر المختار على هامش رد المختار باب الحضانة ص۸۷۴ ج۲) ظفیر [2] الولی فی النكاح العصبة بنفسه بلا توسط انثى على ترتيب الارث والحجب (ایضا باب الولی ص۴۲۵ ج۲) ظفیر

[3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب الحضانة ص۸۸۱ ج۲ ۱۲ ظفیر

اور بہنوں کو[1] ہے، ان کے حضانت میں نانا اور ماموں کو حق پرورش نہیں ہے بلکہ نانا اور ماموں کا درجہ حق پرورش میں باپ وغیرہ کے عصبات کے بعد ہے اور پرورش کرنے والی لڑکے کو آپ کی اجازت سے بھوپال لے جاسکتی ہے،

[1] ثم ای بعد الام بان ماتت الام ام الام ثم ام الاب الخ ثم الاخت لاب وام ثم لام الخ والحاضنة اما او غیرها احق به ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبه یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب الحضانة ص ۸۷۷ ج ۲ و ص ۸۸۱ ج ۲) ظفیر۔

حقوق زوجہ طلاق طلب کند عاصی نیست وبر شوہر واجب است کہ در صورت عدم ادائے حقوق او طلاق بدہد[1]۔ فقط

نفقہ اور سامان جہیز کا حکم

سوال (۱۲۷۴) زید نے ہندہ زوجہ خود کو بوجہ تنہائی کے چھ برس سے اپنی خوشی سے اس کے میکے میں چھوڑ آیا، اور ایک ماہ کا نان نفقہ دے کر کہا کہ آئندہ اسی طرح دیتا رہوں گا، مگر بعد اس کے اس نے کچھ نہیں دیا، اور اب اس نے طلاق دیدی تو اب ہندہ اپنا مہر اور نان نفقہ میکے میں رہنے کی مدت کا اور بعد اس کے زمانہ عدت کا نان نفقہ اور سامان جہیز وغیرہ جو اس کے والدین نے دیا تھا پانے کی مستحق ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں ہندہ اپنا مہر اور نفقہ والدین کے گھر رہنے کی مدت کا اور نفقہ عدت کا لینے کی مستحق ہے، شوہر سے مطالبہ اس کے لینے کا کر سکتی ہے[2]، اور سامان جہیز جو اس کو والدین سے ملا ہے وہ اس کی ملک ہے اس کو بھی لے سکتی ہے ھکذا فی کتب[3] الفقہ۔

زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ

سوال (۱۲۷۵) زوجہ پسر متوفی کی عدت میں ہے، اس کی عدت کے اخراجات کس کے ذمہ ہیں کیا شوہر کے باپ کے ذمہ

---

[1] ویجب (الطلاق) لوفات الامساک بالمعروف (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۷۲ ج۲) ظفیر

[2] فتجب للزوجة علی زوجها (الی قوله) ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی (در مختار) فتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها (رد المحتار ص۸۸۹ ج۲) ظفیر

[3] وجهز ابنته بجهاز وسلمها ذلک لیس له الاسترداد منها ولا لورثته بعده (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص۵۰۳ ج۲) ظفیر

ہے؟ اگر شوہر کا پدر کچھ زوجہ کے صرف میں خرچ کرے تو زوجہ کے حقوق میں سے مجرا کر سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- کسی کے ذمہ نہیں ہیں، کیونکہ شوہر تو مر گیا اس کے ذمہ نفقہ عدت کا نہیں ہے اور شوہر کے باپ کے ذمہ یہ اخراجات نہیں ہیں، پدر جو کچھ خرچ کرے وہ تبرع ہے مجرا نہیں کر سکتا[۱]۔

مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے

سوال (۱۲۷۶) پسر متوفیٰ نے ایک پسر جس کی عمر چھ سال کی ہے چھوڑا، اس کا ولی کون ہے، اور حق پرورش کس کو حاصل ہے؟

الجواب:- ولی اس بچہ کا اس کا دادا ہے اور حق پرورش اس کی والدہ کو[۲] ہے۔

زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۷) زید نے بکر کے فرزند کے ساتھ عمر کی دخترِ کا نکاح اس معاہدہ پر کرایا کہ تم اپنی لڑکی کا نکاح اس لڑکے کے ساتھ کر دو، اور کسی بات کا اندیشہ نہ کرو، میں اس کے نان نفقہ و مہر کا ذمہ دار ہوں، اب لڑکا اپنی زوجہ کو عمر کے گھر چھوڑ گیا ہے اور نان نفقہ نہیں دیتا اور نہ بلاتا ہے، اس صورت میں زید سے جو ضامن ہے نفقہ و مہر کا دعویٰ ہو سکتا ہے یا نہ؟

الجواب:- زید ضامن سے نفقہ اور مہر کا مطالبہ شرعاً ہو سکتا ہے، ولا یطالب الاب بمهر ابنه الصغیر الفقیر الا اذا ضمنه علی المعتمد کما فی النفقة[۳] الا وفی الشامی اذا ضمان الولی الکبیر منهما فظاهر لانه کالاجنبی الشامی

---

[۱] ولا نفقة للمتوفی عنها زوجها (هدایه ص۴۲۲ ج۲) ظفیر۔ [۲] واذا وقعت الفرقة بین الزوجین فالام احق بالولد (هدایه ص۴۱۳ ج۲) ظفیر

[۳] الدر المختار باب المهر ص۴۹۱ ج۲ علی هامش رد المحتار۔ ظفیر

زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے

سوال (۱۲۷۸) زوجہ مطلقہ ثلثہ کی عدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہ؟

الجواب:- واجب ہے[1] - فقط

اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں

سوال (۱۲۷۹) اولاد کی شادی و پرورش اور تعلیم باپ کے ذمہ ضروری ہے یا نہ؟ خصوصاً جبکہ اولاد کے پاس مال نہ ہو۔

الجواب:- باپ کے ذمہ اولاد کا نفقہ اس وقت ہے کہ اولاد کے پاس مال نہ ہو، اگر اولاد کے پاس مال ہو تو اولاد کے مال میں سے ان پر خرچ کرے[2]۔

مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ

سوال (۱۲۸۰) معتدہ طلاق مستحق نفقہ از شوہر خود است یا نہ؟ و عدت معتدہ طلاق کہ جوان باشد حیض است، اگر تا سہ چہار سال می گوید کہ ہنوز سہ حیض از من از وقت طلاق منقضی نہ شدہ اند قول وے را اعتماد کردہ شود یا نہ؟ و نفقہ مدت مذکورہ بر شوہر لازم است یا نہ؟

الجواب:- وتجب لمطلقة الرجعي والبائن النفقة الخ ولو ادعت امتداد الطهر فلها النفقة[3] الخ پس معلوم شد کہ نفقہ مطلقہ تا

---

[1] واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها رجعيا كان او بائنا (الى قوله) سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى مادامت في العدة (هدايه ج۲ ص۴۲۱) ظفير

[2] وتجب النفقة بانواعها على الحر لطفله يعم الانثى الجمع الفقير الحر فان النفقة المملوك على مالكه والغني في ماله الحاضر (در مختار) الفقير اى ان لم يبلغ حد الكسب الخ (رد المحتار باب النفقة مطلب الصغير والمكتسب نفقة في كسبه ج۲ ص۹۲۳) ظفير

[3] الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ج۲ ص۹۲۱ - ظفير

انقضائے عدت واجب است ودر امتداد طہر قول مطلقہ معتبر است الا ان یقیم الزوج البینۃ علی اقرارہا بانقضاء العدۃ او تبلغ سن الایاس بعد ثلثۃ اشہر کذا فی الشامی

صغیر کا نفقہ

سوال (۱۲۸۱) نفقہ صغیر کہ بعمر دو سال است از پدر گرفتہ شود یا نہ؟ ومدت حضانت چیست؟

الجواب: - نفقہ صغیرہ بذمہ پدر است، حسب عرف نفقہ از پدر گرفتہ شود وتا ہفت سال نزد حاضنہ، ام یا ام الام یا غیر او شاں بماند[1]۔ فقط

مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر

سوال (۱۲۸۲) عورت حاملہ ہے بعد بچہ پیدا ہونے کے اس کا نان ونفقہ شوہر پر واجب ہوگا یا نہ؟

الجواب: - مطلقہ کا نفقہ عدت میں شوہر پر لازم ہے، اور بچہ پیدا ہونے پر بچہ کا نفقہ باپ کے ذمہ لازم ہے[2]۔

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۸۳) زوجہ اپنے شوہر کے ہمراہ جانے سے سفر میں انکار کرتی ہے اگر شوہر نفقہ بند کردے تو کیا حکم ہے؟

الجواب: - درمختار میں ہے او ابت الذہاب الیہ او السفر

---

[1] وتجب النفقۃ بانواعہا علی الحر لطفلہ یعم الانثی والجمع (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۳ ج ۲) والام والجدۃ احق بالغلام (الی قولہ) والخصاف قدر الاستغناء بسبع سنین اعتبارا للغالب (ہدایہ ص ۴۱۴ ج ۲) ظفیر۔ [2] اذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائنا (ہدایہ ص ۴۲۲ ج ۲) ونفقۃ الاولاد الصغار علی الاب لا یشارکہ فیہا احد الخ (ہدایہ ص ۴۲۳ ج ۲) ظفیر۔

معہ او مع اجنبی بعثہ ماینقلہا فلہا النفقۃ[1] - اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے، نفقہ نہ دینے میں شوہر گنہ گار ہوگا -

زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ

سوال (۱۲۸۴) زید نے زر دین مہر کل معجل اپنی زوجہ کو ادا کر دیا، مسماۃ ہندہ حقوق زوجیت ادا نہیں کرتی، اور بخانہ شوہر کے بھی آنے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں زید مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بخانہ اپنے سکونت پذیر کر کے حقوق زوجیت ادا کرنے کا شرعاً مستحق ہے یا نہیں ؟

الجواب :- زید کو بیشک یہ حق ہے کہ اپنی زوجہ کو علیحدہ مکان میں رکھے اور زوجہ کے ذمہ اس کی اطاعت اور ادائے حق شوہری لازم ہے[2]، ورنہ وہ عورت ناشزہ اور نافرمان ہے، فقہاء یہ لکھتے ہیں کہ اگر زوجہ بے وجہ شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر نہیں رہتا[3] -

بلا وجہ شوہر کے مکان میں عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے

سوال (۱۲۸۵) ایک شخص بہ ثبت اقرار نامہ بدیں الفاظ اپنی شادی کراتا ہے کہ میں اپنے خسر کے ہمراہ رہوں گا، اگر کسی قسم کی ناچاقی ہو جاوے تو مکان اسی محلہ میں کرایہ پر لے کر رہوں گا، اس شادی کو تین سال ہو گئے، ایک لڑکا بھی بعمر دو سال موجود ہے اب داماد اور خسر میں ایسا تنازعہ ہو گیا کہ نبھاؤ مشکل ہے، اس غرض سے داماد گھر چھوڑنے پر مجبور ہوا، اور آئندہ اس محلہ میں رہنا نہیں چاہتا، دوسرے محلہ میں مکان

---

[1] الدر المختار باب النفقۃ ص ۲۶۷ ج ۱، ظفیر۔ [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا الرجل دعا نی وجتہ لحاجتہ فلتاتہ وان کانت علی التنوی (مشکوٰۃ ص ۲۸۱) ظفیر۔ [3] لا نفقۃ لاحد عشر هی تدۃ الخ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار ص ۸۸۶ ج ۲) ظفیر

کرایہ پر لیا ہے، لڑکی اس مکان میں جانے سے انکار کرتی ہے، اس صورت میں لڑکی خاوند سے نان نفقہ پانے کی مستحق ہو سکتی ہے یا نہ اور لڑکا اپنی ماں کے ہمراہ رہے۔

الجواب:۔ اگر عورت اس مکان میں شوہر کے ساتھ بلا وجہ نہ جاوے گی، تو ناشزہ ہوگی، اور شوہر سے نفقہ پانے کی مستحق نہ ہوگی ھکذا فی الدر المختار[1] وغیرہ، اور لڑکا ماں کے پاس ہی رہے گا[2]۔

بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے

سوال (۱۲۸۶) زید نے اپنی زوجہ ہندہ کا مہر ادا کر دیا اور ہندہ کو اس کے والدین کے یہاں پہنچا دی، ہندہ کے ہمراہ ایک چھوٹا بچہ ہے، زید نہ اس کی پرورش کرتا ہے اور نہ ہندہ کو نان نفقہ دیتا ہے، کوئی حق زوجیت ادا نہیں کرتا اور گھر رکھنے سے انکار کرتا ہے، اور طلاق بھی نہیں دیتا، اس صورت میں ہندہ کے گذر اوقات کی کیا صورت ہو سکتی ہے۔

الجواب:۔ نالش کر کے شوہر سے نان و نفقہ مقرر کرائے یا وہ طلاق دے گا یا نفقہ دے گا، شریعت کا یہ حکم ہے کہ حاکم شوہر سے زبردستی نفقہ دلوائے[3]۔

عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل جائے تو مستحق نفقہ عدت نہیں

سوال (۱۲۸۷) زوجہ بعد وفات شوہر چوتھے روز مکان اپنے شوہر کا جہاں شوہر فوت ہوا تھا چھوڑ کر اپنے بھائیوں کے یہاں چلی گئی اور ایام عدت مکان شوہر میں نہیں گذارے، ایسی حالت میں شوہر کے ترکہ سے اس کو نان و نفقہ کا استحقاق تا اختتام

---

[1] لا نفقة خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة مختصراً (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲) ظفير۔ [2] تربية الولد تثبت للام النسبية ولو بعد الفرقة الا ان تكون مرتدة او فاجرة الخ او متزوجة بغير محرم الصغير (ايضا باب الحضانة ص ۸۰۷ ج ۲) ظفير [3] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶ ج ۲) ويجب (الطلاق) لفوات الامساك بالمعروف (ايضاً كتاب الطلاق ص ۵۴۳ ج ۲) ظفير

عدت حاصل ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- بعد وفات شوہر عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے وہ نکلے یا نہ نکلے، پس شوہر کے ترکہ میں سے عدت کا نفقہ عورت کو نہ ملے گا، فی الدر المختار لا تجب النفقۃ بانواعہا لمعتدۃ موت الخ[1]

والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ

سوال (۱۲۸۸) زید کے دو لڑکے ہیں زید اپنے لڑکوں سے کہتا ہے کہ تم اپنی کمائی میں سے میرا حصہ جدا کردو، شرعاً زید اور اس کی بیوی ضعیف و نادار ہیں، بیٹوں کے مال میں سے کچھ حصہ زید واس کی زوجہ کا ہے یا نہیں، لڑکے کہتے ہیں کہ ہم نے اپنی قوت بازو سے کمایا ہے، آپ کا ہماری کمائی میں کچھ حصہ نہیں، کیا حکم ہے۔

الجواب :- ماں باپ کا جب کہ محتاج وضعیف و نادار ہوں، ان کا نفقہ اولاد کے ذمہ واجب ہے، پس دونوں کے ذمہ ماں باپ کا خرچ لازم ہے بقدر حاجت پوشاک وخوراک کے لئے ان کو دیویں، اور کوئی حصہ علاوہ نفقہ کے لازم نہیں ہے، وتجب علی موسر الخ النفقۃ لاصولہ الفقراء الخ ملخصا در مختار[2]۔

جب تک نکاح باقی ہے بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے

سوال (۱۲۸۹) زید عرصہ چار سال سے افریقہ چلا گیا، اور اپنی منکوحہ عورت کو چھوڑ گیا تین سال تک اس نے اپنی منکوحہ کی خبر تک نہ لی، ناچار بمعرفت وکیل نان نفقہ کے لئے نوٹس دیا تو اس نے دوسو روپیہ بھیجدیا، اب سنا جاتا ہے کہ وہ اس جگہ خمر خواری میں مشغول ہے اور کوئی عورت بھی بغیر نکاح کے رکھی ہوئی ہے

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ۱۲ ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۳۱/۲ و ص ۹۳۳/۲ ۱۲ ظفیر

اور وہ کہتا ہے کہ میں وطن کو کبھی جانا ہی نہیں، اور نہ وہ اب خرچ دیتا ہے نہ آباد کرتا ہے نہ چھوڑتا ہے، ایسی صورت میں عورت کو کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب:- اقول وباللہ التوفیق مذہب حنفیہ اس بارہ میں یہ ہے کہ بدون طلاق دینے شوہر کے اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی، نفقہ کے لئے حکام کی طرف رجوع کرے اور حکام شوہر کو مجبور کریں کہ عورت کی خبرگیری کرے، اور نفقہ دے ورنہ طلاق دیدے، خود حاکم تفریق نہیں کرا سکتا، قال فی الدر المختار ولا یفرق بینھما بعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ لو غائباً حقھا ولو موسراً وجوزہ الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ[1] والتحقیق فی الشامی۔

سوال (۱۲۹۰) اگر زوجہ اپنے شوہر کو خدا کا واسطہ دے کر یہ کہے کہ تو میرے پاس مت آیا اس گھر میں مت آ، حالانکہ گھر اس کے شوہر کا ہو، تو ایسی حالت میں شرعاً کیا حکم ہے

بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی

الجواب:- زوجہ کو یہ حق نہیں کہ وہ شوہر کو اس کے گھر میں آنے سے روکے اور منع کرے، اور نہ شوہر کو اس میں عورت کا کہنا ماننا ضروری ہے، عورت کو کچھ اختیار نہیں ہے کہ وہ خدا کا واسطہ دے کر ایسا کہے اور اس کو یہ کہنا درست نہیں ہے[2]

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العنین وغیرہ ص۹۰۳ ج۲ صاحب "حیلہ ناجزہ" حضرت تھانویؒ نے حالات سے مجبور ہو کر راستہ پیدا کیا ہے، تفصیل اس میں دیکھی جائے ۱۲ واللہ اعلم۔ ظفیر

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم المرأۃ اذا صلت خمسھا وصامت شھرھا واحصنت فرجھا واطاعت بعلھا فلتدخل من ای ابواب الجنۃ شاءت رواہ ابو نعیم فی الحلیۃ (مشکوٰۃ باب عشرۃ النساء ص۲۸۱) ظفیر

نکاح کر کے خبر نہ لینا

سوال (۱۲۹۱) ایک شخص نے نکاح کر کے پھر اپنی زوجہ کی خبر نہیں لی جس کو تین سال گذر گئے، اب کیا حکم ہے؟

الجواب:- جب تک شوہر طلاق نہ دے گا، اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی، بدون طلاق کے اور بدون گذرنے عدت کے دوسرا نکاح نہیں کر سکتی، چاہئے کہ نان نفقہ کا اس پر دعوی کیا جاوے یا اس سے طلاق لے لی جاوےلہ۔

بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں

سوال (۱۲۹۲) زید کی زوجہ نے بذریعہ نالش زید سے تا حیات اپنے نان نفقہ کی رجسٹری کرا لی، پھر کچھ دنوں بعد زید نے زوجہ کو طلاق دیدی، اور اس کے ماں باپ کو بھی بذریعہ رجسٹری اطلاع دیدی، اب بعد انقضائے عدت زید نے زوجہ کو طلاق پوری دیدی یعنی رجعت نہیں کی بلکہ بالکل نکال دی اور نان نفقہ بند کر دیا، اب زوجہ نے پھر نان نفقہ کی نالش کی ہے، اب دریافت طلب یہ امر ہے کہ شریعت میں بعد طلاق و بعد انقضائے عدت نان نفقہ فرض ہے۔

الجواب:- نفقہ زوجہ کا بذمہ زوج حالت نکاح میں اور بعد طلاق عدت کے ختم تک لازم ہے، اس کے بعد نفقہ واجب نہیں رہتا، قال فی الدر المختار فتجب للزوجة علی زوجها الخ وفیه ایضاً وتجب لمطلقة الرجعی والبائن والفرقة بلا معصیة النفقة والسکنٰی الخلہ فقط

لہ اس شخص پر بھی واجب ہے کہ یا حقوق ادا کرے ورنہ طلاق دیدے، دیکھئے لو غایت الامسالک بالمعروف (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الطلاق ص۵۸۲/۲) ظفیر۔ ۲ہ ایضاً باب النفقہ ص۹۲۱/۲ ۱۲ ظفیر۔

مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے

سوال (۱۲۹۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو تین دفعہ طلاق دیدی اور عورت اپنے خاوند کے گھر نہیں رہی اپنے والدین کے گھر پر چلی گئی، اب وہ عدت کا نفقہ طلب کرتی ہے، کیا وہ مستحق نفقہ کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اگر عورت مطلقہ شوہر کے گھر سے چلی جاوے، اور عدت وہاں پوری نہ کرے تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم نہیں ہے کذا فی الشامی[1]۔

بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علٰحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے

سوال (۱۲۹۴) زید نے اپنی اہلیہ کو ایک شخص کے ساتھ مجامعت کرتے دیکھا اور زید نے اپنی منکوحہ سے کنارہ کشی اختیار کی اور نفقہ سے بھی دست بردار ہوگیا، جس کو عرصہ ایک سال کا ہوتا ہے، کیا ایسی صورت میں بھی زید کو مہر اور نفقہ دینا ہوگا، نیز بعد خلوت صحیحہ کیا کوئی ایسی صورت بھی ہے جو مہر مرد کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے۔

الجواب:- اس صورت میں زید کے ذمہ مہر اور نفقہ لازم ہے، کیونکہ بعد خلوت صحیحہ کے مہر شوہر کے ذمہ لازم ومؤکد ہو جاتا ہے۔ کما فی الدر المختار ویتأکد عند وطی او خلوۃ صحت[2] اھ فقط

---

[1] وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن النفقۃ والسکنی والکسوۃ (در مختار) وفی المجتبی نفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح وفی الذخیرۃ وتسقط بالنشوز وتعود بالعود واطلق فشمل الحامل وغیرھا والبائن بثلاث (رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۱/۲) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المہر ص ۴۵۴/۲) ظفیر۔

دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے

سوال (۱۲۹۵) ایک شخص کی شادی ایک لڑکی سے ہوئی، تھوڑے عرصہ بعد کہ کسی قسم کا تعلق نہیں ہونے پایا کہ لڑکی ایک عارضہ میں مبتلا ہوئی کہ چہرہ بالکل مسخ ہوگیا دیکھنے سے بھی طبیعت کراہت کرتی ہے۔ ہر چند علاج کیا گیا لیکن کوئی افاقہ نہیں ہوا، لڑکے کے والدین چاہتے ہیں کہ لڑکے کی دوسری شادی کر دیں، لیکن لڑکی کے والدین کہتے ہیں کہ ہم دوسری شادی نہیں ہونے دیں گے جب تک کہ لڑکی کے خورد و نوش کی ماہانہ رقم مقرر نہ کرو، اور وہ علیحدہ رہے گی، تمہارے یہاں نہیں جاوے گی لیکن رقم تم کو ادا کرنی ہوگی، اور لڑکے کے والدین نے صدہا مرتبہ لڑکی کو اپنے گھر بلایا وہ آنے سے انکار کرتی ہے، صورت مذکورہ میں لڑکی کے والدین کو نکاح شوہر سے مانع ہونے کا حق ہے یا نہیں، اور شوہر طلاق دے سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ کے والدین کو شوہر کو دوسرے نکاح سے منع کرنے کا کوئی حق شرعاً نہیں ہے، اور صورت مسئولہ میں چونکہ شوہر کے والدین بمجبوری وبضرورت اپنے پسر کے دوسری شادی کرنا چاہتے ہیں تو بحالت موجودہ ان کو دوسری شادی سے منع کرنا سخت ظلم اور معصیۃ ہے، اور ماہانہ زوجہ کا نفقہ مقرر کرانا باوجودیکہ زوجہ اپنے شوہر کے گھر نہیں جاتی اور وہاں نہیں رہتی یہ بھی خلاف حکم شرع ہے، نفقہ زوجہ کا اسی وقت لازم ہوتا ہے کہ وہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہ کرے، اور انکار کرنے کی صورت میں نفقہ ساقط ہو جاتا ہے کما فی الشامی قولہ والا لا ای وان امکن نقلها الی بیت الزوج بمحفة ونحوها فلم تنتقل لا نفقة لها[۱] شامی جلد ۲ باب النفقہ، اور شوہر کو طلاق دینا بھی جائز ہے۔

---

[۱] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹/۲ ۱۲ ظفیر

بدچلن بیوی کا نفقہ

سوال (۱۲۹۶) زید کی بیوی بدچلن ہے، اس لئے زید نے اس سے کنارہ کشی اختیار کی، زید کی بیوی کو جب تک طلاق نہیں دی گئی، نان ونفقہ کی حقدار ہے یا نہیں۔

الجواب: نفقہ کی حقدار[1] ہے۔

شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۷) ایک عورت بلا رضامندی شوہر اپنے والدین کے پاس رہ کر نان ونفقہ طلب کرتی ہے باوجودیکہ شوہر اس کو بلانے گیا اور وہ نہ آئی، آیا ایسی حالت میں وہ اپنا نان ونفقہ شرعاً پا سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب: ایسی حالت میں عورت نان ونفقہ کی مستحق نہیں ہے جب تک وہ شوہر کے گھر نہ آوے گی اس کو نفقہ نہ ملے گا، البتہ اگر باجازت شوہر وہاں یعنی والدین کے گھر رہی یا کوئی وجہ شرعی اور عذر شرعی نہ آنے کا ہو تو اس وقت وہ نفقہ پا سکتی[2] ہے۔

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۲۹۸) زید کے دو بیبیاں ہیں، پہلی بی بی سے آٹھ اولاد پانچ ذکور تین اناث، اور دوسری بی بی سے صرف ایک اولاد ذکور ہے، پہلی بی بی نہایت شریف وفادار خدمت گذار فرمانبردار خوش اخلاق ونیک نفس ونیک بخت ہے، اور دوسری بی بی سخت بدخلق و بدزبان، بے وفا، باغی وسرکش ہے جو اپنے شوہر کی برائی، بدنامی و بربادی کی ہمیشہ

---

[1] فتجب للزوجة بنكاح صحيح الخ على زوجها لانها جزاء الاحتباس (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶ ج ۲) ظفیر

[2] لا نفقة لاحد عشر مرتدة الخ خارجة من بيته بغير حق وهي الناشزة حتى تعود (الدر المختار على هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ و ص ۸۹۰ ج ۲) ظفیر۔

خواہاں وجویاں رہتی ہے، اور از وقت عقد تا ایندم شوہر کے ساتھ رہنے سے انکاری ہے، اگرچہ زید نے اس پر کبھی کسی قسم کی سختی وغیرہ نہیں کی، کیونکہ زید نہایت نیک نفس ونیک مزاج ہے، مگر وہ زوجہ اپنی اعزہ کی صلاح بد ونیز اپنی ذاتی و خلقی کج خلقی وسرکشی کی وجہ سے باوجودیکہ زید کی خواہش وفہمائش اور نصیحت وپند کی وہ اپنی سرکشی ونافرمانی سے باز نہیں آتی اور ساتھ نہیں رہتی تو ایسی صورت میں اس کا نان ونفقہ دینا زید پر واجب ہے یا نہ، اور کیا زید کو اس کا حق نہیں ہے کہ وہ اپنی اولاد اس سرکش وبے وفا زوجہ سے لے لے، اس معاملہ میں شرعًا کیا حکم ہے۔

الجواب:- ایسی عورت نافرمان کا نفقہ جو کہ شوہر کے پاس نہ جاوے اور باوجود طلب شوہر کے جانے سے انکار کرے اور عدول حکمی شوہر کی کرے شوہر کے ذمہ سے ساقط ہے جیسا کہ درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحد عشر مرتدۃ الخ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود[1] الخ اور حق پرورش بچہ کا والدہ کو سات برس تک ہے، اب اگر وہ لڑکا سات برس کا پورا ہوگیا ہے تو اس کا باپ اس کو اس کی والدہ سے لے سکتا ہے[2]، اور جب تک وہ لڑکا والدہ کے پاس رہے گا اس کا خرچہ باپ کو دینا ہوگا بشرطیکہ اس لڑکے کی ملک میں کچھ مال نہ ہو، اور اگر اس کے پاس مال ہے تو اس کے مال میں سے اس کا خرچ دیا جاوے گا[3]۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] والحاضنۃ اما او غیرھا احق بہ ای بالغلام حتی یستغنی عن النساء وقدر بسبع وبہ یفتی (ایضًا باب الحضانۃ ص ۹۰۸ ج ۲) ظفیر۔ [3] وتجب النفقۃ بانواعھا علی الحر لطفلہ الفقیر الحر فان نفقۃ المملوک علی مالکہ والغنی فی مالہ الحاضر (ایضًا باب النفقہ ص ۹۲۳ ج ۲) ظفیر۔

جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۲۹۹) زید کی زوجہ اگر زید کے مکان پر نہ جاوے یا زید جہاں نوکر ہو وہاں نہ رہے، اور اپنے والدین کے مکان پر رہے تو نفقہ زید سے لے سکتی ہے یا نہیں، اور زید اس کو اپنی ساتھ مکان یا نوکری پر لے جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجہ اگر شوہر کے گھر جانے اور اس کے ساتھ جانے سے باوجود طلب شوہر کے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے کما فی الدر المختار (لو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی[۱]) لیکن اس کے بعد در مختار میں کہا اگر سفر میں شوہر کے ساتھ جانے سے انکار کرے تو نفقہ اس کا ساقط نہ ہوگا بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذھاب الیہ او السفر معہ الخ (در مختار) ای بناءً علی المفتی بہ من انہ لیس لہ السفر بھا لفساد الزمان فامتناعہ بحق الخ شامی[۲] جلد ۲

بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۰) جب کہ زوجہ زید کو زید کے ساتھ رہنے میں اپنی جان کا خوف ہے تو زوجہ اپنے شوہر سے علیحدہ رہ کر نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- ایسی حالت خوف و مجبوری میں عورت اپنے شوہر سے نفقہ گھر بیٹھے لے سکتی ہے، کیونکہ اس حالت میں وہ ناشزہ نہیں ہے، پس یہ نہ جانا اس کا شوہر کے گھر نافرمانی اور نشوز نہ ہوگا جو کہ مسقط نفقہ ہے، جیسا کہ شامی ہے وسئلت عن امرأۃ اسکنھا زوجھا فی

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

[۲] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۰ / ج ۲ و ص ۸۹۱ / ج ۲ ۱۲ ظفیر

بلاد الحرب دار الملحدین ثم امتنعت وطلبت منه السکنیٰ فی بلاد الاسلام خوفاً علی دینها و یظهر لی ان لها ذلک الیٰ قوله او السفر معه ای بناءً علی المفتی به من انه لیس له السفر بها لفساد الزمان فامتناعها بحق الخ ص ۶۴۷[1] ۔ فقط ۔

شوہر کی مرضی سے میکے میں بھی رہے گی تو نفقہ پائے گی

سوال (۱۳۰۱) ایک شخص کا نکاح ایک جوان عورت سے ہوا تخلیہ ہوا مگر شوہر حق ادا نہ کرسکا، بلکہ صاف لفظوں میں بی بی سے کہا کہ مجھے بیماری ہے میں رنگون جاتا ہوں اپنی دوا کرکے بہت جلد آؤں گا، بعد ایک ہفتہ کے رنگون چلے گئے اور پانچ برس میں واپس آئے، اور عورت زمانہ نکاح سے تا ایندم اپنے میکہ میں ہے تو نان ونفقہ کی مستحق ہے یا نہیں، اور عورت خلع چاہتی ہے تو مہر وزیور وغیرہ شوہر سے پانے کی مستحق ہے یا نہیں ۔

الجواب :- شرعاً نکاح صحیح ہوگیا اور چونکہ اب قضاۃ اسلام نہیں ہیں جو تاجیل وتفریق کریں، اس لئے بدون طلاق دینے شوہر کے علٰحدگی نہ ہوگی اور خلع اگر کرنا چاہیں تو زوجین کی رضامندی سے ہوسکتا ہے، خلع کے بعد عورت اپنے شوہر کے نکاح سے خارج ہوجاوے گی، اور خلع سے مہر وغیرہ ساقط ہوجاتا ہے، اور اگر عورت خلاف مرضی اپنی شوہر کے اپنی میکہ میں نہیں رہی بلکہ شوہر کی مرضی واجازت سے رہی تو نفقہ اس کا بذمہ شوہر لازم ہے وھٰذا کلہ فی کتب الفقہ[2]

---

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۱ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلة به یفتی وکذا اذا طالبها ولم تمتنع (در مختار) فتجب للزوجة و هٰذا ظاهر الروایة فتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها (رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲)، ظفیر ۔

گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں | **سوال** (۱۳۰۲) زید نے ہندہ کو یہ الفاظ کہے (ہم نے اس کو چھوڑ دیا اور ہم کو اس سے کوئی واسطہ نہیں ہے) اگر اسی سال مذکورہ میں ہندہ نے قرض لے کر حوائج ضروریہ میں صرف کیا ہے تو ادا کی کیا صورت ہے۔

الجواب: - کتب فقہ میں ہے کہ پچھلا نفقہ بدون قضاء یا رضاء کے شوہر کے ذمہ دین نہیں ہوتا، لہذا ماضی کا نفقہ شوہر سے وصول نہیں کیا جا سکتا، البتہ اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو دوسری بات ہے، در مختار میں ہے والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] فقط

گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں | **سوال** (۱۳۰۳) مسماۃ گجرا دختر فاطمہ کو اس کے شوہر کلن نے چودہ برس سے اپنے پاس نہیں رکھا اور نہ روٹی کپڑا دیا اور بار گجرا کا اس کی والدہ نے برداشت کیا، لہذا ایسی حالت میں چودہ برس کا خرچہ اور زر مہر شوہر کلن سے دلایا جائے گا یا نہیں۔

الجواب: - در مختار میں ہے والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[2] اس سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نان و نفقہ عورت بلا قضاء یا رضاء کے نہیں لے سکتی اور مہر مؤجل کا مطالبہ بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے ابھی مطالبہ مہر کا شوہر سے نہیں ہو سکتا ہے۔

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ | **سوال** (۱۳۰۴) سلیمان کی شادی عائشہ کے ساتھ ہوئی، سلیمان شادی سے ایک ماہ بعد افریقہ چلا گیا، جس کو ستائیس برس کا عرصہ ہوا، زوج نے افریقہ سے زوجہ کے لئے نان و نفقہ و خط نہیں بھیجا، مگر زوج کا افریقہ میں زندہ ہونے کا یقین ہے، زوجہ میں افریقہ

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر [2] ایضاً ظفیر

جانے کی طاقت نہیں، زوجہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے، اور زوجہ کو دوسرا نکاح کرنا اس صورت میں درست ہے یا نہیں۔

الجواب: - جب کہ سلیمان زندہ ہے اور مفقود الخبر بھی نہیں ہے تو بدون سلیمان کے طلاق دینے کے اس کی زوجہ عائشہ دوسرا نکاح نہیں کر سکتی اور نفقہ عائشہ کا بذمہ سلیمان کے واجب ہے کما فی الدر المختار فتجب للزوجة[1] علی زوجہا الخ ولو ھی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلة الخ به یفتی[2] الخ فقط

عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۰۵) ایک شخص عنین نے دھوکہ دے کر ایک عورت باکرہ سے نکاح کیا اور خلوت اولیٰ میں وہ ہاتھ نہیں لگا سکا، کیا وہ نکاح جائز ہے اور عورت کو ایسے شخص پر حقوق زوجیت حاصل ہوں گے یعنی اس سے وہ مہر اور نان ونفقہ لے سکتی ہے، اور اس کے ورثہ میں حصہ پا سکتی ہے اور در صورت علیحدگی عدت لازم آتی ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ نکاح صحیح ہے، اور نفقہ زوجہ کا بذمہ شوہر لازم ہے اور بعد خلوت کے اگر علیحدگی ہو تو پورا مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور عدت بھی واجب ہے اور شوہر کے مرنے کے بعد وہ عورت حصہ پاوے گی۔

گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں ہوتا

سوال (۱۳۰۶) محمد اسحاق کی ایک نابالغ لڑکی اس کی مطلقہ عورت کے ساتھ چلی گئی تقریباً پانچ سال ہوگئے، لڑکی کی ماں نے قرضہ لے کر اس کو پرورش کیا، مدت منقضیہ کا نان ونفقہ محمد اسحاق

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۶ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲ - ظفیر

[2] فتجب للزوجة بنکاح صحیح الخ علی زوجها لانها جزاء الاحتباس (ایضاً ص ۸۸۶ ج ۲ و ص ۸۸۷ ج ۲) ظفیر۔

پر عائد ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- اصل یہ ہے کہ نفقہ ماضی کا ساقط ہوجاتا ہے، بدون قضاء یا رضاء کے دین بذمہ شوہر نہیں ہوتا، کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] اھ پس موافق اس قاعدہ کے جب کہ قضاء یا رضاء کسی مقدار نفقہ پر نہیں ہوئی تو وہ ساقط ہوگیا۔

بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۰۷) حاملہ بیوی جو اپنے شوہر کے بیماری کی حالت میں بلا اجازت شوہر اپنے باپ کے ساتھ مع چند زیورات کے جو اس کے مہر کے نصف حصہ کے قریب ہیں ساتھ لئے ہوئے اپنے میکہ میں چلی گئی ہو، اور باوجود کررسکرر شوہر کی طلبی کے اپنے باپ کی رائے کے موافق شوہر کے گھر آنے کو انکار کرتی ہو تو نان ونفقہ اور مہر کی طلب کرنے کی حقدار ہے یا کیا۔

الجواب:- اس مدت کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے[2]، اور مہر اگر موجل ہے تو اس کا مطالبہ عورت ابھی نہیں کرسکتی، اس کا وقت موت یا طلاق ہے

مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے

سوال (۱۳۰۸) اگر کوئی مشرکہ مسلمان ہونے کے بعد کسی مسلمان سے نکاح کرے پھر مسلمان اس کو طلاق دیدے تو وہ سوائے مہر ونان ونفقہ عدت کے کسی دوسرے شے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں یا دوامی نفقہ دلایا جاسکتا ہے۔

الجواب:- وہ مطلقہ سوائے مہر اور نفقہ عدت کے اور کسی شئی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] لا نفقۃ لاحد عشر ... خارجۃ من بیتہ بغیر حق وہی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹۰ ج ۲) ظفیر

کی مستحق نہیں ہے، اور اگر طلاق بائنہ ہے تو بلا نکاح جدید کے شوہر اس کو نہیں رکھ سکتا، البتہ طلاق رجعی میں بدون نکاح کے عدت میں رجوع کر سکتا ہے اور مطلقہ کے لئے بعد عدت کے نفقہ نہیں ہے، پس دوامی نفقہ اس کو شرعاً نہیں دلایا جا سکتا۔[1]

نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۰۹) زید کی زوجہ نافرمان ہے اپنے شوہر کی رضا جوئی کی پرواہ نہیں کرتی باوجود تقاضہ و تاکید کے صوم و صلوٰۃ کی پابندی نہیں باوجود تنبیہ اور ممانعت کے غیر محرموں کے سامنے بے حجابا آتی ہے، زید تنگ آکر دوسرا عقد کر لیا، اب زوجہ اول اپنے نان ونفقہ اور عدل کی مدعی ہے تو کیا زوجہ اول اپنے حقوق کے مطالبہ میں حق بجانب ہے اور آیا ایسے نافرمان عورت کا جو نماز روزہ کی پابندی ضروری نہیں سمجھتی اور خلاف مرضی شوہر غیر محرموں کے سامنے آتی ہے، شوہر کے ذمہ نان ونفقہ اور عدل واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- زید کی زوجہ اولیٰ کا نان ونفقہ و عدل کے بارے میں مطالبہ کرنا حق بجانب ہے، اس کا نان ونفقہ زوج کے ذمہ جب تک وہ شوہر کے گھر ہے اور جب تک وہ نافرمان ہو کر اس کے گھر سے نکل نہ جاوے واجب[2] ہے اور عدل و مساوات درمیان ہر دو زوجہ کے واجب و لازم ہے۔

---

[1] وتجب لمطلقة الرجعي والبائن الخ النفقة والسكنى والكسوة ان طالت المدة (الدر المختار على هامش رد المختار باب النفقة ص ۹۲۱ ج ۲) واذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى في عدتها الخ سمعت رسول الله عليه السلام يقول للمطلقة الثلث النفقة والسكنى مادامت في العدة۔ (هداية باب النفقة ص ۴۲۳ ج ۲) ظفير

[2] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا سلمت نفسها الى منزله (هداية باب النفقة ص ۴۱۶ ج ۲) ظفير۔

زانیہ بیوی کا نفقہ

سوال (۱۳۱۰) زید نے ایک لڑکی سے نکاح کیا اس کے چار ماہ بیس روز کے بعد لڑکا پیدا ہوا، تو شرعاً نکاح ومہر وغیرہ حقوق زوجیت کا کیا حکم ہے۔

الجواب:- اس صورت میں نکاح زید کا صحیح ہو گیا، کیونکہ حاملہ عن الزنا سے نکاح منعقد ہو جاتا ہے لیکن اگر نکاح اس حاملہ کا غیر زانی سے ہو تو تا وضع حمل اس کو وطی کرنا جائز نہیں ہے، پس جب کہ بوجہ لاعلمی کے وطی ہوئی تو زید کو کچھ گناہ نہیں ہوا، اور نکاح قائم ہے، اور نان ونفقہ زوجہ کا جب کہ وہ شوہر کے مکان پر رہے بذمہ شوہر واجب ہے[1] اور مہر بعد صحبت کے پورا واجب ہو جاتا ہے۔

جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں ہوتا

سوال ($\frac{۱۳۱۱}{۱}$) شادی کے بعد لڑکی کے والدین پر یہ فرض ہے کہ نہیں کہ وہ لڑکی کو اس کی سسرال بھیجدیں جب کہ اس کا شوہر اس کو کوئی تکلیف نہ دیتا ہو، اور اگر لڑکی شوہر کے یہاں نہ جاویں والدین کے پاس رہے تو نان ونفقہ اس کا شوہر کے ذمہ ہے یا نہیں، اور اولاد کا خرچ کس کے ذمہ ہوگا۔

سوال ($\frac{۱۳۱۱}{۲}$) جب کہ ہندہ اپنے شوہر کے حقوق پوری طور پر ادا نہیں کرتی تو اگر زید سے کوئی گناہ کبیرہ ہو جاوے تو خدا کے یہاں جوابدہ زید ہوگا یا اس کی بی بی۔

الجواب:- ($\frac{۱و۲}{}$) والدین کے ذمہ یہ ضروری ہے اور شوہر اس کو زبردستی لے جا سکتا ہے، اور اگر نہ جاوے اور خلاف رضائے شوہر

---

[1] النفقة واجبة للزوجة علی زوجها اذا اسلمت نفسها الی منزله (ہدایہ باب النفقہ ج ۲ ص ۴۱۷) ظفیر

اپنے والدین کے پاس رہے تو شوہر کے ذمہ اس کا نان ونفقہ نہیں ہے اور دعویٰ اس کا اپنے نان ونفقہ کے بارے میں باطل[1] ہے، اور اولاد کا خرچ باپ کے ذمہ[2] ہے۔

نفقہ میں گرانی وارزانی کی وجہ سے ردوبدل کرنا جائز ہے

سوال (۱۳۱۲) نابالغان کے نفقہ میں بوجہ گرانی وارزانی کے باپ کے ذمہ کمی وبیشی ہوسکتی ہے یا نہ، یعنی اگر حاکم نے ایک دفعہ ایک مقدار مقرر کردی ہو تو اس کے بعد بوجہ گرانی نرخ کے اس مقدار مقررہ پر زیادتی کا حکم صادر ہوسکتا اور کہا جاسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- نفقہ میں بقدر ارزانی وگرانی کمی بیشی ہوسکتی ہے کما فی الدر المختار ویقدرها بقدر الغلاء والرخص اھ (درمختار) ای یراعی کل وقت اومکان بما یناسبه وفی البزازیة اذا فرض القاضی النفقة ثم رخص تسقط الزیادة ولها یبطل القضاء وبالعکس لها طلب الزیادة اھ ولکن الاوضح الحمل علی شیئ معلوم ثم غلاء السعر اورخص کما سیذکره المصنف والشارح اھ شامی[3] صالحت زوجها عن نفقة کل شهر علی دراهم ثم قالت لا تکفینی زیدت اھ درمختار[4]۔ فقط

۱؎ لا نفقة لاحد عشر ... وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹۰ ج ۲) ظفیر

۲؎ والنفقة علی الاب علی ما ذکرنا (هدایه باب حضانة الولد ص ۴۱۲ ج ۲) ظفیر

۳؎ رد المحتار باب النفقة ص ۸۹۷ ج ۲، ۱۲ ظفیر۔ ۴؎ الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۹۰۵ ج ۲: ظفیر

بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۱۳) زید کی والدہ اور اہلیہ میں بیحد نا اتفاقی ہے، زید نے ہر طریق پر اتفاق کی کوشش کی لیکن ناکام رہا، والدہ زید کا سوائے زید کے اور کوئی بچہ نہیں ہے، اور والدہ زید کے پاس محض اسی کی قابل جائداد ہے، زید پریشان ہے کہ دونوں میں سے اس کے واسطے کوئی ایسا نہیں کہ جس سے علیحدہ ہو۔ اس کی تنخواہ اتنی نہیں کہ وہ دونوں کے اخراجات کا علیحدہ علیحدہ کفیل ہو سکے، اگر وہ ان دونوں میں سے ایک شخص کو اپنی ہمراہ رکھے اور خرچ دیوے تو ماخوذ ہوگا یا نہ۔

الجواب:۔ زید کے ذمہ اس کی اہلیہ کا پورا نفقہ لازم [۱] ہے، اور اس کی والدہ کے پاس جب کہ جائداد بقدر اس کی گذر کے موجود ہے تو زید کے ذمہ اس کا خرچ واجب نہیں [۲] ویسے ان کے خوش رکھنے کو کچھ خدمت کرتا رہے اور محبت وادب سے پیش آتا رہے۔

گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں

سوال (۱۳۱۴) ایک لڑکی نابالغہ کا نکاح ہوا، چند روز بعد لڑکی کا شوہر کہیں چلا گیا، اور چھ سال تک مفقود الخبر رہا، اس عرصہ میں لڑکی اپنے والدین کے یہاں رہی اور بالغہ ہو کر اپنی قوت بازو سے کما کر کھاتی رہی، اب شوہر آگیا ہے زوجہ کو گھر لے جانا چاہتا ہے تو

[۱] النفقة واجبة للزوجة على زوجها الخ اذا سلمت نفسها الى بيته (هدايه باب النفقة ص۴۱۷/۲) ظفیر۔ [۲] وتجب على موسر الخ النفقة لاصوله ولو اب امه الفقراء ولو قادرين على الكسب الخ بالسوية (در مختار) قوله لاصوله الا الام المتزوجة فان نفقتها على الزوج قوله الفقراء قيد به لانه لا تجب نفقة الموسر الا الزوجة (رد المحتار باب النفقة ص۹۳۱/۲ وص۹۳۳/۲) ظفیر

چھ سال کا نفقہ اس سے لے سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- کتب فقہ میں ہے والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[1] الخ لہٰذا گذشتہ زمانہ کا نفقہ شوہر سے نہیں لے سکتی لیکن اگر وہ خوشی سے دیدیوے تو لینے میں کچھ حرج نہیں ہے۔

سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے

سوال (۱۳۱۵) ایک شخص ہجرت کرنا چاہتا ہے، اس کے دو بیبیاں ہیں، ایک کا نام چھوٹی ایک کا بڑی ہے، چھوٹی کے ایک لڑکا خورد سال ہے بڑی کے ایک لڑکا ۱۹ سالہ ہے، اور ایک لڑکی ۲۷ سالہ بال بچوں والی ہے چھوٹی ہجرت کے لئے تیار ہے، بڑی کا لڑکا ہجرت کرنا چاہتا ہے مگر وہ خود ہجرت کرنا نہیں چاہتی، دریافت طلب یہ ہے کہ بعد ہجرت مہاجر پر بڑی کا نان ونفقہ کس قدر واجب رہے گا۔

الجواب:- درمختار میں ہے بخلاف ما اذا خرجت من بیت الغصب او ابت الذهاب الیه او السفر معه او مع اجنبی بعثه لینقلها فلها النفقة[2] الخ شامی میں ہے قوله او مع السفر معه) ای بناءً علی المفتی به من انه لیس السفر بها لفساد الزمان فامتناعها بحق[3] الخ یعنی عورت کا شوہر کے ساتھ نہ جانا نافرمانی اور نشوز میں داخل نہیں ہے جو کہ نفقہ کو ساقط کرنے والا ہے، پس حاصل یہ ہے کہ اس عورت کا نفقہ جو ساتھ نہ جاوے بذمہ شوہر لازم ہے اس کا انتظام شوہر کو کرنا چاہئے۔

باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۱۶) مریم صغیرہ کا باپ مرگیا ہے ایک برادر چچازاد اور ماں موجود ہے، صغیرہ کے

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۹۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۱ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

نفقہ کا کفیل کون ہے اور کس عمر تک، مریم ایسی قوم کی لڑکی ہے جس کی سات آٹھ سالہ لڑکی اپنے کسب سے روٹی حاصل کر سکتی ہے۔

الجواب:- اولاد صغار کا نفقہ باپ کے نہ ہونے کی صورت میں ان کی ماں کے ذمہ ہے، شامی میں ہے وہی اولی بالتحمل من سائر الاقارب[1] باقی یہ کفالت نفقہ اسی وقت تک ہے، جب تک کہ وہ خود کوئی کسب نہ کر سکیں اور جب کہ سات آٹھ سالہ بچہ اس قوم کا خود کسب حلال کر سکتا ہے تو ان کا نفقہ بھی صرف اتنی ہی عمر تک واجب ہوگا قال خیر الرملی لو استغنت الانثی بنحو خیاطة وغزل یجب ان تکون نفقتها فی کسبها[2] شامی جلد ۲

سوال (۱۳۱۷) ہندہ ایک مالدار کی لڑکی ہے، والدین کی سازش سے ہمیشہ اپنے شوہر سے نافرمان ہو کر والد کے گھر میں بیٹھ گئی، باوجود سمجھانے کے بھی شوہر کے گھر نہیں گئی، اب چھ مہینہ سے اس کا شوہر مجنون ہو کر پاگل خانہ میں زیر علاج ہے، اب ہندہ مجنون کے بھائی سے بھائی سے نان ونفقہ لے سکتی ہے یا نہیں۔

نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

الجواب:- درمختار میں ہے کہ ناشزہ عورت کا نفقہ جو کہ شوہر کے گھر سے بلا عذر شرعی کے چلی جاوے ساقط ہو جاتا ہے اور جب تک وہ شوہر کے گھر واپس نہ آوے، اس وقت تک نفقہ کی مستحق نہیں ہے، لہٰذا اس صورت میں دعویٰ نفقہ کا باطل اور غیر مسموع ہے قال فی الدر المختار لا نفقة لاحدی عشرة مرتدة الخ وخارجة من بیته بغیر حق وهی الناشزة حتی تعود والقول لها فی عدم النشوز بیمینها الخ[3]

---

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۹۲۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔ [2] ایضاً ص ۹۲۳ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹۰ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اگر شوہر کے ساتھ رہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۱۸) میرا عقد ۴ مارچ ۱۹۲۶ء کو دختر نذر محمد خاں کی ساتھ ہوا، بوقت عقد مجھ سے پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان کے نان ونفقہ کے لکھوا کر رجسٹری کرالی علاوہ ازیں پانچ ہزار کا مہر مؤجل تحریر کرایا گیا، اب میری منکوحہ بے حد نافرمان ہے اور اپنے میکہ چلی گئی ہے اور حقوق زوجیت ادا کرنا نہیں چاہتی اپنے میکہ میں رہنا چاہتی ہے جو میرے خلاف ہے، اس صورت میں نکاح منعقد ہوا یا نہیں، اور مبلغ پندرہ روپیہ خرچ پاندان جو مجھ سے لکھوایا گیا اور نیز مہر کے متعلق شرعاً کیا حکم ہوگا۔

الجواب: شوہر کے ذمہ بعد نکاح کے علاوہ مہر مقرر کے نفقہ زوجہ کا حسب حیثیت لازم ہوتا ہے اور وہ بھی اس وقت تک کہ عورت کی طرف سے نافرمانی اور شوہر کے گھر سے چلا جانا نہ پایا جاوے، اور اگر ایسا ہوا یعنی زوجہ کی طرف سے نافرمانی اور خروج پایا گیا تو اس مدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ نہیں رہتا پس اس صورت میں نکاح منعقد ہو گیا، اور بصورت نافرمانی اور نکل جانے عورت کے نفقہ اس مدت کا کہ جب تک عورت خاوند کے گھر واپس نہ آوے شوہر کے ذمہ لازم نہیں ہے اور پندرہ روپیہ ماہوار خرچ پاندان جو شوہر سے لکھوایا گیا وہ بھی شرعاً شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، البتہ مہر جس قدر مقرر ہو گیا وہ شوہر کے ذمہ واجب ہو گیا، مگر مطالبہ اس کا بعد طلاق یا موت کے ہو سکتا ہے کذا فی کتب[۱] الفقہ۔

---

[۱] فتجب بنکاح صحیح الخ علی زوجہا لانہا جزاء الاحتباس الخ لا نفقۃ لاحد عشر مرتدۃ الخ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۶ ج ۲ و ص ۸۸۹ ج ۲) ظفیر

نفقہ کی مقدار

سوال (۱۳۱۹) نان ونفقہ کا نقدی مقدار واندازہ ماہوار وسالانہ متوسط اقوام میں کس قدر ہوگا، شرعاً اس کی تعیین یا اندازہ ہے یا کہ ملک ووسعت کے مطابق۔

الجواب:۔ اس کی کوئی مقدار شرعاً معین نہیں ہے، متوسط نفقہ جس زمانہ میں نرخ اجناس وغیرہ کی اعتبار سے ہوتا ہے، اس کی مقدار باہمی مصالحت سے یا جماعت کے مشورہ سے طے ہو، اور شوہر اس کو تسلیم کرے وہی مقدار مقرر ہوسکتی ہے[1]۔

نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۰) زید نے ہندہ کو سہ بار طلاق بائن دی، پھر چار پانچ سال کے بعد یہ خیال کرکے کہ وہ صرف طلاق بائن دی تھی بانفاق نکاح ثانی کیا، اسی نکاح سے ایک لڑکی ایک سال کی ہوکر فوت ہوگئی، اب ہندہ کو علم ہوا کہ زید نے مجھ سے نکاح ثانی بغیر حلالہ کے کیا تھا جو کہ حرام تھا تو اتنی مدت تک کا ہندہ زید سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ؟

الجواب:۔ اس صورت میں زید کے ذمہ نفقہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ تو ظاہر ہے کہ دوسرا نکاح نکاح فاسد ہوا تھا، اور کتب فقہ میں تصریح ہے کہ نکاح فاسد موجب نفقہ نہیں، والنکاح الفاسد لا یوجب النفقۃ۔ خانیہ[2] ج ۱۔ فقط

---

[1] ویقدرہا بقدر الغلاء والرخص ولا تقدر بدراہم ودنانیر (در مختار) ای یراعی کل وقت او مکان بما یناسبہ وفی البزازیہ اذا فرض القاضی النفقۃ ثم رخص تسقط الزیادۃ ولا یبطل القضاء وبالعکس لہا طلب الزیادۃ وکذا الوصالحتہ علی شئی معلوم (رد المختار باب النفقۃ ص ۸۹۷ ج ۲) ظفیر

[2] فلا نفقۃ علی مسلم فی نکاح فاسد لانعدام سبب الوجوب (ایضاً ص ۸۸۶ ج ۲) ظفیر

شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج لازم نہیں

سوال (۱۳۲۱) میری زوجہ مریضہ کا علاج اس کے اقارب نے اپنی خوشی سے کیا، اب وہ لوگ جوکہ انھوں نے علاج میں رقم صرف کی ہے مجھ سے طلب کرتے ہیں، اور جس زمانہ میں میری زوجہ بیمار رہی ہے اس زمانہ کا نان ونفقہ بھی طلب کرتے ہیں، توکیا وہ رقم جو انھوں نے صرف کی ہے مجھ پر واجب الادا ہے، اور نان ونفقہ بھی واجب ہے یا نہ؟

الجواب:- شوہر کے ذمہ زوجہ مریضہ کی دوا کرنا واجب نہیں ہے بلکہ تبرع محض ہے، پس صورت مسئولہ میں جن لوگوں نے اس کی بیماری میں دوا وغیرہ کے سلسلہ میں جو کچھ خرچ کیا ہے اس کا ادا کرنا شوہر کے ذمہ ضروری نہیں، کیونکہ اس کا وجوب خود اس کے اوپر بھی نہیں تھا، چہ جائیکہ دوسروں کے کرنے سے اس پر وجوب ہو جائے ولا یجب الدواء للمرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد الخ عالمگیریہ[1] البتہ اس زمانہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے، کما فی الدر المختار، او مرضت فی بیت الزوج فان لها النفقۃ استحسانا لقیام الاحتباس[2] الخ۔ فقط

خود شوہر جب بیوی کو میکہ بھیجدے تو اس کا نفقہ لازم ہوگا۔

سوال (۱۳۲۲) ایک شخص نے بادلِ ناخواستہ اپنی بیوی کو اس کے عزیزوں کے اصرار پر ناخوش ہوکر اس کے والدین کے یہاں بھیجدیا، وہاں سے بیوی بلا اجازت شوہر و بلا اطلاع اپنی ماں کے ساتھ پردیس میں جاکر غیر مردوں کو دیکھتی ہے تو وہ عورت خاوند سے نفقہ پانے کی مستحق ہے یا نہ، اور نکاح سے خارج تو نہیں ہوئی؟

---

[1] کما لا یلزمها مداواتها ای اتیانه لها بدواء المرض ولا اجرۃ الطبیب ولا الفصد والحجامۃ، هندیه (رد المحتار باب النفقہ ج۲ ص۸۸۹) ظفیر

[2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ج۲ ص۸۸۹ ۱۲ ظفیر

الجواب:- اس صورت میں عورت مذکورہ اپنے شوہر کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور جب کہ شوہر نے زوجہ کے اصرار پر خود اس کے والدین کے گھر بھیجا ہے اگرچہ اس کا دل نہ چاہتا تھا تو عورت مذکورہ نفقہ پانے کی مستحق ہے کما فی الدر المختار ولو هي في بيت ابيها اذا لم يطالبها وكذا اذا طالبها ولم تمتنع او امتنعت للمهر[1] الخ یعنی زوجہ نفقہ پانے کی شوہر سے مستحق ہے اگر وہ اپنے باپ کے گھر ہو، جب کہ اس کے خاوند نے اس کو بلایا نہ ہو یا بلایا ہو اور اس نے انکار نہ کیا ہو یا مہر کی وجہ سے انکار کیا ہو لیکن عورت کا بدون اجازت شوہر کے اپنی والدہ کے ساتھ پردیس جانا درست نہیں ہے اور غیر مردوں کو دیکھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، خواہ شوہر کی اجازت ہو یا نہ ہو۔ فقط

تنگ دست شوہر سے تفریق

سوال (۱۳۲۳) زید اپنی بیوی کا نان ونفقہ دینے سے بالکل انکار کرتا ہے، اور عدالت سے بھی کچھ نہیں ہوا، اب شوہر کا پتہ بھی نہیں قرض بھی کوئی نہیں دیتا، اب عورت کو حق فسخ نکاح حاصل ہے یا نہیں۔ کوئی صورت ہے جس سے تفریق ہو جاوے اور بوقت عدم ادائیگی نفقہ وانکاری ہونے کے کوئی صورت تفریق کی ہے یا نہیں۔

الجواب:- حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ عورت کو حق فسخ نہیں ہے بلکہ شوہر سے نفقہ کو کہا جاوے، اگر وہ نہ دے تو بذریعہ حکام اس کو مجبور کیا جاوے اور اس سے کہا جاوے کہ یا نفقہ ادا کرے ورنہ طلاق دیدے صاحب ہدایہ نے فرمایا ہے کہ اس صورت میں قاضی ان میں تفریق کرا سکتا ہے۔ ومن اعسر بنفقة امرأته لم يفرق بينهما ويقال لها استديني عليه وقال الشافعي رحمه الله يفرق لانه عجز عن الامساك بالمعروف

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

فینا ب القاضی منابہ فی التفریق[1] اور مختار میں ہے وجوز الشافعی باعسار الزوج وبتضررھا بغیبتہ ولو قضی بہ حنفی لم ینفذ نعم لوامر شافعیاً فقضی بہ نفذ[2] اور شامی میں ہے قال فی غرر الاذکار ثم اعلم ان مشائخنا استحسنوا ان ینصب القاضی الحنفی نائباً ممن مذھبہ التفریق بینھما اذا کان الزوج حاضراً وابی عن الطلاق الیٰ ان قال وعلیہ یحمل مافی فتاویٰ قاری الھدایہ حیث سئل عمن غاب زوجھا ولم یترک لھا نفقۃ فاجاب اذا اقامت بینۃ علی ذٰلک وطلبت فسخ النکاح من قاض یراہ ففسخ نفذ وھو قضاء علی الغائب وفی نفاذ القضاء علی الغائب روایتان عندنا فعلی القول بنفاذہ یسوغ للحنفی ان یزوجھا من الغیر بعد العدۃ الخ ص۶۵۶ ج ۲ شامی[3]۔

پس اس صورت میں تفریق کی صورت یہ ہوسکتی ہے کہ ایسے قاضی سے رجوع کیا جاوے جس کا مذہب تفریق کا ہو، وہ اگر تفریق کردے گا تو صحیح ہے اور بعد عدت کے نکاح ثانی جائز ہے۔

بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۴) ایک شخص کی عورت باوجود تاکید نہ تو نماز پڑھتی ہے نہ روزہ کی پابند ہوتی ہے نہ اپنے خاوند کی اطاعت کرتی ہے، بلکہ بدچلنی اس کی ثابت ہونے پر اس فاحشہ عورت کو طلاق دیدی، بعد طلاق کے وہ عورت اس بات کی مدعی ہے کہ طلاق سے پہلے ایام نافرمانی کا نان نفقہ دیا جاوے اور مہر ادا کیا جاوے

---

[1] ہدایہ باب النفقۃ ص۴۱۹ ج۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص۹۰۳ ج۲ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب النفقۃ ص۹۰۳ ج۲ وص۹۰۴ ج۲ ۱۲ ظفیر

اس صورت میں نان نفقہ اور مہر کے بارے میں کیا حکم ہے، عورت مذکورہ کو ایام نافرمانی قبل از طلاق کے نان نفقہ لینے کا حق شرعاً حاصل ہے یا نہیں اور جب کہ طلاق بدچلنی کے سبب سے دی جاتی ہے تو مہر دینا ہوتا ہے یا نہیں ایسے ہی ایام عدت کے نان نفقہ کا دعوی بھی درست ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب: - زوجہ اگر خاوند کی نافرمان ہو کر اس کے گھر سے چلی جاوے تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے اور اگر شوہر کے گھر رہے تو نفقہ واجب [1] ہے پس طلاق سے پہلے جب تک وہ عورت شوہر کے مکان پر رہے نفقہ اس کا واجب ہوتا ہے، لیکن یہ بھی مسئلہ ہے کہ گذشتہ نفقہ کا مطالبہ بلا حکم قاضی و بلا رضاء باہمی صحیح نہیں [2] ہے، اور اگر وہ مطلقہ مدخولہ ہے یعنی وطی یا خلوت صحیحہ کے بعد اس کو طلاق دی گئی ہے تو مہر پورا بذمہ شوہر واجب الادا [3] ہے اور ایام عدت کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ لازم ہے، خواہ عورت کو اس کی نافرمانی اور بدچلنی کی وجہ سے طلاق دی جاوے یا بغیر اس کے، مہر اور نفقہ ہر حالت میں لازم ہوتا ہے، ھکذا فی عامۃ کتب [4] الفقہ۔

---

[1] وان نشزت فلا نفقۃ لہا حتی تعود الی منزلہ (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۱۶ ج ۲) ظفیر [2] واذا مضت مدۃ لم ینفق الزوج علیہا وطالبتہ بذلک فلا شئی لہا الا ان یکون القاضی فرض لہا النفقۃ او صالحت الزوج علی مقدار نفقتہا فیقضی لہا بنفقۃ ما مضی (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۱۸ ج ۲) ظفیر۔ [3] ومن سمّی مہرا عشرا فما زاد علیہ المسمّی ان دخل بہا او مات عنہا (ہدایہ باب المہر ص ۳۰۴ ج ۲) ظفیر۔

[4] واذا طلق الرجل امرأتہ فلہا النفقۃ والسکنی فی عدتہا رجعیا کان او بائنًا (ہدایہ باب النفقہ ص ۴۲۱ ج ۲) ظفیر۔

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی

سوال (۱۳۲۵) زید کا نکاح ہندہ کے ساتھ ایک قصبہ میں ہوا، وہاں سے زید ہندہ کو اپنے مکان پر لے گیا جو مسکن ہندہ سے دوروز کا راستہ ہے، یہ مکان زید کا ایک موضع میں ہے اور قصبہ سے آٹھ میل ہے، نکاح کو نو سال ہوئے اس عرصہ میں ہندہ زید کے یہاں اچھی طرح رہی، اب عرصہ ڈیڑھ سال سے زید نابینا ہوگیا ہے تو ہندہ اس سے تفریق چاہتی ہے اور یہ بہانہ نکالا ہے کہ زید گاؤں میں رہتا ہے میں گاؤں میں رہنا نہیں چاہتی، قصبہ میں جو مسکن زید کا ہے وہاں میرے کھانے پینے کا انتظام کرایا جائے، آیا زید کو اس بات پر مجبور کیا جاسکتا ہے کہ وہ زوجہ کو قصبہ میں رکھ کر وہاں اس کے خورونوش کا انتظام کرے، شرعاً اس بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- زید کو شرعاً اس امر پر مجبور نہیں کیا جاسکتا ہے کہ وہ موافق خواہش ہندہ کے ہندہ مذکورہ کو قصبہ مذکورہ میں رکھ کر اس کے نفقہ کا انتظام کرے بلکہ ہندہ کو ضروری ہے کہ وہ شوہر کے مکان میں رہے، اگر ہندہ بلا رضامندی وبلا اجازت زید کے اس قصبہ میں جاکر رہے گی تو اس کا نفقہ زید کے ذمہ سے ساقط ہوجاوے گا کذا فی الدر المختار[1] وغیرہ۔

نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے

سوال (۱۳۲۶) زید کا نکاح ہندہ سے ہوا تھا عرصہ ہوگیا، اب تک ہندہ زید کے مکان نہیں گئی اور نہ آئندہ جانا قبول کرتی ہے، اس صورت میں زید کا ہندہ کو اسی طرح ہمیشہ معلق رکھنے کا حق ہے یا نہ آنے کے باعث ہندہ کو چھوڑ دینے کا حکم ہے۔

الجواب:- جب کہ ہندہ کا نکاح زید سے حسب قاعدہ شرعیہ ہوگیا تو

---

[1] خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۸۹۰ ج ۲) ظفیر

اب ہندہ کو اختیار نہیں کہ وہ زید کے گھر نہ جاوے اور علیحدگی چاہے۔ ہندہ زید کی منکوحہ ہوگئی اس کو اپنے شوہر زید کی اطاعت کرنی چاہیئے، اور زید کے ذمہ یہ ہے کہ جب ہندہ زید کے گھر آجاوے تو اس کے نان نفقہ کی خبر رکھے اور حقوق زوجیت ادا کرے، اگر اس وقت زید کچھ کوتاہی کرے گا تو وہ گنہگار ہوگا اور اگر ہندہ زید کے گھر نہ جاوے بلا کسی وجہ شرعی کے تو اس میں ہندہ گنہگار ہے۔ قال اللہ تعالیٰ اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰہُ بَعْضَهُمْ عَلٰی بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَیْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰہُ۔

وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں

سوال (۱۳۲۷) ایک عورت کا ایک شخص سے نکاح ہوا، وقت نکاح اس شخص کے وکیل سے یہ بات ٹھہری کہ اگر ناکح یعنی وہ شخص جس سے نکاح ہوا بعد میں کچھ حرکت کرے تو فی یوم بیوی کا اس سے ایک ایک روپیہ خرچہ لیا جاوے گا، وکیل نے یہ بات تحریر کردی مگر وکیل مذکور کو اس شخص نے اس قسم کی تحریر کردینے کی کوئی اجازت نہیں دی تھی خود بخود وکیل نے تحریر کردیا ہے کہ اگر کچھ حرکت کرے تو ایک روپیہ روزانہ خرچ وہ شخص جس کا نکاح ہوا ہے دیوے گا، وکیل صدر کی تحریر جو کہ بغیر اجازت اس شخص کے جس کا نکاح ہوا ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وکیل کو جب کہ وہ نکاح کا وکیل تھا اختیار ایسی تحریر کا نہ تھا، ایک روپیہ روزانہ بذمہ شوہر عاید نہیں ہوگا اور وکیل کے ذمہ بھی نہ ہوگا کہ یہ تحریر خلاف شرع اور باطل ہے۔

نافرمانی کی صورت میں نفقہ واجب نہیں رہتا

سوال (۱۳۲۸) یہاں اس قسم کا رواج ہے کہ بعد شادی عورت خاوند کے گھر ایک سال رہتی ہے، ایک سال بعد بیوی کا

لہ سورۃ النساء رکوع ۶ ــ ظفیر۔

باپ اس کو اپنے گھر لے جاتا ہے، بعد اس کے دو سال گذرتے ہیں، دو سال کے عرصہ میں بہت دفعہ خاوند نے اپنی بیوی کے لانے کے واسطے چند آدمی بھیجے مگر بیوی کے والد نے اپنی لڑکی کو رخصت نہیں کیا، اور اب بیوی کا والد خرچہ ایک روپیہ یومیہ لینا چاہتا ہے تو اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ شوہر کے ذمہ اس صورت میں نان نفقہ وغیرہ اور ایک روپیہ روزانہ کچھ نہیں ہے، کیونکہ نشوز اس صورت میں عورت کی طرف سے پایا گیا ہے ایسی حالت میں نفقہ زوجہ کا ساقط ہو جاتا ہے، در مختار میں ہے لا نفقة لاحدی عشرة الا خارجة من بیته بغیر حق الخ فی الشامی وتجب النفقة من حین العقد الصحیح وان لم تنتقل الی منزل الزوج اذا لم یطالبها[۲] الخ ص ۶۴۶، پس قید اذا لم یطالبها سے معلوم ہوا کہ اگر شوہر طلب کرے اور عورت اس کے گھر بعد طلب کے نہ آوے اور کوئی وجہ شرعی امتناع کی نہ ہو تو نفقہ اس کا ساقط ہو جاتا ہے۔

جو بیوی مرد کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے

سوال (۱۳۲۹) ہندہ نے زوج کی اطاعت چھوڑ دی، اور اس کے گھر بھی نہیں رہتی، اپنے ماں باپ کے گھر رہتی ہے، اور سفر بلا اجازت شوہر کے بغیر کسی محرم کے کرتی ہے اس صورت میں کیا نان نفقہ زوج پر ضروری ہے یا نہیں، عورت والدین کے گھر نان نفقہ کی طالب ہے۔

الجواب:۔ ایسی عورت کا نفقہ ساقط ہو جاتا ہے، کما فی الدر المختار لا نفقة لاحدی عشرة الی ان قال وخارجة من بیته

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[۲] رد المحتار باب النفقة ص ۸۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

بغیر حق وھی الناشزۃ الخ۔[1]

شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۳۰) مسماۃ ہندہ مع والدین خود کے بود وباش اجمیر شریف کی رکھتی ہے، اور زید شوہر ہندہ کی بود وباش قدیم وحال اکبرآباد کی ہے، اور نکاح بھی مسماۃ ہندہ کا اجمیر میں ہوا ہے، زید شوہر ہندہ نے بوقت نکاح ایک اقرار نامہ میں لکھا ہے کہ مسماۃ ہندہ بوقت ناراضی خود اجمیر یا جہاں چاہے رہے، میں اس حالت میں بھی مسماۃ ہندہ زوجہ خود کو بلاعذر پانچ روپیہ ماہوار دیتا رہوں گا، جب کہ زید شوہر مسماۃ ہندہ نے ہندہ کو قسم قسم کی تکالیف پہنچائی کہ جس کے صدمات سے ہندہ مجبور ہو کر اکبرآباد سے اجمیر بخانہ والدین آگئی ہے، اب زید ہندہ کو جبراً اجمیر شریف سے اکبرآباد لے جانا چاہتا ہے، اور ہندہ جانا پسند نہیں کرتی، زید کو لے جانے کا حق ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شوہر کو چاہیے کہ موافق شرط کے اپنی زوجہ کو اجمیر شریف سے نہ لے جاوے اور نفقہ دیتا رہے، جیسا کہ حدیث شریف میں ہے احق الشروط ان توفوا بہ بما استحللتم بہ الفروج[2] متفق علیہ لیکن اپنے وطن اکبرآباد میں مثلاً لے جانا مصلحت سمجھتا ہے اور پسند کرتا ہے تو اس کو یہ حق ہے لے جاوے اور یہ بھی حق ہے کہ اگر زوجہ اس کے کہنے کے موافق اکبرآباد وغیرہ نہ جاوے تو نفقہ نہ دے[3]۔

بیوی شوہر کے خلاف رہکر نفقہ کی مستحق نہیں

سوال (۱۳۳۱) جب کہ شوہر کے پہلی زوجہ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح وغیرہ ص ۲۷۱۔ ظفیر۔

[3] ولذا قید بالاجنبی اذ لو کان محرما لم یکن لہا النفقۃ لانہ لیس لہا الامتناع (رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۱ ج ۲) ظفیر

سے اولادذکورواناث ہو، اور زوجہ ثانی کے ادائے حقوق شرعی پر شوہر کو خیال نہ ہو تو کیا زوجہ ایسی صورت میں شوہر سے علیحدہ رہکر حقوق شرعی طلب کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ خلاف رائے شوہر اس کے گھر سے علیحدہ رہ کر نفقہ طلب نہیں کرسکتی بلکہ وہیں رہے اور اپنے حقوق اور نفقہ کا مطالبہ کرے نافرمانی شوہر کی درست نہیں[1] ہے۔

معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے

سوال (۱۳۳۲) ایک شخص نے اپنی زوجہ کو اپنے سوتیلے لڑکے سے الزام لگایا، مگر خود کوئی واقعہ جس سے ثبوت پوری طرح ہوسکے نہیں دیکھا، اور جس قدر واقعہ دیکھا تھا اس کو علمائے کرام نے ثبوت الزام کے لئے کافی نہیں سمجھا اور وہ عورت نکاح میں قائم رہی مگر وہ شخص اپنے شک پر قائم ہے اور جس وقت سے اس کو یہ شبہ ہوا ہے زوجہ کو معلق چھوڑ رکھا ہے، اگر وہ اپنی زوجہ کو طلاق دیدے تو اس عورت مظلومہ کا نان نفقہ جب سے اس کو معلق چھوڑ رکھا ہے بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں، جس کی تعداد بوقت نکاح پندرہ روپیہ ماہوار ہوچکی ہے۔

الجواب:۔ نفقہ مقررہ شوہر کے ذمہ مدت مذکورہ کا واجب الاداء ہے کما فی الدر المختار والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء ای اصطلاحہما علی قدر معین[2] الخ۔

---

[1] لا نفقۃ لاحدی عشرۃ الخ وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ہامش رد المختار باب النفقۃ ص ۸۹۰ ج ۲) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب النفقۃ ص ۹۰۶ ج ۲ ۱۲ ظفیر

اولاد کا نفقہ | **سوال** (۱۳۳۳) اور کیا اس کی ہر سہ اولاد کا نان نفقہ اب تک اور آئندہ بذمہ شوہر ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ہر سہ اولاد کا نفقہ بذمہ ان کے باپ یعنی اس عورت کے شوہر کے ذمہ لازم ہے قال فی الدر المختار وتفرض النفقۃ لزوجۃ الغائب وطفلہ[1] الخ وایضاً فیہ وتجب لطفلہ یعم الانثی والجمع[2] الخ۔

زچہ خانہ کا نفقہ | **سوال** (۱۳۳۴) زچہ خانے میں جو مصارف ہوئے وہ بذمہ شوہر ہیں یا نہیں۔

الجواب:- وہ مصارف بھی بذمہ شوہر ہیں۔

مہر کی ادائیگی | **سوال** (۱۳۳۵) مہر کی جو تعداد مقرر کی گئی تھی اس کی ادائیگی بذمہ شوہر ضروری ہے یا نہیں، خواہ زبانی ہو یا تحریری، کیونکہ بوقت نکاح ایک ہزار معجل اور ایک ہزار مؤجل اور زیور بخشش ہے تحریر کیا گیا، اور ایک مکان قیمتی پانسو روپیہ کا زبانی وعدہ کیا گیا تھا جو تحریر میں نہیں آیا گواہ موجود ہیں۔

الجواب:- بعد طلاق کے جو مہر مؤجل ہوتا ہے وہ بھی معجل ہو جاتا ہے لہٰذا طلاق دینے کے بعد کل مہر بذمہ شوہر واجب الاداء ہے قال فی رد المحتار ناقلاً عن الخلاصۃ وبالطلاق یتعجل المؤجل[3] اھ۔

بیوی کے نفقہ کی مقدار | **سوال** (۱۳۳۶/۱) زوجہ کا نفقہ بحالت غنی شوہر و افلاس زوجہ کس قدر ہوگا، اور مفتی بہ اس بارے میں کیا ہے۔

نفقہ سے زیادہ رقم جو بیوی کے پاس جمع ہو | **سوال** (۱۳۳۶/۲) زید اپنی زوجہ کو اپنی

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۱۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

[2] ایضاً ص ۹۲۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب المهر ص ۴۹۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

پوری تنخواہ جوکہ ۱۳۰ روپیہ ماہوار تھی بارہ سال سے دیتا رہا، اور وہ رقم اس کے اور اس کے عیال کے نفقہ سے بہت زیادہ تھی، زوجہ نے اس میں سے ایک معتدبہ رقم پس انداز کی، پس یہ رقم زید کی ملک ہے یا زوجہ کی، اور زید نے پانچ برس تک اپنی زوجہ سے یہ نہیں کہا کہ رقم باقی ماندہ مہر میں محسوب ہوگی۔

الجواب:- (۱) درمختار میں ہے فتستحق النفقۃ بقدر حالهما به یفتی ویخاطب بقدر وسعہ الخ وفی رد المحتار قال فی البحر واتفقوا علی وجوب نفقۃ الموسرین اذا کانا موسرین وعلی نفقۃ المعسر اذا کانا معسرین وانما الاختلاف فیما اذا کان احدهما موسرًا والآخر معسرًا فعلی الظاهر الروایۃ الاعتبار لحال الرجل فان کان موسرًا وهی معسرۃ فعلیہ نفقۃ الموسرین وفی عکسہ نفقۃ المعسرین واما علی المفتی بہ فتجب نفقۃ الوسط فی المسئلتین وهو فوق نفقۃ المعسرۃ ودون نفقۃ الموسرۃ اھ[1] پس قول مفتی بہ کے موافق اس صورت میں اوسط درجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہوگا اس کی مقدار ہر زمانہ کے نرخ اور گرانی کے اعتبار سے مقرر ہوسکتی ہے مثلاً اگر ادنیٰ درجہ کا نفقہ دس روپیہ ماہوار اور اعلیٰ درجہ کا بیس روپیہ تو اوسط پندرہ روپیہ ہوگا اور بچہ کا خرچ بقدر اس کے خرچ اور حاجت کے متعین کیا جاوے گا۔

الجواب:- (۲) اس صورت میں اگر زید کی نیت یہ ہے کہ جو کچھ اس رقم میں سے نفقہ کے بعد پس انداز ہو وہ بھی زوجہ کی مملوک ہے تو مالک اس رقم باقی ماندہ کی زوجہ ہے، اور اگر اس کو مالک بنانا مقصود نہیں ہے تو وہ رقم زاید مملوکہ زید کی ہے۔

---

[1] رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر

نکاح باطل کا نفقہ

سوال (۱۳۳۷) زید نے ہندہ سے نکاح کیا، کچھ عرصہ بعد ہندہ کو بدچلن پاکر زید نے اس کو طلاق دینا چاہا، زید نے کاغذ خرید کر عرضی نویس سے طلاقنامہ لکھوایا، اقرار یہ ٹھہرا تھا کہ اگر ہندہ زید کا زیور جو ہندہ کے پاس تھا، زید کو واپس کردے اور معافی مہر کا اقرار نامہ لکھدے تو زید ہندہ کو رو برو گواہان کے طلاق شرعی دے کر آزاد کردے، لیکن جب طلاقنامہ تحریر ہوچکا ہنوز زید کے دستخط نہیں ہوئے تھے، ہندہ نے زیور واپس دینے اور اقرار نامہ معافی مہر لکھوانے سے انکار کردیا، جس پر زید نے نہ طلاق نامہ مکمل کرکے ہندہ کو دیا اور نہ زبان سے طلاق دی۔ ہندہ چار پانچ سال آوارہ پھرنے کے بعد بکر سے نکاح کیا، بدچلنی کی وجہ سے بکر نے بھی طلاق دیدی کیا ہندہ بکر سے زرمہر اور ایام عدت کا نفقہ پانے کی مستحق ہوسکتی ہے یا نہیں۔ بکر ہندہ کے فریب سے لاعلم تھا، بکر کو کچھ گناہ ہوا؟

الجواب:- زید کی طرف سے ہندہ پر اس صورت میں طلاق واقع نہیں ہوئی، کیونکہ جب ہندہ اپنے اقرار پر قائم نہ رہی تو زید کی طرف سے بھی طلاق واقع نہیں ہوئی، اور جب کہ ہندہ مطلقہ نہیں ہوئی تو بکر کے ساتھ نکاح صحیح نہیں ہوا اور جب کہ نکاح نہیں ہوا تو بکر سے نفقہ اور مہر کا بھی مطالبہ نہیں کرسکتی ہے[۱]، اور بکر کو جب کہ ہندہ کے فریب کی کچھ خبر نہ تھی تو اس پر گناہ نہیں ہوا۔

شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے

سوال (۱۳۳۸) ایک شخص کا نکاح ایک عورت سے ہوا، دو سال تک تقریباً باہم اتفاق رہا اور ایک لڑکا پیدا ہوا، اس کے بعد شوہر کی خوشی سے زوجہ اپنی والدین کے گھر گئی اور وہاں رہی پھر شوہر نے کبھی اس کو نہیں بلایا، اور باوجود تقاضا زوجہ اور اس کی والدین

---

[۱] اما نکاح منکوحۃ الغیر … فلم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر

کے شوہر اس کو لینے نہیں آیا اور نہ اجازت آنے کی اس کو دی اور اس کے والدین نے اس عرصہ میں یہ چاہا کہ یا وہ اپنی زوجہ کو بلا دے یا یہیں رہتے ہوئے نان ونفقہ دے، مگر شوہر کسی امر پر راضی نہیں ہوتا تو اس صورت میں عورت مطالبہ نفقہ کا کر سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں نفقہ اس عورت کا بذمہ شوہر لازم ہے، کیونکہ عورت کی طرف سے نشوز کچھ نہیں پایا گیا، درمختار میں ہے فتجب ولو ھی فی بیت ابیھا اذا لم یطالبھا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبھا ولم تمتنع[1] الخ پس عورت بذریعہ نالش وغیرہ نفقہ لے سکتی ہے۔

شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ

سوال (۱۳۳۹) زید کی منکوحہ عورت بلا اجازت شوہر بلا وجہ اچانک چھ سو روپیہ کا مال لے کر مفرور ہوگئی جس کو عرصہ اٹھارہ سال گذر گئے، آج وہ اس قدر عرصہ کے بعد خرچ ماہواری کی خواستگار ہے۔ آیا زید خرچ کا کفیل ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- درمختار باب النفقہ میں ہے لا نفقۃ الخ الخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ[2] الخ اس عبارت سے واضح ہے کہ وہ عورت ناشزہ ہے اور اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں ہے، دعوی اسکا باطل ہے

گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا

سوال (۱۳۴۰) عورت مذکورہ نے اٹھارہ سال تک لڑکیوں کو زید سے پوشیدہ رکھا، اس صورت میں زید لڑکیوں کے خرچ کا ذمہ دار ہو سکتا ہے کہ نہیں۔

الجواب:- گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا قال فی الدر المختار

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً ص ۸۸۹ ج ۲ و ص ۸۹۰ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء وفی رد المحتار ثم اعلم ان المراد بالنفقۃ نفقۃ الزوجۃ بخلاف نفقۃ القریب فانہا تصیر دیناً ولو بعد القضاء والرضا حتی لو مضت مدۃ بعدہما تسقط کما یاتی[1] فقط

بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے

سوال (۱۳۴۱) ہندہ کو زید نے طلاق دی، وہ زید کے یہاں سے بخوف گناہ اپنے باپ کے یہاں چلی آئی تو کیا زمانۂ عدت کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہوگا، اور بعد طلاق جو لڑکا زید سے پیدا ہوا اس کا نفقہ بھی زید ہندہ کو نہیں دیتا۔

الجواب:- نفقہ عدت کا مطلقہ کے لئے واجب ہوتا ہے۔ اور خاوند کی نافرمانی سے ساقط ہو جاتا ہے، شامی میں ہے ونفقۃ العدۃ کنفقۃ النکاح۔ وفی الذخیرۃ وتسقط بالنشوز[2] ا ھ باب النفقہ جلد ثانی شامی ص ۶۶۹ وفی الدر المختار لا نفقۃ لخارجۃ من بیتہ بغیر حق[3] ا ھ اور چونکہ صورت مسئولہ میں عدت میں نکلنا مطلقہ کا بلا عذر ہے لہذا نفقہ اس کا ساقط ہے، اور لڑکا جو بعد طلاق کے پیدا ہوا، نسب اس کا زید سے ثابت ہے یعنی اس مدت میں پیدا ہوا کہ نسب اس کا زید سے ثابت ہے تو نفقہ اس کا بھی باپ کے ذمہ ہے، شامی میں ہے قال فی البحر وعلی ہذا یجب علی الاب ثلثۃ

---

[1] رد المحتار باب النفقۃ مطلب لا تصیر النفقۃ دینا الا بالقضاء ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب النفقۃ تحت قولہ وتجب لمطلقۃ الرجعی والبائن مطلب فی نفقۃ المطلقۃ ص ۹۲۱/۲ ۱۲ ظفیر۔ [3] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقۃ ص ۸۸۹/۲ و ص ۸۹۰/۲ ۱۲ ظفیر۔

اجرۃ الرضاع واجرۃ الحضانۃ ونفقۃ الولد الخ ۱۳۷ جلد ثانی ۔

گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۴۲) محمد خلیل زوج مسماۃ رحمت دونوں میں اتفاق نہ تھا، اس لئے محمد خلیل نے اپنی زوجہ مذکورہ کو اس کے میکہ میں پہنچادیا، اور وہ بیس ماہ تک میکہ میں رہی، اس درمیان میں محمد خلیل نے اپنی زوجہ کو ایک حبہ نفقہ نہیں دیا، پس شرعاً زوجہ مذکورہ اپنے شوہر محمد خلیل سے نفقہ ایام گذشتہ بیس ماہ کا لینے کی مستحق ہے یا نہیں ۔

الجواب :- والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء[۱] درمختار اس عبارت سے معلوم ہوا کہ زمانہ گذشتہ کا نفقہ بدون حکم قاضی یا کسی مقدار تعیین پر صلح کرنے کے لازم نہیں ہوتا۔

بہن کا نفقہ بھائیوں پر

سوال (۱۳۴۳) زید نے انتقال کیا، ایک لڑکی نابالغ اور ایک عینی بھائی اور ایک اخیافی بھائی چھوڑے، تو عندالشرع لڑکی کا نفقہ اور اجازت نکاح کس کے ذمہ واجب ہے۔

الجواب :- لڑکی نابالغہ ہو یا بالغہ اگر وہ محتاج ہے، نفقہ اس کا بحالت مذکورہ دونوں بھائیوں پر بقدر ارث واجب ہے، سدس برادر اخیافی پر اور باقی عینی بھائی پر کہ حساب میراث بھی اسی طرح ہے صرح بہ فی الدر المختار بعد قولہ بقدر الارث الخ ولو اخوۃ متفرقین فسدسہا علی الاخ لام والباقی علی الشقیق کالارث[۲] الخ اور ولایت نکاح باعتبار عصوبۃ ہے لہٰذا ولی نکاح نابالغہ

---

[۱] رد المحتار

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقۃ مطلب لا تصیر النفقۃ دیناً ص $\frac{906}{2}$ ۱۲ ظفیر

[۳] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقۃ ص $\frac{940}{2}$ ۱۲ ظفیر

اس صورت میں عینی بھائی ہے کما فی الدر المختار الولی فی النکاح لا المال العصبۃ بنفسہ الخ علی ترتیب الارث والحجب[1]۔

زید کے وعدہ کے عدم ایفاء پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی ہے

سوال (۱۳۴۴) زید ہندہ سے شادی کرنا چاہتا ہے، زید کے اور بیویاں موجود ہیں ہندہ کے ماں باپ زید سے یہ خواہش کرتے ہیں کہ وہ اپنی جائداد کا ایک حصہ ہندہ کے نام کرادے تاکہ آئندہ کے جھگڑوں کا احتمال باقی نہ رہے، زید ایک اقرارنامہ بحق ہندہ لکھ دیتا ہے کہ چونکہ مجھ سے یہ خواہش کی گئی ہے کہ تاوقتیکہ میں ایک مکان دس ہزار روپیہ کا اور نیز اپنی کل جائداد منقولہ وغیر منقولہ میں سے نصف حصہ ہندہ کے نام ہبہ نہ کردوں ازدواج اس سے نہ ہو سکے گا، لہٰذا میں بہ ثبات ہوش وحواس بلاجبر واکراہ لکھ دیتا ہوں اور اقرار کرتا ہوں کہ مکان نمبری فلاں محلہ فلاں جو میرے پاس مبلغ سات ہزار میں رہن بالقبض ہے، اور جس کی مدت رہن ختم ہونے کو ہے ایک سال باقی ہے، بشمولیت رقم راہن مکان مذکور یا کوئی دوسرا مکان یا کوئی اور جائداد ان کی حسب دلخواہ یا وہی مکان مرہونہ ان کو دلا دوں گا اور ان کے حق میں ہبہ کردوں گا ان کو کل حقوق مالکانہ اس دس ہزار کی خرید کردہ جائداد پر حاصل رہیں گے، اگر مستورات میں موافقت نہ ہوئی تو علیحدہ مکان میں رکھوں گا، اس کے علاوہ اپنی کل جائداد مسکونہ وذاتی کا نصف حصہ جس کی تفصیل اقرار نامہ ہذا میں درج ہے مسماۃ ہندہ کے حق میں ہبہ کردیا، اور کل حقوق مالکانہ جو مجھے اس کے متعلق حاصل تھے وہ بذریعہ ہذا مسماۃ کی ذات پر منتقل کردیئے گئے، چونکہ میرا ازدواج اس شرط پر موقوف تھا، لہٰذا میں نے بہ خوشنودی خود وبرضامندی دیگر ورثہ یہ تحریر لکھ دی ہے، اس اقرار کے بھروسہ پر زید کے ساتھ ہندہ کا نکاح ہوجاتا ہے اور ہندہ سے اولاد بھی پیدا ہوئی ہے مگر باوصف

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الولی ص ۲۲۶ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر۔

تقاضا زید اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہیں کرتا ہے، اس لئے ہندہ اپنے ماں باپ کے گھر آکر بیٹھ جاتی ہے۔ پس آیا زید کو اس اقرار نامہ کے بموجب عمل نہ کرنے تک حق طلب ہندہ ہو سکتا ہے یا نہیں، اور بصورت دعوی طلب زوجہ ہندہ کو یہ حق امتناع و اصرار حاصل ہے یا نہیں کہ جب تک زید حسب اقرار خود مقدم یعنی اقرار نامہ کے بموجب تعمیل نہ کرے زید حق طلب زوجہ سے متمتع نہیں ہو سکتا اور ایسی حالت میں باوصف اس کے کہ ہندہ اپنے ماں باپ کے یہاں مقیم رہے زید پر نفقہ ہندہ کا واجب الادا ہوگا یا نہیں۔

الجواب: - مہر معجل اگر شوہر نہ دیوے تو اس کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو شوہر سے روک سکتی ہے، علاوہ مہر کے جو وعدہ شوہر نے مکان و جائداد وغیرہ دینے کا کیا یا اقرار نامہ لکھ دیا ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی، البتہ مہر نہ دینے کی وجہ سے اگر عورت شوہر کے گھر نہ جاوے تو نفقہ ساقط نہیں ہوتا، بخلاف صورت مذکورہ کے کہ اگر یہ وعدہ ہبہ مکان وغیرہ کا علاوہ مہر کے ہے تو اس کے عدم ایفاء کی وجہ سے زوجہ اپنے نفس کو نہیں روک سکتی قال فی الدر المختار ولو منعت نفسہا للمھر الخ لانہ منع بحق فتستحق النفقۃ[۱] ولو ھی فی بیت ابیہا اذا لم یطالبہا الزوج بالنقلۃ بہ یفتی وکذا اذا طالبہا ولم تمتنع او امتنعت للمھر[۱] الخ۔

نفقہ کا دعوی شوہر پر

سوال (۱۳۴۵) ایک عورت کے نکاح کو تیرہ سال ہوئے، اس کا شوہر آج تک کسی طرح سے خبر گیراں نہیں ہے، نہ روٹی کپڑا دیتا ہے نہ پاس سوتا ہے، تین کوس کے فاصلہ پر ہے اور نہ طلاق دیتا ہے، عورت مذکورہ اپنا نکاح دوسری جگہ کر سکتی ہے یا نہیں۔

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ج۲ ص۸۸۶ و ص۸۸۹ ج۲، ۱۲ ظفیر

الجواب :- بدون طلاق کے دوسری جگہ نکاح نہیں کرسکتی[1] لیکن نفقہ کا دعویٰ کرے اور بحکم سرکار اس سے خرچ کھانے کپڑے کا وصول کرے۔

جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں

سوال (۱۳۴۶) اگر والدین لڑکی کو شوہر کے گھر نہ بھیجیں اور لڑکی بوجہ عدم رضا والدین کے شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرے تو شوہر کے ذمہ نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں نفقہ اس کا بذمہ شوہر واجب نہ ہوگا اور وہ عورت ناشزہ یعنی نافرمان شوہر کی ہوگی اور عاصی ہوگی[2]۔

نفقہ کے ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں

سوال (۱۳۴۷) مابین زن وشوہر کے نہایت بدمزگی پیدا ہوگئی ہے، عورت کے وارثوں کے پاس شوہر کی جبر وتعدی ناقابل برداشت اور نان ونفقہ کی عدم خبرگیری کے بینہ موجود ہیں، بدیں وجہ عورت اور اس کے ورثاء تفریق بین الزوجین کرانا چاہتے ہیں، اس صورت میں کیا حکم ہے؟

الجواب :- ہمارے مذہب میں نفقہ نہ دینے کی وجہ سے تفریق بین الزوجین نہیں ہوسکتی، البتہ شوہر پر نفقہ کی نالش کی جاسکتی ہے۔ اور رفع تکلیف کی تدبیر سرکار سے کرائی جائے[3]۔

---

[1] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المہر ص ۴۸۲ ج ۲) ظفیر۔

[2] لا نفقۃ لاحدی عشر ... خارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی الناشزۃ حتی تعود (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۹۰ ج ۲) ظفیر

[3] ولا یفرق بینھما لعجزہ عنھا بانواعھا الثلاثۃ ولا بعدم ایفائہ (در مختار) قولہ بانواعھا الثلاثۃ وھی ماکول وملبوس ومسکن (رد المحتار ص ۹۰۳ ج ۲) اب زوجہ متعنت کے لئے تفریق کی صورت نکل سکتی ہے دیکھئے "الحیلۃ الناجزہ" للتھانویؒ ۱۲ ظفیر

جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۴۸) ایک شخص کی عورت اپنے والدین کے یہاں رہتی ہے اور شوہر ہر چند کوشش کرتا ہے کہ میری زوجہ میرے پاس رہے لیکن وہ کسی طرح شوہر کے پاس نہیں رہتی اور اسے دو بچے بھی ہیں نہ ان بچوں کو باپ کے پاس بھیجتی ہے، اور عدالت سے اس نے چھ روپیہ ماہوار شوہر سے لینا مقرر کرالیا ہے، شوہر نے مجبور ہو کر دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں شرعاً اس عورت کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے یا نہیں، اور مسماۃ بوجہ اندیشہ جان کے مبلغ سات روپیہ شوہر سے طلب کرتی ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں اس زوجہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہے، کیونکہ یہ ناشزہ ہے اور ناشزہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے والناشزة لانفقة لها وهي اللتي خرجت من منزل الزوج بغير اذنه بغير حق فتاوی قاضیخان[۱]۔ وان نشزت فلا نفقة لها (هدایه[۲]) اور عورت کا یہ مطالبہ شرعی حیثیت سے ناجائز اور ناقابل قبول ہے۔ فقط

جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے

سوال (۱۳۴۹) خلاصہ سوال یہ ہے کہ ایک شخص اپنی زوجہ کو نہ نان نفقہ دیتا ہے نہ طلاق دیتا ہے خود دوسرا نکاح کرلیا ہے، اس صورت میں عورت مہر مؤجل اور نفقہ کا دعویٰ کرسکتی ہے یا نہیں، اور تفریق ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ حنفیہ کا مذہب اس صورت میں یہ ہے کہ بدون طلاق

---

۱ فتاوی قاضیخان باب النفقہ مصری ص ۳۶۶ / ۱۲ ۔ ظفیر

۲ هدایه باب النفقہ ص ۴۱۸ / ۲۴ ۱۲ ظفیر۔

دینے شوہر کے تفریق نہیں ہوسکتی اور دوسرا نکاح لڑکی کا نہیں ہوسکتا، جس طرح ہو اس کے شوہر سے طلاق لی جاوے اکراہ اور جبر کر کے بھی اگر اس سے طلاق لی جاوے گی اور بعد طلاق کے مہر مؤجل کے وصول کا دعویٰ بھی عورت کی طرف سے ہوسکے گا، اور گذشتہ نفقہ کا دعویٰ نہیں ہوسکتا، جب کہ حاکم کی طرف سے نفقہ ماہانہ وغیرہ مقرر نہ کیا گیا ہو، ھکذا فی الدر المختار۔[1]

جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۰) ہندہ زوجہ زید اپنی چھوٹی ہمشیرہ کی شادی میں سسرال سے رخصت ہو کر میکہ چلی آئی بعد تقریب زید ہندہ کو رخصت کرا کے جانے سے انکاری ہوا، اور بالکل قطع تعلق کرلیا، ہندہ نے عدالت میں نان ونفقہ کا دعویٰ کیا، زید نے جوابدہی کی کہ ہندہ بدچلن ہے، مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے، عدالت نے یہ فیصلہ دیا کہ ہندہ ضرور بدچلن ہے، ایسی صورت میں وہ کھانا کپڑا اپنے شوہر زید سے ہرگز پانے کی مستحق نہیں ہوسکتی، ایسی صورت میں ہندہ پر طلاق واقع ہوگئی یا نہیں، اور زید سے مہر وصول کرسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں شرعاً ہندہ کا نفقہ زید کے ذمہ واجب ہے کیونکہ جب کہ ہندہ شوہر کی اجازت سے اپنے میکہ میں آئی اور پھر زید اس کو اپنے گھر نہ لایا باوجودیکہ ہندہ شوہر کے گھر جانے سے انکار نہیں کرتی تو اس صورت میں ناشزہ اور نافرمان نہیں ہے[2]، اور شوہر کے اس دعویٰ کرنے سے کہ ہندہ بدچلن

---

[1] والنفقۃ لا تصیر دیناً الا بالقضاء او الرضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۹۰۱/۲) ظفیر۔ [2] فتستحق النفقۃ بقدر حالهما الخ ولو هی فی بیت ابیها اذا لم یطالبها الزوج بالنقلۃ به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب النفقہ ص۸۸۸/۲) ظفیر۔

ہوگئی ہے اور عدالت سے اس کے موافق فیصلہ ہونے سے ہندہ پر طلاق واقع نہیں ہوئی، اور ہندہ کو بحالت موجودہ دوسرا نکاح کرنا جائز نہیں ہے اور مہر مؤجل بدون طلاق کے نہیں لے سکتی، فقط

جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں

سوال (۱۳۵۱) زید کی منکوحہ زید کے گھر میں نہیں رہتی اور مرتکب فعل شنیع کی ہو رہی ہے اس کا نان ونفقہ زید کے ذمہ واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو عورت شوہر کے گھر میں نہ رہے اور نافرمانی کرے وہ ناشزہ اور نافرمان ہے، ایسی عورت کا نان ونفقہ شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاتا ہے، درمختار میں ہے لا نفقۃ لاحدی عشر الیٰ ان قال وخارجۃ من بیتہ بغیر حق وھی ناشزۃ[1] الخ اور درمختار میں یہ بھی لکھا ہے کہ اگر کسی کی زوجہ فاجرہ ہو تو اس کو طلاق دینا واجب نہیں البتہ اگر وہ باوجود سمجھانے کے اور تنبیہ کرنے کے بھی نہ مانے اور اپنی حرکات سے باز نہ آوے تو پھر طلاق دیدینی چاہئے لیس علی الزوج تطلیق الفاجرۃ[2]۔ فقط

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں

سوال (۱۳۵۲) زید و ہندہ کی کمسنی میں ان کے والدین نے نکاح کردیا، نکاح کے بارہ برس کے بعد ہندہ کی والدہ نے ہندہ کو وداع کیا ہے، دو ایک ماہ بعد ہندہ کو پھر لے گئی، اب دوسری مرتبہ جب زید کے اقربا ہندہ کو لانے کے لئے گئے تو اب اس کے والدین کہتے ہیں کہ بارہ برس کا نفقہ جو زید کے ذمہ ہے وہ ادا کردے تو لے جاؤ، تو کیا اس

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب النفقہ ص ۸۸۹ ج ۲ وص ۸۹ ج ۲ ۱۲ ظفیر

[2] ایضاً باب المحرمات ص ۴۰۲ ج ۲ ۱۲ ظفیر۔

صورت میں زید پر گذشتہ بارہ برسوں کا نفقہ واجب ہوتا ہے یا نہیں، اگر واجب ہے تو پورا یا نصف۔

الجواب:- درمختار میں ہے لا تصیر النفقة دیناً الا بالقضاء او الرضاء الخ[1] یعنی نفقہ پہلے زمانے کا شوہر کے ذمہ واجب نہیں ہوتا، بدون حکم قاضی کے یا بدون رضامندی کے، اس لئے ہندہ کے والدین بارہ برس کا نفقہ زید سے نہیں لے سکتے، اور یہ عذران کا مسموع نہ ہوگا، اور اگر ہندہ بدون رضاء شوہر کے والدین کے یہاں رہے گی تو وہ ناشزہ ونافرمان ہوگی، اور آئندہ کا نفقہ بھی شوہر کے ذمہ سے ساقط ہو جاوے گا۔

مہر کی ادایگی وسعت نہ ہو تو مہلت دی جائے اور نفقہ واجب ہے

سوال (۱۳۵۳) ایک عورت اور مرد کا نکاح ہوا جن کے مہر مبلغ ایک ہزار روپیہ کے مقرر ہوئے، اسی غرض سے کہ دولہا پر دباؤ ہو، دولہن اپنے شوہر کے یہاں چلی گئی، مہر ادا کرنے کی طاقت نہیں اور بیوی معاف نہیں کرتی، اس صورت میں مسئلہ کیا اجازت دیتا ہے، بغیر صفائی مہر دونوں رہنے لگے، اور تمام خرچ شوہر نے برداشت کیا تو اس صورت میں عورت پر گناہ سود کا تو نہیں ہوا، یا سود کہا جائے گا۔

الجواب:- جب کہ شوہر میں قدرت اور وسعت مہر ادا کرنے کی نہیں ہے تو اس کو شرعاً مہلت دی جائے گی جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے وان کان ذو عسرة فنظرة الیٰ میسرة الآیہ[2] اور بدون ادا کرنے دین مہر کے اور بدون معاف کرانے کے شوہر کا نان ونفقہ دینا اپنی زوجہ کو سود نہیں ہے بلکہ نفقہ نہ دینے سے شوہر گنہگار ہوگا، کیونکہ شوہر کے ذمہ علاوہ دین مہر کے زوجہ کا نان ونفقہ بھی واجب

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب النفقہ ص ۹۰۶/۲ ۱۲ ظفیر۔

[2] سورۃ البقرہ آیت ۲۸۰ ع ۳۸ ظفیر

ہوتا ہے[1] اور شوہر پر دباؤ ڈالنے کی وجہ سے بھی زیادہ مہر مقرر کرنا جائز ہے۔

عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے

سوال (۱۳۵۴) زید نے ہندہ کو طلاق دیدی اور صرفہ کا عدت میں وعدہ ادائی کرتا ہے مگر وعدہ خلاف ہے چونکہ ملازم پیشہ ہے، اس لئے رقم ملازمت خود وصول کر لیتا ہے، کیا زید ایسے فعل پر مجبور کیا جا سکتا ہے۔

الجواب:- زید پر نفقہ عدت کا واجب ہے اور جب کہ زید میں وسعت ادا کرنے کی ہے تو وہ ادا کرنے پر مجبور کیا جا سکتا ہے[2]۔

بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے

سوال (۱۳۵۵) ایک بیوہ عورت کا شوہر کچھ جائداد چھوڑ گیا ہے، نقدی کچھ نہیں چھوڑی ہے، آیا بیوہ مکان فروخت کر کے یا گروی رکھ کر اپنا گذارہ کر سکتی ہے یا نہیں۔ اگر بیوہ کو زکوٰۃ کا روپیہ دیا جاوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- مکان گروی رکھنا اور فروخت کرنا دونوں جائز ہیں شرعاً کسی امر میں ممانعت نہیں ہے، لیکن مشورہ یہ ہے کہ اگر فی الحال خرچ کی ضرورت ہے اور یہ امید ہے کہ جس وقت جائداد کی آمدنی آوے گی اس آمدنی سے مکان گروی چھڑا لیا جاوے گا تو مکان گروی رکھ دیا جاوے اور اگر مکان متعدد ہیں۔ اگر مکان ایک ہی ہے تو پھر مکان کو گروی نہ رکھے اور نہ فروخت کرے،

---

[1] النفقة واجبة للزوجة على زوجها اذا اسلمت نفسها الى منزله (هدايه باب النفقة ص۴۱۷ ج۲) ظفیر۔

[2] اذا طلق الرجل امرأته فلها النفقة والسكنى فی عدتها رجعيا كان او بائنا (هدايه باب النفقة ص۴۲۳ ج۲) ظفیر۔

بلکہ جنگل کی زمین گروی رکھ دے یا فروخت کردے بقدر ضرورت ۔ فقط

قد تم الجزء الحادی عشر بعون اللہ تعالیٰ و توفیقہ فی شھر ذی القعدۃ سنۃ اربع مائۃ والف علیٰ ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی الذی فوض الیہ الترتیب والتحشیۃ تحت اشراف صاحب الفضیلۃ حکیم الاسلام مولانا القاری محمد طیّب دامت فیوضہ، رئیس الجامعۃ الاسلامیہ دارالعلوم دیوبند۔ ویاتی الجزء الثانی عشر انشاء اللہ تعالیٰ

مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد دوازدہم (۱۲)

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدس سرہ

مفتی اول دارالعلوم دیوبند

مرتب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

شعبہ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

مکتبہ حقانیہ ○ ملتان

پاکستان

طبع اوّل ———— ۱۴۰۳ھ / ۱۹۸۳ء

مرتب ———— مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

تعداد اشاعت ———— ایک ہزار

ضخامت ———— ۶۰ صفحات

ناشر ———— جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند (یوپی)

کتابت ———— ظہیر انور قاسمی دیوبند

مطبوعہ ———— محبوب پرنٹنگ پریس دیوبند

قیمت ————

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند مدلّل ومکمّل جلد دوازدہم

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسّلام علی سید المرسلین
وعلیٰ آلہ وصحبہ اجمعین

خاکسار مرتّب کا دل حمد وشکر خداوندی سے لبریز اور اس کی پیشانی رب العٰلمین کے آگے سجدہ ریز ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے کسی لائق بنایا، اور مجھ جیسے ظلوم وجہول کو فتاوی دارالعلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی عظیم خدمت پر لگایا۔ فالحمد للہ حمداً کثیرا

فتاوی دارالعلوم کی بارہویں جلد آج قارئین اور اہل علم کی خدمت میں پیش کرتے ہوئے دل اطمینان ومسرت محسوس کر رہا ہے اور بے ساختہ زبان قلم پر یہ مصرع آ رہا ہے

شادم از زندگیٔ خویش کہ کارے کردم

زیر نظر جلد میں کتاب الأیمان والنذور، کتاب القصاص، کتاب الحدود کتاب السیَر اور کتاب اللقطہ سے متعلق وہ تمام احکام ومسائل آگئے ہیں جو رجسٹر نقل فتاویٰ میں درج تھے۔

مرتب نے حسب سابق اس جلد کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ پر بھی اپنی بساط کے مطابق محنت کرنے میں کوتاہی نہیں کی ہے، یوں خطا ونسیان انسانی خمیر میں ودیعت ہے۔ اگر کہیں بھول چوک ہوگئی ہو تو اللہ تعالیٰ معاف فرمائے۔

اللہ تعالیٰ کا احسان وشکر ہے کہ فتاوی دارالعلوم دیوبند کا یہ سلسلہ اہل علم میں مقبول ہے اور دنیائے اسلام اس سے برابر مستفید ہو رہی ہے، اور ایسا کیوں نہ ہوتا جب کہ اس کو جامعہ اسلامیہ دارالعلوم دیوبند جیسے علمی اور تعلیمی ادارہ اور اس کے مفتی اعظم، عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن عثمانی قدس سرہ سے نسبت حاصل ہے

فتاوی کا جو حصہ رہ گیا ہے، اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ اس کی ترتیب و تزئین اور تحشیہ و اشاعت کی بھی توفیق عطا کرے اور ہم جلد سے جلد اسے آپ حضرات اہل علم کی خدمت میں پیش کر سکیں۔

یہاں اپنے اساتذہ کرام، سرپرست شعبہ اور اراکین مجلس شوریٰ کی خدمت بابرکت میں ہدیہ امتنان وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم و تربیت حوصلا افزائی اور اعتماد سے یہ کام انجام پایا۔ اور آئندہ بھی انشاء اللہ انجام پائے گا۔

استفادہ کرنے والوں سے درخواست ہے دارالعلوم کے تحفظ وبقا اور خاکسار کیلئے صلاح وفلاح کی دعا فرمائیں۔ اخیر میں رب العزت سے التجا ہے کہ اس حقیر خدمت کو قبول فرمائے اور اسے ہمارے لئے زاد آخرت بنائے۔ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّکَ اَنْتَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ آمِیْن یَارَبَّ الْعَالَمِیْن

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ

مرتب فتاوی دارالعلوم دیوبند

۱۰ر ذی قعدہ سنہ ۱۴۰۲ھ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فہرست عنوانات فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد دوازدہم

عنوانات	صفحات
کتاب الایمان	
قسم کھانے اور اسکے کفارہ سے متعلق احکام ومسائل	
حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں	۳۳
قسم کھائی کہ اگر زید پر ظلم کروں تو کافر ہو جاؤں شرعاً اس کا کیا حکم ہے	۳۴
قرآن مجید کی قسم کھانے سے انکار پر کیا حکم ہے	۳۴
ایمان کی قسم کھانا کیسا ہے	۳۵
قسم کھائی اور نکاح میں دھوکا ہوگیا کیا حکم ہے	۳۵
بیوی سے کسی وجہ سے ہمبستر نہ ہونے کی قسم کھانا	۳۶
انشاء اللہ کیساتھ قسم کھانے کا حکم	۳۶
نابالغ قرآن شریف اٹھائے تو اس کا کیا حکم ہے	۳۷
شریعت کے کسی کام پر اہل برادری سے عہد لینا	۳۷
غیر اللہ کی قسم کیسی ہے	۳۷
مورثوں کے حلف کا اثر وارثوں پر پڑتا ہے یا نہیں	۳۸
قسم کھائی جائداد سے کچھ نہیں لونگا وارث ہونے کے بعد کیا کرے	۳۹
دوسرے نے قسم دی کہ یہ کام کرنا ہے اس نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے	۴۰
کلمہ پڑھ کر قسم کھانے سے قسم ہوگی یا نہیں	۴۰
فلاں کام کروں تو دیدار خدا سے محروم رہوں پھر کرلیا کیا حکم ہے	۴۱
خنزیر کھانے کی قسم کھائی پھر توڑ دی کیا حکم ہے	۴۱
ہزار روزہ کی قسم کھائی کیا کرے	۴۲
یہ کہنا کہ ایسا کروں تو اپنے باپ کا نہیں قسم نہیں ہے	۴۲
ایسا کروں تو خدا ورسول سے بیزار رہوں کہنا قسم ہے	۴۳
ناجائز بات پر حلف لینا درست نہیں مگر قسم توڑنے سے کفارہ ہوگا	۴۳

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
جانور کا دودھ نہ کھانے کا جب حلف لیا تو گھی وغیرہ کھانے سے حانث نہ ہوگا	۴۴	قسم کا کفارہ دیکر اسکے خلاف کام میں شرکت	۴۹
کسی مزار پر جانے سے انکار حلف سے انکار نہیں	۴۴	یہ کہنا کہ ایسا کروں تو اپنی ماں کو دفن کروں قسم نہیں	۵۰
حلف کے بعد دعویٰ میں زیادتی جائز نہیں	۴۵	ایسا کروں تو کلام اللہ کی مار پڑے	۵۰
ہاتھ پر قرآن دے کر حلف دینے سے حلف ہو جاتا ہے	۴۵	ایسا کروں تو اللہ اور رسول سے دور رہوں کہنا قسم ہے	۵۱
جب قسم کے خلاف کسی وجہ سے بھی کیا تو کفارہ ہوگا	۴۶	اللہ کی دہائی دینے سے قسم نہیں ہوتی	۵۲
خلاف قسم کرنے سے کفارہ لازم ہے	۴۶	ملازم کو حلف دلاکر ملازم رکھنا کیسا ہے	۵۲
قرآن سے حلف دلانا درست ہے	۴۶	تھوڑا تھوڑا کر کے بھی دینے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے	۵۲
جب قسم کے مطابق ادا نہیں کیا تو کفارہ ہوگا	۴۷	مالدار کا کفارہ میں روزہ رکھنا کافی نہیں	۵۳
کفارہ ادا کرنیکے بعد قسم باقی نہیں رہتی	۴۷	والدہ کے کہنے سے کام کرنا چاہیئے	۵۳
کہا شفاعت سے محروم ہوں اگر ایسا کروں، یمین نہیں	۴۸	کہا اس باغ کا آم کھاؤں تو سور کھاؤں قسم ہے	۵۴
قسم باپ نے کھائی تو بیٹے کی خلاف ورزی سے قسم نہیں ٹوٹے گی	۴۸	ناجائز و غلط بات حلف لینے کے بعد توڑ دینا درست ہے	۵۴
جسکے ساتھ عدم شرکت کی قسم کھائی تھی اسکے بیٹے کے ساتھ شرکت سے حانث نہیں ہوگا	۴۸	قسم توڑنے پر کفارہ	۵۵
		قسم جب توڑے گا کفارہ دینا ہوگا	۵۵
		قسم توڑنے سے نہ منافق ہوتا ہے اور نہ اس کی بیوی مطلقہ ہوتی ہے	۵۶

عنوانات	صفحات
قسم کھائی اور اس کے خلاف کیا تو کفارہ لازم ہوگا کافر نہ ہوگا	۵۶
قسم کھانا کہ فلاں آئیگا تو مسجد میں نہیں آؤں گا گناہ ہے	۵۶
نہ ملنے کی قسم کھائی پھر ملا تو کفارہ دینا ہوگا	۵۷
نہ کھانے کی قسم کھائی تھی اور کھایا تو کفارہ دینا ہوگا	۵۷
قسم کھائی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا، کرے گا تو کفارہ ہوگا	۵۸
نہ کہنے کی قسم کھائی تھی اور کہدیا تو حانث ہوگا	۵۸
قسم کے خلاف کرنیسے کفارہ دینا ہوگا	۵۹
الیہ تو دین وایمان سے خارج ہوجاؤں قسم ہے	۵۹
غصہ میں قسم کھانے سے بھی قسم ہوجاتی ہے	۶۰
قرآن شریف کی قسم کھانا	۶۰
قرآن غیر اللہ میں ہے یا نہیں اور اس کی قسم کیسی ہے	۶۰
کہنا کہ تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں تو والدین سے کھاؤں قسم نہیں	۶۱

عنوانات	صفحات
کلمہ طیبہ پڑھ کر یا آنحضرت صلعم کو ضامن کر کے کہنا قسم نہیں۔	۶۲
اس کو کھاؤں تو سور کھاؤں کہنے سے قسم نہیں ہوتی	۶۲
قسم کھائی کہ بیس دن بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا اور کر لیا تو کفارہ دینا ہوگا	۶۳
مسلمان سے قطع کی قسم	۶۳
یہ کام کروں تو مری ماں پر طلاق کہنے سے قسم نہیں ہوتی	۶۴
ناجائز قسم توڑنے سے بھی کفارہ آتا ہے	۶۵
کفارۂ ظہار طلبہ کو دینے سے ادا ہوجاتا ہے	۶۵
خلاف قسم کرنے سے کفارہ دینا ہوگا۔	۶۶
یمین طلاق سے بچنے کی صورت	۶۶
فلاں عورت سے نکاح کرنے کی قسم کھائی تو دوسری سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں	۶۷
قسم کے بعد جب خلاف قسم کیا تو کفارہ آئے گا۔	۶۷
جس قصاب کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی اگر اسکا گوشت دوسرے کے گھر کھائے تو کیا حکم ہے	۶۸
پکا ہوا گوشت کھانے سے بھی کفارہ ہوگا	۶۹

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
غریب کیلئے کفارہ ہے یا نہیں	۶۹	عورت نے قسم کھائی کہ گھر ویران کردنگی تو وہ اسکا کفارہ دے	۷۶
جنہوں نے قسم نہ کھائی ان پر کفارہ نہیں	۶۹	شرط کی وجہ سے قسم کھائی تو شرط ختم ہونے سے قسم ختم نہیں ہوگی	۷۶
کہا ایسا کروں تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں قسم ہو گئی	۷۰	نہ بولنے کی قسم کھائی تو جب بولے گا حانث ہوگا	۷۷
قسم کھائی کہ فلاں دن قرض ادا کردونگا اگر پہلے ادا کردیا تو حانث نہیں	۷۰	قسم کھائی فلاں چیز نہیں دوں گا پھر خوشی سے دیا کیا حکم ہے	۷۷
دل میں قسم کھائی تو اس کے خلاف کرنے سے حانث نہیں ہو گا	۷۰	قسم کھائی کہ زندگی بھر نکاح نہیں کروں گی اب کرنا چاہتی ہے	۷۸
قرآن کی قسم کھانا	۷۱	قسم کھائی رات بیوی سے نہیں ملونگا پھر ملا	۷۹
کار خیر کیلئے قسم لینا کیسا ہے	۷۲	امام کے ساتھ گالم گلوچ	۷۹
پیغمبر بھی آئے تو یہ کام نہ کروں قسم نہیں	۷۲	کھاؤں تو سور کھاؤں کہنے سے قسم نہیں ہوتی	۸۰
نہ بولنے کا حلف لیا۔ کیا کرے	۷۲	رسومات چھوڑ دینے کی قسم کھائی پھر کیا تو کفارہ آئے گا	۸۰
قسم کھائی کہ شادی نہیں کروں گا اب کرنا چاہتا ہے کیا کرے	۷۳	قرآن کی قسم کھانا کیسا ہے۔	۸۱
ایسا ہوا تو اسلام سے خارج ہو جاؤں یہ حلف ہے	۷۴	فلاں چیز نہیں رکھی تو ماردوں گا اس سے قسم نہیں ہو گی	۸۱
قسم توڑنے سے کفارہ آئے گا	۷۴	مدعا علیہ سے مدعی کی موجودگی میں قسم لینا چاہئے	۸۱
قسم کھائی کہ فلاں کام نہیں کرونگا اب کرنا چاہتا ہے کیا کرے	۷۵		
کہا بکر کی چیز کھاؤں تو سور کا گوشت کھاؤں	۷۵		

عنوانات	صفحات
قسم کھانے کے بعد قرض خواہ مہلت دے لیکن خلاف ورزی پر کفارہ ہوگا	۸۲
کفارہ دینے کے بعد وہ دوبارہ عائد نہ ہوگی	۸۲
ایمان کی قسم	۸۲
مسلمان سے ترک موالات	۸۲
قسم کھاکر توڑنا	۸۲
انشاء اللہ کیساتھ قسم کھانے سے قسم نہیں ہوتی	۸۳
کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی اور دودھ پی لیا کیا حکم ہے	۸۴
شرکت کی قسم کھائی تھی مگر ناجائز امور ہو تو کفارہ دے کر قسم توڑ دے	۸۴
ولایتی کپڑے کے عدم استعمال کی قسم سے پہلے کے کپڑے ناجائز نہیں ہوگے	۸۵
جھوٹی قسم کھانے والے کا حکم	۸۵
ہم نے قسم کھائی کہ دوسرے کو کام نہیں سکھائیں گے یہ کیسا ہے	۸۶
شادی ہونے کے باوجود جھوٹی قسم کہ شادی نہیں ہوئی	۸۷
فلاں کام کریگا تو جنت حرام کردے قسم نہیں	۸۸
بار بار قسم کھائی اور خلاف ورزی کی کیا کرے	۸۸
ایسا ہو تو کلام پاک کی مار ہو قسم ہے یا نہیں	۸۹
کسی کو نکلوانے کی قسم کھائی اور کامیاب نہ ہوا تو؟	۸۹
جان کے خوف سے غلط قسم لینا کیسا ہے	۹۰
قسم کے بعد خلاف ورزی کرنے سے حانث ہوگا	۹۰
جب تک قرض ادا نہ ہوگا روزہ رکھوں گی یہ نذر نہیں۔	۹۱
خلاف قسم گورنمنٹ کالج میں پڑھنے سے کفارہ دینا ہوگا	۹۱
معصیت والی قسم توڑنا واجب ہے	۹۲
قسم کھانا کیسا ہے	۹۳
غیر اللہ کی قسم کیسی ہے	۹۳
غیر اللہ کی قسم جائز نہیں	۹۳
شطرنج کے سلسلہ میں قسم	۹۴
قرآن ہاتھ میں لے کر حلف کرنا۔	۹۵
فلاں سے جبراً نہ لوں تو میری بیوی کو طلاق اسکے بعد اس نے خود دیدیا	۹۶

عنوانات	صفحات
قسم کھائی کہ فلاں منکوحہ سے نکاح کروں گا کیا حکم ہے	۹۶
فلاں کے سوا دوسری سے نکاح کروں تو اس کو طلاق	۹۷
طلاق کے بعد اس سے دوبارہ نکاح جائز ہے	۹۷
باب النذور	۹۸
نذر ومنت ماننا اور اس سے متعلق احکام ومسائل	
جس جانور کی منت مانی تھی جب وہ مرجائے تو کیا کرے	۹۸
بزرگ کیلئے نذر اور اسکے گوشت کا حکم	۹۸
نذر کی گائے کے بچہ کا حکم	۹۹
متعین مقدار کھانے کی نذر اور اسکا حکم	۹۹
نذر کی قربانی سے واجب قربانی ادا نہیں ہوگی	۱۰۰
سوال کی مزید تفصیل	۱۰۰
گائے نذر مانی اور اس کی قیمت دیدی تو نذر ادا ہوگئی	۱۰۱
ہم کفو لڑکا ملنے پر ایک نذر	۱۰۲
سماع موتی اور نذر اولیاء کرام	۱۰۲
نذر پوری نہ ہوئی تو نذر کے روپے کا حکم کیا ہے	۱۰۲
نذر کی قربانی کا گوشت فقراء کا حصہ ہے	۱۰۳
منت کا گوشت خود کھانا جائز نہیں	۱۰۳
نذر مطلق کی گائے میں قربانی کے شرائط ہیں یا نہیں	۱۰۴
نذر کی قربانی میں شرائط قربانی کا لحاظ	۱۰۴
نذر کا جانور کیسا ہو	۱۰۵
شیرینی تقسیم کرنے کی نذر اور اسکا حکم	۱۰۵
نذر کے جانور میں عمر کا لحاظ	۱۰۵
گائے کے صدقہ کرنے کی نذر مانی تو عمر کا لحاظ ہوگا	۱۰۶
نذر کی قربانی کے گوشت کا حکم	۱۰۶
نذر کے جانور میں عمر کی قید	۱۰۶
ماں نے بیٹے کے بیل کی قربانی کی نذر مانی بیٹا راضی نہیں کیا کرے	۱۰۷
ہر نماز کے بعد دو رکعت نفل کی نذر مانی کیا کرے	۱۰۸

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
زیورات کے صدقہ کی نذر کی صورت میں قیمت دینا کیسا ہے	۱۰۹	مسجد میں جو زمین دی اسمیں مدرسہ بنانے کا حکم	۱۱۵
مٹھائی کی نذر کی تو اس کی قیمت سے کپڑا بنا کر دینا جائز ہے	۱۰۹	اونٹ کی نذر مانی اونٹ نہ ملے تو کیا کرے	۱۱۶
نذر کا کھانا محتاجوں کا حق ہے	۱۱۰	نذر کے جانور سے نفع حاصل کرنا	۱۱۶
تاریخ متعین سے پہلے نذر پوری کردے تو کیا حکم ہے	۱۱۰	چرس کی نذر صحیح نہیں	۱۱۷
باپ کی بیوہ کو نذر کے روپے دینا جائز ہے	۱۱۱	بیمار نذر بعد صحت پوری کرے اور صحت نہ ہونے کی صورت میں فدیہ دے	۱۱۷
نذر کی قربانی کرنے سے پہلی واجب قربانی ادا نہ ہوگی	۱۱۱	صحت کے لئے فدیہ دینا جائز ہے	۱۱۸
نذر معین میں گوشت کے بجائے زندہ جانور دینا	۱۱۱	گائے ذبح کرنے کی نذر میں عمر کا لحاظ ہوگا	۱۱۸
مسجد میں سونے کا چراغ جلانے کی منت	۱۱۲	صرف نذر کی نیت سے نذر واجب نہیں ہوتی	۱۱۹
بغیر قبضہ قرضدار کو معاف کردینے سے نذر ادا نہ ہوگی	۱۱۲	نذر مانی کہ ایسا ہوجائے تو قرآن ختم کردوں گا	۱۲۰
گائے کے ذبح کرنے میں نیت کا اعتبار	۱۱۳	نیاز بنام حضرت حسین رضہ کا حکم	۱۲۱
جس متعین جانور کی نذر مانی اس کا دنے دینا کافی ہے	۱۱۴	قربانی کی نذر میں قربانی ضروری ہے یا قیمت بھی دے سکتا ہے	۱۲۲
مسجد میں بتاشہ تقسیم کرنے کی نذر	۱۱۴	نذر معین میں عمر کی قید	۱۲۲
لڑکا کی سلامتی پر نذر	۱۱۵	مٹھائی کی نذر میں کوئی بھی مٹھائی تقسیم کرنا درست ہے	۱۲۲
		نذر میں اسکی قیمت غیر مستحق کو لینا جائز نہیں	۱۲۳
		نذر کی مٹھائی غیر مستحق کے لئے درست نہیں	۱۲۳

عنوانات	صفحات
منت کا روپیہ محتاج کو دینا چاہیئے مجلس حسین ؓ پر خرچ نہ کرے	۱۲۳
چادر چڑھانے کی نذر درست نہیں	۱۲۴
نذر میں جب شرط نہ پائی جائے تو کیا کرے	۱۲۴
مسجد بنانے کی نذر کا حکم۔	۱۲۵
نذر کی متعدد صورتیں۔	۱۲۶
اتنے روپے سے اللہ کی نیاز کی وصیت کی، کیا حکم ہے	۱۲۶
نذر کا مصرف کیا ہے	۱۲۷
زبان سے کہنا انعقاد نذر کیلئے ضروری ہے	۱۲۸
نذر شرعی کی تحقیق	۱۲۹
مسجد میں رقم خرچ کرنے کی نذر	۱۲۹
نذر کا صحیح طریقہ	۱۳۰
جانور چھوڑنے کی نذر صحیح نہیں	۱۳۰
نذر کی مدت ختم ہونے پر کام ہوا تو اس کا ایفاء لازم نہیں	۱۳۱
کہا اگر یہ بچ گیا تو ذبح کرکے نمازیوں کو کھلاؤں گا۔	۱۳۱
اللہ ایسا کرے تو مسجد میں مٹھائی دوں گا یہ نذر ہے	۱۳۲

عنوانات	صفحات
زمین کے پورے پلاٹ ملنے پر نذر مانی مگر ملا تہائی، کیا حکم ہے	۱۳۲
نذر کے واجب ہونے کی شرط	۱۳۳
مسجد میں کھانیکی چیز آتی ہے اسکا حکم	۱۳۴
مرغ، کیلا وغیرہ کی نذر برائے فقراء صحیح ہے	۱۳۴
نذر پیر کے نام پر جائز نہیں	۱۳۵
پیر کا بکرا دینا یا نذر ماننا جائز نہیں	۱۳۶
مسجد کے نام پر نذر اور اسکا حکم	۱۳۶
نذر بھیک مانگ کر پورا کرنا غریب کے لئے جائز نہیں	۱۳۷
غیر اللہ کی نذر کرنا جائز نہیں	۱۳۷
اگر یہ بچہ اچھا ہوا تو ذبح کرکے لوگوں کو کھلاؤں گا	۱۳۸
غیر اللہ کی منت یا نذر و نیاز کا کیا حکم ہے	۱۳۸
اللہ کے نام کی نیاز کے مستحق فقراء ہیں	۱۳۹
اماموں اور ولیوں کے نام کا جھنڈا و پنجہ حرام ہے	۱۴۰
یہ نذر ماننا کہ فلاں نوکر ہوگیا تو اس کی تنخواہ کا ایک حصہ مسافروں پر خرچ کروں گا	۱۴۱

عنوانات	صفحات
مسجد میں شیرینی بھیجنے کی نذر درست ہے	۱۴۲
فلاں پیر کی روح کیلئے خیرات کروں گا یہ نذر درست نہیں	۱۴۲
جو کچھ نفع ہوگا اس میں آتنا خیرات کروں گا یہ نذر نہیں	۱۴۳
اولاد ہوئی تو اتنے دنوں کا روزہ رکھوں گی یہ نذر ہے	۱۴۴
میرا بچہ صحتیاب ہوگیا تو مسجد میں مٹھائی تقسیم کرونگا یہ نذر صحیح ہے	۱۴۴
فلاں کام ہوگیا تو اتنے لاکھ درود پڑھوں گا نذر ہے یا نہیں	۱۴۵
میرا کام ہوگیا تو نمازیوں کو کھلاؤں گا نذر ہے	۱۴۶
صدقہ نفل کا کھانا غنی کو کھانا کیسا ہے	۱۴۷
گائے کی نذر کی تو اس میں قربانی کی شرط ضروری ہوگی۔	۱۴۷
صرف نذر کی نیت کی زبان سے کچھ نہیں کہا تو نذر نہیں ہوئی	۱۴۸
امام حسین رضہ کی نذر جائز نہیں	۱۴۹
نذر جب قربانی کی کی ہے تو قربانی کرنے سے نذر پوری ہوگی	۱۵۰
لڑکا اچھا ہوگیا تو قرآن ختم کراؤں گا، نذر لازم نہیں ہے	۱۵۰
نذر کی چیز کا خود کھانا جائز نہیں	۱۵۰
غریبوں کو کھلانے کی نذر مانی اس کا روپیہ انگورہ فنڈ میں دینا	۱۵۱
نذر مانی اور پورا کرنے سے پہلے فوت ہوگیا کیا حکم ہے	۱۵۲
گیارہویں کی نذر جائز نہیں	۱۵۳
مفلس روضہ کی حاضری کی منت مانے تو کیا کرے	۱۵۴
نذر کے کھانے میں عقیقہ کا گوشت دینا جائز ہے	۱۵۴
نذر کا عہد اور اسکا حکم	۱۵۵
کامیاب ہوگیا تو ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گا نذر ہے	۱۵۶
معمولاً جو روزے رکھتا ہے اسمیں نذر کی نیت کرے تو ادا ہوگی یا نہیں	۱۵۷
اگر بلا سے نجات پالی تو ہر جمعہ کو روزہ رکھونگا نذر ہے	۱۵۸

عنوانات	صفحات
مقصد پورا ہوگیا تو فلاں مسجد میں وعظ کہوں گا نذر نہیں	۱۵۸
کام ہوگیا تو ایک اونٹ ذبح کرکے غریبوں کو کھلاؤں گا نذر ہے	۱۵۹
مسجد میں مٹھائی کی نذر اور امام وموذن کیلئے اس کا حکم	۱۵۹
نذر اور قربانی کے جانور کی شرطیں	۱۶۰
دوسرے کے مال میں نذر	۱۶۰
دیوی کے نام والے جانور کی قربانی	۱۶۰
نذر بارواح پیران	۱۶۱
بچوں کیلئے مٹھائی کی منت مانی اس کی قیمت غریبوں کو دینا کیسا ہے	۱۶۱
ناجائز منت کا روپیہ کار خیر میں	۱۶۲
روزے کی منت کا انکار	۱۶۲
بیمار کے لئے جانور کا فدیہ	۱۶۳
پل ومسجد بنانے کی نذر صحیح نہیں	۱۶۳
نذر کے جانور میں قربانی کی شرائط ضروری	۱۶۴
نذر پوری کرنے سے پہلے مرجائے تو ورثہ کیا کریں	۱۶۴
کس جانور کی نذر جائز ہے۔	۱۶۴

عنوانات	صفحات
نذر مانی کہ لڑکا پیدا ہوا تو اسماء نبی میں سے نام رکھوں گا	۱۶۵
بتاشہ کی نذر کیسی ہے	۱۶۶
نذر مانی مگر کام پورا نہ ہوا تو کیا کرے	۱۶۶
نذر کا مصرف کیا ہے	۱۶۶
نذر کا مسنون طریقہ کیا ہے	۱۶۷
بکری کی نذر میں پوری بکری صدقہ کرنا واجب ہے	۱۶۷
نذر میں جن کو بھول گیا اور نذر کا روزہ مسلسل رکھے یا بتدریج	۱۶۸
منت کی قربانی کا وقت	۱۶۸

کتاب القصاص والحدود

باب اول قصاص

قتل اور زخمی کرنے سے متعلق احکام ومسائل

عنوانات	صفحات
مارنے والے کو قتل کرنا کیسا ہے اور اس پر حد ہے یا نہیں	۱۷۰
قاتل کی سزا	۱۷۱
مسلمان کا کسی کافر کو زخمی کرنا	۱۷۲
سونیوالے کی کروٹ سے بچہ دبکر مرجائے تو کیا حکم ہے	۱۷۲

عنوانات	صفحات
قصاص کو روکنا جب کہ مقتول کے ورثاء نابالغ ہوں	۱۷۳
قتل کرنے کی سزا	۱۷۴
قاتل کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے۔	۱۷۴
باب دوم احکام زنا	
زنا وغیرہ سے متعلق احکام و مسائل	۱۷۶
الزام زنا بغیر ثبوت ثابت نہیں ہوتا	۱۷۶
صرف زانی کے اقرار سے زنا ثابت ہو جاتا ہے	۱۷۷
منکوحہ سے زنا حق اللہ اور حق العباد دونوں ہے	۱۷۸
زانیہ کی سزا	۱۷۸
ہندوستان میں حد کا اجراء	۱۷۸
زانی سے زانیہ کا نکاح	۱۷۹
زنا زیادہ قبیح ہے یا سود	۱۷۹
دار الحرب میں زانی پر کیا حد ہوگی	۱۷۹
زنا پر کیا سزا دی جائے	۱۸۰
دختر کے ساتھ زنا	۱۸۰
بلانکاح عورت کو رکھنا	۱۸۱
دارالحرب میں زانی کی سزا	۱۸۱
محارم سے نکاح کو حلال جاننے کی سزا	۱۸۱
زانی سے تعلق رکھنا کیسا ہے	۱۸۲
ہمشیرہ کے ساتھ زنا کے مرتکب کی سزا	۱۸۳
منکوحہ کو دوسرے کے سپرد کرنا	۱۸۴
اس کی سزا۔	۱۸۴
زانی سے تعلق	۱۸۴
زنا کسی کے ساتھ جائز نہیں	۱۸۶
زنا میں چار گواہوں کی وجہ	۱۸۶
مرد و عورت کا ایک بستر پر سونا زنا کے ثبوت کے لئے کافی نہیں	۱۸۶
اس صورت میں زنا ثابت نہیں	۱۸۷
دو شخصوں کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا	۱۸۷
زنا کا ثبوت	۱۸۸
نابالغہ سے زبردستی زنا اور اسکی سزا	۱۸۹
حاملہ من الزنا سے نکاح اور اس سے وطی	۱۸۹
تین شخصوں کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا	۱۹۰
خوشدامن کے ساتھ زنا	۱۹۰
زانی سے برتاؤ	۱۹۱

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
سماعی گواہوں سے زنا ثابت نہیں ہوتا	۱۹۲	زانی کی حد	۲۰۱
بیوی کے مرنے کے بعد ساس سے زنا اور اس کا حکم	۱۹۲	زنا کا خنک درست نہیں	۲۰۱
دو کے دیکھنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا	۱۹۳	**باب سوم حد سرقہ**	۲۰۳
زنا کرکے توبہ کرلیا کیا حکم ہے	۱۹۴	**چوری وغیرہ سے متعلق احکام ومسائل**	
زنا بالجبر اور اس کا حکم	۱۹۴		
زنا کا ثبوت شرعی	۱۹۴	ایک شخص نے دوسرے کی چیز چرا کر تیسرے کو دی جس سے وہ ہلاک ہوگئی، ضمان کس پر ہے۔	۲۰۳
دخول نہ ہونے کی صورت میں زنا ثابت نہ ہوگا	۱۹۵		
زنا کرنے والے کی سزا	۱۹۶	خودرو جنگل سے لکڑی چرانا	۲۰۴
ثبوت زنا اور حکم رجم کی شرط	۱۹۶	نگراں باغ بغیر اجازت مالک جو چیز دے وہ جائز نہیں	۲۰۴
زانیہ کو جان سے مار ڈالنے میں اخروی سزا	۱۹۷	صرف شبہ کی بنیاد پر ضمان لینا درست نہیں	۲۰۴
زانیہ بہن کا قاتل اور اس کی سزا	۱۹۷		
زانیہ بیوی کو مار ڈالنا کیسا ہے	۱۹۷	چور سے ضمان لینا	۲۰۴
کسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا	۱۹۸	قبر کی چادروں کا چوری کرنا اور اس کی ملکیت	۲۰۵
زانی باپ کا قتل اور اسکا حکم	۱۹۹		
زانیہ کے بچہ کے ساتھ معاملہ	۲۰۰	قبر کے غلاف کو جائز سمجھ کر استعمال کرنا اور اسکی تاویل کرنا	۲۰۶
زنا کا کفارہ ہے یا نہیں	۲۰۰		
زنا کرنے کے بعد توبہ کرنا	۲۰۰	چوری کا اقرار اور دوسرے کیلئے اس کی گواہی	۲۰۶

عنوانات	صفحات
چوری کا روپیہ خفیہ مالک کو پہونچا دینے سے چور بری ہو جائیگا	۲۰۷
چوری کے روپے سے تجارت کی تھی نقصان ہوا اب بقیہ روپیہ واپس کرے یا پورے	۲۰۷
چوری کے روپیہ سے نفع ہوا اس کا مالک کون ہوگا	۲۰۷
چور کا مالک سے اجمالی معاف کرانا کافی ہے یا نہیں	۲۰۸
نصاب سے کم مال مسروقہ کی ہلاکت پر ضمان لازم ہے	۲۰۹
عورت کی چوری کے شبہ میں اس کا مال لینا درست نہیں	۲۱۰
اقرار کے بعد چور کا پھر رجوع کرنا	۲۱۰
قیمت کفن میں چوری کرنا	۲۱۱
باب چہارم حدِ شرب	۲۱۲
شراب وغیرہ پینے کی سزا اور اس سے متعلق احکام ومسائل	
شرابی کی سزا کا ثبوت	۲۱۲

عنوانات	صفحات
شرابی کو کیا سزا دی جائے	۲۱۳
غیبت، سود، لواطت اور شراب نوشی کی سزا	۲۱۳
شرابی سے تعلقات	۲۱۴
شرابی اور اسکے حامیوں کی سزا	۲۱۴
شراب اور بھنگ کے استعمال میں فرق ہے یا نہیں	۲۱۵
باب پنجم حدِ قذف	۲۱۶
کسی پاکدامن کو زنا کی تہمت لگانا اور اس کی سزا سے متعلق احکام ومسائل	
کیا زنا کے ثبوت کیلئے چار گواہ ضروری ہیں	۲۱۶
چار سے کم گواہوں سے زنا ثابت نہیں ہوتا	۲۱۶
صرف والدین کے کہنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا	۲۱۷
جب قاذف چار گواہ نہ پیش کر سکے	۲۱۷
تہمت زنا لگانے والے کی سزا	۲۱۷
تہمت زنا اور اس کی سزا	۲۱۸
بلا ثبوت تہمت زنا کا حکم	۲۱۸
تہمت لگانیوالے کے ساتھ کیا کیا جائے	۲۱۹

عنوانات	صفحات
تہمت لگانے کے بعد کہنا کہ میں نے غلط کہا تھا	۲۲۰
باب ششم تعزیر	۲۲۱
حدود کے علاوہ دوسرے مختلف جرائم اور ان کی سزا سے متعلق احکام و مسائل	
جس جانور کے ساتھ آدمی نے جماع کیا اس جانور اور آدمی کا حکم	۲۲۱
جس ماکول اللحم کے ساتھ وطی کی گئی اسکا اور وطی کرنیوالے کا حکم	۲۲۲
حاملہ بکری سے وطی کی تو دودھ حرام نہیں ہوئی	۲۲۲
نابالغ بچہ یا بکری کے ساتھ وطی کرنے والے کی سزا	۲۲۳
چور سے مالی جرمانہ لینا جائز ہے یا نہیں	۲۲۳
اکابر اہل سنت کی شان میں بدزبانی کی سزا	۲۲۴
قاضی شرعی کے سوا دوسرا آدمی حد شرعی قائم نہیں کر سکتا	۲۲۴
بھانجی کے ساتھ زنا کی سزا	۲۲۵
استاذ کو گالیاں دینے کی سزا	۲۲۵
رمضان کے دنوں میں علی الاعلان کھانا کھانے والا	۲۲۶
اکابر ائمہ کی توہین کرنیوالا مستحق تعزیر	۲۲۷
زانی سے مالی جرمانہ لینا درست نہیں	۲۲۷
ہنود کا کھانا کھانے پر تعزیر نہیں	۲۲۸
متبع شریعت کو حرامزادہ وغیرہ کہنے والا	۲۲۸
رعایا سے جرمانہ لینا شرعاً درست نہیں	۲۲۸
جانور سے وطی کرنے کی سزا	۲۲۹
نماز کی پابندی نہ کرنے پر مالی جرمانہ	۲۲۹
جس عورت نے رات میں چھپکر لچے سے ملاقات کی	۲۳۰
جانور سے وطی کرنے پر تعزیر	۲۳۱
جانور سے وطی کا ارادہ کیا مگر دخول نہیں ہوا	۲۳۲
مسلمانوں کو گالی دینے والا مستحق تعزیر ہے	۲۳۲
سور کا دودھ استعمال کرنیوالے کی سزا	۲۳۳
جرمانہ کی رقم مجرم کی رضا سے کسی بھی مد میں خرچ کرسکتے ہیں	۲۳۳
تارک نماز تعزیر کا مستحق ہے	۲۳۴
بیوی سے زنا کرانے والے کی سزا	۲۳۴

عنوانات	صفحات
مالی جرمانہ کا شرعی حکم	۲۳۵
نماز جنازہ میں پابندی نہ کرنے پر مالی جرمانہ	۲۳۶
اغلام کی سزا	۲۳۶
علاتی بہن کا بوسہ لینے کی سزا	۲۳۷
جانور سے وطی کرکے فروخت کردیا رقم کیا کرے	۲۳۸
میلاد مروجہ نہ کرنے کی کوئی سزا نہیں	۲۳۸
صحیح العقیدہ مسلمان کو بلا تحقیق قادیانی کہنا	۲۳۹
ہندوستان میں شرعی سزا کا اجراء نہیں ہوسکتا	۲۴۰
میاں بیوی کے جھگڑے میں مالی جرمانہ درست نہیں	۲۴۲
مسلمان کو حرام زادہ کہنا حرام ہے	۲۴۳
عورت اگر شوہر کا حکم نہ مانے تو کیا سزا دی جائے	۲۴۴
مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا حرام ہے	۲۴۴
بلا حجت شرعیہ تہمت زنا لگانا فسق ہے	۲۴۵
سیاسۃً وتہدیداً جرمانہ کرنا کیسا ہے	۲۴۵
مسلمان کو گالی دینا اور طعن وتشنیع کرنا	۲۴۷

عنوانات	صفحات
گھوڑی کے ساتھ جماع اور اسکی سزا	۲۴۸
چچی کے ساتھ نکاح کرادینے پر مالی جرمانہ جائز نہیں	۲۴۸
بیوی کو زدوکوب کرنے والے کی سزا	۲۴۸
ہندوستان میں حدود جاری نہیں ہوسکتی تعزیر ہوسکتی ہے	۲۴۹
غیر چور کو چور کہنے والا مستحق تعزیر ہے	۲۵۰
غیر کی عورت کو بھگاکر لیجانے کی سزا	۲۵۰
والدہ کے ساتھ نکاح کرنیوالے کی سزا	۲۵۱
عند الحنفیہ مالی جرمانہ جائز نہ ہونیکی دلیل	۲۵۱
جرمانہ کی رقم واپس کی جائے	۲۵۲
امام اعظم کے نزدیک مالی جرمانہ	۲۵۳
توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں	۲۵۳
تعزیر کی مختلف صورتیں	۲۵۴
گالی دینے کی سزا	۲۵۴
تعزیر عام مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں	۲۵۵
علماء حق کو سور کہنے والا فاسق ہے	۲۵۵
چماری کے ساتھ خلا ملا رکھنے والا	۲۵۵
کسی مسلمان پر غلط مقدمہ کرنے والے	۲۵۶
سحر کرنیوالے کا حکم اور اس کا ثبوت	۲۵۷

عنوانات	صفحات
خنزیر اور کتا کا بچہ کہنا قابل تعزیر ہے	۲۵۸
شادی میں خلاف شرع امور کرنیوالے	۲۵۸
پردہ پر عمل نہ کرنے والا دیوث ہے	۲۵۹
ایسا آدمی مستحق تعزیر ہے	۲۵۹
کسی منکوحہ کا بلا طلاق دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرانے والے کی سزا	۲۵۹
جھوٹا دعویٰ کرنے والا مستحق تعزیر ہے	۲۵۹
شہادت شرعیہ کے بغیر زنی ثابت نہیں	۲۶۲
طلاق کے چھ ماہ بعد دوسرا نکاح کرنے پر کوئی سزا نہیں	۲۶۳
افعال شنیعہ کا اقرار دلیل فسق ہے	۲۶۳
بلا قصور مارنے اور گالی دینے والے کی سزا	۲۶۴
دنیاوی خواہشات دین پر ترجیح دینا معصیت ہے	۲۶۴
باہم مارپیٹ کرنا اور اسکی سزا	۲۶۵
بار بار ہدایت کے باوجود جو نماز کا پابند نہ ہو	۲۶۵

کتاب السیر ۲۶۷

جہاد سے متعلق احکام و مسائل

باب اول

دارالحرب و دارالاسلام اور ان سے متعلق احکام و مسائل

عنوانات	صفحات
خلفائے راشدین نے غزوات میں شرکت فرمائی ہیں	۲۶۷
دارالحرب میں جمعہ وعیدین اور نماز پنجگانہ درست ہیں	۲۶۸
ہندوستان کے کافر کیا ہیں	۲۶۸
ہندوستان کیا ہے؟	۲۶۸
جہاد میں شرکت کیلئے والدین کی اجازت	۲۶۹
دارالحرب کی تعریف میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف	۲۷۰
اوقاف پر قبضہ کرنے سے حکومت مالک نہیں ہوگی	۲۷۰
ہندوستان کا حکم مختلف دور میں	۲۷۱
اگر کفار مسلمانوں کے اموال پر قابض ہوجائیں تو وہ اسکے مالک ہوجاتے ہیں	۲۷۲
ہندوستان میں ہندو ذمی ہیں یا حربی	۲۷۳
دارالحرب میں دینی امور کیلئے امیر مقرر کرنا	۲۷۴

باب دوم، عشر وخراج ۲۷۵

عشر وخراج اور انسے متعلق احکام و مسائل

عنوانات	صفحات
خراجی زمین کی تعریف اور شرائط	۲۷۵
جسقدر بھی غلہ ہو اسی میں عشر واجب ہے	۲۷۵
جملہ اجناس اور ترکاریوں میں عشر کا حکم	۲۷۶
غلہ وصول ہونے پر عشر ادا کرے	۲۷۶
مصارف عشر کیا ہیں	۲۷۷
ارض مملوکہ مسلمین میں جہاں راجاؤں کو ٹیکس دیا جاتا ہے	۲۷۷
عشری زمین جو اجارہ پر دی جاتی ہے اس کا عشر	۲۷۷
بادشاہ عشر نہ لے تو اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا	۲۷۸
عشری زمین میں دسواں حصہ ادا کرے	۲۷۹
عشری زمین میں دسواں حصہ نکالنا چاہیئے	۲۸۱
غلہ کی پیداوار میں عشر کی مقدار	۲۸۲
بارانی و مالگذاری والی زمین میں عشر اور اس کی مقدار	۲۸۲
عشر نکالنے میں اخراجات زراعت و لگان وضع ہوگا یا نہیں	۲۸۳
غلہ کی پیداوار کا عشر	۲۸۳
عشری زمین کی تعریف اور عشر کسکے ذمہ ہے	۲۸۳

عنوانات	صفحات
بٹیداری والی زمین کا عشر کیا ہے اور کس کے ذمہ ہے	۲۸۴
عشر نکالتے وقت سرکاری خراج منہا نہ ہوگا	۲۸۵
خراجی زمین کے عشر کا مسئلہ	۲۸۶
سرکاری محصول سے عشر ساقط نہیں ہوتا	۲۸۶
سرکاری جنگل، حکومت کی عطیہ زمین اور کافر سے خریدی ہوئی زمین	۲۸۷
عشری اور خراجی زمین کی تعریف	۲۸۸
مسلمان جو عشر نہ نکالے	۲۸۹
زمین کی قسمیں اور ان کے عشر کا حکم	۲۸۹
ہندوستان میں عشری و خراجی زمین اور اس کا حکم	۲۹۰
سرکاری لگان دینے سے عشر ادا ہوتا ہے یا نہیں	۲۹۰
کفار سے خریدی ہوئی زمین میں عشر نہیں	۲۹۱
عشر کیلئے صاحب نصاب ہونا ضروری نہیں	۲۹۱
پیداوار میں اخراجات وضع کرکے عشر نکالا جائے یا بغیر وضع کے	۲۹۲

عنوانات	صفحات
زمینداروں کو مال گذاری ادا کرنے والے کی زمین میں عشر	۲۹۲
اگر زمین عشری ہو تو تمباکو میں بھی عشر ہے	۲۹۳
جس غلہ کا عشر نہ نکالا جائے	۲۹۳
خراجی زمین میں عشر نہیں	۲۹۴
عشر کے متعلق قرآن میں حکم	۲۹۴
اراضی ہندوستان میں عشر	۲۹۴
سالانہ لگان والی زمین میں عشر	۲۹۵
زمیندار و کاشتکار دونوں پر بقدر حصہ عشر	۲۹۵
بٹائی والی زمین میں عشر	۲۹۶
باغ میں عشر ہے یا نہیں	۲۹۷
زمین کی زکوۃ کس طرح ادا کی جائے	۲۹۷
ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے اور نہ خراجی	۲۹۸
بٹائی کرنے والے پر عشر	۲۹۹
جو زمین نہر سے سینچی جائے	۳۰۰
ایک اشکال اور اس کا جواب	۳۰۰
جو زمین مشقت سے سینچی جائے	۳۰۲
کن اشیاء میں زکوۃ نہیں۔	۳۰۲
ہندوستان کی زمین پر عشر واجب نہیں	۳۰۳
پنجاب و کشمیر کی زمین عشری ہے یا خراجی	۳۰۳
بنگال و سندھ کی زمین میں عشر کا حکم	۳۰۴
ریاست کی زمین عشری ہے یا نہیں	۳۰۴
ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی مگر احتیاطاً عشر نکالا جائے	۳۰۵
مالک زمین زمیندار ہے اور کاشتکار مستاجر ہے۔	۳۰۵
جو خراج سرکار لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہیں۔	۳۰۶
عشر کا مصرف اور عشری زمین	۳۰۶
ہندوستانی زمین میں عشر کا حکم	۳۰۷
غلہ کی زکوۃ	۳۰۸
مزارع پر عشر ہے یا نہیں	۳۰۸
نقد لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں	۳۱۰
گندم، تل، سرسوں اور پٹ سن میں زکوۃ کا طریقہ	۳۱۱
عشر چالیسواں حصہ نہیں دسواں حصہ ہے	۳۱۱
معافی والی زمین کی پیداوار میں عشر ہے یا نہیں	۳۱۲

عنوانات	صفحات
عشر واجب ہے یا فرض	۳۱۲
سرکاری لگان سے عشر معاف ہوتا ہے یا نہیں	۳۱۳
دس پانچ بیگہ والے پر عشر	۳۱۳
سرکاری لگان دینے کے باوجود عشر	۳۱۳
جس زمین کا خراج ہندو زمیندار لیتا ہے اس میں عشر	۳۱۴
عشر مزارع پر یا مالک پر	۳۱۴
ہندوستانی زمین عشری ہے یا خراجی	۳۱۵
نہری زمین کا عشر کیا ہوگا۔	۳۱۵
نہری زمین میں عشر	۳۱۶
کنواں والی زمین کا عشر	۳۱۶
بارانی زمین میں عشر	۳۱۶
تالاب سے سینچے والی زمین میں عشر	۳۱۶
مسئلہ عشر	۳۱۶
کیا عشر میں عامل کا طلب کرنا شرط ہے	۳۱۷
حکومت کی زمین میں عشر	۳۱۸
ہندوستان میں گذشتہ سالوں کا عشر	۳۱۸
عشر وخراج جمع نہ ہونے کا مطلب	۳۲۲
خراجی وعشری زمین	۳۲۳

عنوانات	صفحات
عشر وخراج دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں	۳۲۴
کیا عشر کے لئے خلیفۃ المسلمین کا ہونا ضروری ہے	۳۲۴
عجم کی زمین کا حکم	۳۲۴
حکومت کے ٹیکس کیساتھ عشر	۳۲۴
ہندو راجا کی رعایا پر عشر وخراج	۳۲۴
مسلمان ریاستوں کی زمین کا حکم	۳۲۴
دار الحرب کی تعریف اور ہندوستان	۳۲۴
مسئلہ عشر کی مختلف صورتیں	۳۲۶
باب سوم ۔ جزیہ	۳۲۸
اسلامی حکومت میں بسنے والے غیر مسلم اور ان سے متعلق احکام ومسائل	
لفظ جزیہ کی تحقیق بیان فرمائیں	۳۲۸
عہد نبوی میں ذمیوں سے جزیہ اور اس کی مقدار	۳۲۹
باب چہارم ۔ احکام مرتد	۳۳۴
کلمات کفریہ اور ارتداد سے متعلق احکام ومسائل	

عنوانات	صفحات
مرزا غلام احمد کے ارتداد کا فتویٰ اور اسکی تعریف کرنیوالا فاسق	۳۳۴
یہ دعویٰ کہ مجھ میں رسول اللہ کی روح حلول کر گئی ہے کفر ہے	۳۳۵
خدا اور رسول کا منکر مرتد ہے	۳۳۶
عورت مرتد ہو گئی پھر اسلام لاکر دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے	۳۳۶
ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۳۳۷
اگر عقیدہ اسلام کا اور افعال کفر کے تو کیا حکم ہے	۳۳۷
حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ارتداد ہے	۳۳۸
قرآن وحدیث کو نہیں مانتا یہ جملہ ارتداد ہے	۳۳۹
حضرت عیسیٰؑ کو ابن اللہ کہا پھر انکار کیا۔ کیا حکم ہے	۳۳۹
احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۳۴۰
اگر گناہ ہے تو میں اکیلا جواب دہ ہوں کلمۂ کفر نہیں	۳۴۱
مرشد کو رسول و خدا کہنے والا مرتد وکافر ہے	۳۴۱

عنوانات	صفحات
قرآن شریف کو گالی دینا کفر ہے	۳۴۲
مرتد سے تعلقات اور میل جول حرام ہے	۳۴۲
حالت غصہ میں کلمۂ کفر نکالنا	۳۴۳
قرآن یا کعبہ کی تحقیر کفر ہے	۳۴۳
زوجین میں سے کسی کے کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۳۴۴
شریعت کا منکر کافر ہے	۳۴۴
جو شخص مسجد کی توہین کرے اور امام کو گالی دے	۳۴۵
شریعت کی جگہ اگر رواج کو مانے تو کیا حکم ہے	۳۴۶
باتفاق علماء قادیانی کافر ہیں	۳۴۶
ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے	۳۴۷
مرزائیوں کے ارتداد پر علماء کا اتفاق	۳۴۷
آنحضرتؐ کے بعد دعویٰ نبوت کفر وارتداد ہے	۳۴۸
مسلمان عورت آریہ ہو گئی تو نکاح فسخ ہو گیا	۳۴۹
کلمۂ کفر کے بعد بھی توبہ قبول ہوتی ہے	۳۴۹
قرآن کو از راہ تمسخر پھینکنا کفر ہے	۳۵۰
کہنا کہ خدا اور قرآن سے فیض نہ ہوا کفر ہے	۳۵۱

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
قرآن وحدیث اور فقہ کو شیطانی کتابیں کہنا کفر ہے	۳۵۱	اللہ ورسول کو گالی دینے سے کافر ہوگیا	۳۵۸
مشرکین کی اولاد بلوغ سے پہلے	۳۵۲	تناسخ کا قائل اور جنت ودوزخ کا منکر کافر ہے	۳۵۹
قرآن عزیز کو گالی دینا کفر ہے	۳۵۳	پیغمبر کو خدا کہنا اور سمجھنا کفر ہے	۳۵۹
اذان کو سانپ کی آواز سے تشبیہ دینا کفر ہے	۳۵۳	دین اسلام کے بارے میں بیہودہ گوئی صریح کفر ہے	۳۶۰
مجھے اسلام کی ضرورت نہیں یہ کلمہ کفر ہے	۳۵۳	قرآن شریف کو تحقیراً پھینکنا کفر ہے	۳۶۱
مجھے خدا ورسول سے کچھ واسطہ نہیں یہ کلمہ کفر ہے	۳۵۴	خدا کی شان میں گستاخی کرنیوالا کافر ہے	۳۶۱
حرام کو حلال سمجھنے والا	۲۵۵	میں مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں کہنا کفر ہے	۳۶۲
حضرت حق جل مجدہ کو بڈھا کہنا کفر ہے	۳۵۵	کلمات کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے	۳۶۲
شریعت کو گالی دینے والا کافر ہے	۳۵۵	انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب وشتم کرنے والا کافر ہے	۳۶۲
یہ کہنا کہ جب رسول اللہ وفات پاگئے تو ایمان بھی مر گیا	۳۵۶	قرآن مجید کی توہین کرنا کفر ہے	۳۶۳
یہ کہا کہ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی	۳۵۷	کلمۂ کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے	۳۶۳
شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے	۳۵۸	چند وہ کلمات جن سے کفر لازم آتا ہے	۳۶۴
جو اسلام کو برا کہے اور گالی دے وہ اسلام سے خارج ہے	۳۵۸	کہنا کہ جب تک میرے جسم میں طاقت ہے خدا اور رسول کو کچھ نہیں سمجھتا	۳۶۵

عنوانات	صفحات
والدین اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا حکم	۳۶۶
واقعہ معراج قیامت وغیرہ کا منکر کافر ہے	۳۶۶
مرزا غلام احمد قادیانی اور اسکے متبعین کے کفر میں شبہ نہیں	۳۶۷
اللہ ورسول اور دین اسلام کا منکر کافر ہے	۳۶۹
چیچک کو دیوی تصور کرنا اور چڑھاوا چڑھانا	۳۶۹
وید وقرآن میں جو فرق کا قائل نہ ہو	۳۷۰
آنحضور کو الوہیت کا درجہ دینا کفر ہے	۳۷۱
نماز وروزہ کا منکر اور علماء کو گالیاں دینے والا	۳۷۱
قادیانی اور اسکے پیروکار کافر ہیں	۳۷۲
یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے تعزیہ بنائیں گے	۳۷۳
جمعہ کی نماز کو شر وفساد کی نماز کہنا کفر ہے	۳۷۳
یہ کہنا کہ ہم کافر ہیں کیا حکم ہے	۳۷۴
اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی بکنے والا کافر ہے	۳۷۴
گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں مرتد ہے اور وہ انکار کرتا ہے۔	۳۷۵
نماز کی تحقیر کفر ہے	۳۷۶
احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے	۳۷۷
کلمۂ کفر سے آدمی کافر ہوجاتا ہے	۳۷۷
مرتد کسے کہتے ہیں	۳۷۷
خنزیر دیوی پر چڑھانے کا کفارہ کیا ہے	۳۷۷
اصحاب ثلثہ کو کافر کہنے والا کافر ومرتد ہے	۳۷۸
کُل گناہ خدا کے سر یہ کلمہ کفر ہے	۳۷۸
نماز پڑھنے والے کو کافر سمجھنا	۳۷۹
خدائی کا دعوی کفر ہے	۳۷۹
ہندوؤں کے ذریعہ چڑھاوا چڑھانا معصیت ہے	۳۸۰
کہنا کہ معصیت میں دنیا و عاقبت کچھ نہیں سوجھتی	۳۸۰
میں عیسائی ہوں یہ کلمہ کفر ہے	۳۸۱
کلمہ کا اس طرح پڑھنا، لاالہ الا اللہ ابوبکر وعمر عثمان وعلی محمد رسول اللہ	۳۸۲
مسجد میں پیشاب کردوں کلمہ کفر ہے	۳۸۲

عنوانات	صفحات
قرآن پر پیشاب کردوں گا کہنا کفر ہے	۳۸۲
نماز کی توہین کرنا کفر ہے	۳۸۳
توہین کلام اللہ کفر ہے	۳۸۳
شریعت کی کچھ پروا نہیں کرتے یہ کلمہ کفر ہے	۳۸۳
میرا مذہب اسلام نہیں ہے اس کا قائل مرتد ہے	۳۸۴
غیر اللہ کو تعظیماً وعبادۃً سجدہ کرنا شرک ہے	۳۸۵
احادیث نبویہ کی توہین کرنا کفر ہے	۳۸۶
حق تعالیٰ کی شان میں گالی کفر ہے	۳۸۶
آنحضرت ﷺ کی شان میں فحش کلمات کہنے والا مرتد ہے	۳۸۷
کہاں کی حدیث و قرآن یہ کلمۂ کفر ہے	۳۸۷
احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے	۳۸۸
اپنے کو خدا، قیامت، جنت ودوزخ کا منکر کہنا	۳۸۸
غصہ میں کہا پیغمبر زادہ بھی آجائے تو بھی کام نہ کروں گا۔	۳۸۹

عنوانات	صفحات
اس وقت کافر بن کر بحث کرتا ہوں کلمۂ ارتداد ہے	۳۹۰
بیوی جب عیسائی بن گئی تو نکاح باقی نہیں رہا	۳۹۰
دوبارہ جب اسلام لے آئی تو شوہر اول کو ملے گی	۳۹۰
اولاد کو کافر کہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا	۳۹۱
خدا کو نہیں مانتا کہنا کلمۂ کفر ہے	۳۹۱
مجھے خدا کی ضرورت نہیں کلمۂ ارتداد ہے	۳۹۲
میں کافر ہوگیا کلمہ کفر ہے	۳۹۲
کلام اللہ کو کلام انسانی اور دوسرے کلمات کفریہ سے مرتد ہوگیا	۳۹۳
مرتد ہونے کے بعد اسلام لانا	۳۹۴
مرا ایمان مری جوتی کے نیچے یہ کلمۂ کفر ہے	۳۹۵
قادیانی کافر ہیں روافض میں تفصیل	۳۹۵
کلمۂ کفر کا اعلان ہوچکا تو تجدید کا بھی اعلان کرے	۳۹۷
حق تعالیٰ کی شان میں گالی دینے والا	۳۹۸
زید نے بودھ مذہب پر ہونے کا اعلان کر دیا تو کافر ہوگیا	۳۹۹

عنوانات	صفحات
تماشہ کرنے والا کہے کہ میں خدا ہوں تو وہ مرتد ہوگیا	۴۰۰
قرآن مجید کی توہین کفر ہے	۴۰۱
اللہ ورسول کی شان میں گستاخی کفر ہے	۴۰۲
شریعت کے حکم کو نہیں مانتا یہ کلمۂ کفر ہے	۴۰۲
احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے	۴۰۴
احمدی میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی رہے گا	۴۰۴
زوجین میں سے ایک کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے	۴۰۴
قرآن کی نسبت کلمات توہین کفر ہے	۴۰۵
میں شریعت کو نہیں مانتا یہ کلمۂ کفر ہے	۴۰۵
اپنے کو خدا ورسول کہنے والا کافر ہے	۴۰۶
قرآن کی کسی آیت کی تحقیر سے خوف کفر ہے	۴۰۷
غالی شیعہ اسلام سے خارج ہیں	۴۰۷
شریعت کے مقابلے میں رواج کو ماننا کفر ہے	۴۰۷
شریعت کو نہیں مانتا کلمۂ کفر ہے	۴۰۸
مرتد کا انکار رجوع الی الاسلام سمجھا جائے گا	۴۱۰
مجھے شریعت محمدی کا فیصلہ منظور نہیں	۴۱۱
جو عیسائی بنانے کی کوشش کرے وہ بھی کافر ہے	۴۱۲
دین وشریعت کو سب وشتم کرنا کفر ہے	۴۱۲
مجھکو نمازی کی قبر میں نہیں جانا ہے کلمۂ کفر ہے	۴۱۳
شرعی فیصلہ کا منکر کافر ہے یا نہیں	۴۱۳
ترے مذہب کی ماں کو ایسا کروں	۴۱۴
ہم اللہ میاں کے بھتیجے ہیں کہنا کفر ہے	۴۱۴
ہمارا خدا انگریز ہے اسکا قائل	۴۱۴
قرآن ونبی کیا چیز ہے یہ کلمات کفریہ ہیں	۴۱۵
حالت جنابت میں نماز پڑھ لی تو	۴۱۵
خدا تعالیٰ ونبی پاک کی شان میں گستاخی	۴۱۶
نماز کا منکر کافر ومرتد ہے	۴۱۶
میں کافرہ تجھ مومن سے اچھی ہوں کہنا کفر ہے	۴۱۷
کافرہ کو تجدید ایمان کے بعد نکاح ضروری ہے	۴۱۷

عنوانات	صفحات	عنوانات	صفحات
بت کی پوجا صریح شرک ہے	۴۱۸	اللہ تعالی کی شان میں گستاخی کفر ہے	۴۲۷
نماز نہ پڑھونگا کافر ہی ہو کر رہوں گا یہ کہنا کفر ہے	۴۱۹	بزرگوں سے گستاخی حرام وفسق ہے	۴۲۷
حق تعالی کی شان میں گستاخی	۴۱۹	مرزا غلام احمد کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفیض سمجھنے والے کافر ہیں	۴۲۸
صحبت صدیق رضی کا منکر رافضی کافر ہے	۴۱۹	حدیث نبوی کی توہین کفر ہے	۴۲۹
مسجد کو زنا خانہ کہنا معصیت ہے	۴۲۰	تم انبیاء کو سر پر اٹھائے پھرو، یہ کہنا کفر ہے	۴۲۹
توہین عالم فسق ہے۔	۴۲۰	کسی حدیث کا منکر کافر ہوا یا نہیں	۴۳۰
توہین وتحقیر عالم کفر ہے	۴۲۰	نکاح کو برا سمجھنے والا گنہ گار ہے	۴۳۰
یہ شرع کس سسرے نے بنائی کہنا کفر ہے	۴۲۱	یہ کہنا کہ خدا ورسول کو نہیں مانتا کلمات کفر ہیں	۴۳۱
تاویل جب تک ممکن ہو کافر نہ کہیں گے	۴۲۱	احکام شریعت کے متعلق نازیبا کلمات کہنا کفر ہے	۴۳۱
رمضان میں علانیہ کھانا وغیرہ فسق ہے	۴۲۲	بکر تمہارا خدا ہے یہ کلمہ کفر ہے	۴۳۲
علماء کو گالی دینے والا فاسق ہے	۴۲۳	کہنا کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ نہیں کفر ہے	۴۳۲
نبی کو خدا کہنے والا کافر ہے	۴۲۳	میں اسلام کو نہیں مانتا کلمۂ کفر ہے	۴۳۳
نماز کی توہین سے خوف کفر ہے	۴۲۴	ہندو کی نذر مسلمان نے پوری کی تو وہ کافر نہ ہوگا	۴۳۳
شریعت سے استہزاء کفر ہے	۴۲۵	میرا حشر ہنود کے ساتھ ہو کلمہ کفر ہے۔	۴۳۴
مسخری سنانے والا فاسق ہے	۴۲۵		
قرآن وحدیث کی توہین کفر ہے	۴۲۵		
بسم اللہ پڑھنے پر استہزاء کفر ہے	۴۲۶		
تقدیر پر شک کرنا خوف کفر ہے	۴۲۶		

عنوانات	صفحات
کلمہ کی ترتیب بدلنے سے کفر لازم نہیں آتا	۴۳۵
محتلم نماز میں شریک ہوگیا تو کافر نہیں ہوا	۴۳۵
خنزیر کھاؤں گا کلمہ نہ پڑھوں گا اس کہنے کی وجہ سے مرتد ہوگیا	۴۳۶
شیطان کا علم وسیع ہے یا رسول اللہ ﷺ کا	۴۳۶
ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا یہ کلمۂ کفر ہے	۴۳۷
کہنا کہ حلال و حرام سے کچھ غرض نہیں	۴۳۷
احدالزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے	۴۳۷
مرتد کو کیوں قتل کیا جائے	۴۳۸
تکفیر مسلم میں احتیاط ضروری ہے	۴۳۹
خدا بھی آکر کہے تو نہ کھاؤں گی کلمۂ کفر ہے	۴۴۰
یہود و نصاری جو آنحضرت ﷺ پر ایمان نہیں لائے	۴۴۰
مسلمان کی تکفیر میں احتیاط	۴۴۱
سبقت لسانی سے غلط بات نکل جائے تو کفر نہ ہوگا	۴۴۱
استاذ اور والدین کا عاق کافر نہیں ہوتا	۴۴۲
حضرت حق کو ماں باپ کہنا کیسا ہے	۴۴۲
رسول اللہ معبود ہیں یہ عقیدہ شرک ہے	۴۴۳
یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر قادر نہیں کفر ہے	۴۴۴
شاتم کی توبہ قبول ہوسکتی ہے	۴۴۵
اہل سنت کا عقیدہ حضرت معاویہؓ صحابی جلیل ہیں	۴۴۵
رمضان المبارک میں بھی شرک کو قبر میں عذاب ہوتا ہے	۴۴۶
جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے	۴۴۷
خدا و رسول سے بیزاری کا اظہار کفر ہے	۴۴۷
بدعتی فاسق ہے مشرک کی بخشش نہ ہوگی	۴۴۷
سحر برحق ہے۔	۴۴۸

عنوانات	صفحات
کتاب اللقطہ	۴۴۹
گری پڑی چیزیں اور ان سے متعلق احکام ومسائل	
لقطہ میں مالک یا ورثاء کا پتہ نہ چلے تو اس کی طرف سے صدقہ کردے	۴۴۹
پڑی ہوئی چیز لقطہ ہے مسجد میں لگانا درست نہیں	۴۵۰
کوئی چیز پڑی ہوئی ملی تو وہ لقطہ ہے	۴۵۱
اعلان کے بعد مالک نہ ملے تو لقطہ کا کیا حکم ہے	۴۵۱
لقطہ کا اعلان، اس کا افطاری میں صرف کرنا درست نہیں	۴۵۱
مالک سے جب ناامیدی ہوجائے تو لقطہ کو صدقہ کرنا چاہیئے	۴۵۳
مالک کے نہ ملنے پر لقطہ کا صدقہ	۴۵۳
لقطہ کا شرعی حکم	۴۵۳
مالک لقطہ کے نہ ملنے پر صدقہ	۴۵۴
اعلان کے بعد جب مالک سے مایوسی ہوجائے	۴۵۴

عنوانات	صفحات
مالک کے نہ ملنے پر لقطہ کو کیا کرے	۴۵۵
لقطہ کا مال مسجد پر صرف نہ کیا جائے	۴۵۵
تلاش کے بعد جب مالک نہ ملے تو کیا کرے	۴۵۵
مسلمان میت کی جیب سے رقم ملی کیا کرے	۴۵۶
عرصہ تک جب مالک کا پتہ نہ چلے تو لقطہ کی بیع جائز ہے	۴۵۶
بزرگوں کی مزار سے کوئی چیز ملے تو کیا کرے	۴۵۷
سرقہ کی رقم ملی اس کا مصرف کیا ہے	۴۵۸
غیر آباد جگہ میں رقم ملی تو وہ بھی لقطہ کے حکم میں ہے	۴۵۸
لقطہ کو غنی استعمال نہیں کرسکتا	۴۵۹
اگر خود محتاج ہو تو لقطہ استعمال کرسکتا ہے	۴۵۹
پڑے ہوئے روپے پر لقطہ کا حکم جاری ہوگا	۴۶۰

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کتاب الایمان

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سید المرسلین و علی آلہ وصحبہ اجمعین

قسم کھانے اور اسکے کفارہ سے متعلق احکام ومسائل

حلف بالقرآن جائز ہے یا نہیں

سوال (۱) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو ہاتھ میں لے کر کسی امر یا نہی کے فعل یا ترک مثلاً صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے نشہ خواری وجوا بازی سے باز آنے پر قسم وعہد کرنا یا کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ زید کہتا ہے کہ نفس کلام اللہ مخلوق نہیں مگر قرآن اس حروف و صوت کے ساتھ مخلوق ہے اس لئے یہ غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگرچہ قسم ہو جاتی ہے۔ بکر کہتا ہے نہ شرک ہے نہ بدعت اور نہ حکم ہے نہ منع بلکہ ترغیب الی الامر ونہی عن المنکر ہے اس لئے اچھا ہے آپ مدلل بیان فرمائیں

الجواب:- اقول قال فی رد المحتار ونقل فی الھندیۃ عن المضمرات وقد قیل ھذا فی زمانھم اما فی زماننا فیمین وبہ ناخذ ونامر ونعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انہ یمین وبہ اخذ جمھور مشائخنا اھ

فھذا مؤید لکونه صفة تعورف الحلف بھا کعزۃ اللہ وجلاله[۱] الخ پس معلوم ہوا کہ حلف بالقرآن متعارف ہے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ حلف بعزۃ وجلالہ پس شرک وبدعت کہنا اس کو صحیح نہیں ہے اور ترک معاصی پر عہد وپیمان کرنا اور کرانا عمدہ کام ہے اور نماز جنازہ ہر ایک مسلمان نیک وبد کی پڑھنی چاہیئے۔ الا ما استثناہ الفقھاء لقوله علیه الصلوۃ والسلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث۔

سوال (۲) :- | قسم کھائی کہ زید پر اگر ظلم کروں تو کافر ہو جاؤں شرعاً اس کا کیا حکم ہے |

شخصے حلف کرد کہ بر زید ظلم وحق تلفی او نخواہم کرد اگر کنم پس من کافر واز شفاعت شفیع المذنبین بریم۔ پس اگر بر زید ظلم وحق تلفی او کند بموجب یمین خود کافر گردد واز شفاعت شفیع المذنبین برو خواہد شد یا نہ

الجواب :- ایں قسم ست کہ بصورت حنث کفارہ برو لازم شود[۲] ودر کفر او بصورت حنث اختلاف است واضح آنست کہ کافر نہ شود فی الدر المختار والاصح ان الحالف لم یکفر سواء علقه بماض او آت ان کان عندہ فی اعتقادہ انه یمین[۳] الخ

سوال (۳) :- | قرآن مجید کی قسم کھانے سے انکار کی صورت میں کیا حکم ہے | خلافت کمیٹی سے چند ممبر اس لئے اخذ کئے گئے کہ نماز پڑھنے کی تاکید کریں لیکن شرط یہ تھی کہ جملہ ممبر تقرری سے قبل اپنے دست مبارک کو مصحف مجید سے مزین فرما کر قسم کھائیں کہ اس امر میں کسی خویش کی رعایت نہ کریں گے ایک شخص اس پر معترض ہے اور مخالف ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے

---

[۱] رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی القرآن ص ۶۷ ج ۳ ظفیر [۲] وتعلیق الکفر بالشرط یمین وسیجئ انه ان اعتقد الکفر به یکفر والا یکفر در مختار بالتشدید ای تلزمه الکفارة (رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی القرآن ص ۶۱ ج ۳ ظفیر) [۳] دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۵ ج ۳ ظفیر

الجواب:۔ معترض اور مخالف اس کار خیر میں صریح خطا پر اور سخت گنہگار ہے اس سے توبہ کرائی جاوے۔

ایمان کی قسم کھانا کیسا ہے؟ | **سوال (۴)** مسلمان کو ایمان کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قسم اللہ کی کھانی چاہیئے اللہ کے سوا، ایمان یا قرآن وغیرہ کی قسم نہ کھانی چاہیئے[۱]

قسم کھائی اور نکاح میں دھوکہ ہوگیا تو کیا حکم ہے | **سوال (۵)** عرصہ دس ماہ کا ہوا میں نے ایک عورت سے نکاح کیا عورت کے بھائی نے قبل از نکاح سوائے تعریف کے اور کچھ ظاہر نہ کیا رخصت کے بعد معلوم ہوا کہ عورت بالکل اپاہج ومجبور دونوں ہاتھ پاؤں بے کار اندام نہانی میں بوجہ ہڈی کے گنجائش نہیں ۵۰۰ روپیہ مہر مقرر ہوا تھا اور بوقت نکاح میں نے قسم کھائی تھی کہ طلاق نہ دوں گا ایسی حالت میں اگر طلاق دی جائے تو کیا حکم ہے جب کہ مجھے دھوکہ دیا تو نکاح ہوا یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح ہوگیا اور بلا وطی طلاق دینے کی صورت میں نصف مہر بذمہ شوہر لازم ہے اور طلاق نہ دینے کی جو قسم کھائی تھی بوجہ ضرورت مذکورہ بحالت مذکورہ اس قسم کا توڑنا جائز ہے مگر کفارہ قسم کا لازم ہوگا[۲]

---

[۱] لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ (درمختار) ای لاینعقد القسم بغیر اللہ تعالیٰ غیر اسمائہ وصفاتہ بل یحرم (ردالمحتار کتاب الایمان ص ۴۶ ج ۳) ظفیر [۲] فانہ یجب فیما اذا حلف علی طاعۃ و یحرم فیما اذا حلف علی معصیۃ ویندب فیما اذا کان المحلوف علیہ جائزا (ردالمحتار کتاب الایمان ص ۶۳ ج ۳) وفیہ الکفارۃ ان حنث (ردالمحتار ص ۶۶ ج ۳) ظفیر

بیوی سے کسی وجہ سے ہمبستر نہ ہونے کی قسم کھانا

سوال (۶) اگر کوئی شخص اپنے دل میں قسم کھائے کہ کل ہم اپنی بی بی کے ساتھ کسی وجہ سے غصہ ہو کر قسم کھا کر ہمبستر نہ ہوں گے لیکن اپنی بی بی کی خواہش سے ہمبستر ہو گیا تو شرعا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جب تک زبان سے الفاظ قسم کہہ کر نہ توڑے کفارہ قسم اس پر نہیں آتا[۱]

انشاء اللہ کے ساتھ قسم کھانے کا حکم

سوال (۷) میرے والد نے مجھ سے مرغ نہ کھانے کا عہد کرایا میں نے ان الفاظ سے عہد کیا کہ انشاء اللہ میں مرغ نہیں کھاؤں گا۔ مجھے مرغ کھانا جائز ہے یا نہیں

الجواب:۔ جائز ہے کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے قسم نہیں رہتی یہ بہت اچھا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیا۔[۲]

قسم کھائی کہ فلاں کام نہ کروں گا پھر کرے تو کیا حکم ہے

سوال (۸) اگر کوئی شخص اس طرح قسم کھائے اور عہد کرے کہ اے خدا میں تری ذات بابرکات کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اگر میں فلاں کام میں اپنا عہد توڑوں تو مجھے دوزخ میں ڈالئے اور دین ودنیا ہمیشہ ہمیشہ ذلیل وخوار کیجئے اور اپنی مار دیجئے اور مردود کیجئے اور میری دعا کبھی قبول نہ کیجئے اور میں آسمان اور زمین اور فرشتوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں اپنا عہد کبھی نہ توڑوں گا اور پھر وہ عہد توڑ دے تو اس کا کیا حشر ہوگا اور اس کفارہ کیا ہوگا۔

---

[۱] ورکنہا اللفظ المستعمل فیہا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۳ ج ۳) ظفیر [۲] وصل بحلف انشاء اللہ بطل یمینہ وکذا یبطل بہ ای بالاستثناء المتصل کل ما تعلق بالقول عبادۃ او معاملۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۹ ج ۳) ظفیر

الجواب :- اس صورت میں اگر وہ شخص اس عہد کو توڑ دے تو کفارہ قسم کا اس کے اوپر واجب ہے[1] یعنی دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے[2]

نابالغ لڑکا قرآن شریف اٹھائے تو اس کا کیا حکم ہے | **سوال (۹)** ایک نابالغ لڑکا ریل سے بغیر ٹکٹ سفر کرتا ہے اگر اس کا کوئی عزیز اس سے قرآن شریف اٹھوائے اور کھلوائے تو وہ گنہ گار ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- وہ گنہ گار نہ ہوگا

شریعت کے کسی کام پر اہل برادری سے عہد لینا | **سوال (۱۰)** اور اہل برادری نے پنچایت سے یہ کہا کہ کلمہ پڑھو اس کے بعد کہا گیا کہ اگر اس ہمارے حکم کو کوئی توڑے تو وہ خدا اور رسول سے پھرے۔ اس قسم کی قسم کھانا شرعاً جائز ہے یا نہیں

الجواب :- اگر شریعت کے کام پر ایسا عہد لیا جاوے کہ جو کوئی اس حکم شریعت کو توڑے وہ گویا خدا تعالیٰ اور رسول کا مخالف ہے تو یہ جائز ہے لیکن برادری کے حکم پر مطلقاً ایسا عہد لینا درست نہیں ہے چاہے وہ حکم موافق شریعت کے ہو یا نہ ہو اس کی تعمیل کریں اور جو کوئی اس حکم کو توڑے وہ خدا اور رسول کا مخالف ہے۔ تو ایسا عہد لینا درست نہیں ہے۔

غیر اللہ کی قسم کیسی ہے | **سوال (۱۱)** خدائے تعالیٰ کے سوا کسی اور چیز کی قسم کھانا مثلاً لڑکے یا قرآن شریف وغیرہ کی قسم کھانا درست ہے یا نہیں ایسی قسم کھانے والا مشرک ہوگا یا نہیں۔

---

[1] وفیہ الکفارۃ ان حنث (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) ظفیر

[2] وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظہار او کسوتہم بما یصلح للاوساط وینتفع بہ فوق ثلاثۃ اشہر ویستر عامۃ البدن (ایضاً ص ۸۲ ج ۳) ظفیر

الجواب: غیر اللہ کی قسم کھانا حرام ہے جیسے بیٹے یا باپ وغیرہ کی قسم کھانا[1] البتہ قرآن شریف کا قسم کھانا متعارف ہوگیا ہے لہذا وہ معتبر ہے اور قسم ہو جاتی ہے فی الدر المختار قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا الخ[2] فقط

مورثوں کے حلف کا وارثوں پر اثر پڑتا ہے یا نہیں

سوال (۱۲) ایک محلہ جس میں اقوام شیخ رہتے ہیں اور ان میں دو فریق ہو رہے تھے ہر دو فریق نے یہ تجویز کی کہ سب فریق ایک ہو جائیں اور کوئی نزاع آپس میں نہ رہے ہر حالت میں ہر شخص شادی غمی میں سب شریک رہیں اور اس عہد کی پابندی کیلئے سب کے ہاتھ میں قرآن شریف دے کر یہ حلف لیا گیا کہ مراسم برادرانہ ترک کئے جاوینگے جن شخص نے حلف کیا تھا اب ان میں سے چند اشخاص ہیں باقی فوت ہوگئے ایک شخص نے یہ مخالفت کی کہ وہ خلاف اپنی گروہ کے دوسری گروہ کی جانب سے مقدمات میں پیروی کرنے لگا ان اشخاص کے وارثوں نے جنھوں نے قرآن شریف اٹھایا تھا اور حلف کیا تھا یہ کہا کہ گو اب تک ہم اپنے مورثوں کے حلف کے پابند رہے مگر اس عہد و حلف کی پابندی ہم پر عائد نہیں ہوتی کیا یہ صحیح ہے اور جو لوگ حلف کرنے والوں میں سے بقید حیات ہیں ان پر پابندیٔ حلف لازم ہے یا نہیں۔

الجواب: مورثوں کی حلف کا وارثوں پر کچھ اثر عائد نہیں ہوتا البتہ جو لوگ ان حلف کرنے والوں میں کے بقید حیات ہیں وہ اپنے حلف اور قسم کو توڑیں تو ان پر کفارہ لازم آئے گا[3]

---

[1] لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ (درمختار) ای لا ینعقد القسم بغیرہ تعالیٰ الخ بل یحرم۔ ردالمحتار کتاب الیمان ج ۳ ص ۷۰) [2] الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۷۰) ظفیر

[3] وھذا لقسم فیہ الکفارۃ ان حنث (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۶۶) ظفیر

لیکن یہ ضروری نہیں ہے کہ کفارہ لازم ہونے کی وجہ سے وہ لوگ گنہگار بھی ہوں اور مواخذہ دار اخروی ہوں بلکہ بسا اوقات حلف کا توڑنا ضروری ہو جاتا ہے[۱] جیسا کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض دفعہ کسی فعل کے کرنے پر قسم کھائی اور پھر اس کی خلاف میں آپ کو بہتری معلوم ہوئی تو آپ نے اس قسم کو توڑ دیا اور کفارہ دیدیا اور اسی طرح آپ نے دوسروں کو بھی حکم فرمایا کہ تم میں سے اگر کوئی کسی امر پر حلف کرے اور پھر اس کی خلاف میں خیر معلوم ہو اور وہ خلاف کام ثواب کا ہو تو قسم کو توڑ دو اور جو امر بہتر اور شریعت میں موجب ثواب ہے اس کو کرے پس اگر اس شخص سے کوئی امر خلاف شریعت ہوا ہے تو اس وجہ سے اس سے متارکت کی ہے تو یہ اچھا ہے اس میں گناہ نہیں ہوا اور حلف کرنے کرنیوالے کفارہ قسم کا دیدیویں[۲] فقط

قسم کھائی جائداد سے کہ نہیں لونگا وارث ہوجانے کے بعد کیا کرے

سوال (۱۳۱) ایک شخص نے اپنے والد کے ساتھ جھگڑا فساد کر کے یہ حلف کیا اگر میں تمہاری جائداد کی کچھ کھاؤں تو میں نبی کے دین سے خارج ہوں گا اب اس کے والد کا انتقال ہوگیا تو حلف سے بری ہونے کی کیا صورت ہے اور جائیداد کی میراث ہونے کی کیا صورت۔

الجواب:۔ ان الفاظ سے قسم ہو جاتی ہے[۳] لہذا اگر اس جائیداد میں سے

---

[۱] ومن حلف علی معصیۃ کعدم الکلام مع ابویہ او قتل فلان الخ وجب الحنث والتکفیر لانہ اھون الامرین الخ (ایضاً ص۵۵ ج۳) ظفیر [۲] وھذا القسم فیہ الکفارۃ ان حنث (ایضاً ص۴۶ ج۳) ظفیر [۳] وبری من اللہ وبری من رسولہ یمینان الخ و بری من الاسلام او القبلۃ او صوم رمضان او الصلوۃ الخ یمین لانہ کفر و تعلیق الکفر بالشرط یمین (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص۴۷ ج۳) ظفیر

کچھ لیوے اور کھاوے تو کفارہ قسم کا دیوے اور بصورت حنث اس کی کفر میں اختلاف ہے لہٰذا احوط یہ ہے کہ وہ تجدید اسلام کرے در مختار میں ہے والقسم ایضا بقولہ ان فعل کذا فھو یھودی او نصرانی الخ او کافر فیکفر بحنثہ[1] فقط

دوسرے نے یہ قسم دی کہ یہ کام کرنا ہے اس نے نہیں کیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۴) رشید نے حمید کو کہا اللہ کی قسم تم کو یہ کام کرنا ہوگا اب اگر حمید وہ کام نہ کرے تو رشید حانث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ رشید حانث ہوگا[2] فقط۔

کلمہ پڑھ کر قسم کھانے سے قسم ہوگی یا نہیں

سوال (۱۵) ایک شخص نے اس طور سے قسم کھائی لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ خدا گواہ ہے اگر میں یہ کام کردں تو رسول اللہ کی شفاعت سے ناامید ہوں۔ پھر اس کام کا مرتکب ہوا ہو اس صورت میں اس شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے کہ ان الفاظ سے قسم نہیں ہوتی اور صحیح یہ ہے کہ وہ شخص کافر نہیں ہوتا مگر اس میں گناہ ہے لہٰذا توبہ و استغفار کرے و فیہ اشھد اللہ لا افعل یستغفر ولا کفارۃ وکذا اشھدک واشھد ملائکتک لعدم العرف الخ وفی انا بریٔ من الشفاعۃ لیس بیمین لان منکرہا مبتدع لا کافر[3] فقط۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۵۴ ج ۳ قولہ فیکفر بحنثہ ای تلزمہ الکفارۃ اذا حنث ای قالہ بتحریم الحلال لانہ لما جعل الشرط علما علی الکفر وقد اعتقدہ واجب الامتناع وامکن القول بوجوبہ بغیرہ جعلنا یمینا نہر (رد المحتار ص ۵۴ ج ۳) ظفیر [2] وفیہ الکفارۃ ان حنث الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳ ظفیر [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۲ ج ۳۔ ظفیر

فلاں کام کروں تو خدا کے دیدار سے محروم رہوں پھر کرلیا تو کیا حکم ہے

سوال (۱۶) اس شخص نے یہ عہد کیا کہ اگر اب سے میں بُرے کام کو کروں تو خدا کا دیدار اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت مجھکو نصیب نہ ہو والعیاذ باللہ تعالیٰ اور دونوں جہاں میں میرا روسیاہ ہو کچھ عرصہ بعد وہ ہی کام اس نے کیا تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- درمختار کتاب الایمان میں ہے وفی انا بریٔ من الشفاعۃ لیس بیمین[1] اس روایت سے معلوم ہوا کہ الفاظ مذکورہ فی السوال سے قسم منعقد نہیں ہوتی لہذا اس کام کے کرنے کی وجہ سے کفارہ واجب نہ ہوگا آئندہ اس قسم کے الفاظ کہنے سے احتراز و اجتناب کرنا چاہیئے اور صدق دل سے اس فعل قبیح سے توبہ نصوح کرنی چاہیئے اور آئندہ اس فعل بد سے بچنا چاہیئے۔ فقط

خنزیر کھانے کی قسم کھائی پھر توڑ دی کیا حکم ہے

سوال (۱۷) ایک شخص اپنے چچا سے ناراض ہے چچا نے منانا چاہا تو اس نے قسم کھائی کہ اگر میں جاؤں تو خنزیر کھاؤں اب اگر وہ چچا کا کہنا مان لے تو قسم کے بارے میں کیا کرے

الجواب:- یہ قسم نہیں ہوئی مگر اس بات کے کہنے کا گناہ ہوگا۔ وکذالک ان قال ان فعلت کذا فانا زان او شارب خمر او اکل میتۃ فلیس بحالف[2] فقط۔

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ص ۷۶/۳ ظفیر

[2] ایضاً ص ۷۸/۳ ظفیر۔ هو یستحل الدم او لحم الخنزیر ان فعل کذا لایکون یمیناً لان استحلال ذلک لایکون کفراً (ردالمحتار ص ۷۸/۳) ظفیر

زید نے ہزار روزہ کی قسم کھائی تو کیا کرے

سوال (۱۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نے کچھ مال بکر کا چرالیا بکر اس کو قسم کھلاتا ہے اور زید قسم کھاتا ہے کہ اگر میں نے چرایا تو مجھ پر ہزار روزہ فرض ہوں یا واجب ہوں آیا عند الشرع اس پر ہزار روزہ واجب ہوں گے یا نہیں؟ ایسا ہی اگر آئندہ کی بابت قسم کھالے کہ اگر میں تیرا مال چراؤں تو مجھ پر ہزار واجب ہوں؟۔

الجواب:۔ دونوں صورتوں میں روزہ فرض ہوں گے کذا یفھم من الدر المختار المواخذۃ فیھا الا فی ثلث طلاق وعتاق ونذر اشباہ وان علقہ بما لم یردہ کان زینت لفلانۃ مثلا فحنث در مختار ص۹۲ ج۳ [۱]

یہ کہنا کہ ایسا کروں تو اپنے باپ کا نہیں قسم نہیں ہے

سوال (۱۹) اگر یہ کہدے کہ اگر میں آپ کے گھر جاوں تو اپنے باپ سے نہیں بلکہ کسی خاکروب سے ہوں۔ اگر چلا جاوے تو کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں کچھ کفارہ نہیں ہے۔ جانا درست ہے۔

گھر نہ آنے کی قسم کھائی اور سامان بھیجا تو حانث نہیں ہوا

سوال (۲۰) زید اور اس کی ساس میں کچھ نزاع ہوا زید نے غصہ سے اپنی ساس کو کہا کہ اگر میں تمہارے گھر آؤں یا کام کروں تو میری عورت مجھ پر حرام، حرام، حرام تین دفعہ کہا پھر زید اپنے گھر چلا گیا جب زید کی عورت اپنی ماں کے گھر بیمار ہوئی تو زید کسی شخص سے تعویذ لائے اور کسی اور شخص کو دیدیا کہ میری ساس کو دیدو اور ایک تربوز کسی شخص نے زید کو دیا کہ تم اپنی ساس کو دیدینا، زید نے وہ تربوز کسی اور شخص کو دیدیا کہ میری ساس کو دیدینا۔ دریافت طلب یہ امر

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۴ ج۳ ظفیر

ہے کہ زید ان دو کام کرنے سے حانث ہوا یا نہ ۔ اور اس کی عورت پر تین طلاق واقع ہوئی یا نہیں ۔

الجواب :۔ اس صورت میں زید حانث نہیں ہوا کیونکہ زید اپنی ساس کے گھر نہیں آیا اور نہ اسکے کہنے سے اس کا کوئی کام کیا[1] فقط

ایسا کروں تو خدا اور رسول سے بیزار رہوں کہنا قسم ہے

سوال (۲۱) ایک شخص نے نذر کی کہ فلاں چیز لوں گا تو خدا اور رسول سے بیزار رہوں گا اور وہ شخص اس چیز پر قائم ہو گیا اس کے واسطے کیا حکم شریعت میں ہے

الجواب :۔ اگر اس شخص نے اس کام کو کر لیا جس کے چھوڑنے کی قسم کھائی تھی تو اس پر کفارہ قسم کا واجب[2] ہے اور قسم کا کفارہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا ہے اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے پے در پے رکھنا چاہیئے[3] اور آئندہ ایسی قسم نہ کھاوے ۔

ناجائز بات پر حلف لینا درست نہیں مگر قسم توڑنے سے کفارہ ہوگا

سوال (۲۲) چالیس پچاس آدمیوں نے اس بات پر قسم کھائی کہ ہفتہ ہفتہ کو اناج نکال کر فروخت کر کے روپیہ جمع کیا کریں اور جب کوئی اس جماعت میں مرجائے یا کسی کا عزیز مر جاوے تو اس روپیہ میں سے ایک مقدار معین پر اس کی تجہیز وتکفین میں خرچ کیا جائے اور سال بھر میں جس قدر روپیہ جمع ہو تو گیارہویں کے موسم میں

---

[1] جب زید نے خلاف قسم کیا ہی نہیں تو معلق طلاق واقع ہونے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا (ظفیر۔

[2] وبری من اللہ وبری من رسولہ یمینان (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص۷۱ ج۳) ظفیر [3] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلثۃ ایام ولاءً ایضاً ص۸۳ ج۳ ظفیر

بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کی جائے اس بات پر قسم کھانا اور اصرار کرنا کیسا ہے اور کفارہ لازم ہے یا نہ۔

الجواب:- اس بات قسم دینا اور قسم کھانا حرام ہے اور ایسی قسم کھانا بھی حرام ہے اور اس قسم کو توڑ دینا چاہیئے اصرار کرنا ایسی قسم پر ناجائز ہے[1] اور کفارہ قسم کا دینا لازم ہے[2]۔ والتفصیل فی کتب الفقہ۔

جانور کا دودھ نہ کھانے کا جب حلف لیا ہے تو گھی وغیرہ کھانے سے حانث نہ ہوگا۔

سوال:(۲۳) زید نے کہا میں اس بھینس کا دودھ نہ پیوں گا اور کوئی شرط نہیں کی۔ آیا زید کو اس بھینس کا گھی کھانا جائز ہے یا نہیں۔ یا کب تک دودھ پینا جائز نہیں ہے یعنی صرف اس بیانت کا، یا ہمیشہ کیلئے۔ نیز بھینس مذکور کی کڑی کا دودھ بشرط زندگی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- گھی کھانا درست ہے اور اس کی کڑی کا دودھ بھی جائز ہے۔ صرف اس کا دودھ پینے سے کفارہ لازم آوے گا یعنی ایک دفعہ کفارہ آوے گا پھر جائز ہو جائے گا[3] فقط (جب کوئی شرط نہیں کی تو یمین نہیں ہوا، اور اس کی وجہ سے کھانے سے حانث نہ ہوگا۔ ظفیر)

کسی مزار پر جانے سے انکار حلف سے انکار نہیں

سوال:(۲۴) بندہ نے اپنے داماد پر دعوی زنا کا کیا مگر گواہ معتبر نہ دے سکا۔ قاضی نے حلف مدعا علیہ پر یہ فیصلہ کیا کہ فلاں

---

[1] من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر لانہ اہون الامرین (ایضاً ص $\frac{۶۵}{۳}$) ظفیر [2] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضاً ص $\frac{۶۶}{۳}$) ظفیر [3] ولا یحنث فی حلفہ لا یاکل من ہذا البسر او الرطب او اللبن باکل رطبۃ وتمرہ وشیرازہ لان ہذہ صفات داعیۃ الی الیمین (در مختار) لان ہذہ صفات الخ اذ لا خفاء ان صفۃ البسورۃ والرطوبۃ واللبنیۃ مما قد تدعو الی الیمین بحسب الامزجۃ فاذا زالت زال ما عقدت علیہ الیمین فالکل اکل ما لم تنعقد علیہ الیمین (رد المحتار باب الیمین فی الاکل الخ ص $\frac{۱۲۱}{۳}$) ظفیر

فقیر کے مزار پر حلف کرے کہ میں نے اپنی ساس سے زنا نہیں کیا مدعا علیہ نے انکار کیا کہ میں فقیر کے مزار پر نہیں جاؤں گا۔ یہ انکار حلف سے ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ انکار حلف سے نہیں ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی قسم کھانے کو وہ تیار ہے اور مزار فقیر پر لے جانا لغو ہے اس سے انکار کرنا حلف سے انکار نہیں ہے۔

حلف کے بعد دعوی میں زیادتی جائز نہیں

سوال (۲۵) عدالت میں حلف بھی ہوتا ہے۔ عدالت کہتی ہے کہ حلف سے کہو کہ تمہارا دعوی ٹھیک ہے تو اگر روپیہ دو روپیہ بڑھا کر دعوی کیا گیا تو یہ حلف سچ ہو گا یا جھوٹ

الجواب:۔ وہ حلف جھوٹ ہو گا[1] زیادہ کا دعوی نہ کرنا چاہیے[2] البتہ بصورت سرکشی و تمرد مدیون جو خرچہ عدالت سے ملے وہ لینا درست ہے کہ سبب اس خرچہ کا مدیون سرکش ہوا ہے اور اس کی سرکشی و عدم ادائے قرضہ کی وجہ سے نالش دائر کی گئی ہے فقط۔

ہاتھ پر قرآن دیکر حلف دینے سے حلف ہو جاتا ہے

سوال (۲۶) اگر کوئی شخص مسلمان کسی معاملہ میں مسلمان کو حلف قرآن شریف کا دے اس طریق سے کہ وقت اظہار اس کے ہاتھوں پر قرآن شریف رکھے، آیا اس طور سے حلف ہو جاتے ہیں یا نہیں

الجواب:۔ درمختار میں ہے (قال العینی وعندی ان المصحف یمین لاسیما فی زماننا قوله (قال العینی) عبارته وعندی لوحلف بالمصحف او وضع یده علیه وقال وحق هذا فهو یمین ولاسیما فی هذا الزمان الذی کثرت فیه الایمان الفاجرة ورغبة العوام فی الحلف بالمصحف[3] الخ۔ اس کا

---

[1] غموس تغمسه فی الاثم ثم النار وهی کبیرة ان حلف علی کاذب عمداً الخ کو الله ما فعلت کذا عالما بفعله الخ یاثم بها فتلزمه التوبة (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ج۳ ص۶۲) ظفیر [2] [3] رد المحتار کتاب الایمان ج۳ ص۶۷ ظفیر

حاصل یہ ہے کہ اس زمانہ میں قرآن ہاتھوں پر رکھ کر حلف دینا قسم ہے یعنی اس سے قسم ہو جاتی ہے اور احکام یمین اس سے متعلق ہو جاتے ہیں الخ فقط

جب قسم کے خلاف کسی بھی وجہ سے کیا تو کفارہ ہوگا

سوال (۲۷) عمر نے قسم کھائی تھی کہ میں فلاں گھر میں نہ جاؤں گا نہ وہاں کھانا کھاؤں گا لیکن والدہ عمر اس کو مجبور کر کے اس گھر میں لے گئی اور وہاں کھانا بھی کھلایا اب آئندہ عمر وہاں جا سکتا ہے یا نہیں اور عمر کو کچھ گنہ تو نہیں ہوا۔ اور کفارہ کیا ہوگا

الجواب :۔ قسم ٹوٹ گئی ہے اور کفارہ قسم کا لازم ہے اب آئندہ وہاں جانا درست ہے قسم پوری ہو گئی ہے اور گنہ کچھ نہیں ہوا صرف کفارہ لازم ہے اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ ایک غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا ہر ایک کو ایک ایک جوڑا دیوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزے متواتر رکھے۔

خلاف قسم کرنے سے کفارہ لازم ہے

سوال (۲۸) زید نے قسم کھائی اس امر کی کہ میں بکر سے کبھی نہیں بولوں گا پھر بسبب ضرورت کے زید بکر سے بولا تو زید کے قسم کو صحیح سمجھنا چاہیئے قسم کا کفارہ تو اس پر ضرور واجب ہے

الجواب :۔ کفارہ قسم کا زید کے ذمہ لازم ہے اور آئندہ کو بولنا چاہیئے[۱]

قرآن سے حلف دلانا درست ہے

سوال (۲۹) قرآن شریف سے حلف دلانا جائز ہے یا نہ۔ بر تقدیر اول کسی جاہل بے نمازی کو جو وضو اور غسل سے محض ناواقف ہے قرآن شریف دے کر حلف کرانا جائز ہے یا نہیں۔

---

[۱] ومن حلف علی معصیۃ کعدم الکلام مع ابویہ الخ وجب الحنث والتکفیر وحاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منہما اما معصیۃ وھی مسئلۃ المتن او واجب الخ او ھو اولی من غیرہ او غیرہ اولی منہ کحلفہ علی ترک وطی زوجتہ شہرا ونحوہ حنثہ اولی الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۵ ج ۳ وفیہ الکفارۃ ان حنث (ایضا ص ۶۶ ج ۳) ظفیر

الجواب :- قال فی الدر مختار قال العینی و عندی ان المصحف یمین لاسیما فی زماننا و عند الثلاثة المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین و فی الشامی نقلاً عن الھندیة عن المضمرات و قد قیل ھذا فی زمانھم اما فی زماننا فیمین و بہ ناخذ ونامر و نعتقد و قال محمد بن مقاتل الرازی انہ یمین و بہ اخذ جمھور مشائخنا اھ فھو اموئید لکونہ صفةً تعورف الحلف بھا کعزة اللہ و جلالہ الخ اس سے معلوم ہوا کہ حلف دینا ساتھ قرآن شریف کے جائز ہے فقط

حسبِ قسم کے مطابق ادا نہیں کیا تو کفارہ ہوگا

سوال (۳۰) زید نے عمر پر ڈگری کا اجراء کرایا عمر نے کچھ روپیہ زید کو دے کر باقی کے واسطہ مزید مہلت چاہتا تھا۔ زید نے خدا کی قسم کھا کر یہ کہدیا کہ میں کل مطالبہ کو بیباق کروں گا مگر بعض اصرار و مجبوری کی وجہ سے اپنی قسم کے خلاف عمر کو مہلت دینا منظور کیا اس صورت میں زید پر کفارۂ قسم کیا ہوگا ؟۔

الجواب :- اس صورت میں کفارہ قسم کا زید کے ذمہ لازم ہے[۲] فقط

کفارہ ادا کرنے کے بعد قسم باقی نہیں رہتی

سوال (۳۱) میں نے ایک چیز کے استعمال سے عمر بھر کی قسم کھائی تھی کہ میرے لئے اس کا استعمال کرنا عمر بھر کے واسطے حرام ہے پھر نہ رہ سکا، استعمال کر کے حانث ہو گیا، یہ قسم میرے سے منتہی ہو گئی یا نہیں یعنی بعد کفارہ دینے کے بھی قسم مذکور کے جہت سے استعمال کرنا حرام ہوگا یا نہ۔

الجواب :- قسم منتہی ہو گئی کفارہ کے بعد پھر اس کے استعمال سے

---

[۱] دیکھئے ردالمحتار کتاب الایمان ص ۷۷ ج ۳۔ ظفیر [۲] و فیہ الکفارة ان حنث (الدر المختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳ ظفیر۔

حنث نہ ہوگا۔[۱]

سوال (۳۲) زید وعمر نے قسم کھاکر یہ معاہدہ کیا کہ ہم کبھی تعلق قطع نہ کریں گے اگر ہم باہمی انقطاع تعلق کریں تو ہم کو بروز قیامت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت نصیب نہ ہو، اگر وہ دونوں اب انقطاع تعلق کرنا چاہیں تو ان دونوں پر کفارہ لازم ہے یا نہیں

(شفاعت سے محروم ہونا یمین نہیں ہے)

الجواب :- قال فی الدر المختار و فی انا بریٔ من الشفاعۃ لیس بیمین لان منکرھا مبتدع لا کافر الخ[۲] پس معلوم ہوا کہ صورت مذکورہ فی السوال یمین نہیں ہے اور اس میں کفارہ لازم نہیں ہے فقط

سوال (۳۳) زید نے قسم کھائی کہ میں اپنے حقیقی بھائی بکر سے زمین کے کاروبار میں شرکت کروں تو میری بیوی پر تین طلاق اب کسی عرصہ کے وہ خود تو نہیں لیکن اس کا لڑکا جو کہ جوان ہے بدون کہے والد کے اپنے چچا کے ساتھ زمین کے کاروبار میں شریک ہوگیا اور والد نے اسے لا و نعم کچھ بھی نہیں کہا اس لڑکے کی شرکت سے باپ حانث ہوگیا یا نہیں

(قسم باپ نے کھائی تو بیٹے کی خلاف ورزی سے قسم نہیں ٹوٹے گی)

الجواب :- بیٹے کی شرکت سے باپ کی قسم نہ ٹوٹے گی اور وہ حانث نہ ہوگا کذا فی کتب الفقہ۔[۳]

سوال (۳۴) زید وعمر دونوں بھائی عقد مزارعت میں شریک تھے، زید نے کسی بات پر

(جس کے ساتھ عدم شرکت کی قسم کھائی تھی اسکے بیٹے کے ساتھ شرکت سے حانث نہیں ہوگا)

---

[۱] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعلیق ص۶۸ ج۳) ظفیر [۲] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص۴۶ ج۳۔ ظفیر [۳] ولا تزر وازرۃ وزر اخری (سورۃ النجم)

ناراض ہوکر کہا اگر میں تیری زندگی میں تیرے ساتھ شراکت کروں تو میری عورت کو تین طلاق ہیں۔ بعد دو سال کے عمر نے اپنے برادر زادہ بکر کو اپنا شریک بنالیا اور زید کا بیٹا بکر جوان ہے مگر تابع باپ کے رہتا ہے

الجواب:- زید اس صورت میں حانث نہ ہوگا کما فی ردالمحتار و ن الکبیرین لا یحنث الا بالمباشرۃ لعدم ولایتہ علیھما فھو کالاجنبی عنھما فیتعلق بحقیقۃ الفعل الخ[1] ص۱۸۱ باب الیمین فی البیع والشراء پس معلوم ہوا کہ بالغ بیٹا مثل اجنبی کے ہے تو بیٹے کو شریک بنانا باپ کو شریک بنانا نہیں ہے لہٰذا بیٹے کو شریک کرنے سے حانث نہ ہوگا

قسم کا کفارہ دیکر اسکے خلاف کام میں شرکت **سوال (۳۵)** زید، عمر ہر دو برادر حقیقی ہیں ان کا باپ فوت ہوچکا ہے صرف والدہ زندہ ہے۔ عمر کی شادی کی تاریخ مقرر ہوچکی ہے۔ زید کا جھگڑا دو مرتبہ والدہ کے ساتھ خرید سامان شادی پر ہوا۔ زید نے دونوں مرتبہ بحالت غصہ قسم کھا کر کہا کہ میں ہرگز عمر برادر خورد کی شادی میں شریک نہ ہوں گا اس پر والدہ نے بھی کہا کہ میں بھی شریک نہ ہوں گی، تو زید کس صورت سے شریک شادی ہوسکتا ہے (۲) اگر قسم کا کوئی کفارہ ہے تو کیا ہے (۳) شادی سے پہلے یا بعد بھی ادائیگی کفارہ کیا ہوسکتی ہے۔

الجواب:- ۱ تا ۳ زید کفارہ قسم کا دیدیوے اور شریک شادی ہوجاوے[2] اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا کھلاوے یا ان کو کپڑا

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب الیمین فی البیع والشراء مطلب لا یتزوج ج ۳ ص ۱۲۲ ظفیر

[2] من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر وحاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منھما اما معصیۃ او واجب وبرہ فرض او ھو اولی من غیرہ او غیرہ اولی منہ الخ وحنثہ اولی (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۵) ظفیر۔

پہنا دیوے اور غلام کے آزاد کرنے کو اس وجہ سے ذکر کرنے کی ضرورت نہیں ہے کہ یہاں غلام نہیں ہے۔ پھر اگر کھانا یا کپڑا یا دس مسکینوں کو دینے کی طاقت نہیں ہے تو تین روزہ متواتر رکھے یہ کفارہ قسم کا ہے اور کفارہ بعد قسم توڑنے کے واجب ہوتا ہے[۱]۔ شادی میں شریک ہونے سے پہلے کفارہ ادا نہ ہوگا[۲]۔

یہ کہنا کہ ایسا کروں تو اپنی ماں کو دفن کردوں، قسم نہیں۔

سوال (۳۶) کسی کام کیلئے اگر کوئی شخص خود سزا مقرر کرے مثلاً یہ کہے کہ اگر میں فلاں کام کروں تو ایسا ہو جیسا میں نے اپنی ماں کو زندہ دفن کر دیا۔ پھر اگر اس نے وہ کام کر لیا تو کیا کرنا چاہیئے کچھ کفارہ اس کا ہے یا نہیں۔

ایسا کروں تو کلام اللہ کی مار پڑے کہنا

(۲) اب اس نے مسجد میں ان باتوں پر قرآن شریف اٹھایا کہ اگر ہم نماز ترک کریں اور جھوٹ بولیں اور غیبت کریں اور اپنی منکوحہ بیوی کے علاوہ کوئی اور ناجائز طریقہ اختیار کریں تو ہم کو کلام اللہ کی مار پڑے اور ہم دین و دنیا کہیں کے نہ رہیں اور ہم عہد کرتے ہیں اور قرآن شریف اٹھاتے ہیں کہ یہ امور آئندہ سے نہ کریں گے اور کسی سے کوئی کام خلاف عہد ہو گیا تو اس کا کوئی کفارہ ہو سکتا ہے یا نہیں ہے۔ اب اس کو کیا کرنا چاہیئے

الجواب:۔ پہلی صورت میں کچھ کفارہ وغیرہ لازم نہیں ہے مگر دوسری صورت میں اگر وہ ان افعال میں سے کسی کو کر لیوے تو کفارہ قسم کا دیوے[۳]۔

---

[۱] وکفارته الخ اطعام عشرة مساکین او کسوتهم الخ وان عجز عنها کلها الخ صام ثلثة ایام ولاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص۸۴ ج۳ وص۸۴ ج۳) وفیه الکفارة الخ ان حنث (ایضاً ص۶۶ ج۳) ظفیر [۲] ولم یجز التکفیر ولو بالمال قبل حنث (در مختار) لان الحنث هو السبب کما مر فلا یجوز الا بعد وجوده (رد المحتار کتاب الایمان ص۸۴ ج۳) ظفیر [۳] وفیه الکفارة الخ ان حنث (در مختار)

یعنی دس محتاجوں کو کھانا کھلاوے دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلاوے یا ان کو کپڑا دیوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔

ایسا کروں تو خدا اور رسول سے دور رہوں کہنا قسم ہے

سوال (۳۷) زید نے اپنا مکان بکر کے ہاتھ فروخت کیا۔ زید کسی کا قرضدار تھا، وہ بکر نے سب اپنے ذمہ لکھوا لیا اور وعدہ کیا کہ جس دن ہمارے نام رجسٹری کردو گے اسی وقت باقی روپیہ ادا کر دوں گا، زید نے سب منظور کیا دو تین کے بعد زید نے بکر کو مکان دینے سے انکار کر دیا تب بکر نے جملہ مسلمانوں کو جمع کر کے عذر کیا کہ مجھے میرا مکان دلوا دیں۔ مسلمانوں نے زید کو غیرت اور شرم دلائی کہ مسلمان ہو کر ایسا کام نہ کرو، زید نے کہا کہ اگر بکر ہم کو سولہ روپیہ اور دیوے تو اگر میں اپنا مکان بکر کے سوا کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کروں تو میں خدا و رسول سے دور رہوں اور قیامت کے دن میرا منھ سور کا ہو۔ تب بکر نے زید کو سولہ روپیہ اور دینا منظور کیا۔ دو تین دن کے بعد زید اپنے وعدہ سے پھر پلٹ گیا اور مکان کسی دوسرے کے ہاتھ فروخت کر دیا اور اس کے نام رجسٹری کرا دی۔ اب زید پر کفارہ قسم واجب ہے تو کیا ہے اور زید گنہ گار ہوا یا نہ اگر ہوا تو کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ بے شک زید گنہ گار ہوا توبہ کرے اور کفارہ قسم کا ادا کرے[۱] قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کھانا یا کپڑا دیوے یا غلام آزاد کرے، مگر یہ صورت تو یہاں نہیں ہو سکتی، صرف کھانے اور کپڑے کی صورت ہو سکتی ہے۔ اور اگر کھانے اور کپڑے کی طاقت نہ ہو تو تین دن کے روزے متواتر رکھے[۲]۔

---

[۱] وفی البحر ما یباح للضرورۃ لا یکفر مستحلہ کدم و خنزیر (در مختار) ہو مستحل لدم و لحم الخنزیر ان فعل کذا لا یکون یمینا لان استحلال ذلک لا یکون کفرا الخ (رد المحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۶۲) [۲] وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم بما یصلح للاوساط و ینتفع بہ فوق ثلثۃ اشہر و یستر عامۃ البدن الخ و ان عجز عنہا کلہا وقت الاداء الخ صام ثلثۃ و لاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۲) ظفیر۔

اللہ کی دہائی دینے سے قسم نہیں ہوتی

سوال (۳۸) اکثر مستورات ذرا ذرا سی بات میں کہہ دیا کرتی ہیں۔ اللہ کی دہائی ہم تم سے نہ بولیں گے اگر ایسا کریں تو دس روز نہ پاویں یہ جملہ قسم میں داخل ہے یا نہ اور اس کا کفارہ کیا ہے اور اگر کئی بار یہ جملہ کہے گئے ہوں تو ایک کفارہ دینا ہوگا یا متعدد۔ اور اگر یہ جملہ قسم میں داخل نہیں تو کفارہ ادا کیے قسم توڑ دینا چاہیئے یا قسم کی پابندی کرنا لازمی ہے اور کفارہ دے کر قسم کے توڑنے میں گنہ ہے یا نہیں۔ توڑنے میں ذرا نحا ریکہ کسی مسلمان سے تین روز سے زیادہ (بیخ نہ ز لھنا چاہیئے۔

الجواب:۔ یہ کلمات قسم میں داخل نہیں ہیں کفارہ وغیرہ کچھ نہیں آتا[1] اور اگر بالفرض ایسی قسم کھائی بھاوے تو اس کو توڑ دینا چاہیئے[2]۔ اور کفارہ میں تداخل بھی ہو جاتا ہے۔

ملازم کو حلف دلا کر ملازم رکھنا کیسا ہے

سوال (۳۹) ملازم کو حلف اور عہد کر کے کسی قسم کی نافرمانی و قصور نہ کروں گا اور سستی وغیرہ نہ کروں گا اور تا زیست آپ کی اطاعت و ملازمت کروں گا وغیرہ اس قسم کا حلف کر کے ملازمت کرنا کیسا ہے

الجواب:۔ اگر خادم اور ملازم کو اس عہد پر جس کی بابت حلف لی جاتی ہے پابندی کا ارادہ اور نیت ہے اور اس کا آقا اور مخدوم بلا حلف ادا کرائے اس کو نہیں رکھ سکتا تب تو ایسی صورت میں حلف کرنے اور حلفیہ عہدنامہ تحریر کرنے میں کوئی حرج نہیں، لیکن ایسے عہد و پیمان میں ان شاء اللہ کہہ دینا ضروری ہے تاکہ بصورت

---

[1] قولہ حقا وحق اللہ وحرمتہ الخ لایکون قسما لعدم التعارف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۳۶) ظفیر [2] ومن حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر وحاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منہما اما معصیۃ او واجب وبرہ فرض او ھو اولی من غیرہ او غیرہ اولی منہ کحلفہ علی ترک وطی زوجتہ شہرا ونحوہ حنثہ اولی الخ (ایضا ص ۳۶) ظفیر۔

وقوع خلاف گنہگار نہ ہو۔

تھوڑا تھوڑا کر کے بھی دینے سے کفارہ ادا ہو جاتا ہے | **سوال** (۴۰) اگر کوئی شخص کفارہ یمین بالتراخی اس طرح ادا کرے کہ آج کچھ دیا کچھ ہفتہ دو ہفتہ بعد مساکین کو دیا کیا کفارہ ادا ہو جائے گا۔

الجواب:۔ متفرق دینا درست ہے بشرطیکہ دس مسکینوں کو پہنچ جاوے یا ایک مسکین کو دس دن تک کھانا دونوں وقت کھلا دیوے یا نقد وغیرہ دیدیوے[1]

مالدار کا کفارہ میں روزے رکھنا کافی نہیں | **سوال** (۴۱) قسم کے کفارہ میں مالدار آدمی روزے رکھدے تو کفارہ ادا ہو گا یا نہیں۔

الجواب:۔ کفارہ ادا نہ ہو گا[2]۔

والدہ کے کہنے سے کام کرنا چاہیئے | **سوال** (۴۲)۔ ایک شخص نے غصہ میں یہ کہا کہ میں کپڑے کی اچکن نہیں پہنوں گا اگر وہ اب نہ پہنے تو والدہ کو رنج ہو آیا زید کو پہننا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس شخص کو وہ اچکن پہن لینا چاہیئے والدہ کو ناراض نہ کرنا چاہیئے۔

---

[1] وکفارتہ الخ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظہار او کسوتہم (درمختار) قولہ عشرۃ مساکین ای تحقیقا او تقدیراً حتی لو اعطی مسکینا واحداً فی عشرۃ ایام کل یوم نصف صاع یجوز الخ ولو عشاہم فی رمضان عشرین لیلۃ اجزاہ اھ (رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۲ ج ۳ و ص ۸۳ ج ۳) ظفیر

[2] وان عجز عنہا کلہا وقت الاداء صام ثلثۃ ایام ولاءً (درمختار) قولہ ان عجز قال فی البحر اشار الی انہ لو کان عندہ واحد من الثلاثۃ لا یجوز لہ الصوم (رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۴ ج ۳) ظفیر۔

کہا اس باغ کا آم کھاؤں تو سور کھاؤں یہ قسم ہے

سوال (۴۳) زید اپنے عزیز کو بطور تحفہ کچھ آم وغیرہ بھیجدیا کرتا ہے ایک روز کسی بات پر اسکے عزیز نے غصہ میں آکر کہدیا کہ اگر میں کھاؤں تو سور کھاؤں اس باغ کا آم۔ اب اگر وہ شخص اس باغ کا آم یا زید کے ہاتھ کا تحفہ لیوے اور کھاوے تو کیا اس کا کچھ کفارہ دینا پڑے گا۔

الجواب:۔ اگر وہ شخص اس باغ کے آم کھاوے تو کفارہ قسم کا اسکے اوپر لازم ہے لہ۔ یعنی دس مسکینوں کا کھانا یا کپڑا اور یہ نہ ہوسکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔

غلط و ناجائز بات پر حلف لینے کے بعد توڑ دینا درست ہے مگر کفارہ دینا ہوگا

سوال (۴۴) ایک شخص مجھ سے محبت کرنے لگا تھا اور مدرسہ میں مجھکو بہکایا اور مجھ سے کلام مجید مسجد میں لے جاکر حلف کرایا اس وقت نیک بخت معلوم ہوتا تھا اور اب مجھ کو تمام گاؤں میں بدنام کردیا اور مجھ سے چال سے پیش آتا ہے اگر میں اس سے ملوں تو سخت گنہ گار ہوں گا اگر نہ ملوں تو کلام مجید اٹھانے کی وجہ سے گنہ گار تو نہ ہوں گا۔ اس سے بری ہونے کا فتوی فرمادیں

الجواب:۔ اس بدمعاش سے ملنا ہرگز نہ چاہیئے اور حلف کا خیال

لہ وفی البحر ما یباح للضرورۃ لا یکفر مستحلہ کدم و خنزیر در مختار لا یکون یمینا للشک لانہ قد یکون استحلالہ کفرا کما فی غیر حالۃ الضرورۃ فیکون یمینا وقد لا یکون کفرا کما فی حالۃ الضرورۃ فلا یکون یمینا فقد حصل الشک فی کونہ یمینا اولا۔ کتاب الایمان ص ۷۸/۳۷۔ اس سے معلوم ہوا کہ اس قول سے قسم نہیں ہوگی۔ مفتی علامہ نے خود بھی پہلے یہی فتوی دیا ہے، جو کسی جگہ درج ہے۔ ظفیر۔

کرنا نہ چاہیئے ایسی قسم کا توڑنا ضروری ہے[1] اور کفارہ قسم کا دیدینا چاہیئے۔ یعنی دس مسکینوں کا کھانا دونوں وقت یا کپڑا دیا جاوے اگر یہ نہ ہوسکے اور طاقت کھانا کھلانے کی اور کپڑا دینے کی نہ ہو تو تین دن کے روزہ متواتر رکھنے چاہیئے[2]۔

قسم توڑنے پر کفارہ ہے

سوال (۴۵) زید نے کسی بات پر قسم کھاکر پھر اس کا خلاف کیا۔ بعض لوگوں نے اس کو یہ چارہ بتایا ہے کہ ایک ختم قرآن شریف کرایا جائے اور دس آدمیوں کو کھانا کھلایا جاوے کیا اس ختم اور مسکینوں کے کھانا کھلانے سے کفارہ ہوسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ صحیح ہے کہ قسم اگر توڑی جاوے تو کفارہ اس کا دس مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کھانا کھلانے سے ادا ہوجاتا ہے[3]۔ اور جو گناہ قسم کے توڑنے سے ہوا وہ کفارہ سے معاف ہوجاتا ہے[4]۔

قسم توڑدیگا تو کفارہ دینا ہوگا

سوال (۴۶) بعض آدمی لڑکوں کا نام رجسٹر سے بکانے کیلئے قسم دیتے ہیں اگر قسم پوری ہوجاوے تو اپنا نقصان ہے اگر نہ کیا جاوے تو آخرت کا خیال ہے پھر کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ جبکہ وعدہ کرلیا ہے کہ رجسٹر میں نام نہ کروں گا اور قسم کھالی ہے تو اس کے خلاف نہ کرے اور نقصان دنیاوی کا خیال نہ کرے اور اگر خلاف

---

[1] ومن حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۵) ظفیر

[2] وکفارتہ الخ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا وقت الاداء وصام ثلثۃ ایام ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۲ و ج ۳ ص ۸۴) ظفیر

[3] وکفارتہ اطعام عشرۃ مساکین (در مختار) ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحدا فی عشرۃ ایام کل یوم نصف صاع یجوز الخ قولہ کما مر فی الظہار فیغشیہم ویعشیہم (رد المحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۸۵ و ج ۳ ص ۸۵) ظفیر

[4] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث وہی ای الکفارۃ ترفع الاثم وان لم توجد منہ التوبۃ عنہا معہا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ج ۳ ص ۸۲) ظفیر

کرلیا تو کفارہ قسم کا دینا ہوگا[1]

قسم توڑنے سے نہ منافق ہوتا ہے اور نہ اسکی بیوی مطلقہ ہوتی ہے

سوال (۴۷) ایک شاگرد نے کسی معاملہ دنیاوی میں اپنے استاذ سے قسم کھائی پھر کسی وجہ سے قسم توڑدی خلاف حکم استاذ کے کیا۔ اب استاذ صاحب شاگرد پر حکم منافق ہونے کا اور عدم جواز نماز کا پیچھے ان کے اور بی بی کے مطلقہ ہونے کا لگاتے ہیں آیا یہ تینوں امر ان پر عائد ہوتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ ان تینوں امور میں سے کوئی امر بھی قسم توڑنے والے پر عائد نہیں ہوتا یہ استاذ صاحب کا افتراء اور جہالت ہے کہ حکم کفر و نفاق کا لگاتے ہیں قسم توڑنے سے کفارہ قسم کا دینا ہوتا ہے اور تفصیل اسکی کتب فقہ میں ہے[2]

قسم کھائی اور اسکے خلاف کام کیا تو کفارہ دینا ہوگا کافر نہیں ہوگا

سوال (۴۸) ایک شخص ملازم ہوا اور اطمینان کی وجہ سے یہ قسم کھائی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہ اگر میں تمہارے کہنے کے موافق کام نہ کروں تو مجھ کو نہ خدا کا دیدار ہو اور نہ محمد ﷺ کی شفاعت ہو اور میں خدا و رسول سے پھر جاؤں گا۔ اب اس نے اپنے عہد کے خلاف کام کیا تو وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں۔

الجواب:۔ صحیح مذہب کے موافق یہ شخص کافر نہیں ہوا لیکن قسم کا کفارہ دیوے اور توبہ استغفار کرے اور احتیاطاً تجدید اسلام کرے[3]

قسم کھانا کہ فلاں آئیگا تو مسجد میں نہیں آؤنگا گناہ ہے

سوال (۴۹) چند اشخاص نے بطور حلف

---

[1] وفیہ الکفارۃ ا لخ ان حنث (ایضا) [2] وفیہ الکفارۃ فقط ان حنث الدر المختار علی رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳ ظفیر [3] وفیہ الکفارۃ ان حنث (ایضا) وفی انا بریٔ من الشفاعۃ لیس بیمین لان منکرھا مبتدع لا کافر (ایضاً) ظفیر۔

کے یہ کہا کہ اگر یہی نشہ نوش مسجد میں آوے گا تو ہم نماز پڑھنے مسجد میں ہرگز نہ آویں گے ان کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ایسا حلف کرنا گنہ ہے اس حلف کو توڑ کر کفارہ قسم کا دینا چاہیئے اور مسجد میں آنا چاہیئے[1]۔

نہ ملنے کی قسم کھائی پھر ملا تو کفارہ دینا ہوگا

سوال (۵۰) ایک شخص نے دوسرے شخص سے ملنے کی بابت قسم کھائی کہ اب تجھ سے ہرگز نہیں ملوں گا اگر تجھ سے ملوں تو مجھ کو خدا اور رسول کا دیدار اور شفاعت نصیب نہ ہو۔ پھر اس شخص سے مل گیا، اب قسم کھانے والے کو کیا کرنا چاہیئے

الجواب:۔ قسم کا کفارہ دیدیوے یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا یعنی ہر ایک کو پورا پورا جوڑا دیوے اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ متواتر رکھے اور توبہ و استغفار کرے[2]۔

نہ کھانے کی جب قسم کھائی تھی اور کھایا تو کفارہ ہوگا

سوال (۵۱) زید نے دربارہ یمین فی الاکل ایک قوم سے حلف چاہی اور قوم نے اس کو بطیب خاطر منظور کر کے قسم کھائی کہ ہم اللہ تعالیٰ کی قسم کھاتے ہیں کہ تا تصفیہ نزاع قصابان و نرخ گوشت خرید کر کے کھانا ہم پر حرام ہے اور اس معاملہ میں ہر ایک امر کلی و جزئی بلا مشورہ جملہ قوم کے خود طے نہ کریگا بعد ازاں عمرو بکر منجملہ قوم کہ حلیف تھے۔ زید مستحلف کے و دیگر حلفاء کے غیبت و عدم مشورہ سے قصابوں سے بیع و شراء شروع کردی اب باقی قوم عمرو

---

[1] ومن حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر لانہ اھون الامرین (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۵/ج ۳) ظفیر [2] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یصلح للاوساط وینتفع بہ فوق ثلاثۃ اشھر ویستر عامۃ البدن الخ وان عجز عنھا کلھا الخ صام ثلثۃ ایام ولاء (ایضاً ص ۸۳/ج ۳ و ص ۸۴/ج ۳) ظفیر

بکر کو حانث قرار دے کر کفارۂ یمین واجب کہتے ہیں یہ صحیح ہے یا نہ۔

الجواب :- اس صورت میں عمرو بکر بے شبہ جنھوں نے بلا مشورۂ قوم خلاف یمین کیا حانث ہیں اور کفارہ یمین ان پر لازم ہے[۱]

قسم کھائی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا کرے گا تو کفارہ دیگا

سوال (۵۲) میں نے قسم کھائی تھی کہ دوسری شادی نہیں کروں گا۔ اب اولاد نرینہ نہ ہونے کی وجہ سے دوسری شادی کرنا چاہتا ہوں تو شرعاً کیا حکم ہے اگر ازدواج ثانی کیا جائے تو عدل کس طرح قائم رکھے۔ حضر و سفر میں بھی عدل ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب :- اگر آپ دوسرا نکاح کریں گے تو قسم کا کفارہ دینا ہوگا جو کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا یا کپڑا دینا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے متواتر روزہ رکھنا کفارہ قسم کا ہے[۲] اور بعد نکاح ثانی ہر دو زوجہ میں برابری کرنا کھانے کپڑے لیٹنے بیٹھنے وغیرہ میں ضروری ہے۔ سفر میں اختیار ہے جس کو چاہو ساتھ رکھو۔ سفر میں برابری کی ضرورت نہیں ہے۔ اور کفارہ دینے کے بعد نکاح ثانی سے کچھ گنہ نہ ہوگا۔

نہ کہنے کی قسم کھائی تھی اور کہدیا تو حانث ہوگا

سوال :- (۵۳) زید نے عمر سے ایک بات کہی اس کے بعد زبردستی قسم کھلائی با ایں طور کہ اقرار کرو کہ اگر میں اس بات کو کسی سے کہوں تو واللہ قیامت کے روز حضرت صاحب کی امت میں نہ اٹھایا جاؤں۔ حالانکہ زید قسم نہیں کھاتا تھا کسی وجہ سے مجبور تھا اب اگر زید اس بات کو کسی سے کہہ دے تو حانث ہوگا یا نہیں۔

---

[۱] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث دالہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) ظفیر [۲] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظہار او کسوتہم بما یصلح للاوساط الخ وان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلاثۃ ایام ولاءً (ایضاً ص ۸۲ ج ۳ و ص ۸۴ ج ۳) ظفیر

الجواب:۔ اس صورت میں زید حانث ہوجاوے گا۔ کفارہ قسم کا اس کو ادا کرنا ہوگا[۱]

قسم کے خلاف کرنے سے کفارہ دینا ہوگا

سوال (۵۴) زید نے عمر سے عہد کیا کہ میرے اور تیرے درمیان جو کوئی خفیہ راز ہے اگر کسی پر اظہار کروں گا تو مجھ کو قسم بخدا کسی وقع پر یہ راز خفیہ دیگر آدمیوں پر اظہار کرنا پڑا۔ اس صورت میں ان پر کیا کفارہ آوے گا۔

الجواب:۔ کفارہ اس قسم کا یہ ہے کہ غلام آزاد کرے یا دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا پہناوے۔ اگر ان تینوں میں سے کچھ بھی نہ ہوسکے تو تین روزہ متواتر رکھے[۲]

ایسا کروں تو دین وایمان سے خارج ہوجاؤں قسم ہے

سوال (۵۵) ایک شخص نے قسم کھائی کہ اگر ۱۰ ذی الحجہ تک مثلاً اپنی عورت سے جماع کروں تو دین وایمان سے خارج ہوجاؤں۔ اور ۱۰ ذی الحجہ سے پہلے اس نے جماع کیا تو وہ مسلمان رہا یا نہیں۔ اور کچھ کفارہ لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ شخص مسلمان رہا کفارہ قسم کا اس پر لازم ہے[۳] یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو

---

[۱] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضاً ص۶۶ ج۳) ظفیر۔ [۲] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظہار او کسوتہم بما یصلح للاوساط الخ وان عجز عنہا کلہا وقت الاداء الخ صام ثلثۃ ایام ولاءً (ایضاً ص۸۲ و ۸۴ ج۳) ظفیر۔
[۳] بری من الاسلام او القبلۃ الخ یمین لانہ کفر وتعلیق الکفر بالشرط یمین (ایضاً ص۶۱ ج۳) وفیہ الکفارۃ فقط ان حنث (ایضاً ص۶۶ ج۳) ظفیر۔

تین روزہ متواتر رکھے یہ کفارہ اس کے قسم کا ہے اس طرح کہنے سے قسم ہو جاتی ہے لہذا کفارہ قسم کا اس پر لازم ہے

غصہ میں قسم کھانے سے بھی قسم ہو جاتی ہے | ایک شخص نے غصہ کی حالت میں قسم کھائی کہ اگر تم نے مجھ سے مذاق کیا تو میں تم سے کبھی کلام نہیں کروں گا۔ خلاف کرنے کی صورت میں کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ اگر وہ شخص اپنی قسم کے خلاف کرے گا تو کفارہ قسم کا اسکے ذمہ لازم ہوگا[1] یعنی دس مسکینوں کو کھانا دونوں وقت کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔

قرآن کی قسم کھانا | **سوال** (۵۷) قرآن شریف کی قسم کھانا کیسا ہے اور اسکے پیچھے نماز صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے لایقسم بغیراللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال ولایخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً الخ[2] اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی قسم نہ کھانی چاہیئے لیکن اگر کھائی تو قسم منعقد ہو جاوے گی اور بصورت حانث ہونے کے کفارہ لازم آوے گا اور حالف مذکور کے پیچھے نماز صحیح ہے

قرآن غیراللہ میں ہے یا نہیں اور اسکی قسم کیسی ہے | **سوال** (۵۸) قسم غیراللہ کی کھانا جائز نہیں۔ آیا غیراللہ میں قرآن داخل ہے یا نہیں اگر قرآن شریف کو صفات اللہ میں سے

---

[1] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضاً ص ۶۶ / ج ۳) وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظہار او کسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا صام ثلثۃ ایام ولاءً (ایضاً ص ۸۳ / ج ۳) ظفیر۔

[2] دیکھئے الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ص ۵۷ / ج ۳۔ ظفیر۔

مانا جائے جیسا کہ صاحب فتح القدیر کی عبارت سے پتہ چلتا ہے تب تو قرآن شریف کے ساتھ قسم کھانے میں کوئی قباحت نہیں مگر صاحب وقایہ لکھ رہے ہیں لا الغیر اللہ کالنبی والقرآن والکعبۃ پھر اس عبارت کا مطلب کیا ہو گا۔ بینوا وتوجروا۔

الجواب: شامی نے قول صاحب ہدایہ ومن حلف لغیر اللہ تعالیٰ لم یکن حالفاً کالنبی والکعبۃ لقوله علیہ الصلوٰۃ والسلام من کان حالفاً فلیحلف باللہ او لیذر۔ وکذا اذا حلف بالقرآن لانه غیر متعارف الخ نقل کرنے کے بعد فرمایا فقوله وکذا یفید انه لیس قسم الحلف لغیر اللہ تعالیٰ بل هو من قسم الصفات ولذا علله بانه غیر متعارف الخ[1] پس معلوم ہوا کہ تحقیق یہ ہے کہ قرآن کو غیر اللہ میں داخل نہ کیا جائے کیونکہ جب قرآن بمعنی کلام اللہ تعالیٰ ہے تو صفت ہونا اس کا ظاہر ہے اور صفات لا ہو ولا غیرہ ہیں اور صاحب شرح وقایہ اور اسی طرح دیگر فقہاء کا غیر اللہ کی مثال میں قرآن کو بیان کرنا مبنی علی غیر التحقیق ہے یا مبنی ہے قرآن کو بمعنی مصحف لینے پر لان المراد بالمصحف الورق وجلد۔ یا اس بنا پر کہ قرآن حروف ہیں اور حروف مخلوق ہیں وکل مخلوق غیر الخالق مگر تحقیق وہی ہے جو پہلے لکھی گئی۔

تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں تو والدین سے کھاؤں یہ قسم نہیں

سوال:-(٥٩) زید نے اپنی منکوحہ عورت کو بحالت غصہ تین بار بہ نیت طلاق یہ الفاظ کہے کہ اگر میں تمہارے ہاتھ سے روٹی کھاؤں تو اپنے والدین سے کھاؤں۔ اور یہ الفاظ سوگند کے ساتھ کہے، اس صورت میں زید کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں۔ اور زید پر کوئی کفارہ ہے یا نہیں۔

الجواب:- ان الفاظ سے طلاق کی قسم نہیں پڑی، البتہ اگر بطور قسم کے

[1] رد المحتار ص ٣ ج ٣ کتاب الایمان مطلب فی القرآن ١٢ ظفیر۔

ایسا کہا اور پھر حانث ہو تو کفارہ قسم کا اسکے ذمہ ہے اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو کپڑے پہنادے یا کھانا دیوے اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزے پے درپے رکھے [۱]

کلمہ طیبہ پڑھ کر یا آنحضرت کو ضامن کرکے کہنا قسم نہیں

سوال (۶۰) ایک شخص شیر سنگھ نے ایک مسلمان سے جو حقہ پیتا تھا بایں الفاظ حقہ کے ترک کرانے کے واسطے معاہدہ لیا کہ میں کلمہ طیبہ پڑھ کر اور خدا کو حاضر وناظر جان کر اور حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو ضامن دے کر اقرار کرتا ہوں کہ آئندہ حقہ نہیں پیونگا کیا یہ صورت قسم کی ہوسکتی ہے یا معاہدہ کی۔ اگر معاہدہ کنندہ اس معاہدہ کو توڑ کر حقہ نوشی کرے تو اس پر کسی قسم کا کفارہ یا کوئی تعزیر شرعی عائد ہوسکتی ہے۔

الجواب:۔ یہ قسم شرعی نہیں ہوئی اور خلاف کرنے میں کچھ کفارہ لازم نہیں ہے۔ قال فی الشامی عن الصیرفیۃ لو قال علی عہد اللہ وعہد الرسول لاافعل کذا لایصح لان عہد الرسول صار فاصلاً [۲] الخ

اسکو کھاؤں تو سور کھاؤں کہنے سے قسم نہیں ہوتی

سوال (۶۱) دو گھڑے رس بغرض پکانے رسیاول کے آیا گھر میں ایک شخص غصہ ہوگیا اور یہ کہا کہ اس کو کھاؤں یا چکھوں تو جیسے سور کھایا۔ اب اس رس کا سرکہ رکھدیا ہے اس کو اس رس کا سرکہ کھانا جائز ہے یا نہیں اور رسیاول کا کیا حکم ہے۔ اس کا کھانا بھی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں قسم نہیں ہوئی اس رس اور رسیاول یا اس کے سرکے

---

[۱] وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یستر عامۃ البدن الخ وان عجز عنہا وقت الاداء صام ثلاثۃ ایام ولاء الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص۸۲ ج۳) ظفیر [۲] رد المحتار کتاب الایمان ص۶۲ ج۳ قبیل مطلب فی حکم الحلف بغیرہ تعالی ص۶۲ ج۳ ظفیر

کو سب کو کھانا درست ہے کفارہ کسی صورت میں لازم نہیں [1]

قسم کھائی کہ بیس دن بیوی سے ہمبستری نہیں کروں گا اور کرلیا تو کفارہ دینا ہوگا

سوال (۶۲) زید نے قسم کھائی کہ عرصہ بیس روز تک اپنی زوجہ سے صحبت نہیں کروں گا اور پھر بیس روز میں دو دفعہ صحبت کرلی اس صورت میں دو کفارے واجب ہوئے یا ایک۔ اور تعداد کفارہ کی کیا ہے۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں ایک کفارہ واجب ہوگا اور تعداد اس کفارہ کی اس زمانے میں یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلادے یا کپڑا پہنادے اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزہ متواتر رکھے [2]

مسلمان سے قطع تعلق کی قسم توڑ کر کفارہ دینا چاہیئے

سوال (۶۳) ایک شخص مسمی اصغر علی نے ایک دنیاوی معاملہ میں خطیب مسجد کے ساتھ تنازعہ کیا اور مولوی صاحب کی زبانی بے ادبی کی اور اپنی خوشی سے جماعت مسجد سے علیحدہ ہوگیا۔ اصغر علی کی اس حرکت پر جماعت نے قسم کھالی کہ ہم اس کو اپنے کسی کاروبار میں شریک نہ کریں گے اور نہ اس کے شریک ہوں گے بالکل قطع تعلق کرلیا۔ اب اصغر علی مذکور اپنی خطا پر نادم ہوکر اہل جماعت سے معافی کا خواستگار ہے اور توبہ کرتا ہے اب اہل جماعت کو اپنی قسم پر قائم رہنا اور ایفاء قسم کرنا واجب ہے یا اصغر علی کا قصور معاف کرکے اس کو جماعت میں شامل کرلینا چاہیئے۔

---

[1] وکذا (لایکون یمینا) اذا قال ان فعلت کذا فانا زان او سارق او شارب خمر او آکل ربوا (ہدایہ کتاب الایمان ص۴۶۰ ج۲) ظفیر

[2] وکفارته (ای) تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یصلح للاوساط وینتفع به فوق ثلاثة اشهر ویستر عامة البدن (الی ان قال) وان عجز عنها کلها (ای) صام ثلاثة ایام ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب کفارة الیمین ص۸۲ ج۳) ظفیر

الجواب:- ہرگاہ اصغر علی مذکور اپنے فعل پر نادم ہوا اور توبہ کی تو عند اللہ اس کا قصور معاف ہو گیا کیونکہ حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له[1] اصغر علی مذکور کو چاہیئے کہ امام مذکور سے اپنی گستاخی اور خطار معاف کرادے اور امام اور دیگر اشخاص کو چاہیئے کہ جب وہ توبہ کرے تو اس کا قصور معاف کریں۔ کیونکہ جب حق تعالی بندہ کے ہر قسم کے گناہ معاف فرماتا ہے تو بندوں کو بھی چاہیئے کہ اگر کسی شخص سے کچھ قصور ہو جاوے اور وہ نادم ہو کر قصور معاف کرادے تو اس کا قصور معاف کردیں۔

قال اللہ تعالے خذ العفو وامر بالعرف واعرض عن الجاهلین الایة پس لوگوں کو چاہیئے کہ اپنی قسم کا لحاظ نہ کریں۔ قسم کو توڑ دیں اور اس کا کفارہ دے دیں اور اصغر علی مذکور کو داخل جماعت وشاملِ قوم کرلیں۔

یہ کام کروں تو میری ماں پر طلاق کہنے سے قسم نہیں ہوتی

سوال (۶۴) پنجاب میں رواج ہے کہ بعض لوگ قسم کھاتے وقت اکثر یہ کہدیتے ہیں کہ اگر میں فلاں بات یا کام کروں تو میری ماں پر طلاق ہے۔ حالانکہ ماں کو طلاق دینے کا کوئی حق نہیں ہے۔ کیا یہ قسم ہے اگر کوئی شخص اس کام کو کرگذرے جس کی بابت اس نے قسم کھائی ہے تو کیا اس پر شریعت کا کوئی مواخذہ یا کفارہ وغیرہ لازم آتا ہے

الجواب:- یہ قسم نہیں ہے اور اس میں کفارہ کچھ نہیں ہے[2] اور ایسا کہنا جائز نہیں ہے توبہ کرے (یعنی اگر صرف یہ جملہ کہا کہ فلاں کام کروں تو میری ماں

---

[1] مشکوۃ باب الاستغفار والتوبہ ص ۱۲ ظفیر [2] وثالثها منعقدة وهی حلف علی مستقبل آت یمکنه فنحو واللہ لا اموت ولا تطلع الشمس من الغموس (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶/۳) غموس ان حلف علی کاذب عمدا الخ یاثم بها فتلزمه التوبة ایضا۔

پر طلاق۔ لیکن اس کے ساتھ قسم بھی کھائی ہے تو کفارہ دینا لازم ہے۔ ظفیر۔

ناجائز قسم توڑنے سے بھی کفارہ ہوگا زید نے غصہ میں قسم کھائی تھی کہ میں وطن نہ جاؤں گا پھر بزرگوں کے مجبور کرنے پر قسم توڑ دی اور وطن چلا گیا تو اس صورت میں کفارہ آئیگا یا کیا؟

الجواب:۔ ایسی قسم کو توڑنا ہی چاہیئے تھا[1] اور کفارہ اس میں لازم آئیگا[2]

کفارۂ ظہار طلبہ کو دینے سے ادا ہو جاتا ہے **سوال (٦٦)** ایک شخص کے ذمہ کفارۂ ظہار واجب ہے تو اس کی ادائیگی کے واسطے طلبہ کو کپڑے یا جوتہ یا غلہ کی قیمت اگر دی جائے تو کفارہ ادا ہوگا یا نہ؟۔

الجواب:۔ جمیع شقیں درست ہیں کفارہ اس میں ادا ہو جاتا ہے[3] فقط

قسم توڑنے سے کفارہ واجب ہوتا **سوال (٦٧)** قسم توڑ دینے سے کیا کفارہ واجب ہوتا ہے یا آتا ہے۔

الجواب:۔ آئندہ امر پر قسم کھا کر اس کو توڑنے سے کفارہ لازم آتا ہے اور کفارہ قسم میں مقدم کفارہ مالی ہے یعنی غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں

---

[1] واراد البر وجوباً وعدماً فان یجب فیما اذا حلف علی طاعة ویحرم فیما اذا حلف علی معصیة ویندب فیما اذا کان عدم المحلوف علیه جائزاً (رد المحتار کتاب الایمان ص٦٣ ج٣) ظفیر [2] وثالثها منعقدة وهی حلفه علی مستقبل یمکنه وفیه الکفارة الایة واحفظوا ایمانکم (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص٦٦ ج٣) ظفیر [3] وکفارته تحریر رقبة او اطعام عشرة مساکین او کسوتهم بما یصلح للاوساط وینتفع به فوق ثلثة اشهر ویستر عامة البدن الخ واذا عجز عنها صام ثلثة ایام ولاء (قوله عشرة مساکین) ای تحقیقاً او تقدیراً (رد المحتار کتاب الایمان ص٨٢ ج٣) ظفیر

کو دونوں وقت کھانا کھلادینا یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا۔ اگر ان امور سے عاجز ہے تو تین روزے متواتر رکھے[1] فقط۔

خلاف قسم کرنے سے کفارہ دینا ہوگا

سوال (۶۸) موضع کلہیڑی والے جلاہوں نے عہد کرلیا تھا کہ ہم سوائے دو آدمیوں کے کسی سے اپنا کپڑا فروخت نہ کرائیں گے بعد دو سال جولاہوں نے جو عہد کرلیا تھا توڑ دیا تو ان کے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اگر کلہیڑی والوں نے قسم کھا کر یہ عہد کیا تھا تو اس عہد کے خلاف کرنے پر کفارہ قسم کا ان کو دینا پڑے گا اور اگر قسم نہ کھائی تھی ویسے ہی عہد کرلیا تھا تو اسکے توڑنے میں کچھ کفارہ نہیں۔ اور توڑنا عہد کا اس حالت موجودہ میں کچھ ممنوع نہیں ہے کیونکہ حدیث شریف میں ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کام پر قسم کھائے اور عہد کرلے پھر اس کے خلاف میں بہتری معلوم ہو تو اس قسم اور عہد کو توڑ دے اور کفارہ قسم کا دیوے۔ فقط۔

یمین طلاق سے بچنے کی صورت

سوال (۶۹) زید گفت بطور قسم کہ اگر ہمراہی عمر تکلم کنم برزن من سہ طلاق است در شریعت کدام حیلہ است کہ تکلم کند و برزن آں طلاق واقع نشود؟

---

[1] کفارۃ الیمین تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یصلح للاوساط ویستر عامۃ البدن الخ وان عجز عنہا کلہا وقت الاداء صام ثلثۃ ایام ولاء (درمختار) قولہ عشرۃ مساکین ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحدا فی عشرۃ ایام کل یوم نصف صاع یجوز الخ (ردالمحتار کتاب الایمان ص۸۲ ج۳) ظفیر۔ [2] وثالثہا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل آت یمکنہ وھذا القسم فیہ الکفارۃ لایۃ واحفظوا ایمانکم (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الایمان ص۶۶ ج۳) ظفیر

الجواب:- قال فی کتاب الایمان من الدرالمختار الکلام والتحدیث لایکون الا باللسان فلا یحنث باشارة وکتابة الخ[1] پس حیلہ عدم وقوع طلاق طلاق این است کہ باعمر کلام نہ کند باشارہ یا بکتابت باو مخاطبت کند۔ فقط

فلاں عورت سے نکاح کرنے کی قسم کھائی دوسری سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں

سوال (۱۰۷) سلمہ بکر کی منکوحہ ہے خالد نے قسم کھائی کہ میں سلمہ سے نکاح کروں گا تو یہ قسم لغو ہوگی یا نہ؟ اور خالد دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- قسم کا کفارہ دینا لازم ہے[2] اور دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے۔ فقط

قسم کے بعد جب خلاف قسم کیا تو کفارہ آئیگا

سوال (۱۰۸) چند طلباء نے قسم کھائی کہ قرآن شریف ہاتھوں پہ اٹھا کر ہم حلف سے کہتے ہیں کہ آئندہ کو فلاں شخص سے ہرگز نہ پڑھیں گے مگر کسی خاص وجہ سے ان کو پڑھنا پڑ گیا، اب صرف دریافت طلب امر یہ ہے کہ ان طلباء کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا اور کفارہ کیا ہے، قسم تو ظاہر ہے کہ ٹوٹ گئی۔

الجواب:- صورت مستفسرہ میں طلباء حانث ہوگئے اور کفارۂ یمین ان کے ذمہ لازم ہوگیا قال فی الدرالمختار وثالثها منعقدة وهی حلفه علی مستقبل الی ان قال وهذا القسم فیه الکفارة لآیة واحفظوا ایمانکم[3]

---

[1] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان مطلب حلف لایکلمه ص ۱۴۳ ج ۳۔ ظفیر۔ [2] سلمہ جو اس کی بیوی تھی اگر اسی سے پھر نکاح کی قسم کھائی، یہ تو کوئی بات نہ ہوئی اگر دوسری کوئی ہے اس کے متعلق قسم کھائی اور اس سے نکاح نہیں کیا اور دوسری سے کیا تو کفارہ لازم ہوگا۔ [3] الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳۔ ظفیر

اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دو وقت کھانا کھلاوے، یا دس مسکینوں کو کپڑا پہنائے کہ ان کا اکثر بدن ڈھک جائے یا رقبہ آزاد کرے وکفارتہ تحریر رقبة او اطعام عشرة مساكين او كسوتهم[۱] الخ ربما يصلح للاوساط و ينتفع به فوق ثلثة اشهر ويستر عامة البدن[۱] (اور اگر رقبہ کے آزاد کرنے پر جیسا کہ آج کل ہے) یا کھانا کھلانے پر یا کپڑا پہنانے پر قادر نہ ہو تو تین دن پے در پے روزے رکھے[۲] قال فی الدر المختار وان عجز عنها كلها صام ثلثة ايام ولاء الخ وقال الله تبارك وتعالى فكفارته اطعام عشرة مساكين من اوسط ما تطعمون اهليكم او كسوتهم او تحرير رقبة فمن لم يجد فصيام ثلثة ايام ذلك كفارة ايمانكم اذا حلفتم واحفظوا ايمانكم الآية[۳] فقط

جس قصاب کے یہاں کا گوشت نہ کھانے کی قسم کھائی اگر اس کا گوشت دوسرے گھر کھائے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۷) ایک بستی کے چند گھروں کے چند لوگوں نے قسم کھائی کہ فلاں فلاں قصاب کے گھر کا گوشت نہ خریدیں گے اور نہ ان کے یہاں کا گوشت جو اس کے کسی گھر کا پکا ہو ہرگز نہ کھائیں گے۔ قسم گھر کے ایک ایک آدمی نے کھائی۔ ان کی وجہ سے گھر کے جتنے لوگ تھے اس پر سب نے عمل کیا اور عرصہ دو برس تک اس پر لوگوں کا عمل رہا۔ اب گاؤں میں دعوت ان لوگوں کی ہوتی ہے اور دعوتوں میں انہی قصابوں کا گوشت ہوتا ہے نہ تو دعوت کا انکار کر سکتے ہیں نہ بوجہ قسم کے گوشت کھا سکتے ہیں۔ لہذا عرض ہے کہ اگر ان قصابوں کے گھر کا گوشت دوسرے گھر والوں کے یہاں پک جائے تو کھانا جائز ہے یا نہیں؟

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المختار کتاب الایمان ص ۸۲ ج ۳ ؛ ظفیر [۲] ایضاً ص ۸۲ ج ۳ ظفیر۔ [۳] المائدة۔ ۱۲۔ ظفیر

پکا ہوا گوشت کھانے سے بھی کفارہ ہوگا | اگر یہ لوگ ان قصابوں کا گوشت خود خریدیں یا دوسرے کا پکا ہوا کھائیں تو کفارہ دیں گے یا نہیں۔ اور کتنا کفارہ دینگے۔

غریب کیلئے کفارہ ہے یا نہیں | قسم کھانے والے غریب ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

جنہوں نے قسم نہ کھائی ان پر کفارہ نہیں | وہ لوگ جنہوں نے قسم نہ کھائی تھی مگر ان کا عمل اس پر رہا، تو کیا یہ لوگ بھی کھائیں گے تو ان پر گناہ لازم ہوگا اور کفارہ دیں گے۔

الجواب: اگر وہ لوگ اپنی قسم کے خلاف کریں گے تو کفارہ قسم کا دینا ہوگا[۱]۔ قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا پیٹ بھر کر کھلائیں۔ یا کپڑا پہنائیں، یا ایک غلام آزاد کریں۔ . . . یعنی غلام کی قیمت ادا نہیں کی جا سکتی۔ اگر کھانے سے کفارہ ادا کرے تو ہر مسکین کو آدھا صاع گندم یعنی پونے دو سیر بحساب وزن انگریزی یا اس کی قیمت دیدے تو کافی ہے اور اگر کسی مدرسہ میں نقد دیدے اور کہدے کہ دس طالب علم مساکین کو فی کس پونے دو سیر گندم کی قیمت دیدی جائے تو یہ درست ہے کفارہ ادا ہو جائے گا اور اگر دس محتاجوں کو بٹھا کر کھلا دے تو یہ بھی جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ انہی دس کو دونوں وقت کھانا کھلاوے اور پیٹ بھر کر سالن کے ساتھ روٹی کھلاوے یا چاول کھلاوے ایک وقت میں دس مسکینوں کو کھلانے کی شرط نہیں

---

[۱] وثالثها منعقدة وهی حلفه علی مستقبل آت یمکنه الخ فیه الکفارة لآیة واحفظوا ایمانکم الخ ان حنث الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶/۳ ۔ ظفیر۔

اگر ایک طالب علم کو دس دن تک دونوں وقت پیٹ بھر کر کھلا دے تو یہ بھی جائز ہے[۱]۔

(۳) وہ غریب جس کو طاقت کھانا کھلانے کی یا کپڑا پہنانے کی نہ ہو تو وہ تین روزے متواتر رکھے[۲]۔

(۴) جن لوگوں نے قسم نہیں کھائی تھی ان پر کچھ گناہ نہیں اور نہ ان پر کفارہ آئیگا فقط

کہا ایسا کروں تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں قسم ہو گئی۔

سوال (۷۳) اگر کسی شخص نے کہا کہ فلاں کام کروں تو امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں تو اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے یا نہیں اور اگر وہ شخص پھر اس کام کو کرے تو کفارہ دینا لازم ہو گا یا نہیں؟

الجواب:- اگر کسی نے یہ کہا کہ فلاں کام کروں تو معاذ اللہ امت محمدیہ سے باہر ہو جاؤں تو اس سے قسم منعقد ہو جاتی ہے اور بصورت حنث کفارہ دینا لازم ہے[۳]۔

قسم کھائی کہ فلاں دن قرض ادا کر دونگا اگر پہلے ہی ادا کر دیا تو حانث نہیں

سوال (۷۴) اگر کسے حلف کرد کہ من فلاں روز دین ادا کنم و سابق ازاں ادا کرد حانث شود یا نہ؟

الجواب:- اگر حلف کرد کہ فلاں روز دین ادا کنم و سابق ازاں ادا کرد حانث نہ شود[۴]۔

دل میں قسم کھائی تو اسکے خلاف کرنے سے حانث نہیں ہوگا

سوال (۷۵) اگر کوئی شخص اپنے دل میں قسم کھائے کہ کل ہم اپنی بیوی کے ساتھ ہمبستر نہ ہوں گے لیکن اپنی بیوی کی خواہش سے ہمبستر ہو گیا تو شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[۱] وکفارتہ تحریر رقبۃ او اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم بما یصلح للاوساط وینتفع بہ فوق ثلثۃ اشھر ویستر عامۃ البدن (در مختار) قولہ عشرۃ مساکین ای تحقیقا او تقدیرا حتی لو اعطی مسکینا واحدا فی عشرۃ ایام کل یوم نصف صاع یجوز الخ (رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۴ ج ۳) ظفیر [۲] وان عجز عنہا کلہا وقت الاداء الخ صام ثلثۃ ایام ولاء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۴ ج ۳) ظفیر

[۳] وکلام اللہ یمین زاد احمد والنبی ایضا ولو تبرأ من احدھما فیمین اجماعا ایضا ص ۲۷ ج ۳ ظفیر [۴] حلف لیعطینہ راس الشھر فلعطاہ قبلہ او ابراہ او مات الطالب سقط الیمین عند ابی حنیفۃ ومحمد (فتاوی عالمگیری ص ۱۳ ج ۲ نولکشور)

الجواب:۔ جب تک زبان سے الفاظ قسم کہہ کر نہ توڑے کفارہ قسم اس پر نہیں آتا۔ؔ

قرآن کی قسم کھانا

سوال (۷۶) قرآن مجید پر ہاتھ رکھ کر یا اس کو اٹھا کر ہاتھ میں امر یا نہی کے فعل یا ترک صوم وصلوٰۃ کی پابندی کرنے نشہ خواری و جوابازی سے باز آنے پر قسم وعہد کرنا یا کرانا شرعاً درست ہے یا نہیں۔ زید کہتا کہ نفس کلام اللہ مخلوق نہیں مگر قرآن اس حرف وصوت وصورت کے ساتھ مخلوق ہے اس لئے یہ غیر اللہ ہے اور غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے اگر چہ قسم ہو جاتی ہے۔ بکر کہتا ہے کہ نہ شرک ہے نہ بدعت اور نہ حکم ہے نہ منع بلکہ ترغیب الی الامر و نہی عن المنکر ہے اسلئے اچھا ہے آپ مدلل تحریر فرمائیے۔

الجواب:۔ اقول قال فی رد المحتار و نقل فی الھندیۃ عن المضمرات وقد قیل ھذا فی زمانھم اما فی زماننا فیمین وبہ ناخذ و نامر ونعتقد وقال محمد بن مقاتل الرازی انہ یمین وبہ اخذ جمھور مشائخنا الخ فھذا مؤید لکونہ صفۃ تعورف الحلف بھا کعزۃ اللہ وجلالہ ؔ پس معلوم ہوا کہ حلف بالقرآن متعارف ہے اور یہ ایسا ہے جیسا کہ حلف بعزۃ اللہ وجلالہ۔ پس شرک وبدعت کہنا اس کو صحیح نہیں اور ترک معاصی پر عہد و پیمان کرنا اور کرانا عمدہ کام ہے اور نماز جنازہ ہر ایک مسلمان نیک وبد کی پڑھنی چاہئے الا امام استثناہ الفقہاء لقولہ علیہ السلام صلوا علی کل بر وفاجر الحدیث ؔ

ؔ وذکرھا اللفظ المستعمل فیھا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۳/۳) ظفیر۔ ؔ رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی القرآن ص ۶۳/۳) ظفیر۔ ؔ شرح نقہ اکبر ص ۹۱ ۔ ظفیر

کارِ خیر کیلئے قسم لینا کیسا ہے | **سوال** (۷۷) خلافت کمیٹی سے چند ممبر اس لئے اخذ کئے گئے کہ نماز پڑھنے کی تاکید کریں لیکن شرط یہ ہے کہ جملہ ممبر تقرری کے قبل اپنے دست مبارک کو مصحف شریف سے مزین فرما کر قسم کھائیں کہ اس امر میں کسی خویش کی رعایت نہ کریں گے ایک شخص اس پر معترض ہے اور مخالف ہے اس کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے

الجواب:۔ معترض اور مخالف اس کار خیر میں صریح خطا کار ہے اور سخت گنہ گار ہے اس سے توبہ کروائی جائے [۱]

پیغمبر بھی آئے تو یہ کام نہ کروں قسم نہیں | **سوال** (۷۸) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ اگر کوئی پیغمبر علیہ السلام آجاویں تو بھی میں یہ کام نہ کروں گا بعد ازاں پشیمان ہو کر توبہ کرے اور وہ کام کر لیوے تو کیا کفارہ آویگا ان الفاظ ... سے قسم ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ ایسا کہنے سے قسم نہیں ہوتی اور اس کام کے کر لینے سے کفارہ واجب نہیں ہے لیکن اس قسم کے الفاظ نہ کہنے چاہئیں [۲]

نہ بولنے کا حلف لیا کیا کرے | **سوال** (۷۹) اگر کوئی شخص کلام مجید کو ہاتھ میں لیکر عہد کرے کہ اس کلام مجید کو گواہ کرتا ہوں اور اس کی قسم کھاتا ہوں کہ اب اتنے عرصہ تک حامد سے نہ بولوں گا اگر وہ اب حامد سے بولے تو کفارہ واجب ہے یا نہ۔ اور اس کو حامد سے بولنا چاہیئے یا نہیں

---

[۱] تعاونوا علی البر والتقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدہ ع ۱) قال لکمال ولا یخفی ان الحلف بالقران الآن متعارف فیکون یمینا وعندی ان المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین لا سیما فی زماننا و ھذہ الثلاثۃ المصحف والقرآن وکلام اللہ یمین (الدر مختار علی ھامش رد المحتار مطلب فی القرآن ص ۶۳ ج ۳ ظفیر۔ [۲] ومن حلف بغیر اللہ لم یکن حالفا کالنبی الخ لقولہ علیہ السلام من کان منکم حالفا فلیحلف باللہ اولیذر (ھدایہ اولین کتاب الایمان ص ۴۵۹ ج ۲)

الجواب:۔ اس کو حامد سے بولنا چاہیئے اور کفارہ قسم کا ادا کردیوے[1] اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلادیں یا کپڑا پہنادیں اور اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزہ متواتر رکھے[2] فقط

قسم کھائی کہ شادی نہیں کرونگا اب شادی کرنا چاہتا ہے کب کرے۔

سوال(۸۰۱) زید نے اپنی بیوی سے یہ قسم کھائی کہ میں اپنے خدا اور رسول کو ضامن دیکر وعدہ واثق وکامل ... کرتا ہوں کہ تمہاری موجودگی میں دوسری شادی نہ کرونگا اب لڑکا نہ ہونے کی وجہ سے زید کو دوسری شادی کرنا ضروری ہے۔ تو مواخذہ اخروی سے بچنے کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ زید دوسری شادی کرسکتا ہے البتہ اگر کریگا تو اس کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا اور مواخذہ سے بری ہوجائیگا[3] اور قسم کا کفارہ یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا دس مسکینوں کو کپڑا پہناوے اور اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزہ متواتر رکھے کما قال اللہ تعالی فکفارۃ اطعام عشرۃ مساکین الآیۃ۔ فقط

---

[1] ونوع یتخیر فیہ بین البر والحنث والحنث خیر من البر فندب فیہ الی الحنث (عالمگیری مصری ص ۵۲ ج ۲)۔ [2] وکفارۃ الیمین کساعشرۃ مساکین وان شاء اطعم عشرۃ مساکین۔ فان لم یقدر صام ثلثۃ ایام متتابعات (ہدایہ اولین کتاب الایمان ص ۴۶۱ ج ۲)۔ [3] من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر لانہ اھون الامرین حاصلہ ان المحلوف علیہ اما فعل او ترک وکل منھما اما معصیۃ او واجب وبرہ فرض اوھو اولی من غیرہ اوغیرہ اولی منہ حنثہ اولی۔ الدر المختار کتاب الایمان (ص ۸۵ ج ۳) ظفیر۔

ایسا ہوا تو اسلام سے خارج ہو جاؤں یہ حلف ہے

سوال (۸۱) :- اگر کوئی مرد یا عورت قسم کھا کر لکھے کہ میں قسم کھاتا ہوں یا کھاتی ہوں اللہ پاک کی اور اس کے پیارے رسول کی صلی اللہ علیہ وسلم، اگر خلاف تحریر لکھوں یا زبانی شکایت کروں تو اسلام سے خارج ہو جاؤں اور کافر یا کافر ہو کر مروں اور پھر اس قسم کے خلاف کرے تو اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب :- اگر مذکور قسم کے خلاف کا ارتکاب کرے تو کفارہ یمین واجب ہے ورنہ نہیں[۱]۔

قسم توڑنے سے کفارہ آئیگا

سوال (۸۲) زید کو اس کی برادری نے کسی بات پر برادری سے علیحدہ کر دیا اور برادری کے ہر ایک شخص نے حلف اٹھایا کہ ہم زید سے ہرگز خلط ملط نہ رکھیں گے پھر سب نے عمداً زید سے خلط ملط شروع کر دیا تو ان پر قسم کا کفارہ ہے یا نہ اور کیا کفارہ ہے اور ان کے پیچھے نماز درست ہے یا نہ اور اگر زید اپنی خطاء سے معافی مانگے اور ان سے ملنا چاہے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔

الجواب :- جن لوگوں نے قسم کھانے کے بعد اس کے خلاف کیا ہے ان کے ذمہ کفارۂ قسم[۲] ہے یعنی اگر وہ صاحب استطاعت ہیں تو ان پر دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا واجب ہے اور اگر اس قدر استطاعت

---

[۱] ولو قال ان فعل کذا فهو بریٔ من الاسلام فهو یمین استحساناً۔ کذا فی البدائع (عالمگیری مصری کتاب الایمان ص۵۴ ج۲) وفیه الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۶ ج۳) ظفیر

[۲] وفیه الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی رد المحتار کتاب الایمان ص۶۶ ج۳) ظفیر

نہیں تو پھر پے در پے تین روزے رکھنے واجب ہیں[1]، اور بہر حال ایسے لوگوں سے خلط ملط رکھنا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے اور زید نے اگر کوئی شرعی قصور کیا ہے تو اس کیلئے ضروری ہے کہ توبہ کرے اور اگر کوئی عرفی تقصیر کی ہے تو اس کیلئے پھر بھی یہی بہتر ہے کہ اپنی برادری سے مواخات قائم رکھنے کے لئے ہر ممکن کوشش کرے کہ باہمی اتفاق مسلمانوں کے لئے جزو لاینفک ہے۔ فقط۔

قسم کھائی فلاں کام نہیں کرونگا اب کرنا چاہتا ہے کیا کرے

سوال (۸۳) ایک شخص نے قسم کھائی قرآن شریف ہاتھ میں لے کر کہ فلاں کام نہ کروں گا اب وہ اسکے خلاف کرنا چاہتا ہے تو یہ قسم جائز تھی یا ناجائز اور کفارہ واجب ہے یا نہ۔

الجواب:- یہ قسم منعقد ہو گئی اور اگر حانث ہو گا یعنی اس قسم کو توڑے گا اور خلاف کرے گا تو کفارہ دینا ہو گا۔ در مختار میں ہے قَالَ الْکَمَالُ وَلَا یَخْفٰی اَنَّ الْحَلْفَ بِالْقُرْآنِ الْآنَ مُتَعَارَفٌ فَیَکُوْنُ یَمِیْنًا الخ[2] فقط۔

بکر کی چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں

سوال (۸۴) زید نے کہا کہ اگر میں بکر کی کوئی چیز کھاؤں تو خنزیر کا گوشت کھاؤں یا اپنی اولاد کو کھلاؤں اب اگر زید بکر کو کوئی چیز کھلانا چاہے تو بکر کے لئے کس طریقہ پر جائز ہو گا۔ اگر بکر زید کی کوئی چیز کھالیوے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:- حلال چیز کو اپنے اوپر حرام کرنا یمین ہے اس میں کفارہ بعد الحنث لازم ہوتا ہے[3] لیکن جو صورت سوال میں ہے اس سے بکر کا کھانا حرام

---

[1] فکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم الخ وان عجز عنھا کلھا الخ صام ثلثۃ ایام ولاء (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۲ ج ۳) ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۴۶ ج ۳ [3] کل حل او حلال اللہ او حلال المسلمین علی حرام الخ فیمین (در مختار) لان تحریم الحلال یمین (رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۹ ج ۳)

نہیں ہوا اور اگر کھاوے تو کفارہ لازم نہ ہوگا توقال ان اکلت ھذا الطعام فھو علی حرام فاکلہ لا کفارۃ، در مختار[۱]، فقط

عورت نے قسم کھائی گھر ویران کروں گی تو وہ اس کا کفارہ دے

سوال (۸۵) :- ایک عورت نے غصہ میں اپنے خاوند سے کہا کہ خدا کی قسم میں تیرے گھر کو ویران کروں گی اگر ویران نہ کیا تو قسم کا کفارہ لازم آوے گا یا وہ کافر ہوجاوے گی۔

الجواب :- کفارہ قسم کا دینا لازم ہوگا اور[۲] وہ کافر نہ ہوگی[۳]

شرط کی وجہ سے قسم کھائی تو شرط ختم ہونے سے قسم ختم نہیں ہوگی

سوال (۸۶) :- زید، عمر میں قسمیں ہوئیں کہ ایک دوسرے کا کہنا مانا کریں گے چندیوم کے بعد زید نے عمر سے کہا کہ تم مجھے اس بات کی اجازت دیدو کہ اگر تم نے قسم توڑدی اور میرا کہنا نہ مانا تو پھر میں بھی تمہارا کہنا نہ مانوں گا عمر نے اس کی اجازت دیدی اب عمر نے قسم توڑی اگر زید عمر کا کہنا نہ مانے تو زید بھی حانث ہوگا یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں زید حانث ہوگا کیونکہ اول جو حلف ہو لیا بعد میں اس میں کچھ استثناء نہیں ہوسکتا[۴] فقط۔

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب تحریم الحلال ص ۸۶ ج ۳، ظفیر [۲] وثالثھا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل آت الخ فیہ الکفارۃ فقط ان حنث۔ (الدر المختار علی رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) [۳] والاصح ان الحالف لم یکفر سواء علقہ بماض او آت ان کان عندہ فی اعتقادہ انہ یمین (ایضا ص ۷۵ ج ۳) ظفیر۔ [۴] وصل بحلفہ ان شاء اللہ بطل یمینہ وکذا یبطل بہ ای بالاستثناء المتصل (در مختار) قید بالوصل لانہ لو فصل لا یفید (رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۸ ج ۳)

نہ بولنے کی قسم کھائی جب بولے کا حانث ہوگا

سوال (۸۷) عمر نے یہ قسم کھائی کہ اگر میں بکر اور خالد سے بولوں تو جتنی شادی کروں سب پر طلاق اور روز حشر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میری شفاعت نہ کریں اور مرنے کے وقت کلمہ نصیب نہ ہو، دوزخ کے سوا بہشت کی خوشبو نصیب نہ ہو پھر ایک روز عمر بکر سے بولا تو عمر حانث ہوگا یا نہیں۔ اور جو عمر کی شادی کرادے اس زوجہ پر بھی طلاق ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ عمر اس صورت میں حانث ہوگا[1] اور اگر وہ شادی کریگا تو اس کی زوجہ مطلقہ ہو جاوے گی[2]، لیکن عمر کافر نہ ہوگا مسلمان ہی رہے گا اور جو شخص عمر کی شادی کرادی اس پر کچھ مواخذہ نہیں اور اس کی زوجہ مطلقہ نہ ہوگی[3]۔ فقط

زید نے قسم کھائی کہ فلاں چیز فلاں کو نہیں لینے دونگا مگر فلاں کو بخوشی دیا کیا حکم ہے

سوال (۸۸) زید کی ماں نے اس کی بیوی ہندہ کو ۳ عدد سونے کے زیور دیئے تھے اس کی ماں بیٹے میں کچھ کشیدگی ہوئی تو زید نے بحالت غصہ قسم کھائی کہ میں اپنی بیوی کو مذکورہ بالا زیورات نہ لینے دوں گا اور جو زیورات ہندہ کے پاس تھے اتار کر پھینکدیئے زید کی ماں نے دوبارہ وہ زیورات ہندہ کو دیئے اور زید کے کہنے سے وہ واپس نہیں کرتی تو اس صورت میں زید کی قسم ٹوٹی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید کی قسم نہیں ٹوٹی اور زید پر کفارہ

---

[1] وسئل عمن قال انا بریٔ من الشفاعة ان فعلت۔ کذا قال یکون یمینا (عالمگیری مصری ص ۳ ج ۲) [2] وتنحل الیمین اذا وجد الشرط مرۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار ص ۶۹ ج ۳)

قسم کا لازم نہیں ہے۔ فقط۔

کھاؤں تو سور کھاؤں کہنے سے قسم نہیں ہوتی | **سوال (۸۹)** کہا فلاں کے گھر کا کھاؤں تو سور کھاؤں اس سے قسم ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر کسی شخص نے یہ الفاظ کہے کہ اگر میں فلاں کے گھر کا کھانا کھاؤں تو سور کھاؤں، تو یہ قسم نہیں ہے اس سے کھانا اس کے گھر کا حرام نہیں ہوا اور کفارہ نہ آوے گا و فی البحر ما ابیح للضرورة لایکفر مستحله کدم وخنزیر الخ (در مختار) و فی الشامی هو یستحل الدم او لحم الخنزیر ان فعل کذا لایکون یمیناً لان استحلال ذلك لایکون کفراً الخ فقط۔

رسومات چھوڑ دینے کی قسم کھائی پھر ادا کیا تو کفارہ آئیگا | **سوال (۹۰)** خلاصہ یہ ہے کہ گاؤں کے لوگوں نے قسم کھائی کہ آئندہ رسومات شادی نہ کریں گے پھر سب نے یہ قسم توڑ دی اس کا کیا کفارہ ہے

الجواب:۔ جو لوگ قسم کھا کر حانث ہوئے ان کے ذمہ کفارہ قسم واجب ہے[۲] یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا دیا جائے اور اس پر مقدرت نہ ہو تو پھر بمجبوری تین روزہ رکھے[۳] کھانے اور کپڑے

---

[۱] ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۳۷۔ [۲] و منعقدة وهو ان یحلف علی امر فی المستقبل ان یفعله او لا یفعله وحکمها لزوم الکفارة عند الحنث کذا فی الکافی (عالمگیری مصری کتاب الایمان ص ۵۲ ج ۲)۔ [۳] کفارة الیمین عتق رقبة الخ ان شاء کسی عشرة مساکین کل واحد ثوبا فمازاد وادناه ما یجوز فیه الصلوة و ان شاء اطعم عشرة مساکین کالاطعام فی کفارة الظهار الخ فان لم یقدر علی احد الاشیاء الثلثة صام ثلثة ایام متتابعات (هدایه کتاب الایمان ص ۴۶۰ ج ۲)

پر قدرت کے باوجود روزہ رکھنے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا[۱]۔ بہر حال اسی طرح کی اس میں اسلامی تعلیم کے خلاف ہیں۔ ان کا ترک لازمی ہے۔ تمام مسلمانوں پر ضروری ہے کہ اس کی پابندی کریں اور پھر جو لوگ اس کی مخالفت کریں اور اس کے خلاف عمل کریں ان سے تمام تعلقات منقطع کر دینے چاہئیں معصیت اور جاہلانہ رسوم پر اصرار کرنے والے اس قابل نہیں ہیں کہ مسلمان ان سے کوئی واسطہ رکھیں۔ فقط۔

قسم کھائی کہ رات بیوی سے نہیں ملوں گا پھر ملا | ایک شخص نے کلام مجید کی قسم کھائی کہ آج کی رات اپنی بیوی سے نہیں ملوں گا پھر اپنی بیوی سے اسی رات میں ملاقات کی اس صورت میں وہ حانث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں حانث ہوگا اور کفارہ قسم کا لازم ہوگا قال الکمال ولا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا الخ درمختار۔

امام کے ساتھ گالم گلوچ | **سوال (۹۲)** بعض لوگوں نے اپنے امام کیساتھ فساد کیا اور اس کو بیہودہ گالیاں دیں۔ بے عزتی کی اور مسجد میں جانے سے روکا حالانکہ تمام اہل بستی کے ساتھ انھوں نے بھی حلفاً وعدہ کیا کہ تمام حکم امام کے پورے کریں گے اور ہر ایک حکم شرعی کی تعمیل کریں گے۔ عدالت میں جھوٹی شکایتیں پیش کرنا۔ ان امور کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جملہ سوالات کا جواب یہ ہے کہ بلا وجہ امام کے ساتھ فساد کرنا اور گالی گلوچ دینا اور برا کہنا اور عدالت میں جھوٹی شکایتیں کرنا

---

[۱] قال فی البحر اشار الی انہ لو کان عندہ واحد من الاصناف الثلثۃ لایجوز لہ الصوم [۲] الدرالمختار وعلی ہامش ردالمحتار کتاب الایمان ص ۳۷ ظفیر

حرام اور ناجائز ہے[1] اور جن لوگوں نے ایسا کیا وہ فاسق وفاجر اور گنہ گار ہوئے ان کو توبہ کرنی چاہیئے اور امام سے قصور معاف کرانا چاہیئے اور اگر ان لوگوں نے قسم کھا کر امام کی اطاعت کا عہد تھا تو اس کے خلاف کرنے سے کفارہ قسم کا ان کے ذمہ واجب ہے[2]۔ دس مسکینوں کو دو وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلادیں اور امام کو یا کسی مسلمان کو مسجد میں آنے سے اور نماز پڑھنے سے روکنا حرام ہے قرآن شریف میں اسکو بہت بڑا ظالم اور مسجد کا خراب کرنے والا فرمایا گیا ہے وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ مَّنَعَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ اَنْ یُّذْکَرَ فِیْھَا اسْمُہٗ وَسَعٰی فِیْ خَرَابِھَا الآیۃ[4] فقط

سوال (۹۴) عورت نے قسم کھائی عمر بھر نکاح نہیں کروں گی اب کرنا چاہتی ہے کیا کرے

ایک بیوہ عورت سے اس کے دیور نے نکاح کے لئے کہا اس نے قرآن شریف کی قسم کھا کر یہ کہا کہ میں عمر بھر دوسرا نکاح نہ کروں گی، اب وہ دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے تو اس کو کفارہ دینا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ نکاح[5] کرے گی تو اس کو کفارہ قسم کا دینا ہوگا، دس مسکینوں کو کپڑا دے یا کھانا دونوں وقت کا کھلاوے اگر یہ نہ ہوسکے تو تین دن کے روزہ متواتر رکھے[6]۔ فقط

---

[1] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر (مشکوٰۃ باب ...) [2] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) ظفیر [3] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظھار او کسوتھم (ایضاً ص ۸۲ ج ۳) (ظفیر) [4] سورۃ البقرۃ ع ۱۴ [5] ونوع لا یجوز حفظھما وھو ان یحلف علی ترک طاعۃ او فعل معصیۃ الخ فیندب فیہ الی الحنث (عالمگیری مصری کتاب الایمان ص ۵۲ ج ۲) [6] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین کما مر فی الظھار او کسوتھم بما یصلح للاوساط ویستر عامۃ البدن الخ وان عجز عنھا کلھا الخ صام ثلثۃ ایام ولاءً (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۸۲ ج ۳) ظفیر۔

قرآن کی قسم کھانا کیسا ہے

سوال (۹۵) زمانہ حال میں قرآن شریف کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس زمانہ میں اگر کوئی قسم کھائے تو وہ شرعاً حالف سمجھا جائے گا اور اس پر تمام احکام حلف کے جاری ہوں گے کیونکہ آج کل عام طور پر حلف بالقرآن کا رواج ہے قال المحقق ابن ہمام فی فتح القدیر ثم لایخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمینا کما ھو قول الائمۃ الثلثۃ[1] الخ فتح القدیر جلد ۴۔ فقط۔

فلاں چیز نہیں رکھی تو ماروں گا اس سے قسم نہیں ہوگی

سوال (۹۶) اگر کوئی شخص اپنی بیوی سے یہ کہے کہ اگر تونے فلاں چیز گھر میں نہ رکھی تو تجھکو بہت ماروں گا اور پھر درمیان سال وہ چیز نہ ملی تو یہ قسم ہوئی اور خاوند پر نہ مارنے کی صورت میں کفارہ واجب ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ قسم نہیں ہوئی اور کفارہ اس میں واجب نہیں ہے اور زوجہ کو بھی نہ مارے اور آئندہ ایسا کلام نہ کرنا چاہیئے[2]۔

مدعا علیہ سے مدعی کی موجودگی میں حلف لینا چاہیئے

سوال (۹۷) قاضی نے مجلس قضا میں مدعا علیہ سے حلف لیا مگر مدعی کو نہیں بلایا مدعی کی غیبت میں حلف مدعا علیہ کا معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ مدعا علیہ پر یمین مدعی کے طلب کرنے سے لازم ہوتی ہے کما فی الدرمختار ولایبرھن حلفہ الحاکم بعد طلبہ اذ لابد من طلبہ

---

[1] فتح القدیر ص۲۵۴ ج۴ باب مایکون یمینا ومالایکون یمینا۔ ظفیر۔

[2] دبالتھا منعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل (الدرالمختار کتاب الایمان ص۶۲ ج۳) ظفیر

الیمین فی جمیع الدعاوی الا عند الثانی فی اربع الخ پس جبکہ طلب کرنا مدعی کا شرط ہے تو معلوم ہوا کہ مدعی کا یا اس کے وکیل کا موجود ہونا شرط ہے فقط

قسم کھانے کے بعد گو قرض خواہ مہلت دے لیکن خلاف ورزی پر کفارہ ہوگا

سوال (۹۸) زید نے قسم کھا کر کہا میں کل مطالبہ بے باق کردوں گا مگر بعض مجبوری کی وجہ سے زید نے عمر کو مہلت دینا منظور کرلیا کیا اس صورت میں زید پر کفارہ ہوگا۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید پر کفارہ قسم لازم ہے۔

ایک دفعہ حلف کی خلاف ورزی کرنے اور کفارہ دینے کے بعد دوبارہ وہ عائد نہ ہوگی

سوال (۹۹) میں نے ایک چیز کے استعمال سے عمر بھر کی قسم کھائی تھی، کہ میرے لئے اس کا استعمال کرنا عمر بھر کے لئے حرام ہے، پھر نہ رہ سکا استعمال کرکے حانث ہوگیا، یہ قسم مجھ سے منتہی ہوگئی یا نہیں، یعنی اب تو اس کے استعمال سے دوبارہ حانث نہیں ہوں گا۔

(۲) خود اس کا استعمال مباح ہے یا حرام۔

الجواب:۔ قسم منتہی ہوگئی، کفارہ کے بعد پھر اس کے استعمال سے حنث نہ ہوگا۔

(۲) مباح ہے کذا حققہ الشامی لکنہ خلاف الاولیٰ

ایمان کی قسم

سوال (۱۰۰) مسلمان کو ایمان کی قسم کھانا جائز ہے یا نہیں۔

مسلمان سے ترک موالات

سوال (۱۰۱) کافر سے ترک موالات جائز ہے مگر مسلمان سے ترک موالات کرسکتا ہے یا نہیں۔

قسم کھاکر توڑنا

سوال (۱۰۲) قسم کھاکر توڑنا کفارہ قسم کا دینا ہوگا یا

نہیں۔

الجواب:۔(۱) قسم اللہ کی کھانی چاہیئے اللہ کے سوا ر ایمان یا قرآن کی قسم نہ کھانی چاہیئے[1]

(۲) کفر اور فسق کی وجہ سے ترک موالات ہوتی ہے اور اس میں تفصیل اور درجات ہیں[2]

(۳) قسم توڑنے کی صورت میں کفارہ قسم کا دینا لازم ہے۔ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کا دونوں وقت کھانا دینا یا دس مسکینوں کو دس جوڑے کپڑے کا دینا۔ اگر یہ نہ ہوسکے تو تین روزے پے درپے رکھنا۔ فقط۔

انشاء اللہ کے ساتھ قسم کھانے سے قسم نہیں رہتی

سوال (۱۰۳) میرے والد نے مجھ سے مرغ کھانے کا عہد کرایا میں نے ان الفاظ سے عہد کیا کہ انشاء اللہ میں مرغ نہیں کھاؤں گا۔ مجھے مرغ کھانا جائز ہے یا نہ؟

الجواب:۔ جائز ہے کیونکہ انشاء اللہ کہنے سے قسم نہیں رہتی، یہ بہت

---

[1] لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۶ ج۳) ظفیر۔ [2] بلا وجہ شرعی ترک موالات مسلمانوں سے درست نہیں تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان۔ ارشاد ربانی ہے۔ ظفیر۔ [3] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث الخ وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین اوکسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلثۃ ایام ولاء (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۶ ج۳ و ص۸۳ ج۳ و ص۸۳ ج۳) ظفیر۔ [4] وصل بحلفہ انشاء اللہ بطل یمینہ (ایضا ص۹۸ ج۳) ظفیر۔

اچھا کیا کہ انشاء اللہ کہہ لیا۔

کھانا نہ کھانے کی قسم کھائی اور دودھ پی لیا کیا حکم ہے

سوال (۱۰۴) ایک شخص نے رات کو سوتے وقت غصہ میں آکر ایک شخص کے ہاتھ میں کھانا دیکھ کر یہ کہا کہ میں آج خدا کی قسم کھانا نہ کھاؤں گا بعداس کے وہ شخص ایک گلاس دودھ بھرا ہوا لایا اور سخت عاجزی سے کہا اگر کھانے کے لئے تم نے قسم کھائی ہے خیر یہ دودھ پی جاؤ اس شخص کے کہنے کی وجہ سے دودھ پی لیا آیا یہ دودھ غذا میں داخل ہے اور پینے والا حانث ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- اس صورت میں دودھ پینے سے شخص مذکور حانث نہ ہوگا۔ کما فی الشامی ؎۔ ففی البحر عن البدائع لو حلف لا یاکل ھذا اللبن فاکل الخبز او التمر او لا یاکل ھذا العسل او الخل فاکل الخبز یحنث الخ الغرض علت مذکورہ لانہ لایاکل سے صورت مستفسرہ میں عدم حنث ظاہر ہے

شرکت کی قسم کھائی مگر ناجائز امور ہوں تو کفارہ دیکر قسم توڑدے

سوال (۱۰۵) چالیس آدمیوں نے مل کر ایک پنچایت مقرر کی کہ ہر شخص آپس میں ایک دوسرے کی غمی اور شادی میں شریک حال رہیں اور اس بات پر ہر شخص نے قسم کھائی کہ جو اس پنچائت سے الگ ہو جائے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہے اب اس پنچائت میں جہاں کہیں شادی ہوتی ہے تو گانا بجانا اور ناچ وغیرہ رسوم شرک مثلاً کنگنا وغیرہ بھی ہوتی ہیں ایسی حالت میں اس پنچائت میں شامل حال رہنا کیسا ہے اور اس سے علیحدہ ہونے کی کیا صورت ہے۔

الجواب:- اس صورت میں جس غمی و شادی میں گانا بجانا اور

وغیرہ رسوم خلاف شریعت ہو اس میں شریک ہونا درست نہیں اور اس حالت میں قسم کو پورا کرنا جائز نہیں ہے۔ اور کفارہ قسم کا دیدیا جائے۔ اور یہ کہنا لغو ہے کہ جو شخص اس میں شریک نہ ہو وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی امت سے خارج ہے بلکہ شریک ہونا گنہ کی جگہ حرام ہے اور نہ شریک ہونا ضروری ہے اور ایسی قسم کا توڑنا لازم ہے [1]

ولایتی کپڑے کے عدم استعمال کی قسم سے پہلے کے کپڑے نا جائز نہیں ہوئے

سوال (۱۰۶) زید نے حلف کیا کہ میں آج سے ولایتی کپڑوں کا استعمال حرام وناجائز سمجھتا ہوں نہ استعمال کروں گا نہ خود خریدوں گا، پس جو کپڑے اس حلف سے پیشتر زید کے پاس موجود ہیں ان کا استعمال جائز ہے یا حرام؟۔

الجواب:۔ وہ کپڑے جو پہلے سے خریدے ہوئے ہیں ان کا استعمال شرعاً درست ہے لیکن اگر حلف عام الفاظ میں کیا تھا کہ آج سے ولایتی کپڑا حرام سمجھتا ہوں اور ان کا استعمال اپنے اوپر حرام کرلیا تو کفارہ قسم کا دینا پڑے گا اگرچہ وہ پہلے خریدے ہوئے بھی استعمال کرے [2]

جھوٹی قسم کھانے والے کا حکم

سوال (۱۰۷) جھوٹی قسم کھانے والے کا کیا حکم ہے ایک بزرگ نے فرمایا کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے دنیا میں خراب اور ذلیل ہوتا ہے یہ صحیح ہے یا نہیں؟ اور جھوٹی قسم کھانے والا مسکینوں کو کھانا کھلاوے تو کفارہ ادا ہوتا ہے یا حج کرنے سے؟۔

---

[1] من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر (الدر المختار علی ہامش رد المحتار، کتاب الایمان ص ۸۵ ج ۳) ظفیر [2] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (ایضا ص ۶۶ ج ۳) ظفیر

الجواب:- جھوٹی قسم کھانا عمداً گنہ کبیرہ ہے اور جھوٹی قسم کھانیوالا فاسق ہے اور جھوٹی گواہی دینے والے پر تو بہت زیادہ وعید وارد ہوئی ہے قرآن شریف میں اس کو شرک کے ساتھ اور برابر فرمایا کما قال تعالی واجتنبوا قول الزور حنفاء لله غیر مشرکین[۱] کذا ورد فی بعض الاحادیث اور نیز وارد ہوا ہے الکبائر الاشراک باللہ وعقوق الوالدین وقتل النفس والیمین الغموس[۲] رواہ البخاری وفی روایۃ انس وشھادۃ الزور بدل الیمین الغموس متفق علیہ باقی یہ امر کہ جھوٹی قسم کھانے والا بارہ مہینے کے اندر خراب و ذلیل دنیا کے اندر ہوتا ہے یہ کسی نص سے ثابت نہیں ہے اور جھوٹی قسم جو کسی گذشتہ معاملہ پر ہے اس میں کفارہ نہیں ہے صرف توبہ سے گناہ معاف ہو جائے گا۔ اور آئندہ بات پر قسم کھانا مثلاً یہ کہ قسم ہے اللہ کی میں فلاں کام کروں گا اور اس کو نہ کرے تو اس میں کفارہ ہے اور اس کا نام یمین منعقدہ ہے اور جھوٹی قسم گذشتہ امر پر جس کا نام یمین غموس ہے اس میں صرف توبہ ہی سے کفارہ ہو جاتا ہے[۳]۔ اور اگر توبہ کر کے حج بھی اس کے بعد کیا تو اور ثواب ہے اور حج سے بہت سے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔

سوال (۱۰۸) ہم لوگ شیشی بناتے ہیں اور ہماری پنچایت میں قرآن شریف اٹھایا گیا ہم نے قسم کھائی کہ کسی دوسرے کو کام نہ سکھائیں گے یہ کیسا ہے

[۱] سورۃ الحج-۴ [۲] مشکوۃ شریف [۳] وھی الخ غموس الخ ان حلف علی کاذب عمداً الخ کو اللہ ما فعلت کذا الخ ویاثم بھا نتلزمہ التوبۃ الخ ومنعقدۃ وھی حلفہ علی مستقبل آت یمکنہ وھذا القسم فیہ الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۳ ج۳ وص۶۴ ج۳) ظفیر

ہے کہ کوئی شخص باہر کے رہنے والوں کو کام نہ سکھاوے یہ خلاف شرع ہے یا نہیں۔ ایک شخص نے حلف توڑ دیا اس کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ ایسا حلف کرنا بے شک خلاف شریعت ہے[1] لیکن جو شخص اس حلف کو توڑ دے اس پر کفارہ یمین کا لازم ہے یعنی دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا پیٹ بھر کر کھلانا یا دس مسکینوں کو کپڑا دینا اور اگر اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزے متواتر رکھنا لازم ہے[2]

شادی ہونے کے باوجود جھوٹی قسم کہ شادی نہیں ہوئی

سوال (۱۰۹) اگر کوئی شخص حلفیہ بیان دے کہ میری شادی نہیں ہوئی اور نہ میں کوئی اولاد رکھتا ہوں درانحالیکہ اس کی شادی اسی جگہ ہوئی ہے جہاں سے وہ انکار کرتا ہے اور اس کے اولاد بھی ہے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ وہ شخص جھوٹی قسم کی وجہ سے گناہ گار ہوا اور کفارہ اس قسم کا توبہ کرنا ہے[3] لیکن اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج نہیں ہوئی

---

[1] لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ قال الکمال لا یخفی ان الحلف بالقرآن الآن متعارف فیکون یمیناً (در مختار) قولہ بغیر اللہ ای لا ینعقد بغیرہ تعالیٰ ای غیر اسمائہ وصفاتہ ولو بطریق الکنایۃ کما مر بل یحرم کما فی القہستانی (رد المحتار کتاب الایمان ج۳ ص۶۲) ظفیر۔ [2] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث الخ وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین او کسوتھم الخ وان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلثۃ ایام ولاءً (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ج۳ ص۶۶ و ج۳ ص۸۴) ظفیر۔ [3] وہی غموس ان حلف علی کاذب عمداً یاثم بہا فتلزمہ التوبۃ (ایضاً ج۳ ص۶۳) ظفیر۔

فلاں کام کا مرتکب ہوں تو جنت حرام کر دے یہ قسم نہیں ہے

سوال (۱۱۰) ایک شخص نے معصیت سے بچنے کیلئے یہ الفاظ زبان سے نکالے کہ اگر میں فلاں گناہ کا مرتکب ہوں تو اے اللہ جنت مجھ پر حرام کر دے اور دوزخ میں ڈال دے۔ اس کے بعد وہ چند مرتبہ اس معصیت کا مرتکب ہوا آیا یہ قسم ہے کہ کفارہ ادا کیا جائے یا توبہ کافی ہے۔

الجواب: یہ قسم نہیں ہے اور اس میں کفارہ لازم نہیں ہے۔ توبہ کرے [۱]

بار بار قسم کھائی اور خلاف ورزی کی کیا کرے

سوال (۱۱۱) ایک شخص ایک حرام فعل کرتا ہے لیکن اس نے اس فعل سے توبہ کی اور قسم کھائی کہ آئندہ ایسا کام نہ کریں گے۔ پھر وہی کام کیا اور پھر توبہ کی اس طرح کئی مرتبہ کیا۔ اب پھر توبہ کر رہا ہے تو اسکو پہلی قسموں کی بابت کیا کرنا چاہیئے۔ اور کیا کفارہ واجب ہے۔

الجواب: اس صورت میں اگر پہلے کفارہ قسم کا نہیں دیا تھا تو اب سب قسموں کا ایک کفارہ دیدینا کافی ہے [۲] اور گناہ کی معافی کے لئے توبہ صدق دل سے کرنا کافی ہے۔ اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت

[۱] ولا يقسم بصفة لم يتعارف الحلف بها من صفاته تعالىٰ كرحمته وغضبه وسخطه الخ لعدم العرف (ايضا ص۶۲ ج۳) ظفير [۲] وفي البحر عن الخلاصة والتجريد وتتعدد الكفارة لتعدد اليمين والمجلس والمجالس سواء الخ (رد المحتار) وفي البغية كفارات الايمان اذا كثرت تداخلت ويخرج بالكفارة الواحدة عن عهدة الجميع وقال شهاب الائمة هذا قول محمد قال صاحب الاصل المختار عندي اه مقدسي رد المحتار كتاب الايمان ص۶۱ ج۳۔

پیٹ بھر کر کھانا کھلائے یا دس مسکینوں کو دس جوڑے کپڑے کے دے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے متواتر روزے رکھے۔

سوال (۱۱۲) ایسا ہو تو کلام پاک کی مار ہو قسم ہے یا نہیں

دو شخصوں کے درمیان سچی محبت ہے ان میں مندرجہ ذیل عہد و پیمان ہو چکے۔ میں کلام مجید ہاتھ پر رکھ کر میں قسم کھاتا ہوں کلام مجید کی خدا کو حاضر و ناظر جان کر اگر ہم ترک تعلق کریں یا کسی کے دباؤ سے بار و کنے سے رہ کیں یا ایک دوسرے کے ساتھ برائی کریں تو ہم کو اس کلام پاک کی مار ہو اور بروز محشر حضرت کی شفاعت سے محروم رہیں اور دنیا سے کافر ہو کر اٹھیں اگر اس عہد کو کسی وجہ سے توڑا جائے تو کفارہ دینا درست ہوگا یا نہ جبکہ کفارہ دینے کی نسبت بھی بالفاظ مذکورہ بالا عہد کیا ہو۔

الجواب:- اگر بضرورت شرعیہ اس قسم اور عہد کو توڑا جائے تو کفارہ قسم کا واجب ہوگا[۱] اور اس قسم کا بالفاظ مذکورہ معاہدہ کرنا شرعاً درست بھی نہیں ہے[۲]

سوال (۱۱۳) کسی کو نکلوانے کی قسم کھائی اور کامیاب نہ ہوا تو کفارہ دے

کسی شخص نے کسی کے نکلوانے کی قسم کھائی لیکن وہ اپنے ارادے میں کامیاب نہ ہو سکا تو شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- قسم کا کفارہ دیوے جو کہ غلام آزاد کرنا یا دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا یا کپڑا پہنانا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن

---

[۱] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) ظفیر [۲] ان فعل کذا فھو یھودی او نصرانی الخ او کافر۔

کے متواتر روزے رکھے[۱]

جان کے خوف سے غلط حلف لینا کیسا ہے | **سوال (۱۱۴)** اگر زید کو کسی وجہ سے اپنی جان کا خوف ہو تو اس کو غلط حلف اٹھانا جائز ہوگا یا نہیں؟

الجواب: جان ومال وآبرو کے خوف سے جھوٹ کی اجازت ہے لیکن صریح جھوٹ نہ بولے تعریضاً درست ہے[۲]

قسم کے بعد خلاف ورزی سے حانث ہوگا | **سوال (۱۱۵)** چند لوگوں نے قسم کھائی کہ ہم نماز روزہ قضا نہ کریں گے پھر انھوں نے ان کے خلاف کیا۔ حکم شرعی کیا ہے

الجواب: جن لوگوں نے قسم کھا کر اس کے خلاف کیا اور قسم توڑ دی ان پر کفارہ قسم کا لازم ہے[۳] اور کفارہ قسم کے توڑنے کا دس مسکینوں کو کپڑا پہنانا یا دونوں وقت کھانا کھلانا اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن متواتر روزہ رکھنا چاہیئے[۴] اور تارکین نماز وروزہ پر قضا ان نمازوں اور روزوں کے لازم ہے۔ فقط۔

---

[۱] وکفارته الخ اطعام عشرة مساکین اوکسوتهم الخ وان عجز عنها کلها الخ صام ثلثة ایام ولاءً (ایضاً ص۸۲ ج۳) ظفیر [۲] الکذب مباح لاحیاء حقه ودفع الظلم عن نفسه والمراد التعریض لان عین الکذب حرام (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحة باب فی البیع ص۳۷۷ ج۵) ظفیر [۳] وفیه الکفارة الخ ان حنث (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۶ ج۳) ظفیر [۴] وکفارته الخ اطعام عشرة مساکین اوکسوتهم الخ وان عجز عنها کلها الخ صام ثلثة ایام ولاءً (در مختار) وفی الاطعام اما التملیک او الاباحة فیعشیهم ویغدیهم ولو اطعم خمسة وکسا خمسة اجزاه ذلک عن الاطعام الخ (رد المحتار کتاب الایمان ص۸۲ و ص۸۳ ج۳) ظفیر

جب تک قرض ادا نہ ہوگا روزہ رکھونگی یہ نذر نہیں

سوال (۱۱۶) میری دادی صاحبہ کی عمر ۷۲ برس کی ہے اور بوجہ ضعیفی کے نشست و برخاست بھی دشوار ہے چونکہ ان کے ذمہ چار ہزار سے زائد قرضہ دادا صاحب کے وقت کا ہے اس لیے انھوں نے متفکر ہو کر عہد کرلیا ہے کہ تا ادائیگی قرض روزہ رکھوں گی چنانچہ ایک سال سے موافق عہد کے برابر روزہ رکھتی ہیں۔ یہ صورت نذر کی ہے یا نہیں، کسی طرح دادی صاحبہ کا روزہ موقوف ہوسکتا ہے یا نہیں

الجواب:۔ یہ صورت نذر کی نہیں ہے۔ اس لئے روزہ ہمیشہ تا ادائے قرض رکھنا ان کو لازم نہیں ہے۔ پس آپ دادی صاحبہ سے کہدیں کہ وہ روزہ نہ رکھیں۔ اور قسم کا کفارہ دیدیں۔ یعنی دس مسکینوں کو کھانا کھلادیں[۱] فقط۔

خلاف قسم گورنمنٹ کالج میں پڑھنے سے کفارہ دینا ہوگا

علماء دین کے فتوی کے بموجب بندہ نے کالج کی تعلیم چھوڑ دی تھی اور والدین کو رضامند کرکے جامعہ ملیہ علیگڈھ میں داخل ہوگیا، داخل ہوتے وقت بندہ نے یہ حلف اٹھایا تھا کہ میں علمائے دین کے فتوی کے بموجب جب تک ہر ایک مسلمان پر عدم تعاون فرض ہے اس پر کاربند رہوں گا۔ اب جبکہ بندہ رخصت پر گھر پہونچا تو والدین نے مجبور کرنا شروع کیا۔ اب اسلامیہ کالج لاہور جو کہ گورنمنٹ کی امداد لیتا ہے داخل ہوجاؤں۔ مجھے اب کیا کرنا چاہیے

---

[۱] وعهد الله الخ اذا علقه بشرط على يمين او عهد ان لم يضف الى الله تعالى اذا علقه بشرط (در مختار) قوله عهد الله لقوله تعالى واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم ولا تنقضوا الايمان الخ وفي الجوهرة اذا قال عهد الله ولم يقل على عهد الله فقال ابو يوسف هو يمين وعندهما لا اه قلت لكن جزم في الخانية بانه يمين بلا حكاية خلاف (رد المحتار كتاب الايمان ص ۷۳ ج ۳) ظفير ۲ وفيه الكفارة الخ (حاشیہ رد المحتار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) ظفیر

الجواب:- امداد لینا مدارس میں گورنمنٹ سے اگرچہ درست نہیں ہے[1] لیکن ایسے مدارس اور کالجوں میں پڑھنا اگرچہ اچھا نہیں ہے مگر درست ہے، پس اگر والدین اس پر مجبور کریں کہ کالج اسلامیہ لاہور میں داخل ہو کر پڑھو تو یہ درست ہے۔ اس کو اختیار ہے لیکن اگر خلاف حلف کے کام کیا اور قسم توڑی تو کفارہ قسم کا لازم ہوتا ہے[2] اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلاوے یا کپڑا پہناوے۔ اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین روزہ متواتر رکھے۔ فقط۔

معصیت والی قسم توڑنا واجب ہے

سوال (۱۱۸) ایک عورت سے میرا ناجائز تعلق ہے عورت مذکورہ کے کہنے سے میں نے اس بات کی قسم کھائی ہے کہ اپنی زوجہ سے ہفتہ میں ایک مرتبہ سے زاید ہم بستر نہ ہونگا۔ اس گناہ سے نجات کیونکر پا سکتا ہوں۔

الجواب:- ایسے قسم کو جو کہ معصیت سے پر ہو شرعاً توڑنا واجب ہے اور تعلق ناجائز اس عورت سے چھوڑ دینا چاہیئے[3] اور کفارہ قسم کا دیدیا جاوے جو کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کھانا کھلانا ہے اور اگر یہ نہ ہو سکے تو تین دن کے روزہ متواتر رکھے جاویں[4]۔ فقط

---

[1] یہ فتوی وقتی ترک موالات کے زمانہ میں دیا جاتا تھا جب انگریزوں کی ہندوستان پر حکومت تھی اور علماء کرام نے آزادی حاصل کرنے کیلئے گورنمنٹ انگلشیہ سے ترک موالات کا فتوی دیا تھا۔ اب وہ حکم باقی نہیں رہا۔ ظفیر [2] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الایمان ص ۶۱ ج ۳) ظفیر [3] من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الایمان ص ۹۵ ج ۳) ظفیر [4] وکفارتہ الخ اطعام عشرۃ مساکین او کسوتہم الخ وان عجز عنہا کلہا الخ صام ثلثۃ ایام ولاءً (ایضاً ص ۸۲ ج ۳) ظفیر

قسم کھانا کیسا ہے | **سوال:-** (۱۱۹) حلف اٹھانا کیسا ہے

غیر اللہ کی قسم کیسی ہے | **سوال:-** (۱۲۰) سوائے خدا کے اور شئی کی قسم کھانی جائز ہے یا نہیں بینوا بالدلیل۔

الجواب:- (۱) اللہ کی قسم کھانا اگر ضرورۃً ہو تو جائز ہے لیکن بلا ضرورت اچھا نہیں ہے شامی میں ہے والیمین باللہ تعالیٰ لا یکرہ و تقلیلہ اولی من تکثیرہ[1] الخ

(۲) اللہ تعالیٰ کے سوائے اور کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے ان اللہ نہاکم ان تحلفوا بآبائکم من کان حالفاً فلیحلف باللہ او لیصمت متفق علیہ[2] اور وجہ ممانعت کی یہ ہے کہ جس چیز کی قسم کھائی جاتی ہے اس کی عظمت ملحوظ ہوتی اور عظمت کاملہ حقیقۃً اللہ تعالیٰ ہی کو ہے کسی دوسرے کو اسمیں شرکت نہیں ہے جیسا کہ مرقاۃ شرح مشکوٰۃ میں ہے الحکمۃ فی النہی عن الحلف بغیر اللہ تعالیٰ ان الحلف یقتضی تعظیم المحلوف بہ وحقیقۃ العظمۃ مختصۃ بہ تعالیٰ فلا یضاھی بہ غیرہ[3] الخ اور اصل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اس سے منع فرمادینا کافی دلیل ممانعت کی ہے۔ فقط

غیر اللہ کی قسم | **سوال** (۱۲۱) اسلام میں حلف سوائے اللہ تعالیٰ کے

---

[1] ردالمحتار کتاب الایمان ص ۶۳/۳۶۔ ظفیر [2] مشکوٰۃ ص ۲۹۶ [3] مرقاۃ المفاتیح ص ۵۵/۳۶ والحدیث وھو قولہ صلی اللہ علیہ وسلم من کان حالفا فلیحلف باللہ تعالیٰ الخ محمول عند الاکثرین علی غیر التعلیق فانہ یکرہ اتفاقاً لما فیہ مشارکۃ المقسم بہ للہ تعالیٰ فی التعظیم الخ (ردالمحتار کتاب الایمان ص ۶۳/۳۶) ظفیر۔

دوسری قسم کا جائز ہے یا نہیں۔ بصورت عدم جواز زید کا ایک موقعہ پر یہ کہدینا کہ حلف کیا چیز ہے نعوذ باللہ من ذلک (خدا کیا چیز ہے) کے ہم معنی ہوا یا نہیں۔ پس صورت آخر میں زید کے متعلق حکم شریعت سے مطلع فرمائیں

الجواب:۔ قسم اللہ تعالیٰ کی یا اس کی صفات معروفہ کی ہونی چاہیئے۔ اس کے سوا غیر اللہ کی قسم کھانا درست نہیں ہے۔ اور حلف سے غرض تاکید کلام ہوتی ہے[۱]۔ پس زید کا یہ کہنا کہ حلف کیا چیز ہے اس کی لاعلمی کی دلیل ہے گویا وہ ایفار قسم کو ضروری نہیں سمجھتا اور بعض مواقع میں ایسا ہوتا بھی ہے کہ حلف کا خیال نہ کرنا چاہیئے۔ اور اس حلف اور قسم کو توڑ دینا چاہیئے۔ جیسا کہ حدیث شریف میں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ بعض دفعہ کسی فعل پر قسم کھاتا ہوں اور پھر اسکے خلاف میں خیر دیکھتا ہوں تو اس حلف کو توڑ دیتا ہوں۔ اور فعل خیر کو کرتا ہوں اور قسم کا کفارہ دیدیتا ہوں[۲] سوال ہذا میں سائل کا یہ لکھنا کہ حلف کیا چیز ہے مرادف اور ہم معنی اسکے ہے کہ خدا کیا چیز ہے۔ غلط ہے۔ لہٰذا قائل قول مذکور کی تکفیر نہ کی جاویگی البتہ اس قائل کو ایسا نہ کہنا چاہیئے اور اس کہنے سے وہ عاصی ہوا۔ توبہ کرے اور آئندہ ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالے۔ فقط

شطرنج کے سلسلہ میں حلف | **سوال** (۱۲۲) زید نے شطرنج کھیلنے سے حلف اٹھالی ہے اگر کفارہ دینا چاہے تو کیا مقدار ہے۔

الجواب:۔ شطرنج کھیلنے کا حلف اٹھانے سے معلوم نہیں سائل کا کیا

---

[۱] والقسم باللہ تعالیٰ الخ وباسم من اسمائہ کالرحمٰن والرحیم والحلیم والعلیم الخ او بصفۃ من صفاتہ تعالیٰ کعزۃ اللہ وجلالہ الخ لا یقسم بغیر اللہ تعالیٰ کالنبی والقرآن والکعبۃ مختصراً (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۷ ج ۳) ظفیر

مطلب ہے آیا یہ حلف کیا ہے کہ نہ کھیلوں گا یا یہ کہ کھیلوں گا۔ پس اگر اس نے حلف نہ کھیلنے کا کیا ہے کہ نہ کھیلوں گا، تو یہ اچھا کیا ہے۔ اس قسم کو نہ توڑے اور اگر یہ حلف کیا ہے کہ شطرنج کھیلا کروں گا تو اس قسم کو توڑنا چاہیئے اور اس کھیل کو ترک کرنا چاہیئے کیونکہ شطرنج کھیلنا حرام ہے ۱؎ اور کفارہ قسم کا یہ ہے کہ دس مسکینوں کو دونوں وقت کا کھانا کھلاوے یا دس جوڑے کپڑے دس مسکینوں کو دے اور اگر یہ نہ ہو سکے یعنی اس کی طاقت نہ ہو تو تین روزہ متواتر رکھے۔ اور غلام آزاد کرنے کو اس لئے چھوڑ دیا کہ اس ملک میں وہ دشوار ہے۔ فقط۔

<u>قرآن ہاتھ میں لیکر حلف کرنا</u> **سوال** (۱۲۳۳) اگر کسے عمداً وقصداً قرآن شریف در دست گرفتہ معاہدہ سازد کہ ایں کار بکنم پس برخلاف آں کند در حق وی چہ حکم است کہ بنا بر دروغ نمودن قسم کلام اللہ شریف خارج از اسلام گردیدہ است وزنش مطلقہ شدہ است یانہ۔

الجواب:- آں کس عاصی شدہ است توبہ کند ۲؎ اگر حلف قرآن کردہ است وحانث شدہ است کفارہ یمین برو واجب است وکافر نہ شدہ وزنش مطلقہ نہ شدہ است۔ کذا فی الدر المختار ۳؎ فقط۔

۱؎ من حلف علی معصیۃ الخ وجب الحنث والتکفیر (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص۵۹/۳۶) ظفیر۔ ۲؎ لا یقسم بغیر اللہ تعالٰی کالنبی والقرآن والکعبۃ (در مختار) لقولہ علیہ الصلوۃ والسلام من کان منکم حالفا فلیحلف باللہ او لیذر۔ (رد المحتار کتاب الایمان ص۶۰/۳۶) ظفیر ۳؎ وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث الخ والاصح ان الحالف لم یکفر سواء علقہ بماض او آت ان کان عندہ فی اعتقادہ انہ یمین وان کان جاہلا (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص۶۶/۳۶ و ص۴۵/۳۶) ظفیر

فلاں سے جبراً نہ لوں تو میری بیوی کو طلاق اس کے بعد فلاں نے خود دیدیا

سوال :- (۱۲۴) ایک شخص نے اپنے چچا کو کہا اگر میں پچاس جو میرے تم پر ہیں جبراً نہ لوں تو میری زوجہ بہ طلاق حرام ہے۔ اب اگر یہ چچا مرضی سے روپیہ دیدے تو کیا حکم ہے اور اگر مرضی سے نہ دے اور وہ جبراً نہ لے سکے تو کیا حکم۔

الجواب :- اگر چچا رضا سے روپیہ دیدیوے تو یمین ساقط ہوئی اور وہ شخص حانث نہ ہوگا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع نہ ہوگی وکذا لو حلف ان یجرّہ الی باب القاضی ویحلفہ فاعترف الخصم اوظہر شہود سقط الیمین لتقید من جہۃ المعنی بحال انکارہ[۱]۔ درمختار۔ اور اگر وہ رضا سے نہ دے اور یہ جبراً وصول نہ کرسکے تو چونکہ یمین مطلقہ ہے اس لئے آخر حیات میں حانث ہوگا اور اسکی زوجہ مطلقہ ہوگی اگر وہ اس وقت تک زندہ رہی کذا فی الدر المختار والشامی۔ فقط

قسم کھائی کہ فلاں منکوحہ سے نکاح کرونگا کیا حکم ہے

سوال (۱۲۵) سلمہ بکر کی منکوحہ ہے خالد نے قسم کھائی کہ میں سلمہ سے نکاح کروں گا تو یہ قسم لغو ہوگی یا نہ اور خالد دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- قسم کا کفارہ دینا لازم ہے اور دوسری عورت سے نکاح کرسکتا ہے[۲]۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الیمین فی الاکل والشرب ص ۱۲۶ ج ۳ بل العلۃ فیہ انہ بعد ظہور الشہود لا یمکن التحلیف وفی البزازیۃ حلفہ لیوفین حقہ یوم کذا ولیاخذن بیدہ ولا ینصرف بلا اذنہ فاوفاہ الیوم ولم یاخذ بیدہ وانصرف بلا اذنہ لا یحنث لان المقصود ہو الایفاء اھ (رد المحتار باب ایضا)

[۲] وفیہ الکفارۃ الخ ان حنث (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۶۶ ج ۳) ظفیر

سوال (۱۲۶) خالد نے کہا کہ اگر میں سلمہ کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اس کو طلاق	فلاں عورت کے سوا دوسری عورت سے نکاح کروں تو اسکو طلاق

ہے تو اب کس حیلہ سے نکاح کر سکتا ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں طلاق اس منکوحہ پر واقع ہو جاوے گی اور حیلہ اس کا فقہاء نے نکاح بذریعہ فضولی کے لکھا ہے فلیراجع۔[1]

سوال (۱۲۷) عمر نے قسم کھائی کہ میں زبیدہ سے نکاح نہ کروں گا۔ اگر کروں تو زبیدہ	فلاں سے نکاح کروں تو اسکو طلاق بعد طلاق دوبارہ نکاح جائز ہے

کو طلاق ہے۔ اب اگر ایک مرتبہ نکاح میں لا دے گا تو طلاق پڑ جاوے گی۔ پھر دوبارہ نکاح میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ قسم ایک دفعہ میں ختم ہو جاوے گی دوبارہ نکاح زبیدہ سے کر سکتا ہے وفیہا کلہا تنحل ای تبطل الیمین ببطلان التعلیق اذا وجد الشرط مرۃ الخ۔[2]

---

[1] حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی فاجاز بالقول حنث وبالفعل لا یحنث بہ یفتی الخ کل امرأۃ تدخل فی نکاحی فکذا فاجاز نکاح فضولی بالفعل لا یحنث (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب حلف لا یتزوج فزوجہ فضولی ص ۱۸۸ ج ۳) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعلیق ص ۶۸۸ ج ۲۔

باب النذور

(نذر و منت ماننا اور اس سے متعلق احکام و مسائل)

جس جانور کی نذر کی تھی جب وہ مرجائے تو کیا کرے | **سوال (۱)** شخص مفلس حیوانے معین نذر نمود بعد چند روز حیوان منذور ہلاک شد آیا ضمانش حیوان دیگر بر شخص مذکور لازم آید یا چہ۔

الجواب:۔ ضمانش ساقط است و حیوان دیگر برو لازم التصدق نیست کما فی البدائع ان المنذورة لو هلکت او ضاعت تسقط التضحية بسبب النذر غير انه ان کان موسرا تلزمه اخرى بايجاب الشرع ابتداءً لا بالنذر ولو معسراً لا شئ عليه اصلاً۔ ردالمحتار جلد ۵[1]

بزرگ کیلئے نذر اور اسکے گوشت کا حکم | **سوال (۲)** زید نے کسی بزرگ کی نذر دو بکرے مانی اور قبر پر ذبح کئے اور گوشت تقسیم کیا آیا گوشت شرعاً حلال ہے یا حرام اور اکلین اور نذر کرنے والوں پر شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] ردالمحتار کتاب الاضحیۃ ص ۲۸۴ج ۵ / ظفیر

الجواب:۔ نذر لغیر اللہ حرام ہے اور جو جانور غیر اللہ کے تقرب کے لئے نذر مانا جاوے اور ذبح کیا جاوے وَمَا اُهِلَّ بِهٖ لِغَيْرِ اللهِ میں داخل ہے اور حرام ہے۔ در مختار میں ہے وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام الخ وفی الشامی قوله باطل وحرام) لوجوہ منھا انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانه عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق[1] الخ وفی الحدیث ملعون من ذبح لغیر اللہ الحدیث

نذر کی گائے کے بچہ کا حکم | **سوال** (۳) گائے منذورہ سے بچہ پیدا ہوا اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ بچہ بھی بحکم اس گائے منذورہ کے ہے کما فی الدر المختار کتاب الاضحیۃ ولدت الاضحیۃ ولداً قبل الذبح یذبح الولد معھا الخ وفی الشامی لان الام تعینت للاضحیۃ والولد یحدث علی صفات الام الشرعیۃ[2] الخ

متعین مقدار کھانے کی نذر اور اسکا حکم | **سوال** (۴) ایک شخص نے اس طرح نذر کی کہ اوقات طعام میں یعنی غدا اور عشاء میں سے فی وقت اگر ڈیڑھ روٹی سے زیادہ کھاؤں تو ایک روزہ نذر کا رکھوں گا لیکن یہ کہنا یاد نہیں رہا کہ فلاں تاریخ تک نذر کرتا ہوں۔ پانچ سات منٹ بعد کہہ دیا کہ فلاں روز تک نذر کرتا ہوں تو نذر کب تک مقرر ہوئی۔ آیا تمام عمر کے لئے تو نہیں ہوئی۔

الجواب:۔ اول نذر میں چونکہ کوئی لفظ دوام اور ہمیشگی کا اس نے

---

[1] رد المحتار کتاب الصوم (۱۷۵/۲) ظفیر۔ [2] رد المحتار کتاب الاضحیۃ (۲۸۱/۵ و ۲۸۲/۵)۔ ظفیر

نہیں کہا اس لئے ایک دن کے لئے وہ نذر منعقد ہوئی۔ پھر جب یہ کہا کہ فلاں روز تک یہ نذر کرتا ہوں تو اسی روز تک وہ نذر رہے گی اس کے بعد نذر لازم نہیں ہوگی[1]

نذر کی قربانی سے نفس واجب قربانی ادا نہیں ہوگی

سوال (۵) شخصے بدیں طور نذر کرد کہ اگر ثورے بمسمیٰ وشیق عند العوام والجہال از بیمارش بہ شود۔ واللہ بوقت قربانی آنرا قربانی کنم حالانکہ آں شخص مذکور تونگر است دریں صورت نذرش درست است یا نہ وبرو قربانی دیگر واجب است یا آں ثور مذکور کفایت کند۔

الجواب:۔ قال فی رد المحتار قال فی البدائع ولو نذر ان یضحی شاۃ وذلک فی ایام النحر وھو موسر فعلیہ ان یضحی بشاتین عندنا شاۃ بالنذر وشاۃ بایجاب الشرع ابتداءً الا اذا عنی بہ الاخبار عن الواجب علیہ فلا یلزمہ الا واحدۃ ولو قبل ایام النحر لزمہ شاتان بلا خلاف الخ ص۲۰۳/ج۵ کتاب الاضحیۃ[2]۔ پس بصورت مسئولہ اگر نذر مذکور قبل ایام نحر واقع شد علاوہ قربانی ثور مذکور قربانی دیگر برو واجب شود فقط

سوال کی مزید تفصیل

سوال (۶) مکرر متعلق ص۸۳۸ مندرجہ رجسٹر ہذا یاد پڑتا ہے کہ الفاظ نذر کے شروع میں یہ لفظ بھی کہا تھا کہ اگر آج سے لے کر فی وقت ڈیڑھ روٹی سے زیادہ کھاؤں الخ یہ لفظ دوام اور ہمیشگی پر دلالت کرتا ہے یا نہیں

---

[1] ومن نذر نذرًا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب ای فرض وھو عبادۃ مقصودۃ ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر لحدیث من نذر وسمی، فعلیہ الوفاء بما سمی کصوم وصلاۃ الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب فی احکام النذور ص۹۱/ج۳) ظفیر

[2] رد المحتار کتاب الاضحیۃ ص۲۷۹/ج۵۔ ظفیر

اور اس کا کہنا بھی یقینی نہیں۔

(۲) اس شخص نے جو پانچ سات منٹ کے بعد یہ لفظ کہے کہ فلاں روز تک نذر کرتا ہوں تو یہ الفاظ نذر سابق کے ساتھ ملحق ہوں گے یا جدید نذر ان الفاظ سے منعقد ہوگی۔

الجواب:۔ اگر بالفرض یہ لفظ بھی نذر کے شروع میں ہو کر اگر آج سے لے کر الخ تب بھی چونکہ کوئی لفظ دوام دہمیشگی کی نذر کا نہیں کہا اس لئے وہ نذر اسی دن کے متعلق ہوئی کیونکہ انتہا کچھ بیان نہیں کی گئی اور یہ بصورت یقین کے ہے اور شک سے کچھ حکم ثابت نہیں ہوتا۔

(۲) اور دوسرا جز نذر جدید ہے ملحق بالنذر الاول نہیں ہے اس لئے وہ نذر اسی قدر ایام کی ہوگی جو اس نے ذکر کیا۔

گائے نذر مانی اور اس کی قیمت دیدی تو نذر ادا ہوگئی

سوال (۷) زید نے نذر مانی کہ اگر میرا لڑکا پیدا ہو تو ایک گائے صدقہ کروں گا۔ لڑکا پیدا ہوا۔ زید نے گائے کی قیمت وقتاً فوقتاً فقراء ومساکین کو دیدیئے تو کیا زید نذر سے بری ہوگیا یا نہیں۔ اگر پندرہ سال میں قیمت ادا کردے تو کیا ولادت کے وقت جو قیمت گائے کی تھی وہ ادا کرے یا فی الحال جو قیمت ہو۔

الجواب: قیمت ادا کرنے سے زید بری الذمہ ہوگیا اور جس مدت میں چاہے اس کی قیمت کو صدقہ کردے درست ہے[1] اور قیمت وقت ادائیگی جو کچھ ہے وہ دینی چاہیئے۔

---

[1] نذر ان یتصدق بعشرۃ دراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدق بثمنہ (الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ج۳ ص۹۶) ظفیر۔

ہم کفو لڑکا ملنے پر ایک نذر

سوال (۸) زید نے یہ منت مانی تھی کہ اگر لڑکا مولوی میرے کفو کا مل جاوے گا تو میں منت مانتا ہوں کہ اگر لڑکا پیدا ہوا تو علم دین پڑھاؤں گا۔ وعظ پند کے واسطے چھوڑ دوں گا اور لڑکی پیدا ہوئی تو عالم سے اپنے کفو کے نکاح کر دوں گا، میری قوم میں لڑکا مولوی نہیں ملتا عمر ۲۰ یا ۲۲ برس کی ہو، اب کیا دوں۔

الجواب:۔ یہ منت شرعاً صحیح نہیں ہوئی۔ پس اپنی دختر کا نکاح جہاں مناسب سمجھے اور جس لڑکے کو لائق دیکھے کر دے۔ منت کا کچھ خیال نہ کرے۔

سماع موتی اور نذر اولیاء کرام

سوال (۹) سماع موتی اور نذر ماننا اولیاء کرام کا جائز ہے یا نہیں

الجواب:۔ سماع موتی مختلف فیہ ہے جو کہ معروف ہے اور نذر غیر اللہ کی جائز نہیں ہے[۱]

نذر پوری نہ ہوئی تو نذر کے روپے کا حکم کیا ہے

سوال (۱۰) ایک شخص کی والدہ بیمار تھی اس نے نیت کی کہ میں اللہ واسطے مسجد میں چالیس روپیہ دوں گا جب کہ اس کی والدہ بغیر

---

[۱] من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه واجب وهو عبادة مقصودة (در مختار) وفی البدائع ومن شروطه ان یکون قربة مقصودة فلا یصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة والوضوء الخ (رد المحتار کتاب ایضا ص ۹۱/ج۳) واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۷۵/ج۲) ظفیر۔

تندرست ہوئے فوت ہوگئی تو وہ روپیہ مسجد میں دیوے یا برادری کو روٹی کھلاوے

الجواب:- اس شخص کو چالیس روپیہ اللہ واسطے دینا بہتر ہے خواہ مسجد میں دیوے یا محتاجوں کو دیوے[۱] اس میں ثواب ہے مگر برادری کی روٹی میں صرف کرنا درست نہیں ہے اور اس میں کچھ ثواب نہیں ہے۔

نذر کی قربانی کا گوشت فقراء کا حق ہے

سوال (۱۱) کسی کا لڑکا بیمار ہو جاوے تو اس طرح منت مانتے ہیں کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جائے گا تو اتنے بکروں کی قربانی کروں گا۔ یہ گوشت غنی کے لئے جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- نذر کا گوشت فقراء کا حق ہے غنی کو نہ چاہیئے[۲]

منت کا گوشت خود کھانا جائز نہیں

سوال:- (۱۲) کسی شخص نے مصیبت میں منت مانی تھی کہ اے اللہ اس مصیبت سے مجھ کو نجات دے تو تیرے نام کا ایک بکرا ذبح کروں گا یا ایک روپیہ کی شیرنی تقسیم کروں گا کام پورا ہونے پر بکرا ذبح کر کے گوشت مسکینوں کو تقسیم کر دے یا خود بھی کھا سکتا ہے۔ اور یہ شخص مالدار ہے

---

[۱] من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط الخ وجد الشرط المعلق به لزم الناذر الخ کصوم وصلاۃ وصدقۃ (الدر المختار علی هامش رد المحتار احکام النذر ص۹۱ ج۳) اس سے معلوم ہوا کہ نذر ضروری تو نہیں ہے لیکن بہ نیت ایصال ثواب مسجد میں لگا دینا یا غریبوں کو دیدینا بہتر ہے۔ ظفیر۔

[۲] ناذر لمعینۃ ولو فقیراً لوذبحها تصدق بلحمها الخ ولا یاکل الناذر منها (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الاضحیۃ ص۲۷۹ ج۵ و ص۲۵۰ ج۵) وفی القنیۃ هذا التصدق علی الاغنیاء لم یصح مالم ینو ابن السبیل (ایضا کتاب الایمان ص۹۳ ج۳) ظفیر۔ اس نذر کا وہی مصرف ہے جو زکوۃ کا ہے۔ مصرف الزکوۃ الخ وهو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ (رد المحتار باب المصرف ص۶۱ ج۲) ظفیر

الجواب :- محتاجوں کو تقسیم کرنا چاہئے[1]

نذر مطلق کی گائے میں قربانی کے شرائط ہیں یا نہیں

سوال (۱۳) نذر مطلق کی گائے اور بکری مثل قربانی کے دو سالہ اور ان عیوب سے پاک اور بری ہونا شرط ہے یا نہیں۔

الجواب :- گائے و بکری وغیرہ کی نذر اسی وجہ سے صحیح ہے کہ ان جانوروں کی قربانی ہوتی ہے، لہٰذا شرائط قربانی کا پایا جانا نذر مطلق میں ضروری ہے[2] البتہ نذر معین جس کی کرے وہی متعین ہے

نذر کی قربانی میں شرائط قربانی کا لحاظ

سوال (۱۴) در جانور شرائط قربانی ملحوظ است یا نہ۔ اگر کسے نذر کرد کہ گاوے برائے خدا ذبح نماید آیا اورا ی رسد کہ گاوے برائے خدا ذبح نماید یا بلا ذبح بفقیرے بدہد

الجواب :- در جانور منذور شرائط قربانی ملحوظ خواہد بود۔ و در نذر ذبح گاؤ ذبح کردنش و صدقہ کردنش احوط است[3]

---

[1] ناذر لمعینة ولو فقیراً تصدق بلحمها الخ ولا یاکل الناذر منها (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الاضحیة ص۲۷۹ ج۵) ظفیر [2] ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاہ جاز ووجهه لا یخفی (رد محتار) ووجهه الخفی ھو ان السبع تقوم مقامه فی الضحایا والھدایا (رد المحتار کتاب الایمان ص۹۶ ج۳) [3] قال فی البدائع اما الذی یجب علی الغنی والفقیر فالمنذور به بان قال للہ علی ان اضحی شاة او بدنة او ھذہ الشاة او البدنة او قال جعلت ھذہ الشاة اضحیة لانها قربة من جنسها ایجاب الخ فتلزم بالنذر کسائر القرب والوجوب بالنذر یستوی فیه الغنی والفقیر الخ (رد المحتار کتاب الاضحیة ص۲۷۱ ج۵) ۔ ظفیر

نذر کا جانور کیسا ہو

سوال (۱۵) نذر کا جانور مثل قربانی کے ہونا چاہیئے یا نہیں

الجواب: یہی احوط ہے کہ جانور منذورہ مثل قربانی کے ہو۔ کیونکہ جانور منذورہ کو فقہاء نے بقیاس علی الاضحیہ کے تصریح کی ہے۔ شامی[1]

نذر کی نفل نماز کھڑا ہو کر پڑھے یا بیٹھ کر

سوال (۱۶) جو شخص نذر کرے اگر اللہ تعالیٰ میرا فلاں کام پورا کردے تو دس نفل پڑھوں گا تو ان نفلوں کو کھڑے ہو کر ادا کرنا واجب ہے یا بیٹھ کر بھی ادا کر سکتا ہے۔

الجواب: اگر طاقت ہے تو کھڑا ہو کر پڑھنا چاہیئے[2]

شیرینی تقسیم کرنے کی نذر اور اسکا حکم

سوال (۱۷) کسی شخص نے نذر کی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو اس قدر شیرنی تقسیم کروں گا بعد پورا ہونے کام کے شیرینی ہی تقسیم کرے یا تیل لوٹا صف وغیرہ بھی مسجد میں رکھ سکتا ہے۔

الجواب: شیرینی ہی بانٹنا ضروری نہیں ہے۔ فقراء و مساکین کو وہ رقم صدقہ کر سکتا ہے[3] مسجد میں کوئی چیز اس رقم سے خرید کر نہ دیوے[4]۔

نذر کے جانور میں عمر کا لحاظ

سوال:- (۱۸) جب کسی کا لڑکا بیمار ہوتا ہے تو ایک

---

[1] ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز ووجہہ لایخفی (در مختار) ہو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والہدایا (رد المحتار احکام النذر ص۹۶/۳) ظفیر [2] اسلئے کہ اسکا پورا ثواب ملیگا [3] نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف لفقراء غیرہا لما تقرر فی کتاب الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص بشئ (در مختار) وکذا یظہر منہ انہ لا یتعین فیہ المکان والدرہم والفقیر ہے (رد المحتار مطلب احکام النذر ص۹۶/۳) ظفیر۔ [4] کیونکہ نذر واجب التصدق جو فقراء کا حق ہے مسجد پر اسکا خرچ کرنا درست نہیں ہے ظفیر

بکرا خواہ گائے ذبح کرکے محتاجوں پر تقسیم کر دیتے ہیں یا منت مانتے ہیں کہ یا اللہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جاوے گا تو میں ایک بکرا یا گائے ذبح کرکے محتاجوں کو دونگا تو بکرا ایک سال سے کم اور گائے دو سال سے کم کی ذبح کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب:۔ اس صورت میں جب کہ نذر اور منت مانی گئی تو بکرا ایک برس کا اور گائے دو برس کی ہونی چاہیئے مثل قربانی کے[1]

گائے کے صدقہ کرنیکی نذر مانی تو عمر کا لحاظ ہوگا | **سوال (۱۹)** شخصے بازنے نمود کہ اگر خداوند کریم اورا شفاء دہد للہ یک گوسفند یا یک گاؤ تصدق خواہم کرد آیا بعد صحت گوسفند یک سالہ و گاؤ دو سالہ ضرور است یا نہ۔

الجواب:۔ عبارتے دریں بنظر نیامدہ قیاس براضحیہ می خواہد کہ گوسفند یک سالہ و گاؤ دو سالہ باشد و احوط بودنش محل تردد نیست[2]

نذر کی قربانی کے گوشت کا حکم | **سوال (۲۰)** قربانی کرنے کی نذر مانی تو اس قربانی کا سب گوشت خیرات کرنا ہوگا یا ہم خود بھی استعمال کر سکتے ہیں اور امراء کو بھی دے سکتے ہیں۔

الجواب:۔ اس کا تمام گوشت صدقہ کر دینا چاہیئے اور محتاجوں کو ہی دینا چاہیئے[3]

نذر کے جانور میں عمر کی قید | **سوال (۲۲)** زید نے نذر مانی کہ اگر میرے لڑکے کو اللہ تعالیٰ شفا دے تو میں ایک بکری یا یہ بکری۔ یا فلاں سفید بکری کو صدقہ کروں گا ان صورتوں میں عمر بکری کی مثل قربانی کے شرط ہے یا نہیں۔

---

[1] ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز الدر المختار علی ہامش رد المختار ص ۹۶ ج ۳ ظفیر [2] ایضاً [3] مصرف الزکاۃ والعشر الخ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ (رد المختار باب المصرف ص ۹۱ ج ۲) ظفیر

ماں نے بیٹے کے بیل کی قربانی نذر مانی بیٹا راضی نہیں کیا کرے

سوال (۲۲) خالد کے دو بیل بیمار ہو گئے اس کی ماں نے نذر مانی کہ اگر یہ بیل اچھے ہو گئے تو ایک بیل قربانی کروں گی جب بیل اچھے ہو گئے تو خالد اپنی ماں کو نذر پورا کرنے سے منع کرتا ہے، ایفاء نذر کیوں کر ہو۔

الجواب:۔ اس بکری میں شرائط قربانی کا لحاظ رکھنا چاہیئے البتہ اگر کسی بکری کو متعین کر دیا ہے تو اس کو ہر حال نذر کے پورا کرنے کے لئے ذبح کر کے صدقہ کر سکتا ہے خواہ شرائط قربانی اس میں پائی جاویں یا نہ پائی جاویں [۱]

(۲) خالد کے مملوکہ بیلوں میں بدون اجازت خالد کے اس کی والدہ کسی بیل کو ذبح نہیں کر سکتی بلکہ اس کو اور بیل خرید کر ذبح کر کے نذر پوری کرنی چاہیئے کیونکہ دوسرے کے ملک میں اسکو اختیار نہیں ہے پس اگر اس کی والدہ کی غرض نذر سے یہ تھی کہ انھیں دو بیلوں مملوکہ خالد میں سے ایک کو ذبح کروں گی تو وہ نذر منعقد نہیں ہوئی [۲] لقوله علیه السّلام لا نذر لابن

---

[۱] ولو قال لله علی ان اذبح جزورا واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز وجهه لا يخفى (در مختار) وهو ان السبع تقوم مقامه في الضحايا والهدايا (رد المحتار مطلب احكام النذر ص۹۶ ج۳) ظفير

[۲] نذر ان يتصدق بالف من ماله وهو يملك دونها لزمه ما يملك منها فقط هو المختار لانه فيما لم يملك لم يوجد النذر الخ قال مالي في المساكين صدقة ولا مال له لم يصح اتفاقا (درمختار) وشرط صحة النذر ان يكون المنذور ملكا للناذر (رد المحتار مطلب في احكام النذر ص۹۷ ج۳) ظفير۔

ادم فیما لا یملك الحدیث او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم اور اگر مطلق بیل کا ذبح کرنا نذر کیا تھا تو نذر صحیح ہوگئی پس اس صورت میں دوسرا بیل خرید کر نذر پوری کرے

ہر نماز کے بعد دو رکعت نفل کی نذر مانی کیا کرے

سوال (۲۳) زید نے نذر کی تھی کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہوگیا تو ہر نماز کے بعد دو رکعت نفل پڑھوں گا، بفضلہ اس کا کام پورا ہوگیا، پس زید اپنی نذر کے موافق کئی دن تک. پانچوں نذر کا دوگانہ ادا کرتا رہا، پھر کبھی کبھی قضا ہونے لگا رفتہ رفتہ بالکل چھوٹ ہی گیا، اب حساب بھی یاد نہیں رہا کہ کتنے دوگانہ قضا ہوئے اور کتنے پڑھے گزری ہوئی نذر کی نمازوں کے متعلق کیا کیا جاوے جن کا حساب بھی یاد نہیں رہا۔ اور آئندہ بھی اس نذر کے دوگانہ کو ادا کرنا لازم ہے یا اس سے بچنے کی کوئی صورت ہوسکتی ہے

الجواب:۔ اس قسم کی نذر لازم ہوجاتی ہے، اور پورا کرنا اس کا لازم ہے۔ جو دوگانہ وقت پر ادا نہیں ہوا اس کی قضا، لازم ہے[1] اور زندگی میں فدیہ دینا ان نمازوں کا درست نہیں ہے، فدیہ کی وصیت بوقت موت لازم ہوتی ہے کہ اس قدر دوگانہ میرے ذمہ رہے ان کا فدیہ میرے مال سے دیا جاوے، ہر ایک دوگانہ کا فدیہ مثل صدقۃ الفطر کی بوزن اسّی پونے دو سیر گندم تقریباً ہوتے ہیں ہر ایک دوگانہ کے عوض وارث اس قدر گندم یا اسکی قیمت ادا کریں یہ تو بعد الموت کا حکم ہے زندگی میں سوائے ادا کرنے یعنی قضا کرنے ان دوگانوں کے اور کوئی صورت خلاصی کی نہیں ہے۔ پس اب یہ کیا جاوے کہ آئندہ ہر نماز کے ساتھ دوگانہ منذورہ ادا کرے مگر جن نمازوں کے

---

[1] ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قال من نذر ان یطیع اللہ فلیطعہ (مشکوۃ باب فی النذور ص ۲۹۷ ج ۲) فیہ دلیل علی من نذر طاعۃ یلزم الوفاء بہ (حاشیۃ مشکوۃ)

بعد اس قسم کی نماز درست نہیں ہے جیسے فجر اور عصر اس میں یہ کرے کہ عصر سے پہلے پڑھ لے اور فجر کے بعد کا دوگانہ آفتاب نکلنے کے بعد یا صبح صادق سے پہلے پڑھ لیا کرے اور باقی نمازوں کے بعد اس دوگانہ کو ادا کیا کرے۔ اور گذشتہ فوت شدہ دوگانوں کا تخمینہ کرلے کہ کب سے نہیں پڑھی، ہر ایک شب وروز کے پانچ دوگانہ واجب ہیں ان کو جس طرح سہل ہو قضا کرتا رہے اور پھر اس کے اندازہ میں جس قدر باقی رہ جاویں ان کے لئے وصیت کردیوے کہ اس قدر فدیہ دوگانوں کا میرے بعد ادا کیا جاوے[1]

زیورات کے صدقہ کی نذر کی صورت میں قیمت دینا کیسا ہے؟

سوال (۲۴) حالت مرض میں مریض کی طرف سے کچھ زیورات وزر گاؤ وغیرہ صدقہ کے لئے نکالے گئے بعد صحت یابی مریض کی رائے سے ان کی قیمت طے کراکر صدقہ کرنا اور اشیاء مذکورہ اپنے صرف میں لانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قیمت کا دینا اس صورت میں درست ہے کذا فی الدر المختار[2]

مٹھائی کی نذر کی تو اس کی قیمت سے کپڑا بنا کر دینا جائز ہے

سوال (۲۵) کسی نے نذر کی کہ اگر میرا کام ہوجاوے تو میں اتنی نقدی کے بتاشے لڑکوں کو تقسیم کروں اگر یہ خیال کرکے کہ اس میں

---

[1] ولو نذر الصوم الابد فاکل لعذر فدی (در مختار) فاکل لعذر وکذا لو دونه قوله فدی لکل یوم نصف صاع من بر او صاعا من شعیر وان لم یقدر استغفر الله تعالی کما مر (رد المختار کتاب الایمان ص۹۷ ج۳) ظفیر۔
[2] وکذا یظهر منه لا یتعین فیه المکان والدرهم والفقیر لان التعلیق انما اثر فی انعقاد السببیة فقط (رد المختار ص۹۶ ج۳) نذر ان یتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغیره جاز ان ساوی کعشرة کتصدق بثمنه (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۶ ج۳ و ص۹۶ ج۳) ظفیر۔

تو چنداں نفع نہیں، کسی مسکین کو کپڑا بنا دیا یا کسی مسکین کو نقدی دیدیا تو نذر ادا ہوگئی یا نہ۔

الجواب:- اس صورت میں نذر ادا ہو جاوے گی، بتاشہ کی تخصیص نہیں ہے کذا فی الدر المختار نذر ان یتصدق بعشرۃ دراہم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدقہ بثمنہ الخ [1]

نذر کا کھانا محتاج کا حق ہے

سوال (۲۶) --- ایک شخص دانشمند فتویٰ جدیدہ ایجاد کرتا ہے کہ نذر اللہ اور ایصال ثواب کا کھانا محتاج و فقراء وغیرہ کا حق ہے، متمول اور مرفہ الحال کو ناجائز ہے، یہ صحیح ہے، یا غلط۔

الجواب:- یہ صحیح ہے، کہ نذر اللہ وایصال ثواب کا کھانا و نقد وغیرہ فقراء ومساکین کا حق ہے، امراء ورؤسا کو کھلانا نہ چاہیئے [2]

تاریخ سے پہلے نذر پوری کردے تو

سوال (۲۷) زید نے نذر مانی کہ میں اپنی بھینس کا سب دودھ گیارھویں تاریخ کا خیرات کر دیا کروں گا۔ اگر اسی قدر دودھ تاریخ معین سے پہلے خیرات کر دے تو جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- پہلے خیرات کر دینا بھی درست ہے [3]

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الایمان ص۹۶ ج۳، وص۹۷ ج۳ ظفیر ۱۲

[2] مصرف الزکوۃ الخ، وھو ایضاً مصرف لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات والواجبۃ (در المختار باب المصرف ص۷۹ ج۲) ظفیر

[3] فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بھذا الدرھم علی فلان فخالف جاز وکذا لو عجل قبلہ فلو عین شھراً للاعتکاف او للصوم فعجل قبلہ عنہ صح، وکذا لو نذر ان یحج سنۃ کذا فحج سنۃ قبلھا صح الخ۔ لانہ تعجیل بعد وجود السبب وھو النذر فیلغو التعین۔

(رد المختار کتاب الایمان ص۹۶ ج۳) ظفیر ۱۲

باپ کی بیوہ کو نذر کے روپے دینا جائز ہے

سوال (۲۸) زید نے اپنے مقصد براری کے عوض میں دس روپیہ اللہ تعالیٰ کے نام پر بطور نذر یا منت دینے کئے تھے اتفاق سے اس کی مادر جو بیوہ ہے اور سید ہے ضرورت مند ہے اگر زید وہ روپیہ اس کو دیدے تو منت پوری ہو جائے گی یا نہیں اور دراں حالیکہ وہ سیدانی ہے۔ اس کو یہ صدقہ دینا جائز ہے یا نہیں

الجواب:۔ سوتیلی ماں ہونے کی وجہ سے تو اسکو دینا نذر کے روپیہ کا ممنوع نہ تھا مگر سیدانی ہونے کی وجہ سے اس کو دینا ممنوع ہے کیونکہ نذر کے روپیہ کا حکم زکوٰۃ کا سا ہے اور مصرف نذر کے روپیہ اور زکوٰۃ کا ایک ہے[۱]

نذر کی قربانی ادا کرنے سے پہلی واجب قربانی ادا نہ ہوگی

سوال (۲۹) کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو عید الضحیٰ کے دن گائے یا بکری قربانی کروں گا اب اگر اس کا کام ہو جائے تو اس پر وہ گائے قربانی کرنا واجب ہوگا یا نہیں اگر واجب ہوگا تو جو قربانی مالک نصاب ہونے کے سبب سے واجب ہوئی تھی ادا ہوگی یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ شخص صاحب نصاب ہے کہ اس پر قربانی پہلے سے واجب ہے تو بصورت نذر کرنے اس کو دو قربانی کرنی چاہیئے کذا فی الشامی[۲]

نذر معین میں گوشت کے بجائے زندہ جانور دینا

سوال (۳۰) شخصے نذر معین کردہ است کہ

---

[۱] مصرف الزکوٰۃ الخ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر و الکفارۃ والنذر الخ (رد المحتار باب المصرف ص ۹۶/۲ ج) ظفیر

[۲] ولو نذر ان یضحی شاۃ وذلک فی ایام النحر وھو موسر فعلیہ ان یضحی بشاتین عندنا شاۃ بالنذر و شاۃ بایجاب الشرع ابتداءً (رد المحتار کتاب الاضحیۃ ص ۲۸۵/۵ و ۲۸۶/۵) ظفیر

فلاں روز یا ہر ماہ گوسفندے خواہم داد ہنوز گوسفند را ذبح کردہ مساکین را تقسیم کند یا زندہ یکے محتاج را بدہد ایں ہم جائز است یا نہ یا عوض آں... گوسفند قیمت نقد یا اناج بدہد روا باشد یا نہ۔

الجواب: خواہ ذبح کردہ صدقہ کند یا زندہ یا قیمتش را صدقہ کند ہمہ جائز است۔[1]

مسجد میں سونے کا چراغ جلانے کی منت

سوال (۳۱) عمر نے منت مانی کہ اگر میری فلاں مراد بر آئی تو اپنے پیر کے مسجد میں سونے کا چراغ جلاؤں گا بعد اس نذر پوری کرنے کے وہ چراغ مسجد کے کام میں صرف کیا جاوے یا کون مستحق ہے؟

الجواب: وہ چراغ مسجد کے صرف میں لایا جاوے۔ وہ مسجد کا ہو گیا۔

بغیر قبضہ قرضدار کو معاف کردینے سے نذر ادا نہ ہوگی

سوال (۳۲) قرضخواہ مقروض مفلس سے کہتا ہے کہ میرے بائیس روپیہ جو تمہارے ذمہ قرض ہیں ان میں سے ساڑھے بارہ روپیہ بعوض نذر معین میں نے ساقط کئے۔ قبل القبض علی القرض کیا نذر معین ادا ہو سکتی ہے۔

الجواب: نذر معین اور نذر مطلق کے مصارف وہی ہیں جو زکوٰۃ کے جیسا کہ شامی باب المصرف میں ہے وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر

---

[1] ولو ترکت الاضحیۃ ومضت ایامہا تصدق بہا حیۃ ناذر فا علی تصدق لمعینۃ ولو فقیراً ولو ذبحہا تصدق بلحمہا تصدق بقیمۃ النقصان ایضا ولا یاکل الناذر منہا فان اکل تصدق بقیمۃ ما اکل۔ الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الاضحیۃ ص ۲۸۹ ج ۵ و ص ۲۸۰ ج ۵۔

والکفارۃ والنذر الخ[1] پس جیسا کہ بطریق مذکور زکوۃ ادا نہیں ہوئی نذر بھی ادا نہ ہوگی شامی میں ہے وفی صور تین لا یجوز الاولی اداء الدین عن العین بجعله ما فی ذمة مدیونه زکوة لماله الحاضر الخ[2] وفی الدر المختار و حیلة الجواز ان یعطی مدیونه الفقیر زکوته ثم یاخذ ها عن دینه[3]

گائے کے ذبح کرنے میں نیت کا اعتبار

سوال (۳۳) زید نے اپنی بیماری میں نیت کی کہ اگر خدا شفا بخشے تو ایک گائے ذبح کر کے اہل محلہ کو کھلاؤں گا، یا عمر نے نیت کی کہ اگر میرا مقصود حاصل ہو تو دس روپیہ کی شیرینی مسجد میں مصلیوں کو کھلاؤں گا۔ اب بعد حصول مقصود اور شفائے مرض کے یہ نذر کس طرح ادا کریں اس لئے کہ اہل محلہ اور مسجد کی مصلیوں میں بہت سے صاحب نصاب بھی ہیں اگر صاحب نصاب کو بھی کھلائیں تو نذر ساقط ہو گی یا نہیں اور اس قسم کا کھانے والا اور کھلانے والا مرتکب کبیرہ ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے ولو قال ان برئت عن مرضی ھذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحها فبرئ لا یلزمه شئ الا ان یقول فلله علی ان اذبح شاۃ الخ[4] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صیغۂ نذر کا یہ ہے کہ یوں کہے کہ اللہ کے واسطے میرے ذمہ یہ ہے کہ مثلاً گائے ذبح کروں اور یہ بھی مسئلہ ہے کہ محض نیت سے نذر نہیں ہوتی جب تک زبان سے صیغہ نذر کا نہ کہے پس صورت مسئولہ میں اول تو نذر ہونے میں کلام ہے

---

[1] رد المحتار باب المصرف ص ۶۹/۲ ظفیر [2] رد المحتار کتاب الزکوۃ ص ۱۶/۲ ظفیر [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوۃ ص ۱۶/۲۔ ظفیر [4] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۵/۳ ظفیر [5] رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۶/۳۔ ظفیر۔

اور اگر فی الواقع اس نے نذر کی ہے تو پھر حکم یہ ہے کہ فقراء پر وہ گوشت صدقہ کرنا چاہیئے اہل محلہ کی قید بھی لازم نہیں ہے اور مصلیان مسجد کی تخصیص بھی ضروری نہیں ہے جن فقراء کو چاہے دیدیوے۔ در مختار میں ہے نذر لفقراء مکۃ جاز التصرف لفقراء غیرھا الخ وفی رد المحتار وکذا یظھر انہ لا یتعین فیہ المکان والدرھم والفقیر الخ ص ۷۰ جلد ۳ شامی[1] الحاصل جو کچھ نذر کیا وہ فقراء کو دینا لازم ہے اگر اس میں سے کچھ اغنیاء کو دیا گیا تو اسی قدر اور اپنے پاس سے فقراء کو دیوے ورنہ وہ مقدار نذر اس کے ذمہ واجب رہے گی اور جب کہ وہ مقدار فقراء کو دیدیوے گا تو کچھ گنہ نہ رہے گا۔

جس متعین جانور کی نذر مانی اسکا دینا کافی ہے

سوال (۳۴) کسی نے کم عمر جانور معین کی تصدق کی نذر معلق مانی اب مقصود حاصل ہوگیا فوراً اس جانور کو صدقہ کرنا چاہیئے یا اضحیہ کے عمر کے لحاظ سے دیر کریں۔

الجواب:۔ جتنی عمر کا بھی وہ جانور ہے جب کہ نذر اسی کے ساتھ معین ہے اسی کو ذبح کرنا کافی ہے[2]

مسجد میں بتاشہ تقسیم کرنیکی نذر

سوال (۳۵) کسی نے کہا کہ اگر خدا تعالی میرا فلاں کام برلاوے گا تو جامع مسجد کے مصلیوں میں پانچ سیر بتاشہ تقسیم کروں گا یہ نذر ہوگی یا وعدہ۔

الجواب:۔ یہ نذر ہوگئی لیکن تعین بتاشہ وغیرہ کی ضروری نہیں

---

[1] ردالمحتار کتاب الایمان ج ۳ ص ۹۶ ظفیر [2] تصدق ناذر بمعینة ولو فقیرا لو ذبحها تصدق بلحمها الخ (الدر المختار علی هامش ردالمحتار کتاب الاضحیة ج ۵ ص ۲۰۹) ظفیر وکذا لو ماتت فعلی الغنی غیرها لا الفقیر (در مختار) ای ولو کانت المیتة منذورة بعینها لما فی البدائع ان المنذورة لو هلکت او ضاعت تسقط التضحیة بسبب النذر غیر انه ان کان موسرا تلزمه الاخری بایجاب الشرع ابتداء لا بالنذر ولو معسرا لا شیء علیه اصلا (ردالمحتار کتاب الاضحیة ج ۵ ص ۲۸۲)

اس کی قیمت کو بھی صدقہ فقراء پر کر سکتا ہے اور جامع مسجد کی بھی تخصیص نہ ہو گی کما فی الدر المختار والشامی[۱]

لڑکا کی سلامتی پر نذر

سوال (۳۶) زید نے نذر قبول کی کہ اگر میرا لڑکا زندہ و سلامت رہے تو بعد نو سال کے نو روپیہ کی شیرینی اللہ نام کی یا کھانا پکا کر مساکین و اقارب کو تقسیم کروں گا اب زید اس روپیہ کی شیرنی اور کھانا ہی تقسیم کرے یا تعمیر و صرف طلبہ میں دے سکتا ہے یا نہ

الجواب:۔ شیرینی اور کھانے کی تخصیص لازم نہیں ہے. نقد بھی فقراء کو دے سکتا ہے. کذا فی الدر المختار لیکن تعمیر مسجد میں صرف کرنا اس کا درست نہیں ہے اور طلبہ مساکین کو دے سکتا ہے[۲].

مسجد میں جو زمین دی اسمیں مدرسہ بنانے کا حکم

سوال (۳۷) ایک شخص نے جو کچھ زمین نذر اللہ دیا یا مسجد میں دیا یا بزرگوں کے ایصال ثواب کیلئے دیا اور کوئی کچھ زمین وقف دیا، اب بستی کے کل آدمیوں نے متفق ہو کر زمین مذکور کی آمدنی سے ایک مکتب بنایا اور ایک استاد پڑھانے کیلئے مقرر کیا اور زمین مذکورہ کی آمدنی سے استاد کو تنخواہ دی جاتی ہے درست ہے یا نہیں.

الجواب:۔ زمین موقوفہ کی آمدنی اس کام میں صرف ہونی چاہیے جس

---

[۱] نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف لفقراء غیرھا لما تقرر فی کتاب الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص بشیء (در مختار) والنذر عن اعتکاف او حج او صلاۃ او صیام وغیرھا غیر المعلق ولو معینا لا یختص بزمان ومکان ودرھم وفقیر فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بھذا الدرھم علی فلان فخالف جاز (رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۶ ج ۳) ظفیر۔ [۲] فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بھذا الدرھم علی فلان فخالف جاز (رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۶ ج ۳) ظفیر۔

کام کیلئے واقف نے اس زمین کو وقف کیا ہے پس جو زمین مسجد کی ضروریات پوری کرنے کے لئے ہے وہ آمدنی اس میں صرف کی جاوے اور جو زمین فقراء میں صرف کرنے کو وقف کی جاوے اس کی آمدنی فقراء و مساکین پر صرف کی جاوے طلبہ مساکین بھی اس کا مصرف ہیں مگر تنخواہ مدرس اس میں سے دینا درست نہیں ہے۔

اونٹ کی نذر مانی اونٹ نہ ملے تو کیا کرے

سوال (۳۸) زید نے یہ منت مانی تھی کہ یا اللہ اگر فلاں مقصود میرا حاصل ہو تو ایک اونٹ قربانی کروں گا۔ اب وہ مقصود حاصل ہو گیا اور اونٹ وہاں پر نہیں ملتا، اگر زید اونٹ کی قیمت خیرات کر دے تو نذر ادا ہو گی یا نہیں۔

الجواب۔ در مختار میں ہے کہ اگر کسی نے نذر کی کہ میں اونٹ ذبح کروں گا تو وہ سات بکرے ذبح کر سکتا ہے ولو قال للّٰہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز الخ در مختار[۱]

نذر کے جانور سے فائدہ حاصل کرنا

سوال (۳۹)

انتفاع از حیوان منذورہ جائز باشد یا چہ و بچہ اش بحکم ام باشد یا نہ۔

الجواب۔ انتفاع از حیوان منذورہ درست نیست و بچہ اش بحکم ام باشد کما فی الشامی لان الام تعینت للاضحیۃ والولد یحدث علی صفات الام الشرعیۃ ومن المشائخ من قال ھذا فی الاضحیۃ الموجبۃ بالنذر او ما فی معناہ کشراء الفقیر والافلا الخ ص۲۰۵ ج۵ کتاب الاضحیۃ[۲]

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المختار مطلب احکام النذر ص۹۶ ج۳ ظفیر

[۲] رد المحتار کتاب الاضحیۃ ص۲۸۳ ج۵ ظفیر۔

چرس کی نذر صحیح نہیں

سوال (۴۰) میری پھوپی بیمار تھی لوگوں نے کہا کہ سائیں سہیلی بابا کی زیارت پر جانا اور چرس نذر کرنا، خدا کے فضل سے میری پھوپھی صحت یاب ہوگئی اب وہ زیارت مذکور جس جگہ ہے وہاں بطور سیاحت جانا چاہتی ہے اس بارہ میں کیا حکم ہے، آیا چرس کا ثواب پہنچا دے یا نقد کا یا کچھ نہیں۔

الجواب:- چرس کی نذر صحیح نہیں ہے اور چرس چڑھانا گنہ ہے، ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی، پس نہ چرس دینا لازم ہے نہ نقد، نہ کچھ اور چیز دیلسے تبرعاً اگر ان بزرگ کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی محتاج کو نقد یا کھانا وغیرہ دیدیوے تو اس میں کچھ مضائقہ نہیں ہے مگر چرس نہ دیوے اور پھوپھی کو اگر بطریق سیر و سیاحت اپنے ہمراہ لے جاؤ اور کوئی امر خلاف شریعت واقع نہ ہو تو درست ہے[1]

بیمار نذر بعد صحت پوری کرے اور صحت نہ ہونے کی صورت میں فدیہ دے

سوال (۴۱) ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہوگیا تھا، اس نے چھ مہینہ کے روزہ پے در پے رکھنے کی نذر مانی، اللہ تعالیٰ نے اسکے شوہر کو نجات بخشی، ہندہ ایفار نذر میں تاخیر کرتی کرتی رہی کہ سخت بیمار ہوگئی، اب وہ کیا کرے۔

الجواب:- انتظار صحت کا کرے بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اسکے مال میں سے اس کے ورثہ فدیہ ادا کریں اور فدیہ ایک روزہ کا مثل فطرہ کے ہے۔ زندگی میں اسکو فدیہ دینا درست

---

[1] من نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وکان من جنسہ واجب الخ وھو عبادۃ مقصودۃ (در مختار) وفی البدائع ومن شروطہ ان یکون قربۃ مقصودۃ فلا یصح النذر بعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ والوضوء والاغتسال و دخول المسجد ومس المصحف والاذان وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک۔ (رد المحتار احکام النذر ص ۹۱ ج ۳)

نہیں، یعنی اس فدیہ سے روزہ ادا نہ ہوں گے، تندرست ہو کر پھر روزہ رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا وقضوا لزومًا ما قدروا بلا فدیة ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیة[1] الخ فقط

صحت کیلئے فدیہ جائز ہے

سوال (۴۲) عوام و خواص میں دستور ہے کہ بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرتے ہیں۔ اور بظاہر ان کی نیت فدیہ کی ہوتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جائز ہے[2]۔

گائے ذبح کرنیکی نذر میں عمر کا لحاظ ہوگا

سوال (۴۳) ایک شخص نے اپنے اوپر نذر کی کہ اگر فلاں کام پورا ہو جاوے تو ایک گوُرو یعنی بقر خدا کے واسطے ذبح کر کے تقسیم کروں گا اب کام پورا ہو گیا، نذر ادا کرنا واجب ہے مگر اس طرف چند علماء میں تفرقہ عظیم واقع ہو گیا۔ ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ گوُرو یعنی بقر جس عمر کا ہو ذبح کر دینا چاہیئے۔ دوسرے گروہ کے علماء یہ کہتے ہیں کہ جو شرائط قربانی میں ہیں وہ اس نذر کے جانور میں بھی ہوں گی ورنہ نذر ادا نہ ہوگی ان دونوں قولوں میں سے کس کا قول عندالشرع صحیح ہے۔ اور گورو اسے کہتے ہیں جو بڑا اور جوان ہو۔ بینوا توجروا۔

---

[1] نذر صوم شهر معين لزمه متتابعا لكن ان افطر فيه يوما قضاه وحده وان قال متتابعا بلا لزوم استقبال لانه معين (در مختار) لان شرط التتابع فى شهر بعينه لغو لانه تتابع لتتابع الايام الخ واما اذا كان الشهر غير معين فان شاء تابعه وان شاء فرقه (رد المحتار ج ۳ ص ۹۶)

[2] ولو قال ان برأت من مرضى هذا ذبحت شاة او على شاة اذبحها فبرئ لايلزمه شئ الخ الا اذا زاد واتصدق بلحمها فيلزمه لان الصدقة من جنسها فرض وهى الزكاة الدر المختار على هامش رد المحتار احكام النذر ج ۳ ص ۹۵) ظفير

الجواب:- قال فی الدر المختار ولو قال للہ علیّ ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز فی مجموع النوازل ووجھہ لایخفی قولہ ووجھہ لا یخفی) ھو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والھدایا ط[۱] اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرائط قربانی کا لحاظ اس میں ضروری ہے۔ فقط۔

سوال (۴۴) زید نیت کرتا ہے کہ اگر میری فلاں دکان یا مکان کرایہ پر چڑھ جاوے گا تو اس کی ایک ماہ کا کرایہ اللہ کے واسطے دوں گا۔ اب وہ مکان یا دکان کرایہ پر چڑھ گیا زید اسکے ایک ماہ کا کرایہ کو حسب وعدہ مصرف خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے ایسے نذر کو اللہ کے واسطے کھانا پکوا کر طلبہ مساکین وغیرہ کو کھلا سکتا ہے یا نہیں اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے یا نہیں اور اپنے عزیز واقارب کو کھلا سکتا ہے یا نہیں، کسی مسجد کی تعمیر یا مدرسہ کی تعمیر میں یا چاہ میں اسکو لگا سکتا ہے یا نہیں، آیا اس کو ایسا اختیار ہے یا نہیں کہ اس رقم موعودہ کو جس کار خیر میں چاہے لگا دے۔

صرف نذر کی نیت سے نذر واجب نہیں ہوتی

الجواب:- زید نے اگر محض ایسی نیت کی ہے اور زبان سے کچھ نذر نہیں کی اس حالت میں زید پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ اگر تبرعاً کچھ بطور صدقہ محتاجوں وغیرہم کو کھلا دیوے تو اچھا ہے، اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے عزیز واقارب کو بھی کھلا سکتا ہے اور جو رقم چاہے مسجد میں بھی لگا دیوے کار ثواب ہی ہے اور اگر زبان سے نذر اور منت مانی ہے کہ بصورت مذکورہ میرے ذمہ ہے کہ اللہ کے واسطے ایک ماہ کا کرایہ دونگا تو پھر اس تمام رقم کو مساکین و فقراء کو دینا ضروری ہے

[۱] ردالمحتار کتاب الایمان ص۹۶ ج۳ - ظفیر - (باقی اگلے صفحہ پر)

اگر اسی رقم کا کھانا پکوا کر کھلاوے تو تمام محتاجوں کو ہی کھلاوے خود اس میں سے نہ کھاوے اور نہ احباب اغنیاء کو کھلاوے اور نہ مسجد میں لگاوے ۔ غرض نذر کا یہ حکم ہے کہ صدقہ کرنا مساکین پر واجب ہے[1] اور اگر نذر نہ ہو تو پھر اختیار ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا ۔ فقط

نذر مانی کہ ایسا ہو گا تو قرآن ختم کروںگا

سوال (۵۰۴) ایک شخص نے نذر کی کہ لڑکے کو آرام ہو جائے تو دس حافظوں سے ایک قرآن شریف ختم کراؤں گا اور دل میں یہ بھی ہے کہ ان کو کھانا بھی کھلاؤں گا ، اس صورت میں نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں ۔

الجواب :۔ یہ نذر لازم نہیں ہوئی[2]

---

[1] من نذر نذراً مطلقاً او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب الخ ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر الخ کصوم و صلاۃ و صدقۃ الدر المختار ای لزمہ الوفاء (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱) گویا زبان سے کہنا شرط ہے صرف دل میں سوچنے سے کچھ نہیں ہوتا ۔ ظفیر [2] نذر کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا ہے ۔ مصرف الزکوۃ والعشر وھو ایضا مصرف لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبۃ (رد المحتار باب المصرف ج ۲ ص ۸۰) ظفیر ۔ [2] من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب وھو عبادۃ مقصودۃ ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر الخ کصوم و صلاۃ وصدقۃ الخ ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسہ فرض کعیادۃ المریض و دخول مسجد الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱)۔ ظفیر ۔

نیاز بنام حضرت حسینؓ کا حکم

سوال (۲۶۴) ایک شخص واسطے اللہ کے بایں طور نذر کی کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میں اللہ کے واسطے نیاز کردوں اور ثواب حضرت امام حسینؓ کی روح کو پہنچاؤں، اب میرے بیٹا ہوا اور میں نے ہر سال ایک ہنسلی بنوا کر رکھ لی اب وہ پوری ہو گئی ہیں۔ میں چاہتا ہوں کہ واسطے اللہ ثواب امام حسین کی روح کو پہنچا دوں۔ یہ صورت جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ایسی نذر جس میں اموات کا تقرب ہو بالاتفاق باطل اور حرام ہے للاجماع علی حرمۃ النذر للمخلوق ولا ینعقد الخ[۱] پس امام حسینؓ کے ایصال ثواب کی نذر کرنا شرعاً صحیح نہیں ہوئی اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیئے۔ جو نذر اللہ کے واسطے کی جاوے وہ خالص اللہ کے لئے ہونی چاہیئے اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہ کرنی چاہیئے پس یہ نذر جو سائل نے کی ہے اس میں تقرب لغیر اللہ کا شائبہ معلوم ہوتا ہے اس سے توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ ایسی نذر نہ کرنی چاہیئے نذر خاص اللہ کے لئے ہونی چاہیئے اگر خالص اللہ کے لئے نذر مانی جاوے تو لازم ہوتی ہے اور مصرف اس کا فقراء اور مساکین ہیں، یہ طریق جو سائل نے نذر کا خیال کیا خلاف شرع ہے اور ہنسلی وغیرہ بنوانا اور بچہ کو پہنانا حرام ہے یہ جاہلوں کی رسوم ہیں۔ اللہ تعالیٰ بچاوے۔

---

[۱] ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض وتشییع جنازۃ ودخول مسجد الخ لانہ لیس من جنسہا فرض مقصود وہذا ہو الضابط وفی البحر شرائطہ خمس، فزاد ان لایکون معصیۃ لذاتہ (در مختار) واما کون المنذور معصیۃ یمنع انعقاد النذر، فیجب ان یکون معناہ اذا کان حراما بعینہا ولیس فیہ جہۃ قربۃ (رد المحتار مطلب احکام النذر ج ۳ ص ۹۲) ظفیر

قربانی کی نذر میں قربانی ضروری ہے یا قیمت بھی دے سکتا ہے

سوال (۴۷) میری ہمشیرہ جہاز میں سخت بیمار ہوئی، منت مانی کہ اگر خیریت سے جائے قیام پہنچی تو قربانی کرونگا۔ الحمد للہ کہ خیریت سے پہنچی، آیا منت جو مانی ہے وہ قربانی ہی کرنے کی صورت میں پوری ہوسکتی ہے یا وہی قیمت کسی یتیم خانے وغیرہ میں دیجاسکتی ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ منت جو قربانی کی ہے تو قربانی ہی کرنی چاہیئے۔ قربانی سے یہ منت پوری ہوگی [۱] فقط۔

نذر معین میں عمر کی قید

سوال (۴۸) نذر معین میں شرط ایک سالہ ہے یا نہیں منذور شاۃ ہو۔

الجواب:۔ مشروط ہے [۲]۔

مٹھائی کی نذر میں کوئی بھی مٹھائی تقسیم کرنا درست ہے

سوال (۴۹) مٹھائی منت مان کر اس کی قیمت کسی کو دی اور کہا کہ تم فلاں مٹھائی منذور خرید کر تقسیم کردینا، آخذ نے اس مٹھائی منذور کی جگہ اور مٹھائی تقسیم کردی تو جائز یا ناجائز۔

الجواب:۔ جائز ہے [۳]۔

---

[۱] قال فی البدائع ولو نذر ان یضحی شاۃ وذلک فی ایام النحر وهو موسر فعلیه ان یضحی بشاتین عندنا شاۃ بالنذر وشاۃ بایجاب الشرع ابتداءً (رد المحتار کتاب الاضحیۃ ص ۲۷۹ ج ۵) ظفیر۔ [۲] ولو قال للّٰہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مکانه سبع شیاه جاز وجهه لا یخفی (در مختار) وهو ان السبع تقوم مقامه فی الضحایا والهدایا (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶ ج ۳) ظفیر۔ [۳] وکذا یظهر منه انه لا یتعین فیه المکان والدرهم والفقیر لان التعلیق انما اثر فی انعقاد السببیة فقط (رد المحتار مطلب احکام النذر ص ۹۶ ج ۳) ظفیر۔

نذر میں اسکی قیمت غیر مستحق کا لینا جائز نہیں

سوال (۵۰) بتاشہ مان کر اس کی قیمت کسی کو دی اور کہا کہ تم اس قیمت سے بتاشہ خرید کر کے غریبوں کو دیدینا، اب آخذ قیمت کو جائز ہے کہ قیمت کو اپنے تصرف میں لائے اگر نہیں تو کیا بتاشہ ہی دینا واجب ہے اگر اور کوئی مٹھائی بتاشہ کی جگہ تقسیم کردے تو نذر پوری ہوجاوے گی یا نہیں۔

الجواب:۔ خود رکھنا درست نہیں اور تبدیل مٹھائی جائز ہے کما مر[۱]

نذر کی مٹھائی غیر مستحق کیلئے درست نہیں

سوال (۵۱) صاحب نصاب کو نذر کا بتاشہ وغیرہ جو غیر مفروضات میں سے ہے کھانا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ نذر کے مصارف وہی ہیں جو زکوۃ کے ہیں، پس اغنیار کیلئے درست نہیں ہے کما فی الشامی باب المصرف ای بیان مصرف الزکوۃ وہو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ[۲]

منت کا روپیہ محتاج کو دینا چاہیئے مجلس امام حسین پر خرچ نہ کرے

سوال (۵۲) ایک شخص نے منت مانی کر اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں میلاد شریف یا مجلس امام حسینؓ کروں گا۔ کام ہوجانے پر منت کے روپیہ کا مناسب صرف کس شکل میں ہونا چاہیئے۔

الجواب:۔ مسلمان محتاجوں کو دیدینا چاہیئے، مجالس مذکورہ میں صرف نہ کرے[۳]

---

[۱] مصرف الزکوۃ والعشر الخ وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر الخ (ردالمحتار باب المصرف ص۷۹/ج۲) [۲] دیکھئے ردالمحتار باب المصرف ص۷۹/ج۲) ظفیر۔ [۳] مصرف الزکوۃ والعشر الخ وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر الکفارۃ والنذر الخ (ردالمحتار باب المصرف ص۷۹/ج۲) ظفیر

چادر چڑھانے کی نذر درست نہیں | **سوال (۵۳)** ایک شخص نے نذر مانی کہ بغداد میں حضرت پیران پیر شیخ عبدالقادر جیلانیؒ کے مزار پر ایک غلاف چڑھاؤں گا تو اس پر اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں۔ اور اگر یہ شخص اس غلاف کی بقدر روپیہ حضرت پیران پیر کی روح کو ثواب پہنچانے کی غرض سے کسی مصرف خیر میں صرف کرے تو یہ درست ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ نذر لازم نہیں ہے اور اس کا پورا کرنا درست بھی نہیں ہے اگر وہ شخص اس قدر روپیہ کسی مصرف خیر میں صرف کر کے اس کا ثواب حضرت پیران پیرؒ کو پہنچاوے تو یہ جائز ہے، حدیث شریف میں ہے لا وفاء لنذر فی معصیۃ ولا فیما لا یملک العبد رواہ مسلم وفی روایۃ لا نذر فی معصیۃ اللہ۔ فقط[۱]

نذر میں جب شرط نہ پائی جائے تو کیا کرے | **سوال (۵۴)** ایک شخص کا بیل قریب المرگ تھا۔ اس نے یہ نذر مانی کہ اگر یہ بیل اچھا ہو گیا تو باپ کے انتقال کے بعد اس کو ذبح کر کے لوگوں کو کھلاؤں گا۔ پس وہ اچھا ہو گیا اور اب تک والد زندہ ہے اور بیل فی الحال مرنے والا ہے ایسی حالت میں ادائے نذر کی کیا صورت ہے اور نذر لازم ہے یا نہ۔

الجواب: اس صورت میں شرط نہ پائے جانے کی وجہ سے نذر لازم نہیں ہے، اصول فقہ میں حنفیہ کا یہ قاعدہ ہے جس چیز کی تعلیق شرط کے ساتھ کی جاوے گویا اس پر تکلم شرط کے بعد ہوتا ہے[۲]

---

[۱] مشکوۃ کتاب الایمان والنذور ص ۲۹۶۔ ظفیر [۲] من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط الخ ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحدیث من نذر وسمی فعلیہ الوفاء بما سمی (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۱ / ۳۶) ظفیر

مسجد بنانے کی نذر کا حکم **سوال** (۵۵) ایک عورت کا لڑکا بیمار تھا اس نے یہ نذر مانی کہ اگر میرا لڑکا اچھا ہو جاوے تو ایک مسجد بناؤں گی۔ مسجد کا طول و عرض کتنا ہونا چاہیئے، اگر مسجد نہ بناوے بلکہ اس روپیہ سے مسجد قدیم کی مرمت کرادے تو جائز ہے یا نہیں، نذر ادا ہو جاوے گی یا نہ۔ اور یہ بھی نذر کی تھی کہ مسجد میں چاندی کا چراغ جلاؤں گی اس کے متعلق کیا حکم ہے اور ایک بزرگ کے مزار پر جا کر یہ کہا تھا کہ میرا لڑکا اچھا ہو جاوے تو شیرینی چڑھاؤں گی، تو قبر پر شیرنی چڑھانا اور اس شیرینی کو کھانا کیسا ہے؟۔

الجواب:۔ مسجد بنانے کی نذر صحیح نہیں ہوئی۔ پس اس کو مسجد بنانا ضروری نہیں ہے اور کچھ طول وعرض کی قید ملحوظ نہیں ہے، اگر اس کا دل چاہے مسجد بنا دیوے خواہ کتنا ہی طول وعرض رکھے اور اگر نہ بناوے یہ بھی درست ہے اور مسجد قدیم کی اگر درستی کر دے یہ بھی درست ہے[۱] مگر لازم یہ بھی نہیں ہے اور چاندی کا چراغ رکھنا مسجد میں اور اس کا استعمال کرنا بھی حرام ہے یہ نذر بھی لازم نہیں ہوئی اور قبر پر شیرینی چڑھانے کی نذر بھی لازم نہیں ہوئی اور یہ درست بھی نہیں ہے[۲] اگر یہ غرض ہو کہ فقراء مزار کو دی جاوے گی تو نذر صحیح ہے اور لازم ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ انھیں فقراء کو دیوے دوسرے محتاجوں کو بھی دے سکتا ہے اور ان محتاجوں کو اس کا کھانا درست ہے[۳]

---

[۱] ومن شروطه (ای النذر) ان یکون قربة مقصودة فلا یصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة الخ وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلك وان کانت قربا الا انها غیر مقصودة اه (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص $\frac{91}{3}$) ظفیر

[۲] قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا وفاء لنذر فی معصیة ولا فیما لا یملك العبد وفی روایة لا نذر فی معصیة الله رواه مسلم (مشکوة باب فی النذور ص $\frac{297}{2}$) ظفیر [۳] نذر لفقراء مکة جاز الصرف لفقراء غیرها اه الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص $\frac{96}{3}$) ظفیر

نذر کی متعدد صورتیں

سوال (۵۶) اس طرح نذر کرنا کہ اگر میرا فلاں کام پورا ہو جاوے تو فلاں پیر کو یا عالم کو یہ چیز دونگا یہ نذر صحیح اور منعقد ہوئی یا نہیں۔

(۲) اگر یہ نذر کرے کہ خداوندا میرا فلاں کام پورا ہو جاوے تو فلاں بزرگ کو اللہ کے واسطے اس قدر فلاں چیز دوں گا یہ نذر صحیح ہے یا نہیں، بر تقدیر صحت منذور اسی بزرگ کو دینا ضروری ہے یا دوسروں کو بھی دے سکتا ہے

(۳) اگر یہ نذر کرے کہ خداوندا اگر میرا فلاں کام پورا ہو جاوے تو فلاں بزرگ یا عالم کو فلاں چیز دوں گا۔ یہ نذر صحیح ہے یا نہیں۔

الجواب: پہلی اور تیسری صورت میں نذر منعقد نہیں ہوئی اور دوسری صورت میں نذر ہو گئی مگر تخصیص اس بزرگ کی کچھ نہیں ہے جس کو چاہے وہ مقدار صدقہ کر دے فی الدر المختار نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف لفقراء غیرھا الخ[1] فقط

اتنے روپے سے اللہ کی نیاز کی وصیت کی کیا حکم ہے

سوال (۵۷) اگر کوئی شخص وصیت کرے کہ ان اسی روپیوں کو نیاز اللہ کر دینا اب ان روپیوں کو مسجد میں لگایا جائے تو کچھ حرج تو نہیں ہے۔ اور اگر کسی نے اس واسطے روپیہ جمع کیا کہ حج کو جاؤں اور نیت تام ہے مگر بوجہ لڑائی کے نہیں جا سکا تو اگر مسجد کی تعمیر میں روپیہ خرچ کر دے تو جائز ہے یا نہیں اور اس کے ذمہ سے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ص ۹۶/۳۔ نذر ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرئ یلزمہ شئ لان الذبح لیس من جنسہ فرض الخ فلا یصح الا اذا زاد و اتصدق بلحمھا فیلزمہ لان الصدقۃ من جنسھا فرض (ایضا ص ۹۵/۳)۔ ظفیر

حج ساقط ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ پہلی صورت میں فقراء کو صدقہ کرنا چاہیئے، مسجد کے تعمیر میں نہ لگاوے[1] اور ثانی صورت میں اس روپیہ سے مسجد تعمیر کرسکتا ہے[2] اور حج فرض بدون کئے ساقط نہ ہوگا البتہ بصورت عدم امن طریق جانا حج کیلئے ضروری نہ رہے گا۔ جب امن ہوجاوے جانا ضروری ہے اور فرضیت باقی ہے جس وقت موقع جانے کا ملے چلا جاوے فقط

نذر کا مصرف کیا ہے

سوال (۵۸) فتاوی مولانا عبدالحی صاحب میں ہے کہ نذر کی شیرینی کا مصرف محتاج وفقیر ہے۔ امیر کو اس کا کھانا روا نہیں تو ناروا کے کیا معنی ہیں۔

الجواب:۔ مولانا عبدالحی صاحب کا فتوی صحیح ہے امیر کو اس مٹھائی کا کھانا روا (جائز) نہیں ہے مساکین کو دیدینا چاہیئے اور کسی مسجد کے نمازیوں کی تخصیص شرعاً باطل ہے جس مسجد یا غیر مسجد کے فقیروں کو چاہے دیدے اور مٹھائی کی جگہ نقد دیدے یا کھانا کھلادے[3] اور ناروا کے معنی حرام کے ہیں

---

[1] من نذر نذرا مطلقا الخ وکان من جنسه واجب ای فرض الخ ووجد الشرط لزم الناذر لحدیث من نذر وسمی فعلیه الوفاء بما سمی (ایضاً ص ۹۱ ج ۲) نذر کا مصرف وہی ہے جو زکوۃ کا ہے اسلئے مسجد میں لگانا درست نہیں مصرف الزکاۃ میں صراحت ہے وھو البنا مصرف لصدقة الفطر والکفارة والنذر الخ (رد المختار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر [2] یہ نذر نہیں ہے بلکہ اپنا ذاتی روپیہ ہے وہ کار خیر تعمیر مسجد میں لگا سکتا ہے ثواب پائیگا من بنی مسجدا لله تعالی بنی الله له بیتا فی الجنة او کما قال۔ ظفیر۔ [3] مصرف الزکوة الخ وھو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر (رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر

زبان سے کہنا نذر کیلئے ضروری ہے

سوال (۵۹) فدوی نے جمعہ کی شب میں کسی قسم کی دعا مانگی اور اسی کے ساتھ یہ بھی ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا وہ کام پورا ہو گیا اور روزہ نذری قریب ۹ بجے دن کے یاد آیا اسی وقت نیت روزہ کی کرلی تو دن میں نیت کرنے سے روزہ ہوا یا نہ۔

الجواب:۔ اگر محض دل میں یہ ارادہ کیا کہ کام پورا ہونے پر ایک روزہ رکھوں گا تو یہ نذر نہیں ہے نذر اس وقت ہوتی ہے کہ زبان سے یہ کہے کہ اگر فلاں کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے ایک روزہ رکھوں گا یا میرے ذمہ نذر ہے کہ ایک روزہ رکھوں گا۔ بہر حال اگر نذر کے الفاظ اس نے زبان سے کہے ہیں تو یہ نذر مطلق ہے اس میں رات سے نیت کرنے کی ضرورت ہے دن میں نیت کرنے سے روزہ نذر کا ادا نہ ہوگا اور اگر زبان سے کچھ نہیں کہا محض نیت دل میں اور ارادہ روزہ کا کیا ہے تو وہ نفلی روزہ ہے اسکی نیت دن میں بھی دوپہر سے پہلے پہلے ہو سکتی ہے[1]

---

[1] من نذر نذرا مطلقا وكان من جنسه واجب اى فرض وهو عبادة مقصودة الخ وجد الشرط لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى (در مختار) مثل لله على صوم سنة فتح وانا دانه يلزمه ولو لم يقصده (رد المحتار كتاب الايمان ص ۹۱/۳ج) فيصح اداء صوم رمضان والنذر المعين والنفل بنية من الليل الى الضحوة الكبرى لا بعدها الخ والشرط للباقى من الصيام قران النية للفجر ولو حكما وهو تبييت النية للضرورة وتعيينها لعدم تعين الوقت (در مختار) قوله والشرط للباقى من الصيام اى من انواعه الى الباقى منها بعد الثلاثة المتقدمة فى المتن وهو قضاء رمضان والنذر المطلق وقضاء النذر المعين والنفل بعد افساده والكفارات اسبع (رد المحتار كتاب الصوم ص ۸۰/۳ج) ظفير

نذر شرعی کی تحقیق

سوال (۶۰) زید کا لڑکا بیمار تھا ایک بکری کے بچہ کی منت کی کہ بعد صحت صدقہ کردونگا مگر بعد صحت کاہلی سے وہ بچہ رہ گیا یہاں تک کہ وہ بڑا ہو کر حاملہ ہوگئی ایک مولوی صاحب نے فرمایا کہ جو بچہ جنی اس کو صدقہ کردو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب :- کتب فقہ میں یہ تحقیق کی ہے کہ جب تک یہ نہ کہے کہ ذبح کر کے للہ صدقہ کردوں گا اس وقت تک نذر شرعی نہیں ہوتی پس جب کہ نذر نہیں ہوئی تو صدقہ کرنا اس بچہ کا اور اس کی اولاد کا ضروری نہیں ہے[1]

مسجد میں رقم خرچ کرنے کی نذر

سوال (۶۱) مخنث بیمار ہوا اور مبلغ سات سو روپیہ کسی مسجد میں لگانے کی منت مانی اب بحکم خداوہ صحت یاب ہوگیا اور منت کا روپیہ مسجد میں لگانا چاہتا ہے تو جائز ہے یا نہیں، مسلمانوں کیلئے قریب مسجد کے اس سے کنواں بنوانا اور اس سے وضو وغیرہ جائز ہے یا نہیں

الجواب :- وہ روپیہ مسجد کے ضروریات میں اور مسجد میں صرف کرنا درست ہے اور جبکہ منت اور نذر مسجد میں لگانے کی تھی تو مسجد میں ہی اس کو صرف کرنا چاہیئے اور جائز یہ بھی ہے کہ حسب ضرورت مسجد کے قریب کنواں بنوادیا جاوے اور اس کنویں کا پانی مسلمانوں کو پینا اور اس سے وضو وغیرہ کرنا درست ہے[2]

---

[1] ولو قال ان برئت عن مرضی هذا ذبحت شاة او علیّ شاة اذبحها فبرئ لا یلزمه شئ الخ الا اذا زاد واتصدق بلحمها فیلزمه لان الصدقة من جنسها فرض (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۵ ج۳) ظفیر

[2] وفی البدائع ومن شروطه ان یکون قربة مقصودة فلا یصح النذر بعیادة المریض وتشییع الجنازة الخ وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وان قربا الا انها غیر مقصودة اھ (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۱ ج۳) معلوم ہوا یہ تدرت ہوئی اسلئے اس کے بدلے مسجد اور کنواں بنانا جائز ہوگا ظفیر

نذر کا صحیح طریقہ

سوال (۶۲) اگر کوئی شخص بکرا پالے اور کہے کہ میں بڑے پیر صاحب کی نیاز دلاؤں گا یعنی پیر صاحب کے نام کا کھانا کھلاؤں گا، یہ کھانا حلال ہے حرام۔

الجواب ۔ اگر غرض اس کی یہ ہے کہ اس بکری کو اللہ کے نام پر ذبح کرکے صدقہ کروں گا اور ثواب اس کا بروح پر فتوح حضرت پیر صاحب کے پہنچاؤں گا تو وہ حلال ہے اور بعد ذبح کرنے کے اللہ کے نام پر کھانا اس کا فقراء کو درست ہے۔ اور اگر یہ نیت نہیں ہے بلکہ پیر کے نام پر بطور تقرب ذبح کرنا ہے تو جائز نہیں[1]۔

جانور چھوڑنے کی نذر صحیح نہیں

سوال (۶۳) ایک شخص بیمار ہوا اور اس کے والد نے حالت بیماری میں منت مانا کہ اگر میرے لڑکے کو خداوند کریم صحت کلی عطا فرماوے تو اپنے لڑکے کی طرف سے ایک جانور خدا کے نام پر چھوڑ دوں گا بعد صحت اس کے والد نے ایک جانور اہل محلہ کے حوالہ کرکے اور مالک بنا کر چھوڑ دیا وہ جانور ہر گاؤں کی کھیتی چرتا رہا اسی طرح تین چار سال تک پرورش پائی اب اس جانور کو کل گاؤں والے ذبح کرکے کھا سکتے ہیں یا نہیں اور منت ادا ہوگی یا نہیں اور اس جانور کے چمڑے

---

[1] ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل حرام مالم یقصد صرفھا لفقراء الانام (در مختار) قولہ باطل وحرام لوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنھا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ فاعتقادہ ذلک کفر الخ (رد المحتار کتاب الصوم ص ۱۷۵ ج ۲) ظفیر

کی قیمت مسجد میں لگانا درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ نذر صحیح نہیں ہوئی اور وہ جانور چھوڑنے والے کی ہی ملک میں ہے وہ خود یا جس کو وہ اجازت دے اس کو ذبح کرکے کھا سکتے ہیں اور اس کے چمڑے کی قیمت جہاں چاہے صرف کرے[۱]

نذر کی مدت ختم ہونے پر کام ہوا تو اس کا ایفاء لازم نہیں ہے

سوال (۶۴) ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا ادھار اتنے دنوں میں وصول ہو جاوے تو میں کچھ اللہ کے نام پر دونگا، اس کا ادھار کچھ عرصہ میں تھوڑا تھوڑا بعد میعاد کے وصول ہوا تو اس صورت میں ایفاء نذر لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں جبکہ وقت معین سے بعد میں روپیہ وصول ہوا تو ایفاء نذر اس کے ذمہ لازم نہیں ہے اور کچھ دینا ضروری نہیں[۲]

اگر یہ بچ گیا تو ذبح کرکے نمازیوں کو کھلاؤنگا

سوال (۶۵) ایک شخص کے بچھڑے کو کتے نے کاٹا اس شخص نے یہ کہا کہ اگر یہ بچہ بچا رہے تو میں اس کو ذبح کرکے مصلیوں کو اور لوگوں کو کھلاؤں گا، مصلی سے جمعہ کے مصلی مراد ہیں یعنی جمعہ میں جس قدر نمازی حاضر ہوں گے ان کو کھلاؤں گا اس میں اکثر اغنیاء ہوتے ہیں یہ نذر صحیح ہے یا کیا حکم ہے

الجواب:۔ یہ نذر ہوگئی اس کا حکم یہ ہے کہ اس کا گوشت فقراء

---

[۱] من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وكان من جنسه واجب اى وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب فی احكام النذر ص ۹۱/۳) جانور چھوڑنا نہ واجب اور نہ عبادت مقصودہ ہے لهذا یہ نذر نہ ہوئی۔ ظفیر [۲] ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر (ایضا) یہاں شرط نہیں پائی گئی۔ ظفیر۔

کو کھلایا جاوے نہ اغنیار کو۔ اور اس کے کہنے کا اعتبار نہ ہوگا کیونکہ نذر میں تعین صحیح نہیں ہوتی۔ کذا فی الدر المختار فی بیان[1] احکام النذر فقط

سوال (۶۶) اللہ اچھا کرے تو مسجد میں مٹھائی دونگا یہ نذر ہے

زید یہ کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمکو اچھا کردے تو مسجد میں ایک سیر بتاشہ یا بورا دونگا یہ نذر منعقد ہوتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر غرض زید کی صدقہ کرنا ہے اہل مسجد پر تو نذر صحیح ہے اور تعین بتاشہ و بورا کی لازم نہیں ہوئی، دوسری کوئی چیز از قسم طعام یا نقد بھی صدقہ کرسکتا ہے اور اگر بالفرض یہ نذر لازم نہ ہوئی ہو تب بھی ادا کردینا احوط[2] ہے

سوال (۶۷) زمین کے پورے پلاٹ ملنے پر نذر مانی مگر ملا تہائی کیا حکم ہے

ایک شخص نے منت مانی کہ اگر مجھکو فلاں زمین کا مربع مل گیا تو سو روپیہ مدرسہ میں دوں گا اب اس کا تہائی ملا تو تہائی نذر کا ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں ایفاء نذر واجب نہیں ہے کیونکہ شرط نہیں پائی گئی، اور شرط پورا مربع ملنا تھا وہ نہ ملا لہذا نہ کل نذر کا ادا ر

---

[1] نذر لفقراء مکة جاز الصرف لفقراء غیرها لما تقرر فی کتاب الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص بشیٔ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ج۳ ص۹۶) ظفیر

[2] نذر لفقراء مکة جاز الصرف لفقراء غیرها (در مختار) فلو نذر التصدق یوم الجمعة بمکة بهذا الدرهم علی فلان فخالف جاز (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص۹۶) ظفیر

کرنا واجب ہوا اور نہ بعض کا[1]۔ فقط۔

نذر کے واجب ہونے کی شرط **سوال** (۶۸) ایک شخص حنفی اہل سنت والجماعت نے منت مانی کہ چار یاری جھنڈا بغرض تبلیغ و اشاعت اسلام اٹھائینگے اور فقراء ومساکین کو کھانا تقسیم کریں گے جبکہ وہ مرض ہیضہ میں مبتلا تھا، بفضل رب العزت اس کو صحت ہوئی اب ایفاء منت واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نذر کے واجب الایفاء ہونے کے لئے یہ شرط ہے کہ اسکی جنس سے کوئی واجب مقصود بالذات ہونا چاہیئے جیسے کہ روزہ یا نماز کی نذر ہو تو وفا واجب ہے ورنہ نہیں، کما في التنویر ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقاً بشرط وکان من جنسہ واجب وھو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر کصوم ولم یلزم مالیس من جنسہ فرض کعیادة مریض وتشییع جنازة ودخول مسجد اھ ملخصاً اور چونکہ صورت مسئولہ میں کسی ایسی چیز کی منت نہیں مانی گئی جس کی جنس سے کوئی واجب ہو، لہذا ایفاء واجب نہیں۔

چار یاری جھنڈا، یا تعزیہ سب امور بدعات ہیں جن کے متعلق ارشاد نبوی ہے من احدث فی امرنا ھذا مالیس منہ فھو رد[2]۔ مشکوٰة اس قسم کے افعال سے تبلیغ اسلام کا ہونا ہی پہلے غلط ہے اس لئے کہ تبلیغ بدعت ہوگی، بالفرض ایسا ہوتا بھی تو بھی اسلام ایسی چیزوں سے بے نیاز ہے الحق یعلو ولا یعلی، البتہ مسلمان کو یہ لازم ہے کہ تعزیہ کی تردید و تقبیح کرے اسس

---

[1] من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ فرض وھو عبادة مقصودة ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر (در مختار) والمراد الشرط الذی یرید کونہ (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۱ ج ۳) ظفیر [2] دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶ ج ۳۔ ظفیر۔

کو احداث فی الدین اور بدعت ثابت کرے تاکہ یہ بدعت گل ہو جائے نہ عوام کو ایک بدعت سے دوسری بدعت کے ذریعہ روکے واللہ الموفق۔ فقط

مسجد میں جو کھانے کی چیز آتی ہے اسکا حکم

سوال (۶۹) بنگال مساجد میں شیرینی بہ چینی بتاشہ، جمعہ کی روز معمول ہیں، کبھی منت بھی کر کے لاتے ہیں کبھی بغیر منت کے، سو غنی کو اسکا کھانا درست ہو گا یا نہیں اور دیگر اوقات میں بھی ان چیزوں کو مسجد کے منبر پر یا طاق میں رکھ جاتے ہیں کبھی نقد بھی دیدیتے ہیں تو ان چیزوں کو مصلیوں کی رضامندی سے نصف حصہ تقسیم کر کے باقی کا دام مسجد یا مدرسہ و دیگر ضروریات دینی میں لگانا درست ہو گا یا نہیں۔

الجواب :۔ نذر کا کھانا اغنیار کیلئے درست نہیں ہے[1] اور اگر نذر نہیں تو درست ہے اور مسجد میں دینے والا اور رکھنے والا اگر یہ کہے کہ یہ نذر نہیں ہے اور مسجد میں صرف کرنے کی اجازت دی تو مسجد میں صرف کرنا اسکی قیمت کا درست ہے۔

مرغ، کیلا وغیرہ کی نذر برائے فقرار صحیح ہے

سوال (۷۰) مرغ، کیلا، آم، ناریل، ترکاری بتاشہ، شیرینی، وغیرہ کی نذر صحیح اور لازم الادار ہے یا نہیں، اگر ہے تو شبہ یہ ہوتا ہے کہ نذر کے واسطے ایک شرط یہ ہے کہ وہ ان چیزوں میں سے ہو جسکا ہم جنس کوئی فرض یا واجب ہو اور اشیار مذکورہ ان چیزوں میں سے ہیں یا نہیں:

(۲) نذر کی چیز اغنیار کو کھانا درست ہے یا نہیں

[1] مصرف الزکوۃ الخ وھو ایضا مصرف لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر (رد المحتار باب المصرف ج۲ ص۷۹) اور یہ چیزیں فقراء ومساکین وغیرھم کیلئے ہیں اغنیاء کیلئے نہیں انما الصدقات للفقراء والمساکین۔ الخ۔ ظفیر

الجواب: اشیاء مذکورہ کے تصدق کی نذر صحیح ہے[۱] کیونکہ تصدق کی جنس فرض ہے کالزکوٰۃ۔

(۲) نذر کی چیز اغنیاء کو کھانا درست نہیں ہے اسکا مصرف فقراء ہیں[۲]

نذر پیر کے نام پر جائز نہیں

سوال (۱۷) ایک شخص یہ نذر یا منت مانتا ہے کہ کہ مجھکو اپنی تجارت میں جس قدر نفع ہوگا اس میں اس قدر فیصدی حضرت غوث الاعظمؒ کے نام پر نکال کر فلاں پیر صاحب کو دیدونگا یا خود غرباء میں تقسیم کردونگا یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ نذر شرعاً صحیح نہیں ہوئی کیونکہ نذر لغیر اللہ جائز نہیں ہے البتہ اگر اللہ کے واسطے نذر کیجاوے اور ثواب اس کا حضرت غوث الاعظم رحمۃ اللہ کی روح پر فتوح کو پہنچایا جاوے تو یہ درست ہے[۳]، پس اب جبکہ یہ نذر صحیح نہیں ہوئی تو اب اسکو اختیار ہے کہ جب اس کو تجارت میں نفع ہو تو جس قدر چاہے اللہ کے واسطے غرباء کو دیدے اور صدقہ

---

[۱] ومن نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ فرض وھو عبادۃ مقصودۃ الخ کصوم وصلاۃ وصدقۃ ووقف واعتکاف (الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۱ ج ۳) ظفیر۔ [۲] ولا یجوز ان یصرف ذالک لغنی ولا لشریف ذی منصب او ذی نسب او علم مالم یکن فقیراً ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء (رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی احکام النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵ ج ۲) ظفیر۔ [۳] اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد واصرفھا لفقراء الانام (در مختار) ای بان تکون صیغۃ النذر للہ تعالیٰ للتقرب الیہ ویکون ذکر الشیخ مراداً بہ فقراءہ الخ (رد المحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵ ج ۲) ظفیر۔

فقراء پر کر دے اور ثواب اس کا حضرت پیران پیرؒ کو پہنچا دے اور ہمیشہ ایصال ثواب کا یہی طریقہ رکھنا چاہیئے۔ فقط۔

پیر کا بکرا دینا یا نذر ماننا جائز نہیں

سوال (۲۰۷) پیر کا بکرا دینا جائز ہے یعنی نذر کرنا۔ کیا اس کا گوشت حلال ہے

الجواب:۔ اسی طرح نذر غیر اللہ کی درست نہیں ہے بلکہ حرام ہے اور غیر اللہ کے نام پر چھوڑا گیا بکرا وغیرہ بھی حلال نہیں ہوتا۔[1]

مسجد کے نام پر نذر اور اسکا حکم

سوال (۲۰۳) اکثر لوگ اس طرح نذر کرتے ہیں کہ اگر میرا فلاں کام ہو جائے تو اللہ کے واسطے مسجد میں شیرینی، میٹھے چاول یا سوا سیر بتاشہ یا ایک سیر چینی دونگا، اس نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں، در صورت عدم وجوب ان اشیاء منذورہ کو اغنیاء کھا سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ نذر تو صحیح ہوگئی لیکن تعین شیرینی، بتاشہ، چاول وغیرہ کی لازم نہیں ہوئی اسقدر نقد بھی دینا جائز ہے[2] اور مصرف اس کا فقراء ہیں، اغنیا

---

[1] ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام (در مختار) لانه نذر للمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز (رد المحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص۱۲۵ ج۲) ظفیر

[2] نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر الخ کصوم وصلاة وصدقة — الدر المختار علی هامش رد المحتار باب فی احکام النذر ص۹۱ ج۳۔

کو کھانا نہ چاہیئے [1] فقط۔

نذر کا غریب کیلئے بھیک مانگ کر پورا کرنا درست نہیں **سوال (۴۷)** ایک شخص نے نذر کی تھی کہ جب میں قرآن شریف یاد کرلوں گا تو دس دیگ اللہ کے واسطے مساکین کو کھلاؤں گا اور وہ بالکل غریب ہے کوئی وسیلہ نذر کے پورا کرنے کا نہیں ہے اور نابینا ہے وہ کہتا ہے کہ بھیک مانگ کر ادا کروں گا تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ایسی نذر صحیح نہیں ہوتی کما لو قال مالی فی المساکین صدقۃ ولا مال لہ لم یصح انتہی [2] درمختار۔ پس اس نابینا کو لازم نہیں ہے کہ بھیک مانگ کر نذر پوری کرے اور سوال حرام ہے۔ فقط۔

غیر اللہ کیلئے نذر کرنا جائز نہیں **سوال (۵۷)** غیر اللہ کے لئے نذر کرنا جائز ہے یا ناجائز۔

الجواب [3]:۔ غیر اللہ کے نام کی نذر باتفاق ناجائز ہے اور وہ نذر صحیح نہیں ہوئی [4] جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے کہ معصیت کی نذر صحیح نہیں ہے او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم [5]۔ فقط

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ وھو مصرف ایضاً لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ولا یجوز ان یصرف ذلک (ای النذر) لغنی والشریف ذی منصب او ذی نسب او علم مالم یکن فقیراً ولم یثبت فی الشرع جواز الصرف للاغنیاء (رد المحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۷ ج ۳۔ ظفیر [3] والنذر للمخلوق لا یجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لا تکون لمخلوق (رد المحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر [4] لا وفاء لنذر فی معصیۃ ولا فیما لا یملک العبد رواہ مسلم وفی روایۃ لا نذر فی معصیۃ اللہ (مشکوٰۃ باب فی النذر ص ۲۹۷) ظفیر

اگر یہ بچہ اچھا ہوا تو ذبح کرکے لوگوں کو کھلاؤنگا

سوال (۷۶) زید کی گائے کا بچہ بیمار ہوا اس وقت اس نے یہ کہا کہ اگر یہ بچہ اچھا ہوجاوے تو میں اسکو ذبح کرکے لوگوں کو کھلاوں گا۔ اخیر سال کے بعد اس نے بچہ ذبح کرکے خود ہی کھایا اور لوگوں کو بھی کھلایا تو کیا یہ نذر ادا ہوگئی یا نہ۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے ولو قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحھا فبرئ لایلزمہ شئ الخ لان الذبح لیس من جنسہ فرض بل واجب کالاضحیۃ فلایصح الا اذازاد واتصدق بلحمھا الخ[1] وفی الشامی قولہ لان الذبح لیس من جنسہ فرض ھذا التعلیل لصاحب البحر وینافیہ مافی الخانیۃ قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبرئ لایلزمہ شئ الا ان یقول ﷲ علی ان اذبح شاۃ الخ لان اللزوم لایکون الا بالنذر والدال علیہ الثانی لا الاول الخ ثم نقل فیہ الاختلاف۔ الحاصل اس صورت میں یہ نذر نہیں ہوئی بلکہ وعدہ ہے لان قولہ ذبحت شاۃ وعد لانذر[2] پس اس کا گوشت خود کھانا اور دوسرے کو کھلانا درست ہے۔ فقط

غیر اللہ کی منت یا نذر و نیاز کا کیا حکم ہے

سوال (۷۷) غیر اللہ سے منت مانگنی یا ان کے نام کی نیاز و نذر کرنی اور اگر کام ہوجائے تو اس کو پورا کرنا عند الشرع کیسا ہے؟

الجواب:۔ غیر اللہ کی نذر حرام ہے اور یہ گنہ کبیرہ ہے اور ایفاء ایسے نذر کا اور منت کا جائز نہیں ہے پس چاہیئے توبہ و استغفار کرے

---

[1] رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۵ ج ۳۔ ظفیر [2] رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶ ج ۳۔ ظفیر۔

اور آئندہ ایسے نذر لغیر اللہ نکرے جیسا کہ ردالمختار معروف بہ شامی باب الاعتکاف سے پہلے نذر لغیر اللہ کی حرمت کو متصلا بیان کیا ہے۔ غیر اللہ کو حاجت روا سمجھنا حرام اور گنہ کبیرہ ہے [له] اور معصیت ہے۔ حدیث شریف میں ہے کہ معصیت کی نذر صحیح نہیں ہے اور ایفار اس کا لازم نہیں ہے۔ بلکہ توبہ و استغفار ایسے نذر سے لازم ہے۔ فقط

اللہ کے نام کی نیاز کے مستحق فقراء ہیں | سوال (۷۸) دسویں محرم کو ایک نیاز اللہ کے نام کی بغرض ایصالِ ثواب شہدار عام مسلمانوں کے چندہ سے کی گئی اس کا صرف کرنا مساکین کے حق میں اولیٰ ہے یا عام مسلمین اس کو کھا سکتے ہیں (۲) نیاز مذکورہ صرف امرار ہی کو کھلا دیا جاوے اور کسی مسکین کو اس میں شریک نہ کیا جاوے تو اس میں کامل ثواب ہو سکتا ہے یا صرف مساکین کے کھلانے میں۔

الجواب:۔ اول تو یہ طریق نیاز کا مستحسن نہ تھا چندہ کی صورت نہ ہونا چاہیئے تھا، جس کو جو کچھ توفیق ہوتی خفیۃً مساکین کو کھلا دیتا یہ افضل

[له] اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام (در مختار) لوجوه منها انه نذر للمخلوق و النذر للمخلوق لایجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت والمیت لایملك ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ فاعتقاده ذالك کفر (ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص۱۷۵ ج۲) ظفیر

تھا، اب بحالت موجودہ وہ کھانا مساکین کو کھلانا چاہیئے اغنیاء کے لئے صدقہ کا کھانا اچھا نہیں ہے (۳) اس میں کامل ثواب نہیں ہے۔ فقط۔

اماموں اور ولیوں کے نام کا جھنڈا و پنجہ کرنا حرام ہے

سوال (۷۹) ماہ محرم میں اماموں کے پنجے اور ولیوں کے نام کا جھنڈا کپڑا کرنا اور ان کے پاس نذر و نیاز کی اشیاء لیجانا اور منت ماننا یہ تمام افعال شرک شنیع ہیں یا صرف حرام ہیں، آیۃ کریمہ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام الخ میں انصاب کا جو ذکر آیا ہے اس میں پنجے شدے وغیرہ داخل ہیں یا نہیں۔ اگر ہیں تو اس کا کیا حکم ہے؟۔

الجواب:- اماموں کی پنجہ بٹھانا اور ولیوں اور اماموں کے نام کا جھنڈا کپڑا کرنا اور ان کو نذر و نیاز چڑھانا اور منت ماننا اور ان کو متصرف جان کر ان سے حاجات مانگنا اور ان کا طواف وسجدہ کرنا یہ سب افعال شرکیہ اور کفریہ ہیں اور بحالت موجودہ وہ انصاب میں داخل ہیں معالم التنزیل میں کانهم الی نصب یوفضون کی تفسیر میں مذکور ہے یعنون الی شیٔ منصوب یقال فلان نصب عینی وقال الکلبی الی علم ورایۃ ومن قرأ بالضم قال مقاتل والکسائی یعنی الی اوثانھم التی کانوا یعبدونها من دون اللہ تعالیٰ قال الحسن یسرعون الیها ایهم یستلمها اولا[۲] حضرت شاہ ولی اللہ نے تفسیر فتح الرحمٰن میں فرمایا وما ذبح علی النصب وآنچہ ذبح کردہ شدہ است برنشانہائے معبود باطل یعنی برصورت قبر[۳]۔ اور حضرت شاہ عبدالقادر صاحب تفسیر موضح القرآن میں

---

[۱] مصرف الزکوٰۃ الخ وهو ایضا لصدقۃ الفطر والکفارات والنذر رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲ ظفیر [۲] دیکھئے معالم التنزیل ص [۳] فتح الرحمٰن

فرماتے ہیں۔ اور جو ذبح ہوا کسی تہان پر اور جو خدا کے سوا کسی نام پر ذبح کیا اور جو کسی مکان کی تعظیم پر ذبح کیا سوا خانہ خدا کے۔ انتہی۔ موضح[۱]۔ اور در مختار میں ہے۔ واعلموا ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یؤخذ من الدراهم والشمع والزیت ونحوها الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام مالم یقصد وا صرفها لفقراء الانام فقد ابتلی الناس بذلك ولا سیما فی هذه الاعصار وقد بسط العلامة قاسم فی شرح درر البحار ولقد قال الامام محمد رحمه الله لوکان العوام عبیدی لاعتقتهم واسقطت ولائهم وذلك لانهم لا یهتدون فالکل بهم یتعبرون انتهی[۲] وفی رد المحتار المعروف بالشامی قوله باطل وحرام لوجوه منها انه نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لا یجوز لانه عبادة والعبادة لاتکون لمخلوق ومنها ان المنذور له میت والمیت لا یملك ومنها انه ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون الله تعالیٰ واعتقاده ذلك کفرانتہی شامی[۳] آخر عبارت شامی سے واضح ہوا کہ نذر غیر اللہ کو متصرف جان کر اس کی منت ماننا کفر و شرک ہے اور یہ ظاہر ہے اس میں کچھ خفا نہیں ہے اور نذر کا عبادت ہونا بھی اس کو مقتضی ہے کہ نذر غیر کفر ہے کیونکہ عبادت غیر اللہ صریح کفر ہے اور شرک جلی ہے قال اللہ تعالیٰ وما امروا الا لیعبدوا اللہ مخلصین له الدین وقال اللہ تعالیٰ امران لاتعبدوا الا ایاہ الآیۃ[۴] فقط

---

[۱] موضح القرآن م [۲] الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ ص ۱۷۵/۲ - ظفیر [۳] دیکھئے ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵/۲ ۔ ظفیر۔

یہ نذر ماننا کہ فلاں نوکر ہوگیا تو اسکی تنخواہ کا ایک حصہ مسافروں پر خرچ کرونگا کیسا ہے

سوال (۸۰) مادر کسے نذر کرد وقتیکہ فرزند من نوکر شود از تنخواہ او حصہ چہلم بمسافران و موذنان رامیدہم ایں نذر جائز است یا نہ و اگر فرزند تنخواہ خود بمادر نہ دہد چہ حکم است۔

الجواب:۔ فی الحدیث لا وفاء لنذر فی معصیۃ ولا فیما لا یملک العبد رواہ مسلم[۱] پس نذر مذکور از تنخواہ پسر خود کہ مملوک ناذرہ نیست صحیح نیست و وفاء آں بر پدرش مادرش لازم نیست و اگر پسر از تنخواہ خود آنچناں نکند کہ پدر گفتہ بود فرزند کردہ بود عاصی نخواہد شد۔ فقط

مسجد میں شیرینی بھیجنے کی نذر درست ہے

سوال (۸۱) اگر کسی نے یہ نذر کی کہ میرا فلاں کام ہوگیا تو مسجد میں شیرینی دونگا۔ تو یہ نذر کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ فقہاء نے اس میں یہ لکھا ہے کہ ایسی نذر صحیح ہوجاتی ہے مگر تخصیص اس مسجد کی نہیں ہوتی اور نہ فقراء اس مسجد کی خصوصیت ہوتی ہے بلکہ جس جگہ کے فقرا کو چاہے تقسیم کردے[۲]۔ فقط۔

فلاں پیر کی روح کیلئے خیرات کروں گا یہ نذر درست نہیں

سوال (۸۲) نذر کردن لغیر اللہ تعالیٰ چہ حکم دارد چنانچہ عادل جہان است کہ بوقت بیماری یا مصیبت میگوئند یا الٰہی وقتیکہ ایں مریض خوش شدہ یا ایں مصیبت زائل گردیدہ فلاں جانور بنام تو برائے روح فلاں پیر خیرات کنم۔

الجواب:۔ اس بارہ میں قول فیصل یہ ہے جو صاحب درمختار

[۱] مشکوۃ باب فی النذور ص۲۹۷۔ ظفیر۔ [۲] نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف لفقراء غیرھا لما تقرر فی کتاب الصوم ان النذر غیر المعلق لا یختص بشئی الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب فی احکام النذر ص۹۶ ج۳۔ ظفیر۔

وشامی نے نقل فرمایا ہے واعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام وما یوخذ من الدراھم والشمع والزیت ونحوھا الی ضرائح الاولیاء الکرام تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام الخ[1] قولہ باطل وحرام لوجوہ منھا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنھا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنھا انہ ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ واعتقادہ ذلک کفر الخ ردالمحتار[2] المعروف بالشامی پس معلوم ہوا کہ نذر لغیر اللہ ہر طرح حرام ہے نذر خالص اللہ تعالیٰ کے لئے ہونی چاہیئے، پس کسی بزرگ اور پیر کے تقرب کیلئے نذر کرنا صحیح نہیں ہے اور معصیۃ ہے اور پیر کو مخاطب کر کے اس سے حاجت طلب کرنا کسی طرح جائز نہیں ہے لہٰذا ان صورتوں سے احتراز کرنا چاہیئے اور صرف اللہ تعالیٰ کیلئے خالص نذر کرنا بلا شرکت غیرے چاہیئے مثلاً یہ کہے کہ یا اللہ اگر فلاں بیمار اچھا ہوجاوے گا تو میں تیرے واسطے اس قدر صدقہ وخیرات کر کے فقراء کو کھلاوں گا۔ فقط۔

جو کچھ نفع ہوگا اسمیں اتنا خیرات کرونگا یہ نذر نہیں

سوال (۸۳) ایک تاجر نے یہ کہا کہ میں ہمیشہ جو نفع ہوگا آدھ آنہ فی روپیہ اللہ کے واسطے خیرات کرتا رہونگا اور وہ تاجر پہلے بھی مال تجارت پر خاص رقم منافع مال تجارت میں سے خیرات کر دیا کرتا تھا اور مصارف اس رقم کے غرباء ومساکین وافطاری صائمین وتعمیر مسجد وغیرہ میں صرف کر دیتا تھا، لہٰذا یہ صورت نذر کی ہے یا نہ

---

[1] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵/۲۔ ظفیر [2] دیکھئے ردالمحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات ص ۱۷۵/۲۔ ظفیر۔

الجواب: یہ صورت نذر کی نہیں ہے جن مصارف میں پہلے صرف کرتا تھا ان میں اب بھی صرف کرسکتا ہے [1]. فقط

سوال (۸۴) ایک عورت نے نذر کی کہ اگر میرے اولاد ہو خداوند کریم مجھے اولاد بخشے تو نوماہ	اولاد ہوئی تو اتنے دن کا روزہ رکھوں گی یہ نذر ہے

کے روزہ رکھوں گی اب اس کے اولاد ہونے لگی اور نذر کے روزہ رکھ نہیں سکتی جب روزہ رکھتی ہے بیمار ہوجاتی ہے لہٰذا وہ فدیہ دے سکتی ہے یا نہیں

الجواب: اس صورت میں ان روزوں کا رکھنا لازم ہے جس وقت ممکن ہو رکھے [2] اور جب رکھنے سے بالکل ناامید ہوجاوے اس وقت فدیہ کی وصیت کردے [3]. فقط

سوال (۸۵) زید نے نذر کی کہ اگر میرے لڑکے کو آرام ہوجاوے تو اللہ کے واسطے مسجد	میرا بچہ صحتیاب ہوگیا تو مسجد میں مٹھائی تقسیم کروں گا یہ نذر صحیح ہے

---

[1] اس پر نذر کی تعریف صادق نہیں آتی۔ ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ فبری لا یلزمہ شیٔ (در مختار) لان قولہ ذبحت شاۃ وعد لا نذر (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۷ ج۳) ظفیر

[2] من نذر نذرا مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ فرض وھو عبادۃ مقصودۃ الخ ووجد الشرط لزم الناذر لحدیث من نذر الخ کصوم وصلاۃ وصدقۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص۹۱ ج۳) ظفیر

[3] نذر الصوم الابد فاکل لعذر فدی (در مختار) لکل یوم نصف صاع من بر او صاعا من شعیر وان لم یقدر استغفر اللہ تعالیٰ (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۷ ج۳) ظفیر

میں مٹھائی تقسیم کروں گا یہ جائز ہے یا نہیں اور اس مٹھائی کے کون لوگ مستحق ہوں گے فقراء یا اغنیاء بھی۔ اور جو اشیاء خدا کے واسطے مسجد میں دیکھا وے ان کو بدون اجازت مالک کے تقسیم کرنا جائز ہے یا نہیں۔ مقیم اور مسافر دونوں مسجد میں خورد و نوش کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:۔ اس طرح نذر صحیح ہو جاتی ہے مگر تخصیص مسجد یا مٹھائی کی نہیں ہوتی۔ فقراء کو وہ مقدار تقسیم کر دے اغنیاء کو نہ چاہیئے[1] اور جب کہ مالک نے وہ مٹھائی وغیرہ مسجد میں دیدی تو جس کو چاہے وہ فقراء پر تقسیم کر سکتا ہے۔ درمختار میں لکھا ہے کہ مقیم کو مسجد میں سونا اور کھانا مکروہ ہے مسافر کو درست ہے واکل ونوم الا لمعتکف الخ[2] لیکن شامی میں ہے کہ اہل صفہ مسجد میں سوتے تھے اور باتیں بھی کرتے تھے لان اھل الصفۃ کانوا یلازمون المسجد وکانوا ینامون ویتحدثون ولھذا لا یحل لاحد منعہ الخ[3] پس شرک کہنا اس کو جہل ہے اور غلط ہے۔ فقط۔

فلاں کام ہو گیا تو اتنے لاکھ درود پڑھوں گا نذر ہے یا نہیں

سوال (۸۶) زید نے نذر کی کہ اگر میرا فلاں کام ہو جاوے تو میں پانچ لاکھ درود شریف پڑھ کر اس کا ثواب فلاں بزرگ کی روح کو بخشونگا وہ کام پورا ہو گیا اور زید عدیم الفرصتی کی وجہ سے اتنی تعداد پڑھنے سے قاصر ہے تو کیا کرے

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولو نذر ان یصلی علی النبی صلی اللہ

---

[1] من نذر للفقراء مکۃ جاز الصرف لفقراء غیرھا (درمختار) فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ بھذا الدرھم علی فلان فخالف جاز (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶/۳) ظفیر [2] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار مطلب فی الغرس فی المسجد ص ۶۱۹/۱ [3] ایضاً ص ۶۱۹/۱ تحت قولہ بان یجلس لاجلہ۔ ظفیر

علیہ وسلم کل یوم کذا لزمہ وقیل لا[۱] اس سے معلوم ہوا کہ درود شریف کے تعداد نذر سے لازم ہونے میں اختلاف ہے اور راجح لزوم نذر ہے[۲] پس جہانتک ہو سکے مقدار مذکور کے پورا کرنے کی کوشش کرے مثلاً اگر ایکہزار روزانہ پڑھے گا تو پانچ ماہ میں ایک لاکھ ہو جائیگا۔ اسی طرح جس قدر پڑھ سکے اس کا حساب لکھتا رہے۔ فقط

میرا کام ہو گیا تو نمازیوں کو کھلاؤنگا نذر ہے اس کے مستحق فقراء ہیں

سوال (۸۷) اگر کوئی شخص یہ نذر کرے کہ اگر اللہ تعالیٰ نے میرا کام پورا کر دیا تو ایک گائے یا بکری ذبح کر کے جمعہ کے دن مصلیوں کو کھلاؤں گا تو وہ گوشت غنی صاحب نصاب بھی کھا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ گوشت فقراء کو دیا جاوے غنی صاحب نصاب کو نہ دیا جائے اور یوم جمعہ کی اور مصلیوں کی تخصیص لازم نہیں ہوئی، جن فقراء کو جس جگہ جس دن چاہے دے سکتا ہے، در مختار میں ہے نذر لفقراء مکۃ جاز الصرف لفقراء غیرھا[۳] اور شامی میں ہے والنذر من اعتکاف او حج او صلاۃ الخ لا یختص بزمان ومکان ودرھم وفقیر فلو نذر التصدق یوم الجمعۃ بمکۃ الخ فخالف جاز الخ شامی[۴]۔ فقط

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر ص ۹۳/۳۔ ظفیر [۲] قولہ لزمہ لان من جنسہ فرض وھو الصلوۃ علیہ صلی اللہ علیہ وسلم مرۃ واحدۃ فی العمر وتجب کلما ذکر وانما ھی فرض عملی رد المحتار ایضا ص ۹۴/۳۔ ظفیر [۳] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۶/۳۔ ظفیر [۴] رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۶/۳۔ ظفیر۔

مسئلہ قربانی نفل کا غنی کو کھانا کیسا ہے

سوال (۸۸) زید کا فرزند بکر بیمار ہے زید نے اپنے فرزند کے نام سے ایک گائے ذبح کرکے تقسیم کردی۔ اس گوشت کا کھانا امیر اور فقیر کیلئے کیسا ہے۔

الجواب:۔ جبکہ بہ نیت صدقہ ایسا کیا ہے جیسا کہ ظاہر ہے تو وہ گوشت فقرار و مساکین کو تقسیم کرنا چاہیئے اگرچہ بوجہ صدقہ نفل ہونے کے اغنیار کو بھی دینا جائز ہے مگر بہتر یہی ہے کہ فقرار و مساکین کو کھلایا جاوے فقط

گائے نذر کی تو اسمیں قربانی کی شرائط ضروری ہوگی

سوال (۸۹) ایک شخص نے اپنے اوپر نذر کی کہ اگر فلاں کام ہوجاوے تو ایک گائے خدا کے واسطے ذبح کرکے تقسیم کروں گا اب کام پورا ہوگیا نذر ادا کرنا واجب ہے مگر اس طرف چند علمار میں تفرقہ عظیم واقع ہوگیا ہے ایک گروہ یہ کہتا ہے کہ گائے جس عمر کی ہو ذبح کردینا چاہیئے، دوسرے گروہ کے علمار یہ کہتے ہیں کہ جو شرائط قربانی میں ہیں وہ اس نذر کے جانور میں بھی ہوں گی ورنہ نذر ادا نہ ہوگی ان دونوں قولوں میں کس کا قول عندالشرع معتبر ہے اور صحیح اور گائے اسے کہتے ہیں جو بڑی اور جوان ہو۔

الجواب قال فی الدرالمختار ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاہ جاز کذا فی مجموع النوازل ووجہ لایخفیٰ قولہ ووجہہ لایخفی ھو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والھدایا[۱]۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ شرائط قربانی کا لحاظ اس میں ضروری ہے۔ فقط۔

---

[۱] دیکھیے ردالمحتار کتاب الایمان مطلب فی احکام النذر (ص ۹۶ / ج ۳) ظفیر۔

صرف نذر کی نیت کی زبان سے نہیں کہا تو نذر نہیں ہوئی

سوال (۹۰) زید نیت کرتا ہے کہ اگر میری فلاں دکان یا مکان کرایہ پر چڑھ جائیگا تو اس کی ایک ماہ کا کرایہ اللہ کے واسطے دوں گا اب وہ مکان یا دکان کرایہ پر چڑھ گیا زید اس کے ایک ماہ کے کرایہ کو حسب وعدہ مصرفِ خیر میں صرف کرنا چاہتا ہے ایسی نذر کو اللہ کے واسطے کھانا پکوا کر طلبہ و مساکین وغیرہ کو کھلا سکتا ہے یا نہیں اور اس میں سے خود بھی کھا سکتا ہے یا نہیں اور اپنے عزیز و اقربا کو کھلا سکتا ہے یا نہیں کسی مسجد کی تعمیر میں یا مدرسہ کی تعمیر میں یا چاہ میں اس کو لگا سکتا ہے یا نہیں آیا اس کو یہ اختیار ہے یا نہیں کہ رقم موعودہ کو جس کارِ خیر میں لگانا چاہے لگا دے۔

الجواب:۔ زید نے اگر محض ایسے ہی نیت کی اور زبان سے کچھ نذر نہیں کی تو اس حالت میں زید پر کچھ لازم نہیں ہوتا۔ اگر تبرعاً کچھ بطور صدقہ محتاجوں وغیرہم کو کھلا وے تو اچھا ہے اس میں خود بھی کھا سکتا ہے اور اپنے عزیز و اقارب کو بھی کھلا سکتا ہے اور جو رقم چاہے مسجد میں بھی لگا دے کارِ ثواب ہے اور اگر زبان سے نذر و منت مانی ہے کہ بصورت مذکورہ میرے ذمہ ہے کہ اللہ کے واسطے ایک ماہ کا کرایہ دوں گا تو پھر تمام رقم کو مساکین و فقراء کو دینا ضروری ہے اور اگر اس رقم کا کھانا پکا کر کھلا وے تو تمام محتاجوں کو ہی کھلا دے خود اس میں سے نہ کھاوے اور نہ احباب و اغنیاء کو کھلا وے اور نہ مسجد میں لگا وے غرض نذر کا یہ حکم میں صدقہ کرنا مساکین پر واجب ہے اور اگر نذر نہ ہو تو پھر اختیار ہے جیسا کہ پہلے لکھا گیا[۱]

---

[۱] مصرف الزکوۃ الخ وھو ایضاً مصرف لصدقۃ الفطر والکفارۃ والنذر رد المحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲ ظفیر

امام حسین کی نذر جائز نہیں

سوال (۹۱) ایک شخص نے اللہ کے واسطے بایں طور نذر کی کہ اگر میرے بیٹا ہو تو میں اللہ کے واسطے نیاز کروں اور ثواب حضرت امام حسینؓ کی روح کو پہنچاؤں اب اس کے بیٹا ہوا اور اس نے ہر سال ایک ہنسلی بنوا کر رکھ لی اب وہ پوری ہو گئی ہیں اب وہ چاہتا ہے کہ اللہ کے واسطے ثواب امام حسین کی روح کو پہنچا دے، یہ صورت جائز ہے یا نہ ؟۔

الجواب :۔ ایسی نذر جس میں اموات کا تقرب ہو بالاتفاق باطل اور حرام ہے للاجماع علی حرمة النذر للمخلوق ولا ینعقد[۱] الخ، پس امام حسین کے ایصال ثواب کی نذر کرنا شرعاً صحیح نہیں ہوئی اور آئندہ ہرگز ایسا نہ کرنا چاہیے جو نذر اللہ کے واسطے کیا جائے وہ خالص اللہ کے لئے ہونی چاہیئے اس میں کسی کے ایصال ثواب کا ارادہ اور نیت نہ کرنی چاہیئے، پس یہ نذر جو اس شخص نے کی ہے اس میں تقرب لغیر اللہ کا شائبہ معلوم ہوتا ہے اس سے توبہ کرنی چاہیے اور آئندہ ایسی نذر نہ کرنی چاہیئے۔ نذر خاص اللہ کے لئے خالص ہونی چاہیئے اگر خالص اللہ کے لئے نذر مانی جاوے تو وہ لازم ہوتی ہے۔ اور مصرف اس کا فقرا اور مساکین ہیں[۲] یہ طریق جو سائل نے نذر کا خیال کیا خلاف شرع ہے اور ہنسلی وغیرہ بنوانا اور بچہ کو پہنانا حرام ہے یہ جاہلوں کی رسوم ہیں اللہ تعالیٰ بچاوے۔ آمین فقط۔

---

[۱] دیکھیئے رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی النذر الذی یقع للاموات الخ ص ۱۷۵ ج ۲۔ ظفیر [۲] ومصرف الزکوٰة الخ وھو مصرف ایضا لصدقة الفطر والکفارة والنذر (رد المحتار ص ۷۹ ج ۲) ظفیر۔

نذر قربانی کی کی ہو تو قربانی سے نذر پوری ہوگی

سوال (۹۲) میری ہمشیرہ جہاز میں سخت بیمار ہوئی میں نے منت مانی کہ اگر خیریت سے جائے قیام پر پہونچی تو قربانی کرونگا الحمدللہ کہ خیریت سے پہنچی آیا منت جو مانی ہے وہ قربانی ہی کرنے کی صورت میں پوری ہو سکتی ہے یا وہی قیمت کسی یتیم خانہ وغیرہ میں دی جاسکتی ہے

الجواب:۔ منت جو قربانی کی تھی تو قربانی ہی کرنی چاہیئے قربانی سے منت پوری ہو گی فقط[1] اور یہ ایام قربانی یعنی ۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ کو ہو گی[2]

لڑکا اچھا ہو گیا تو قرآن ختم کراؤں گا یہ نذر لازم نہیں

سوال (۹۳) ایک شخص نے نذر کی کہ لڑکے کو آرام ہو جائے تو دس حافظوں سے ایک قرآن شریف ختم کراؤں گا اور دل میں یہ بھی ہے کہ ان کو کھانا بھی کھلاؤں گا، اس صورت میں نذر کا ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر لازم نہیں ہوئی۔ فقط

نذر کی چیز خود کھانا جائز نہیں

سوال (۹۴) ایک شخص نے نذر مانی کہ اللہ تعالیٰ میرا یہ کام آسان کرے تو میں واسطے اللہ کے حضرت پیر صاحب کی رتنی دونگا اس کا وہ کام ہو گیا تو وہ نذر کی چیز آپ بھی کھاتا ہے اور اولاد کو بھی دیتا ہے اور غنی کو بھی دیتا ہے اور مسکینوں کو بھی دیتا ہے۔ جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نذر کی چیز خود نہ کھانی چاہیئے مسکینوں اور فقیروں

---

[1] لو نذر قبل ایام النحر ان یضحی لزمہ شاتان احدٰہما بالنذر والاخری للغنی (رد المحتار کتاب الاضحیۃ ۲۹۱/۵) ظفیر۔

[2] وحیث علمت ان الاضحیۃ اسم لما یذبح فی وقت مخصوص لم یکن فیہا الغاء الوقت فاذا نذرہا یلزم فعلہا فیہ والا لم یکن آتیا بالمنذور لانہا بعدہا لا تسمی اضحیۃ (رد المحتار کتاب الاضحیۃ ۲۹۱/۵) ظفیر۔

کو دینی چاہیئے[1] اور اس طرح نذر نہ کرنی چاہیئے بلکہ اس طرح کرنی چاہیئے کہ اگر میرا کام ہو گیا تو اللہ کے واسطے محتاجوں کو اس قدر دوں گا (نذر کی چیز غنی کو بھی کھانا جائز نہیں ہے جیسے زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر[2]۔ ظفیر۔) فقط

غریبوں کو کھلانے کی نذر مانی اس کا روپیہ انگوڑہ فنڈ میں دینا کیسا ہے

سوال (۹۵) کسی شخص نے نذر مانی کہ میری تجارت میں اتنی ترقی ہو جائے تو میں ایک لاکھ فقیروں کو کھانا کھلاؤں گا۔ خدا نے اس کا کام پورا کر دیا تو اس کی قیمت انگورہ فنڈ میں غازیوں کو دے سکتا ہے یا نہیں۔ اور شخص مذکور کچھ فقراء کو غلہ خشک دے چکا ہے وہ ادا ہوا یا نہیں۔

الجواب:- نذر کی رقم کے مصارف بھی وہی ہیں جو زکوٰۃ کے مصارف ہیں اور ان میں تملیک فقراء شرط ہے[3]، پس جیسا کہ زکوٰۃ کی رقم بعد تملیک کسی فقیر کے، انگوڑہ فنڈ میں دی جاسکتی ہے ... اسی طرح نذر کی رقم بھی بعد حیلہ تملیک انگورہ میں دی جاسکتی ہے اور طریقہ تملیک کا یہ ہے یہاں کسی محتاج کو جو مالک نصاب نہ ہو زکوٰۃ و نذر دے دی جائے اور اس کو مالک بنا دیا جائے، پھر اس کو کہہ دیا جائے کہ وہ اپنی طرف سے اگر چاہے انگوڑہ فنڈ میں دیدے، مگر نذر مذکور میں ایک اشکال یہ ہے کہ ناذر نے

---

[1] مصرف الزکوٰۃ الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة النذر (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ظفیر۔ [2] ولا الی من بینهما ولاد او زوجیة الخ ولا الی غنی یملک قدر نصاب فارغ عن حاجته الاصلیة من ای مال کان (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المصرف ص ۸۶ و ص ۸۹ ج ۲) ظفیر۔ [3] مصرف الزکوٰۃ الخ وهو مصرف ایضاً لصدقة الفطر والکفارة والنذر وغیر ذلک من الصدقات الواجبة (رد المحتار باب المصرف ص ۹۰ ج ۲) ظفیر۔

ایک لاکھ فقراء کو کھانا کھلانے کی نذر کی ہے تو اسی قدر لوگوں کو مالک نذر کا بنایا جائے اور ہر ایک فقیر کو بقدر ایک فطرہ کے قیمت نقد دی جائے یا کھانا کھلایا جائے اور جس قدر فقیروں کو غلہ خشک دے چکا ہے وہ ادا ہوگیا باقی فقراء کو بھی خود غلہ یا نقد دیا جائے، لیکن بعد اس تحریر کے شامی دیکھنے سے معلوم ہوا کہ نذر میں تعداد فقراء کی پورا کرنا ضرور نہیں ہوتا اس کی عبارت یہ ہے قلت وکما لا یتعین الفقیر لا یتعین عددہ ففی الخانیۃ ان زوجت بنتی فالف درهم من مالی صدقۃ لکل مسکین درھم فزوج ودفع الالف الی مسکین جملۃ جاز الخ[1] پس اس بناء پر لاکھ فقیروں کو کھلانا یا غلہ نقد وغیرہ دینا ضروری نہ ہوا بلکہ ایک فقیر کو بھی دے سکتے ہیں، لہٰذا انگورہ فنڈ میں بھیجنے کے لئے ایک فقیر کی ملک کرکے وہ رقم انگورہ فنڈ میں بھیجی جا سکتی ہے[2] فقط

نذر ماننی اور پورا کرنے سے قبل فوت ہوگیا کیا حکم ہے

سوال (۹۶) ایک لڑکا جو کالج میں پڑھتا تھا اس نے اپنے پاس ہونے پر تینتیس ہزار نفلیں نذر اللہ پڑھنے کی مانی تھی بعد پاس ہونے کے اس نے نوافل شروع کردی، لیکن وہ صرف ایک ماہ زندہ رہا آیا اس کی نذر ساقط ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر متوفی وصیت فدیہ کی کرجاتا اور مال چھوڑتا تو اس کے ورثاء پر فدیہ دینا ان نمازوں کا اس کے مال میں سے واجب ہوتا

---

[1] دیکھیئے ردالمحتار مطلب فی احکام النذر تحت قولہ لما تقرر فی کتاب الصوم ص ۹۶/۳ و ص ۹۷/۳) ظفیر [2] وحیلۃ التکفین بھا التصدق علی فقیر ثم ھو یکفن فیکون الثواب لھما وکذا فی تعمیر المسجد الخ الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار کتاب الزکوۃ ص ۲/۱۶)

لیکن جبکہ اس نے وصیت نہیں کی تو وارثوں پر فدیہ دینا لازم نہیں[1] فقط

گیارہویں کی نذر جائز نہیں

سوال (۹۷) اگر کوئی شخص منت کرے کہ اگر میری شادی ہو جائے تو بڑے پیر صاحب کی گیارہویں کروں گا، آپ بڑے پیر ہیں دعا فرمائیں۔ یا دوسرے شخص کے اولاد نہیں ہوتی وہ منت کرے کہ شہید کربلا آپ مقبول درگاہ ہو، دعا فرمائیے کہ اگر میرے فرزند ہو تو میں آپ کے نام کا دلدل چڑھاؤں گا۔ اور اللہ تعالیٰ وہ دعا قبول کرے، فرزند ہو، یا کسی شخص کو مرض لاحق ہو علاج سے عاجز آکر اس نے منت کی کہ خواجہ معین الدین چشتی کی کہ اگر مجھے شفاء کلی حاصل ہو جائے تو غلاف چڑھاؤں گا، آیا اس قسم کی منت ماننا اور اس کا پورا کرنا اور ادا کرنا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ معصیت کی نذر شرعاً صحیح اور معتبر نہیں ہوتی جیساکہ حدیث شریف میں وارد ہے لا نذر فی معصیۃ او کما قال[2] صلی اللہ علیہ وسلم لہذا مذکورہ نذر صحیح نہیں ہیں اور نہ ان کا

---

[1] ولو مات وعلیہ صلوات فائتۃ واوصی بالکفارۃ یعطی لکل صلوۃ نصف صاع من بر کالفطرۃ وکذا حکم الوتر والصوم (درمختار) فاذا لم یوص فات الشرط (ردالمحتار مطلب اسقاط الصلوۃ عن المیت ص ۶۸۶ ج ۱) ظفیر

[2] اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیہم فھو بالاجماع باطل وحرام (درمختار) لوجوہ منہا انہ نذر لمخلوق والنذر للمخلوق لایجوز لانہ عبادۃ والعبادۃ لاتکون لمخلوق ومنہا ان المنذور لہ میت والمیت لایملک ومنہا انہ ان ظن ان المیت یتصرف فی الامور دون اللہ تعالیٰ فاعتقادہ ذلک کفر الخ (ردالمحتار کتاب الصوم مطلب النذر الذی یقع للاموات ص ۱۲۵ ج ۲) ظفیر

ایفا ضروری ہے اور کفارہ قسم کا ادا کرنا واجب ہے۔ فقط۔

حاضری روضہ کی منت مانی مگر وہ مفلس ہے کیا کرے | **سوال (۹۸)** ایک شخص نے نذر مانی، وقت مرض مہلک کے، یا رسول اللہ اگر مجھے شفا ہوگئی تو تیرے روضہ پر آؤں گا اور حج بیت اللہ کروں گا اب وہ تندرست ہوگیا لیکن وہ بالکل مفلس عیال دار ہے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ روضۂ انور پر جانے کی نذر تو صحیح نہیں ہوئی لانہ لیس من جنسہ واجب[1] اور حج کی نذر صحیح ہوگئی، جس وقت طاقت ہو حج کرے قال وان لم یکن شئ فلا شئ علیہ کمن اوجب علی نفسہ الف حجۃ یلزم بقدر ما عاش فی کل سنۃ حجۃ[2] وفیہ ایضا لو نوی شیئا من حج او عمرۃ او غیرہ فعلیہ ما نوی[3] وفیہ ایضا قول در مختار ولو نذر ثلاثین حجۃ رد بقدر عمرہ۔ (در مختار) ای لزمہ ان یحج بقدر ما یعیش ومشی فی لباب المناسک علی انہ یلزمہ الکل وعلیہ ان یحج بنفسہ بقدر ما عاش ویجب الایفاء بالبقیۃ الخ وفی الفتح الحق لزوم الکل[4] فقط۔

نذر کے کھانے میں عقیقہ کا گوشت دینا درست ہے | **سوال (۹۹)** زید نے نذر مانی کہ جب میں اپنے نئے مکان میں رہنے لگوں گا تو اپنے دوست واحباب کو کھانا

---

[1] ولو یلزم الناذر ما لیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الایمان ص۹۳ ج۳) ظفیر۔ [2] رد المحتار مطلب فی احکام النذر تحت قولہ لزمہ ما یملک منہا فقط ص۹۷ ج۳) ظفیر [3] ایضا تحت قولہ ولو نوی صیاما الخ۔ ظفیر [4] دیکھئے رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۵ ج۳) ظفیر۔

کھلاؤں گا، اس کو اپنے لڑکے کا عقیقہ بھی کرنا ہے تو اگر وہ عقیقہ کرکے اس کے گوشت کو بہ منت نذر مذکور پکواکر دوست احباب کو کھلادے تو نذر ہو جائیگی یا نہیں۔

الجواب :- اس صورت میں نذر ادا ہو جائے گی (دوست و احباب کو کھانا کھلانے کی نذر سے نذر نہیں ہوتی اور نہ وہ لازم ہوتی ہے ولم یلزم الناذر ما لیس من جنسہ فرض کعیادۃ مریض الخ[۱] (در مختار) (ظفیر)

نذر کا عہد اور اس کا حکم

سوال (۱۰۰) زید نے اپنے اوپر یہ عہد قائم کیا کہ اگر فلاں گناہ صادر ہوا تو ایک دفعہ گناہ صادر ہونے پر مبلغ ۴ روپیہ راہ للہ میں خرچ کروں گا۔ پھر یہ گناہ سات مرتبہ سرزد ہوا کل سزا کے ۲۸ روپے ہوئے اب طالب علمی کے زمانہ میں ادا کرنے کی وسعت نہیں بعد طالب علمی کے ادا کر سکتا ہے یا نہ، درود شریف اور استغفار سے بھی ادا ہو سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب :- اگر لفظ نذر کا کہا ہے تو ادا کرنا رقم مذکور کا ضروری ہے

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۲ ج ۳۔ وقال ان برئت من مرضی ہذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحھا فبرئ لا یلزمہ شئ لان الذبح لیس من جنسہ فرض فلا یصح الا اذا زاد وانصدق بلحمھا فلیزمہ لان الصدقۃ من جنسھا فرض (ایضا ص ۹۵ ج ۳) ظفیر۔

جس وقت وسعت ہو ادا کر دیوے۔ اور اگر نذر کا لفظ نہیں کہا تو ادا کرنا رقم مذکور کا واجب نہیں ہے، توبہ و استغفار کرنا اور درود شریف پڑھنا بہرحال اچھا ہے۔ فقط۔

کامیاب ہو گیا تو ہر جمعہ کو روزہ رکھوں گا نذر ہے

سوال (۱۰۱) بندہ نے قسم کھائی کہ خدا کی قسم اگر میں اس امتحان میں کامیاب ہو گیا تو ہمیشہ ہر جمعہ کو روزہ رکھا کروں گا، سو امتحان میں کامیاب ہو گیا جس کو ساڑھے سات سال ہو چکے آیا قسم کا کفارہ میرے ذمہ واجب ہے، اگر روزہ ہی رکھنا واجب ہے تو ایام گذشتہ کی قضاء لازم ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ یہ لفظ کہ خدا کی قسم اگر بندہ اس امتحان میں کامیاب ہو جائے تو ہمیشہ ہر جمعہ کو روزہ رکھا کروں گا، نذر ہے[۱] جس کا ایفاء واجب ہے اور چونکہ یہاں تعلیق نذر ایسی شرط کے ساتھ کی گئی ہے جس کے ہونے کا ارادہ تھا[۲] یعنی اس کا وجود مقصود تھا، اس لئے صاحب ہدایہ وغیرہ کی تفصیل کے موافق اس میں سوا نذر کے دوسرا کوئی احتمال

---

[۱] سوال میں جو صورت درج ہے اس سے نذر نہیں معلوم ہوتا بلکہ عہد اور وعدہ معلوم ہوتا ہے لانہ وعد لا نذر ویؤیدہ ما فی البزازیہ لو قال ان سلم ولدی اصوم ما عشت فہذا وعد (ردالمحتار ص ۹۶) نذر ان یتصدق بالف من مالہ وھو یملک دونہا لزمہ ما یملک منہا فقط ھو المختار لانہ فیما لم یملک لم یوجد النذر فی الملک (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۷ ج ۳) ظفیر۔ [۲] فان علقہ بشرط یریدہ کان قدم غائبی او شفی مریضی یوفی وجوبا ان وجد الشرط (الدر المختار علی ہامش ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۴ ج ۳) ظفیر

نہیں کما بینہ تحت قولہ وان علق نذراً بشرط فوجد الشرط فعلیہ الوفاء بنفس النذر الخ ص۲۶۳ پس آئندہ ہر جمعہ کو روزہ سے رہنا واجب ہے اور اگر اب تک کوئی جمعہ چھوٹ گیا ہے اس کی قضا بھی واجب ہے[1] اور اگر ظاہر الروایۃ کی عبارت کو عدم تمیز پر مطلقاً حمل کر کے نذر کی روایت کو مطلقاً موجب تخییر مانا جائے تو گذشتہ جمعہ ہی کے حق میں حمل علی الیمین کر کے ایک کفارہ کافی ہو سکتی ہے، کما فی الشامی کفارات الایمان اذا کثرت یخرج بالکفارۃ الواحدۃ عن عھدۃ الجمیع ص۵۲ یہ طریقہ صاحب بحر کا ہے مگر صاحب شامی نے اس کی تردید کی ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اس مسئلہ میں تخییر کا کوئی قول نہیں ہے بلکہ صاحب بحر کو وہم ہوا ہے، لہٰذا بقول صاحب شامی صورت مسئولہ میں قسم کا احتمال ہے ہی نہیں صرف نذر ہے جس کا ایفاء واجب ہے[2] فقط

معمولاً جو روزہ رکھتا ہے اس میں نذر کی نیت کر لے تو ادا ہوں گے یا نہیں

سوال (۱۰۲) اگر کوئی شخص روزوں کا نذر کرے اور اس کا معمول بھی روزوں کا ہے مثلاً ایام بیض یا پنجشنبہ جمعہ وغیرہ اگر صیام معمولہ میں نیت صیام نذر کی تو نذر سے سبکدوش ہو جائے گا یا نہیں

---

[1] نذر صوم شھر معین لزمہ متتابعا لکن ان افطر فیہ یوماً قضاہ وحدہ الخ ولو نذر الصوم الابد فاکل لعذر فدی (الدر المختار علی ھامش رد المختار مطلب فی احکام النذر ص۹۷ ج۳) ظفیر

[2] والحاصل انہ لیس فی المسئلۃ سوی قولین الاول ظاہر الروایۃ عدم التخییر اصلاً والثانی التفصیل الذی مر واما ما توھمہ فی البحر من القول الثالث وھو التخییر مطلقا وانہ المفتی بہ فلا اصل لہ (رد المختار کتاب الایمان ص۹۴ ج۳) ظفیر

الجواب :- اس صورت میں نذر مطلق ادا ہو جائے گی[۱]

اگر بلا سے نجات پالی تو ہر جمعہ کو روزہ رکھونگا نذر ہے

سوال (۱۰۳) اگر کسے در مرض یا در بلا گرفتار شدہ ایں الفاظ بگوید کہ اگر من ازیں مرض یا ازیں بلا نجات یابم، تمام جمعہ را روزہ دارم، ایں نذر لازم شود یا نہ؟ بصورت لزوم اگر در غیر جمعہ ادا کردہ شود چہ حکم دارد؟

الجواب :- اگر کسے بالفاظ مذکورہ نذر کردہ است بعد تحقق شرط ایفاء آں لازم است، و روزہ ہر یک جمعہ برو واجب شد، اگر در بعض جمعہ بوجہ نتواند، قضاء آن بدیگر ایام کند شوان علقہ بشرط یریدہ کان قدم غائبی او شفی مریض یوفی وجوباً[۲] الخ درمختار۔

مقصد پورا ہو گیا تو فلاں مسجد میں وعظ کہونگا نذر نہیں ہے

سوال (۱۰۴) ایک شخص نے نذر کی کہ اگر یہ مقصد پورا ہو گیا تو اللہ کے واسطے کانپور کی جامع مسجد میں وعظ کہوں گا۔ تو یہ نذر واجب ہو گئی یا نہیں۔

ایک شخص نے حالت طالب علمی میں خیال کیا کہ اگر یہاں کی درسیات پوری ہو گئیں تو اللہ کے واسطے مدرسہ دیوبند میں بلا تنخواہ سال بھر مدرسی کرونگا یہ نذر واجب ہو گئی یا نہیں؟

الجواب : ان دونوں صورتوں میں نذر نہیں ہوئی اور ایفاء

---

[۱] ومن نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسہ فرض وھو عبادۃ مقصودۃ الخ ووجد الشرط لزم الناذر (در مختار) ای لزمہ الوفاء باصل القربۃ التی التزمھا لا بکل وصف التزمہ لانہ لو عین درھما او فقیرا او مکان للتصدق او للصلوٰۃ فالتعیین لیس بلازم (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱)

[۲] الدر المختار علی ھامش رد المحتار مطلب ایضاً ج ۳ ص ۹۲ ظفیر۔

اس کا واجب نہیں ہے[۱]

کام ہوگیا تو ایک اونٹ ذبح کرکے غریبوں کو کھلاؤں گا نذر ہے

سوال (۱۰۵) ایک شخص نے نذر مانی کہ اے اللہ اگر فلاں کام میرا ہوجائے گا تو ایک اونٹ ذبح کرکے محتاجوں کو تقسیم کرونگا، کام پورا ہوگیا، اب وہ چاہتا ہے کہ اونٹ کی قیمت غریبوں کو دیدے یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار میں ہے ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة (الی ان قال) الا اذا زاد واتصدق بلحمها فیلزمه الخ[۲] اس عبارت سے واضح ہوا کہ صورت مسئولہ میں اس شخص کو اونٹ ذبح کرکے محتاجوں کو دینا لازم ہے۔

مسجد میں مٹھائی کی نذر اور امام و موذن کیلئے اسکا حکم

سوال (۱۰۶) مسجد میں بتاشے وغیرہ منت کرتے ہیں اس سے منت ہوجاتی ہے یا نہیں اور موذن و امام کو یہ چیزیں فروخت کرنا جائز ہوگا؟

الجواب:۔ مطلقاً بلا صیغۂ نذر کے نذر نہیں[۳] ہوتی اور جو اشیاء امام کیلئے ہے ان کو استعمال اور فروخت کرسکتا ہے اور جو اشیاء امام کیلئے نہیں ہے مثلاً تیل وغیرہ علاوہ ماکولات کے وہ اشیاء مسجد کی ہیں ان کو فروخت کرکے خود رکھنا درست نہیں ہے[۴]

---

[۱] لم یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض الخ الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب ایضا ص ۹۲ ج ۳) ظفیر [۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۵ ج ۳۔ ظفیر [۳] من نذر نذراً مطلقاً او معلقا بشرط الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الایمان ص ۹۱ ج ۳) ظفیر۔

نذر کے جانور اور قربانی کے جانور کی شرطیں

سوال (۱۰۷) نذر کے جانور میں قربانی کے جانوروں کی شرائط مثلاً گائے دو سال کی اور بکری ایک سال کی وغیرہ وغیرہ ہوتے ہیں یا نہیں

الجواب:۔ نذر کے جانور میں قربانی کے جانور کی شرائط ہونا چاہیئے ولو قال لله علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمه فذبح مكانه سبع شياه جاز الخ ووجهه لا يخفى (در مختار) قوله ووجهه لا يخفى هو ان السبع تقوم مقامه فى الضحايا والهدايا [له] اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ نذر کو اضحیہ وہدی پر قیاس کیا جاتا ہے۔

دوسرے کے مال میں نذر

سوال (۱۰۸) نذر کردن در مال غیر صحیح است یا نہ۔؟

الجواب:۔ نذر در مال غیر صحیح نمی شود پس ایفاء آن لازم نیست۔ فی الدر المختار لانه فيما لم يملك لم يوجد النذر فى الملك الخ فلم يصح وفى الشامى اى وشرط صحة النذر ان يكون المنذور ملكا للناذر [سله] الخ فقط

دیوی کے نام والے جانور کی قربانی

سوال (۱۰۹) ایک شخص نے ایک جانور پالا یا دیوی کے نام یا سید سالار وغیرہ وغیرہ کے نام پر چھوڑ دیا اب اس کو خرید کر قربانی کرنا جائز ہے یا نہ؟

له ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶ ج ۳) ظفیر سله ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۷ ج ۳) وفی البحر عن الخلاصة لو قال لله علی ان اهدی هذه الشاة وهی ملك الغير لا يصح النذر (ردالمحتار مطلب ايضا ص ۹۳ ج ۳) ظفیر

الجواب:۔ جائز نہیں ہے فقط

نذر بارواح پیران

سوال ۔ ایک شخص نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو برائے خدایا ارواح پیر صاحب اس قدر نقدیا کوئی جنس دوں گا اور جب وہ کام ہوگیا تو وہ نقد اور جنس مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں اور اگر جائز نہیں ہے تو کیا کیا جائے؟

الجواب: اگر برائے خدا نذر مانی ہے تو محتاجوں کو دیدیوے[1] اور ان پر صدقہ کرے اور جو بارواح پیران نذر مانی ہے تو یہ جائز نہیں ہے اور وہ نذر منعقد نہیں ہوئی[2]۔

بچوں کیلئے مٹھائی کی منت کی اس کی قیمت غریبوں کو دینا کیسا ہے

سوال (۱۱۱) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر اللہ جل شانہ مجھے تندرستی عطا فرماتے تو میں خورد سال بچوں کو شیرینی تقسیم کروں گا بعد کو جب صحت ہوگئی خیال ہوا کہ شیرینی تقسیم کرنی فضول ہے کسی محتاج بیکس کو یہ قیمت دیدی جائے تو جائز ہے؟

الجواب:۔ اس صورت میں محتاجوں کو وہ رقم جو معین کی ہے دے سکتا ہے شیرینی تقسیم کرنا ضروری نہیں ہے[3]۔ فقط

---

[1] ولو قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة او علی شاة اذبحها فبرئ لا یلزمہ شئ الخ الا اذا زاد و اتصدق بلحمها فیلزمه (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۵) ظفیر [2] اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیهم فهو بالاجماع باطل وحرام (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الصوم ج ۲ ص ۱۷۵) ظفیر [3] نذر ان یتصدق بعشرة دراهم من الخبز فتصدق بغیره جاز ان ساوی العشرة کتصدق بثمنه (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۶)

ناجائز منت کا روپیہ کارِ خیر میں

سوال (۱۱۲) ایک شخص نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں میلاد شریف یا مجلس امام حسین رضؓ کروں گا، کام ہو جانے پر منت کے روپے کا مناسب صرف کس شکل میں ہونا چاہیئے

الجواب:۔ مسلمان محتاجوں کو دیدینا چاہیئے، مجالس مذکورہ میں صرف نہ کرے (کیونکہ میلاد اور مجالس امام حسین کی منت درست نہیں ہے، پس یہ منت جائز نہیں ہوئی[۱]۔ ظفیر)

روزے کی منت کا ایفاء

سوال (۱۱۳) ہندہ کا شوہر کسی آفت میں مبتلا ہو گیا تھا اس نے چھ مہینے کے روزے پے درپے رکھنے کی نذر کی، اللہ تعالیٰ نے اس کے شوہر کو نجات بخشی، ہندہ ایفاء عہد میں تاخیر کرتی رہی کہ سخت بیمار ہو گئی اب وہ کیا کرے۔؟

الجواب:۔ انتظار صحت کا کرے، بعد صحت کے روزہ نذر کے رکھے اور اگر اچھی نہ ہو تو وصیت فدیہ کی کرے کہ اس کے مال میں سے اس کے ورثا فدیہ ادا کریں اور فدیہ ایک روزہ مثل فطرہ کے ہے زندگی میں اس کو فدیہ دینا درست نہیں، یعنی اس فدیہ سے روزہ ادا نہ ہونگے تندرست ہو کر پھر روزہ رکھنے ہوں گے ورنہ وصیت کرنا لازم ہوگا وقضوا لزوماً ما قدروا بلا فدیۃ الخ ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیۃ الخ[۲]

---

[۱] اعلم ان النذر الذی یقع للاموات من اکثر العوام الخ تقربا الیھم فھو بالاجماع باطل وحرام الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب الصوم ص ۱۷۵ ج ۲ قبیل باب الاعتکاف) میلاد مروجہ بھی بدعت ہے من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منہ فھو رد (مشکوۃ) ظفیر

[۲] الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب الصوم فصل فی العوارض المبیحۃ لعدم الصوم ص ۱۶۰ ج ۲ کالفطرۃ قدراً (در مختار) ای التشبیہ بالفطرۃ من حیث القدر الخ وکذا ھی مثل الفطرۃ من حیث الجنس وجواز اداء القیمۃ (رد المختار ایضا ص ۱۶۱ ج ۲) ظفیر۔

بیمار کیلئے جانور کا فدیہ

سوال (۱۱۴) عوام و خواص میں دستور ہے کہ بیمار کی صحت کی غرض سے بکرا ذبح کرتے ہیں اور بظاہر ان کی نیت فدیہ کی ہوتی ہے۔ یہ جائز ہے یا نہ؟

الجواب:۔ جائز ہے[1]۔ فقط

پل و مسجد بنانے کی نذر صحیح نہیں

سوال (۱۱۵) اگر کسی نے یہ نذر کی کہ اگر میرے لڑکے کو شفا ہو جائے تو میں مسجد بنوا دونگا، یا مسجد میں چاندنی خرید کر دوں گا، یا ہم کسی راستے پر پل تیار کر دیں گے، یا ہم مولود شریف پڑھائیں گے پھر بعد چند روز کے اس کے لڑکے کو آرام ہو گیا، تو اس پر نذر واجب ہے یا نہیں اگر وہ چیزیں کسی محتاج و مسکین کو دیدے اس کے ذمہ سے نذر ساقط ہو گئی یا نہیں۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار ومن نذر نذراً مطلقاً او معلقا بشرط وکان من جنسہ واجب ای فرض الخ وھو عبادۃ مقصودۃ ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر الخ کصوم و صلوٰۃ و صدقۃ[2] الخ وفی الشامی ومن شروطہ ان یکون قربۃ مقصودۃ فلا یصح النذر بعیادۃ المریض و تشییع الجنازۃ و دخول المسجد وبناء الرباطات والمساجد وغیر ذلک وان کانت قربا الا انھا غیر مقصودۃ اھ[3] پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نذر لازم نہ ہوگی، صدقہ کی نذر

---

[1] ولو قال ان برئت من مرضی ھذا ذبحت شاۃ او علی شاۃ اذبحھا فبرئ لا یلزمہ شئ الا ان یقول فلِلّٰہ علی ان اذبح شاۃ واتصدق بلحمھا فیلزمہ لان الصدقۃ من جنسھا فرض (الدر المختار علی ھامش رد المحتار، مطلب فی احکام النذر ص ۹۵ ج ۲) ظفیر [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الصوم مطلب فی احکام النذر ص ۹۱ ج ۲ ظفیر [3] رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۱ ج ۲ ظفیر

میں تصدق لازم ہوتا ہے وہ اغنیاء کو دینا درست نہیں ہے، فقراء کو دینا چاہیے۔[۱] فقط

نذر کے جانور میں قربانی کی شرائط ضروری ہے

سوال (۱۱۶) بیل و بکری اگر نذر غیر معین ہو تو اس کے سن میں قربانی کی شرط واجب ہے یا نہیں؟

الجواب:- بیل و بکری منذورہ میں سن قربانی کا لحاظ ضروری معلوم ہوتا ہے اور احوط ہونے میں تو اس کے کلام ہی نہیں اور تصریح اس کی نظر سے نہیں گزری۔[۲] فقط

نذر پوری کرنے سے قبل مرجائے تو ورثا کیا کریں

سوال (۱۱۷) زید نے ایک ماہ کے روزے کی نذر کی بیس روزے پورے ہوئے تھے کہ انتقال ہو گیا اب اس کے ذمہ دس روزے جو باقی رہ گئے ان کی ادائیگی کی کیا صورت ہے

الجواب:- اگر زید نے کچھ مال چھوڑا ہے اور وصیت ادائے فدیہ کی کر گیا ہو تو دس روزہ کا فدیہ زید کے ترکہ میں سے دیدیں تو یہ اچھا ہے اور امید ہے کہ متوفی کے روزوں کا کفارہ انشاء اللہ ادا ہو جائے گا۔[۳] فقط

کس جانور کی نذر جائز ہے

سوال (۱۱۸) در نذر نزاع واقع شدہ است

---

[۱] ومصرف الزکوۃ الخ وھو مصرف ایضا لصدقۃ الفطر والکفارات والنذر الخ ردالمحتار باب المصرف ص ۷۹ ج ۲) ظفیر [۲] ولو قال للہ علی ان اذبح جزوراً واتصدق بلحمہ فذبح مکانہ سبع شیاۃ جاز وجہہ لا یخفی (درمختار) ھو ان السبع تقوم مقامہ فی الضحایا والھدایا (ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶ ج ۳) ظفیر [۳] وقضوا لزوما ما قدروا بلا فدیۃ الخ ولو ماتوا بعد زوال العذر وجبت الوصیۃ الخ وفدی لزوما عنہ ای عن المیت ولیہ الذی یتصرف فی مالہ کالفطرۃ قدراً (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار فصل فی العوارض المبیحۃ ص ۱۶۰ ج ۲) ظفیر۔

یکے از علماء می گوید کہ نذر بجز بقر وغنم وشتر یعنی ہر جانور یکے ازاں اضحیہ جائز باشد نذر ہم منعقد شود واز جانوران دیگر مثل کبوتر ومرغ وفاختہ وغیرہ ہم نذر منعقد نہ شود ودیگر میگوید کہ نذر مطلق ہر جانور یکہ باشد مثل کبوترہ وغیرہ منعقد می تواند شد، قول کدام کس عند الشرع صحیح است۔؟

الجواب:۔ قال فی الدر المختار ومن نذر نذراً مطلقا اومعلقا بشرط وکان من جنسه واجب اے فرض الخ وھو عبادۃ مقصودۃ خرج الوضوء وتکفین المیت۔ ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر الخ ولو یلزم الناذر مالیس من جنسه فرض کعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ ودخول مسجد الخ لانه لیس من جنسہا فرض مقصود[1] الخ ازیں عبارت واضح است کہ صحیح قول اولیٰ است ہے یعنی بغیر جانور قربانی نذر نخواہد شد۔ فقط

نذر مانی کہ لڑکا پیدا ہوا تو اسماء نبی میں سے نام رکھوں گا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۹) ایک شخص نے یہ نذر کی کہ اگر میرے کوئی لڑکا پیدا ہوا تو اس کا نام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسماء گرامی سے رکھوں گا، اب وہ اپنے لڑکے کا نام احمد اللہ، محمد اللہ رکھ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ یہ نذر منعقد نہیں ہوئی لہٰذا اس کو اختیار ہے کہ جو نام چاہے رکھے مگر ایسا نام نہ ہو جس کی ممانعت وارد ہو[2]۔ فقط

---

[1] ردالمحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص۹۱ و ج۳ ص۹۲۔ ظفیر [2] ولو یلزم الناذر مالیس من جنسہا فرض کعیادۃ المریض وتشییع الجنازۃ ودخول المسجد لانہا لیس من جنسہا فرض مقصود (الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج۳ ص۹۳) ظفیر

تباشہ کی نذر کیسی ہے

سوال (۱۲۰) زید کہتا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ ہم کو اچھا کر دے تو مسجد میں، ایک سیر بتاشہ یا بورا دونگا، یہ نذر منعقد ہوتی ہے یا نہیں۔ ؟

الجواب :۔ اگر غرض زید کی صدقہ کرنے کی ہے اہل مسجد پر تو نذر صحیح ہے اور تعیین بتاشہ و بورا کی لازم نہیں، تنذر نہ ہوئی ہو تب بھی ادا کر دینا احوط ہے[1]

نذر مانی مگر کام پورا نہ ہوا تو کیا کرے

سوال (۱۲۱) اگر کوئی آدمی کسی کام کے واسطے نذر مانے اور وہ کام پورا نہ ہو تو وہ منت کو پورا کرے یا نہ

الجواب :۔ جب وہ کام ہوجائے تو منت پوری کرے بشرطیکہ وہ منت گناہ نہ ہو۔ (کام اگر پورا نہ ہوا تو نذر کا پورا کرنا لازم نہیں ہے[2] ظفیر)

نذر کا مصرف کیا ہے

سوال (۱۲۲) ایک مریض نے یہ کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے شفا دیدے تو دونوں بڑے بیل فی سبیل اللہ قربانی کردونگا شفایاب ہونے کے بعد اس صدقہ کا مصرف کون سا ہے۔ اور اس مذبوح کے لئے یوم اضحی ہونا ضروری ہے یا نہ۔

---

[1] قال ان برئت من مرضی هذا ذبحت شاة انخ فلا یصح الا اذا زاد و اتصدق بلحمها فیلزمه لان الصدقة من جنسها فرض (الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۶ ج ۳) ظفیر

[2] من نذر نذراً مطلقا او معلقا بشرط وکان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة ووجد الشرط لزم الناذر (ایضا ص ۹۱ ج ۳) ظفیر

الجواب:۔ اس جانور کو ذبح کرکے فقراء پر صدقہ کرے اور اس کے ذبح کے لئے یوم الاضحیٰ ہونا ضروری نہیں ہے[1]۔ فقط

نذر کا مسنون طریقہ کیا ہے

سوال (۱۲۳) نذر اللہ کرنے کا مسنون طریقہ کیا ہے؟۔

الجواب:۔ نذر کا مشروع طریقہ یہ ہے کہ مثلاً اگر میرا فلاں کام ہوگیا یا فلاں بیمار کو شفاء ہوگئی تو میں اللہ کے واسطے اس قدر روپیہ وغیرہ صدقہ کروں گا یا گائے یا بکری اللہ کے نام پر ذبح کرکے محتاجوں کو تقسیم کراؤں گا یا اس قدر روزہ رکھوں گا یا اتنی رکعتیں نماز پڑھوں گا، وغیرہ وغیرہ۔ درمختار میں ہے من نذر نذراً مطلقا اومعلقا بشرط وکان من جنسه فرض وهو عبادة مقصودة الخ ووجد الشرط المعلق به لزم الناذر لحديث من نذر وسمى فعليه الوفاء بما سمى كصوم وصلاة وصدقة الخ[1] فقط

بکری کی نذر میں پوری بکری صدقہ کرنا واجب ہے

سوال (۱۲۴) زید نے منت کی کہ میرا فلاں کام ہو جائے تو ایک بکری صدقہ کروں گا۔ بعد اس نے بکری کا بچہ صدقہ کردیا، نذر ہوگئی یا نہیں؟

الجواب:۔ اس صورت میں پوری بکری یا اس کی قیمت کا صدقہ کرنا واجب ہے لہٰذا جبکہ نذر کرنے والے نے بکری کے بچہ کا صدقہ کیا ہے تو وہ کس قیمت کا تھا، غرض یہ کہ بکری کی قیمت سے اس بچہ کی قیمت جس قدر کم ہے اسی قدر قیمت اور صدقہ کردے، تاکہ پوری بکری کی قیمت کا صدقہ ہو جائے۔ درمختار میں ہے من نذر نذرا مطلقا

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص ۹۱ / ۳۔ ظفیر۔

او معلقا بشرط الخ ووجد الشرط المعلق بہ لزم الناذر لحدیث من نذر وسمی فعلیہ الوفاء بما سمی الخ نذران یتصدق بعشرۃ دراھم من الخبز فتصدق بغیرہ جاز ان ساوی العشرۃ کتصدق بثمنہ[1] فقط۔

نذریں جن کو بھول گیا اور نذر کا روزہ مسلسل رکھے یا بتدریج

سوال (۱۲۵) زید کے ذمہ بہت سی نذریں تھیں، زید کو ان میں شبہ ہو گیا کہ میرے ذمہ کتنے نذریں ہیں تو ان کو کس طرح ادا کیا جائے، اور زید نے پچیس روزے نذر مانی تو ان کو علی التتابع رکھنے سے نذر ادا ہو گی یا بتدریج رکھ دینے سے ہی ادا ہو جائے گی۔

الجواب:۔ ظن غالب پر عمل کیا جائے ظن غالب کے موافق جس قدر روزے اور نماز کی رکعت وغیرہ اس کے خیال میں ہوں ان کو پورا کرے پچیس روزے رکھ دینے سے جس طرح بھی ہوں نذر پوری ہو جائیگی[2]

منت کی قربانی کا وقت

سوال (۱۲۶) منت کی قربانی عید الاضحی میں کرنی چاہیئے یا جب چاہے

وعدہ کیا تہائی آمدنی خیرات کروں گی تو کیا اس پر عمل ضروری ہے

(۲) میری بیوی نے اللہ تعالی سے وعدہ کیا تھا کہ میں اپنی آمدنی کا تیسرا حصہ خیرات کیا کروں گی اس صورت میں تہائی آمدنی خیرات کرنا ضروری ہے یا کیا اور اس خیرات سے شوہر کا قرض ادا کر سکتی ہے یا نہیں اور میری

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۱ و ص ۹۶ ج ۳۔ ظفیر

[2] نذر صوم شہر معین لزمہ متتابعا لکن ان افطر فیہ یوما قضاہ وحدہ (در مختار) ای قضی ذلک الیوم فقط لئلا یقع کل الصوم فی غیر الوقت الخ واما اذا کان الشہر غیر معین فان شاء تابعہ وان شاء فرقہ الا اذا شرط التتابع فیلزمہ (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ج ۳ ص ۹۷) ظفیر

وہ اولاد جو دوسری زوجہ کے بطن سے ہے ان کو دینا اس خیرات کا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ منت کی انہی دنوں ... میں قربانی کرنی چاہیئے جو قربانی کے دن ہیں یعنی ذی الحجہ کی دس تاریخ سے بارہ تک[1]

(۲) اگر یہ وعدہ نذر بصیغہ نذر تھا تو جو آمدنی اس کو ہو اس کی تہائی کا صدقہ کرنا لازم ہے فی الشامی وشرط صحۃ النذر ان یکون المنذور ملکا للناذر او مضافا الی السبب کقولہ ان اشتریتک فللّٰہ علیّ ان اعتقک[2] شوہر کی آمدنی اس میں داخل نہیں بلکہ شوہر جو کچھ اس کی ملک کریگا اس میں تہائی کا صدقہ کرنا لازم ہوگا۔ اور نذر کے پورا نہ کرنے سے وہ گنہگار ہوگی اور اس خیرات میں شوہر کا قرض ادا کرنا جائز نہیں۔ دوسری بیوی کی اولاد اگر وہ بالغ اور محتاج ہے تو ان کو دینا درست ہے اور اولاد صغار میں باپ کے غناء کا اعتبار ہے اور اگر بصیغۂ نذر نہ ہو تو ایفاء وعدہ اس کا لازم نہیں، صدقہ کرے تو بہتر اور جب طاقت نہ ہو تو نہ کرنے میں گناہ نہیں

---

[1] قلت وانما تعیین المکان فی نذر الھدی والزمان فی نذر الاضحیۃ لان کلا منھما اسم لخاص معین فالھدی ما یھدی للحرم والاضحیۃ ما یذبح فی ایامھا حتی لو لم یکن کذلک لم یوجد الاسم (رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۷/ج۳) ظفیر

[2] رد المحتار مطلب فی احکام النذر ص۹۷/ج۳ - ظفیر۔

کتاب القصاص والحدود

باب اوّل قصاص

(قتل کرنے اور زخمی کرنے سے متعلق احکام و مسائل)

مارنے والے کو قتل کرنا کیسا ہے اس پر حد ہے یا نہیں | **سوال (۱)** دو شخص آپس میں مشورہ کرکے ایک ثالث شخص کی ضرب و رسوائی کے واسطے عصاہائے صغیر لے کر راستہ میں بستی سے تخمیناً چالیس قدم کے فاصلے پر بیٹھے اور وقت ظہر کا تھا ان کا ارادہ قتل کا نہ تھا محض اس کی رسوائی مطلوب تھی جب آپس میں دست اندازی ہوئی کچھ ضرب عصا صغیر کی

اس شخص نے کی اس ثالث شخص کے پاس پستول تھا اس نے نکال کر مارا تو ایک شخص کو قتل کر دیا آیا یہ مقتول شہید ہے یا نہ، حالانکہ ارد گرد لوگ موجود تھے۔

الجواب:۔ عبارت ہدایہ اس بارہ میں یہ ہے وَمَنْ شہر علی رجل سلاحًا لیلاً او نہاراً او شہر علیہ عصًا لیلاً فی مصر او نہاراً فی طریق فی غیر مصر فقتلہ المشھور علیہ عمدًا فلا شیٔ علیہ لما بیناہ وھذا لان السلاح لایلبث فیحتاج الی دفعہ بالقتل[1] والعصا الصغیرۃ وان کان یلبث ولکن فی اللیل لایلحقہ الغوث فیضطر الی دفعہ بالقتل وکذا فی النہار فی غیر المصر فی الطریق لایلحقہ الغوث فاذا قتلہ کان دمہ ھدرا الخ ھدایہ[2] وھکذا فی رد المحتار۔ پس ظاہر ان عبارت سے یہ ہے کہ مقتول ہدر الدم ہے، جیسا کہ لفظ ہدایۃ فی طریق غیر مصر الخ اس پر دال ہے اور دفع شر و دفع ضرر واجب ہے فقط

قاتل کی سزا **سوال (۲)** کلکٹر میرٹھ کی حکم سے احسان اللہ نے بشیر خاں کو بندوق سے مار ڈالا، قاتل سے مواخذہ ہو گا یا نہیں حکم حاکم سے شاید مواخذہ نہ ہو (۲) اگر احسان اللہ خاں توبہ کر لیں اور ساٹھ روزہ متواتر رکھیں اور دو ہزار سات سو چالیس روپیہ بشیر خاں کے

---

[1] ہدایہ مایوجب القصاص ومالایوجب ص ۵۶۷ ج ۴۔ ظفیر [2] ہدایہ باب مایوجب القصاص ومالایوجب ج ۴ ص ۵۶۶) ظفیر

باپ کو دیدیں تو مواخذہ اخروی سے بری ہو سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اس کی وجہ سے قاتل مواخذہ سے بری نہ ہوگا اور قصاص یا دیت شرعاً اس پر لازم ہوگی

(۲) اس میں قصاص واجب ہوتا ہے البتہ اگر اولیاء مقتول دیت لینے پر راضی ہو جائیں تو قصاص ساقط ہو جاتا ہے اور مواخذہ اخروی سے بری نہ ہوگا۔ فقط[۱]

مسلمان کا کافر کو زخمی کرنا

سوال (۳) ایک مسلمان نے ایک ہندو کافر کو بعداوت ناحق تلوار سے زخمی کیا اتفاقاً اسی زخم سے وہ دس روز کے بعد داخل جہنم ہوا تو اب اس پر قصاص واجب ہے یا نہیں اگر وہ توبہ کرنا چاہے تو کس طرح کرے چونکہ غیر اسلام میں شریعت کے موافق سزائیں مقرر نہیں لہذا اس کو چھڑانے میں جھوٹی گواہی یا مالی امداد کرنا بھی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو قوم عہد شکن ہو اور ان کی طرف سے متواتر عہد شکنی ہوتی ہو اور وہ قوم مصداق وَهُمْ بَدَءُوكُمْ أَوَّلَ مَرَّةٍ[۲] تو ان سے کوئی معاہدہ باقی نہیں رہتا۔ لہذا بصورت مذکورہ قصاص واجب نہیں ہے اور اس کو چھڑانے میں کوشش کرنا جائز ہے۔

سونے والے کی کروٹ سے دبکر بچہ مرجائے تو کیا حکم ہے

سوال (۴) سونے والے کی کروٹ کے نیچے اگر بچہ دب کر مرجاوے تو کفارہ اس پر لازم ہوتا ہے یا نہیں۔ اور والد اور والدہ اور اجنبی میں فرق ہوگا یا نہ۔

الجواب:- اس میں کفارہ واجب ہے اور دیت عاقلہ پر

---

[۱] فالعمد ما تعمد ضربه بسلاح او ما اجری مجری السلاح کالمحدد الخ وموجب ذالک المأثم لقوله تعالیٰ ومن یقتل مومنا متعمداً فجزاءه جهنم الآیة الخ والقود لقوله تعالیٰ کتب علیکم القصاص فی القتلی الخ الا ان یعفوا الاولیاء او یصالحون لان الحق لهم الخ (هدایه کتاب الجنایات ص ۵۵۹/۴)

[۲] سورۂ توبہ - ۲۰ -

لازم ہے والرابع ماجری مجراہ اے مجری الخطاء کنائم انقلب علی رجل فقتلہ لانہ معذور کالمخطی وموجبہ الکفارۃ والدیۃ علی العاقلۃ الخ در مختار[1]۔ اور والد ووالدہ وغیرہ میں حکم واحد ہے

قصاص کا روکنا جبکہ مقتول کے ورثاء نابالغ ہوں

سوال (۵) قاتل پر ثبوت کامل ہے جس کا حکم قصاص ہے لیکن ورثاء مقتول سب نابالغ ہیں قاضی صاحب کا فتوی ہے کہ احد الورثاء کے بلوغ تک انتظار کیا جائے کہ بالغ ہونے پر خواہ وہ معاف کردے یا قصاص لے۔ مفتی صاحب بھی متفق ہیں۔ ہائیکورٹ نے فیصلہ فرمادیا ہے کہ بلوغ احد الورثاء کا زمانہ تین چار سال ہے اس وقت تک انتظار کرنا مناسب نہیں، لہذا قاتل کو دائم الحبس کیا جائے۔ شامی وعالمگیری میں دو قول ملتے ہیں کہ سلطان ولی قصاص ہے یا یہ کہ احد الورثاء کے بلوغ کا انتظار کیا جائے مگر ترجیح کسی کو نہیں لکھی اس صورت میں آپ کی کیا رائے ہے

الجواب:۔ اس بارہ میں کتب فقہ میں وہی روایات ملتی ہیں جو کہ جناب کی نظر میں گذر چکی ہیں، کسی جانب کو ترجیح نہیں لکھتے، البتہ انتظار بلوغ احد الورثاء میں یہ وجہ ترجیح کی ضرور ہے کہ قاضی و حاکم کو عفو کا اختیار نہیں ہے اور احد الورثہ کو اختیار ہے اس لئے یہی راجح ہونا چاہیے اور وہ وجہ سیاسی وتعزیری دائم الحبس کرنے کی وجہ ترجیح نہیں ہوسکتی کیونکہ وہ حکم قواعد شرعیہ سے علیحدہ ہے فقط

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الجنایات ص ۴۶۹/۵۔ ظفیر

[2] ولو کان الکل صغاراً قیل الاستیفاء الی السلطان و قیل ینتظر الی بلوغهم او بلوغ احدهم کذا فی محیط السرخسی (عالمگیری مصری کتاب الجنایات باب ثالث ص ۸/۶۳۰) ظفیر

قتل کرنے کی سزا

سوال (۶) ایک شخص نے دوسرے کے پاس کچھ امانت رکھی جب مالک نے مانگا تو امین اس کو دھوکہ دے کر گھر لے گیا اور قتل کر دیا، اس کا مقدمہ چل رہا ہے چیف کورٹ نے پھانسی کا حکم دیا ہے وارثوں نے اپیل کر دی ہے، قاتل کے ورثاء کا کیا حکم ہے۔

الجواب: سوال میں یہ ظاہر نہیں ہوا کہ قتل کس طرح واقع ہوا تاکہ حکم شرعی معلوم ہوتا کہ قصاص کا ہے یا دیت کا۔ اور بہرحال کتب فقہ میں یہ تصریح ہے کہ مقتول کے اولیاء اور ورثاء اگر قاتل کو معاف کر دیں تو یہ افضل ہے، اس کے بعد یہ ہے کہ کچھ مال لے کر صلح کر لیں عفو الولی عن القاتل افضل من الصلح والصلح افضل من القصاص الخ در مختار[1] اور قاتل کے ورثاء اگر قاتل کے بچانے میں کوشش کریں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فی الواقع وہ قتل اس طرح واقع ہوا ہے کہ اس میں قصاص نہیں ہے تو سقوط سزائے موت میں کوشش کرنا ممنوع نہیں ہے۔ اور یہ بھی در مختار میں تصریح ہے یجوز الشفاعۃ فی القصاص[2] لا الحد الخ

قاتل کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے

سوال (۷) زید کی ماں و زوجہ میں اکثر نااتفاقی رہا کرتی تھی زوجہ کو آٹھ ماہ کا حمل تھا، ماں کے اشارہ سے زوجہ کو قتل کر ڈالا، لاش چاک ہونے پر بچہ نے آنکھ کھولی اور پھر فوراً مر گیا۔ عدالت میں ناجائز طریقہ سے طبی شہادتیں اس قسم کی گذریں کہ زید کچھ خبطی و خشکی تھا۔ مگر اس کا کچھ خیال نہ کر کے عدالت سیشن جج نے پھانسی کا حکم دیا اور اپیل ہونے پر عدالت عالیہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الجنایات ص ۵۶۷ ج ۵ ظفیر [2] ایضاً ص ۵۶۷ ج ۵

ہائیکورٹ نے سزا پھانسی بحال رکھی، پھر گورنمنٹ میں زید کی کم عمری ونوجوانی وشک وخبط ظاہر کرکے معافی کی درخواست کی گئی، حکم آیا کہ سزا پھانسی منسوخ، زید ملزم کو چار سال کی سزا کافی ہے لہٰذا بلا گزرنے میعاد سزا قید کے وہ رہائی پاکر اپنے مکان پر واپس آگیا، اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید شرعاً گناہ وقتل سے بری اور پاک صاف ہوگیا ہے یا نہیں۔ اور اس کے ساتھ خورد ونوش ونشست وبرخاست جائز ہے یا نہیں، یا کسی طرح بری اور پاک وصاف ہوسکتا ہے یا نہیں

الجواب:۔ شامی میں ہے واعلم ان توبة القاتل لاتکون بالاستغفار والندامة فقط بل یتوقف علی ارضاء اولیاء المقتول فان کان القتل عمداً لابد ان یمکنهم من القصاص منه فان شاؤا قتلوه وان شاؤا عفوا عنه مجاناً فان عفوا عنه کفته التوبة اھ[1] پس معلوم ہوا کہ بدون معاف کرنے اولیاء مقتول کے اور بدون توبہ واستغفار کرنے کے قاتل پاک وصاف نہیں ہوا بلکہ اس کو لازم ہے کہ مقتول کے اولیاء سے معاف کراوے اور توبہ واستغفار کرے۔ امید ہے کہ وہ بری اور پاک وصاف ہوجائیگا

---

[1] ردالمحتار کتاب الجنایات ص ۳۴۲ ج ۵

باب دوم احکام زنا

(زنا وغیرہ سے متعلق شرعی احکام ومسائل)

الزام زنا بغیر ثبوت ثابت نہیں ہوتا

سوال (۱) ایک لڑکے کے ذمہ زنا عائد ہوتا ہے کیونکہ وہ لڑکا ایک لڑکی کے پاس ایک مکان میں سوتا تھا لڑکی صبح کو روتی ہوئی اٹھی اور کہنے لگی کہ میرے ساتھ برا کام کرنا چاہتا تھا لیکن کسی نے بھی برا فعل کرتے نہیں دیکھا صرف لڑکی کے جملہ مذکور پر یقین کرتے ہیں، لڑکا کہتا ہے کہ میں نے کچھ بُرا فعل نہیں کیا میں نے صرف نماز کے واسطے ہاتھ پکڑ کر اٹھایا تھا، سو تحریر فرمائیں کہ وہ شخص نماز بھی پڑھتا ہے اس کی امامت جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں جبکہ کوئی شرعی ثبوت زنا پر نہیں[۱] تو پھر صرف

---

[۱] ولا تقبل الشہادۃ علی الزنا الا شہادۃ اربعۃ احرار المسلمین کذا فی شرح الطحاوی (عالمگیری مصری باب خامس ج ۲ ص ۱۵۱)

لڑکی کے اقرار سے کسی دوسرے کو ملزم نہیں قرار دیا جا سکتا۔ یہ اقرار صرف لڑکی ہی کے حق میں معتبر ہے یعنی اس پر وہ تمام احکام جاری ہوں گے جو شرعاً زنا پر مرتب ہو سکتے ہیں[1] اور یہاں لڑکی نے بھی زنا کا اقرار نہیں کیا، شخص اس سے بری سمجھا جاوے گا اور صرف اس وجہ سے اس کی امامت میں بھی کوئی حرج نہیں ہے البتہ اگر خارجی طور پر لوگوں کو اس کے فسق کا حال معلوم ہے تو اس کے پیچھے نماز مکروہ ہوتی ہے اس سے توبہ کرائی جاوے۔

صرف زانی کے اقرار سے زنا ثابت ہو جاتا ہے

سوال (۲) ایک شخص زنا کا اقرار کرتا ہے کہ میں نے عورت پر سوار ہو کر وطی کیا، پھر چند ماہ بعد ایک جنگل میں وہی دونوں فاعل ومفعول زنا کرتے دیکھے گئے لوگوں نے قرآن دیکر اس سے زنا پر حلف لیا، اس نے سال، ماہ، تاریخ ساعت زنا، مکان زنا اور کالمیل فی المکحلہ کے داخل کرنے کا اقرار کیا۔ مگر زنا پر چار گواہ نہیں پائے گئے اس کا کیا حکم ہے اور ایسے شخص کے ساتھ خورد ونوش جائز ہے یا نہ؟

الجواب:۔ اس صورت میں جبکہ شخص مذکور نے اقرار بالزنا کیا تو بقاعدہ المرء یوخذ باقرارہ اس کے حق میں اس کا اعتبار کیا جائے گا[2] یعنی جو احکام کہ شرعی شہادت موجود ہونے کی صورت میں اس پر عائد ہوتے وہ اب بھی عائد ہوں گے، البتہ یہ ضرور ہے کہ صرف اس کے حق میں معتبر ہوگا، کسی دوسرے کے حق میں نہیں، کیونکہ اقرار کو فقہاء نے

---

[1] ویثبت الزنا باقرارہ (ایضاً باب ثانی ص ۱۴۳/۲) ظفیر [2] ویثبت الزنا باقرارہ (عالمگیری مصری باب ثانی ص ۱۴۳/۲) ظفیر۔

حجۃ قاصرہ قرار دیا ہے جو صرف مقر ہی کے حق میں معتبر ہو سکتی ہے دوسرے پر اس کا کوئی اثر نہیں پڑتا فی الھدایہ وانہ ملزم لوقوع دلالتہ الا تری کیف الزم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ماعزاً رضؓ باقرارہ وتلک المرأۃ باعترافہا الخ وھو حجۃ قاصرۃ لقصور ولایۃ المقر عن غیرہ فیقصر علیہ الخ۔ ھدایہ ربع ثالث[1]" پس صورت مسئولہ میں جب تک کہ زانی توبہ واستغفار نہ کرے اس کے ساتھ کسی قسم کے تعلقات نہ رکھنے چاہئیں، یہاں ہندوستان میں حدود شرعیہ قائم نہیں ہو سکتیں اس لئے اب اس کے سوا کوئی اور چارہ کار نہیں فقط[2]

منکوحہ سے زنا حق اللہ اور حق العباد دونوں ہے

سوال (۳) نکاح شدہ عورت سے زنا کرنا حق العباد ہے یا نہ اور عورت کے خاوند کا زانی سے کچھ مواخذہ ہے یا نہ؟

الجواب:۔ منکوحہ عورت سے زنا کرنا حق اللہ بھی ہے اور حق العباد بھی، حدیث شریف میں کبائر کے بیان میں ہے۔ قال ان تزنی حلیلۃ جارک اس پر محشی لکھتے ہیں لانہ زنا وابطال حق الجوار والخیانۃ معہ فیکون اقبح[3]۔ فقط

زانیہ کی سزا

سوال (۴) ایک عورت زانیہ ہے اور حاملہ ہے اب اسلامی حد کسی طرح جاری نہیں ہو سکتی اب اس کو کیا سزا دینی چاہیے اور کیا معاملہ کیا جاوے۔

ہندوستان میں حد کا اجراء

سوال (۵) اگر اس عورت کو بعد وضع حمل قتل

---

[1] ھدایہ کتاب الحدود فصل فی الزنا ص ۳۶ ظفیر [2] لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵/۳۶) [3] دیکھئے مشکوۃ باب الکبائر مع الحواشی ص ۱۷۔ ط

خفیۃً کر دیا جاوے تو قاتل شرعاً مجرم ہوگا یا نہ

زانی سے زانیہ کا نکاح

سوال (۶) اگر اس عورت کا جائز طریقہ سے نکاح کر دیا جائے تو کیسا ہے۔

زنا زیادہ قبیح ہے یا سود

سوال (۷) زنا اور سود میں کیا نسبت ہے قبیح زیادہ کس میں ہے

الجواب :-

(۱) توبہ کرا دیں اور نصیحت کر دیں[۱]۔

(۲) یہ جائز نہیں ہے[۲]

(۳) نکاح کر دینا اچھا ہے اس میں آئندہ فتنہ کا انسداد ہے[۳]

(۴) دونوں گناہ کبیرہ ہیں البتہ سود کو زنا سے بلکہ چھتیس[۳۶] زنا سے اشد حدیث میں فرمایا گیا ہے[۴] فقط۔

دار الحرب میں زانی پر کیا حد ہوگی

سوال (۸) زانی پر کوئی حد شرعی اس زمانہ میں لگ سکتی ہے یا نہیں اور زانی مدت حمل میں اگر اس سے نکاح کرے تو ہو سکتا ہے یا نہ۔

---

[۱] لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص۱۹۵ ج۳) ظفیر [۲] اس لئے کہ یہ دار الاسلام نہیں دار الحرب کے حکم میں ہے لانہ لاحد فی دار الحرب (ایضاً) ظفیر [۳] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم یا معشر الشباب من استطاع منکم الباءۃ فلیتزوج فانہ اغض للبصر واحصن للفرج متفق علیہ (مشکوٰۃ کتاب النکاح ص۲۶۷) ظفیر [۴] قال اللہ تعالیٰ لا تَقْرَبُوا الزِّنَا اِنَّهٗ كَانَ فَاحِشَةً وَّ سَآءَ سَبِيْلًا (بنی اسرائیل ۔ ۴)

الجواب: حد اس زمانہ میں جاری نہیں ہو سکتی[1] اور وہ حمل خواہ زید کا ہو یا نہ ہو اگر زید اس سے نکاح کرے تو اس حالت حمل میں بھی نکاح ہو سکتا ہے۔

زنا پر کیا سزا دی جائے

سوال (۹) ایک شخص نے اپنی حقیقی بھانجی سے زنا کیا پنچایت کی روبرو اس لڑکی نے بیان کیا جس پر برادری نے اس کو علیحدہ کر دیا اس پر شرعاً کیا حکم لگ سکتا ہے۔

الجواب جبکہ گمان غالب ایسا ہی ہے وہ شخص متہم بالزنا ہے اگرچہ شرعی طور سے زنا کا ثبوت نہیں ہے کیونکہ ثبوت زنا کا شرعاً چار عادل گواہوں کی چشم دید شہادت ہوتا ہے[2]۔ اس کو یہی تنبیہ کافی ہے کہ اس کو تا ظہور صلاح وتوبہ برادری سے خارج کیا جاوے کیونکہ تعزیر شرعی تو اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے حکومت اسلام کے جاری نہیں ہو سکتی۔ فقط۔

دختر کے ساتھ زنا

سوال (۱۰) ایک شخص نے اپنی دختر کے ساتھ زنا کیا اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اور کیا سزا ہے۔

الجواب: لڑکی محرمات ابدیہ سے ہے اول تو زنا ہر ایک عورت سے حرام قطعی ہے کہ حلال سمجھنے والا اس کا کافر ہے[3] پھر اپنی لڑکی سے زنا کرنا ہر طرح موجب معصیت وملامت دارین ہے اور سخت روسیاہی

---

[1] لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ ج ۳) ظفیر

[2] لا تقبل لشہادۃ الا شہادۃ اربعۃ احرار مسلمین (عالمگیری مصری باب خامس ص ۱۵۱ ج ۲) ظفیر

[3] ان من استحل ما حرمہ اللہ تعالیٰ علی وجہ الظن لا یکفر وانما یکفر اذا اعتقد الحرام حلالا الخ قولہ ظنا نا الحل اما لو اعتقدہ یکفر کما مر رد المحتار کتاب الحد مطلب اذا استحل المحرم ص ۲۱۳ ج ۳) ظفیر

کی بات ہے ایسے شخص کا منھ کالا کرنا چاہیئے اور برادری کی جو کچھ سزا ہو اس کو دینی چاہیئے، شرعی سزا اور حد تو اس زمانے میں بوجہ حکومت غیر اسلامی کے جاری نہیں ہوسکتی[1]۔ فقط

بلا نکاح عورت کو رکھنا

سوال (۱۱) بے نکاح عورت کو رکھنے والے کے لئے کیا سزا ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص مرتکب زنا کا ہے اور فاسق ہے[2]۔ فقط

دارالحرب میں زانی کی سزا

سوال (۱۲) اس زمانہ میں زانی کو کیا سزا دی جاسکتی ہے۔

الجواب:۔ کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ حدود دارالاسلام میں قائم ہوسکتی ہیں، دارالحرب میں حدود قائم نہیں ہوسکتی کما فی الدر المختار فی دارالاسلام لانہ لاحد بالزنا فی دارالحرب الخ وفی الشامی لاحد بالزنا فی دارالحرب[3] الخ پس معلوم ہوا کہ ہندوستان میں حد زنا وغیرہ قائم نہیں ہوسکتی اور جبکہ بادشاہ اسلام موجود نہیں ہے تو قانون شرعی کے جاری ہونے کی کوئی صورت نہیں ہے اور شریعت اسلامیہ میں رجم کی عوض اور کوئی سزا تجویز نہیں کی گئی اور تعزیر میں کچھ تحدید اور تعین نہیں ہے حاکم کی رائے پر موقوف ہے۔ فقط۔

محارم سے نکاح کو حلال جاننے کی سزا

سوال (۱۳) محارم کے ساتھ نکاح کرنے اور حلال جان کر صحبت کرنے سے حد آوے گی یا نہیں۔

---

[1] لانہ لاحد فی دارالحرب (الدرالمختار علی هامش ردالمحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵/۳) ظفیر [2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یزنی الزانی حین یزنی وھو مومن (مشکوۃ باب الکبائر ص ۱۷) [3] ردالمحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵/۳ ۔ ظفیر

الجواب:- اصل یہ ہے کہ امام صاحبؒ کے نزدیک حدود شبہ سے بھی ساقط ہو جاتی ہیں، نفس نکاح سے حرمت مشتبہ ہو جاتی ہے اس لئے حد ساقط ہے البتہ اس کی مرتکب کو سخت تعزیر دی جا سکتی ہے[1] امام طحاویؒ نے اس مسئلہ کو مدلل بیان کیا ہے وخالفهم آخرون فی ذلك فقالوا لا يجب فی هذا الحد الزنا ولكن يجب فيه التعزير والعقوبة البليغة وممن قال بذلك ابو حنيفة وسفيان الثوری الخ. شرح معانی الآثار جلد ثانی باب التزوج بالمحارم[2]۔ فقط

زانی سے تعلق رکھنا کیسا ہے

سوال (۱۴۲) ایک مولوی صاحب کی چچازاد بھانجی اپنے خدمت گار سے جوان کے یہاں بچپن سے رہتا ہے ناجائز تعلق رکھتی ہے مولوی صاحب کی اس خدمت گار سے دوستی ہے۔ اس مکروہ فعل سے مولوی صاحب کو ذرا ملال نہیں بلکہ اس سے کشادہ پیشانی سے دوستی قائم ہے اس صورت میں مولوی صاحب کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:- اگر ان مولوی صاحب کو علم ہے کہ وہ خدمت گار زانی ہے اور مولوی صاحب کی چچیری بھانجی سے اس کا تعلق ناجائز ہے

---

[1] لا يحد ولا يعزر (در مختار) قوله الحل اما لو اعتقده يكفر كما مر قوله يعزر ای اجماعا وفی الفتح لو يجب عليه الحد عند ابی حنيفة وسفيان الثوری وزفر وان قال علمت انها حرام علی ولكن يجب الحد ويعاقب عقوبة هو اشد ما يكون من التعزير سياسة لا حدا مقدرا شرعا اذا كان عالما بذلك (رد المحتار كتاب الحدود) ص ۳۶/۲۱۲ و ص ۳۶/۲۱۳) ظفير [2] شرح معانی الآثار باب التزوج بالمحارم ص) ظفير۔

اور شہادت شرعیہ سے زنا اور ناجائز تعلق ثابت ہے اور پھر بھی مولوی صاحب مذکور باوجود قدرت کے اس خدمت گار کو اس فعل شنیع سے نہ روکیں تو بے شک گنہ گار ہوں گے ان کو توبہ کرنی چاہیئے اور امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کو جو خاص اس امت کا شعار اور مایۂ افتخار ہے ضروری سمجھ کر اس پر کار بند ہوں البتہ دوسرے مسلمانوں کو بھی یہ لازم ہے کہ بدون چار آدمیوں کی عینی شہادت کے کسی عورت یا مرد کو زنا کی تہمت نہ لگا دیں۔ ورنہ پھر وہ ماخوذ ہوں گے اور اگر اسلامی حکومت ہو تو ان کو حد قذف اسی کوڑے مارے جائیں گے[1] کما قال اللہ تعالیٰ لولا جاءوا علیہ باربعۃ شھداء فاذ لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون[2]۔ فقط

ہمشیرہ کے ساتھ زنا کے مرتکب کی سزا

سوال (۱۵) ایک شخص کو اپنی ہمشیرہ حقیقی کے ساتھ زنا کرتے ہوئے عبدالغنی نے بچشم خود دیکھا اور اس کو جھڑکا، اس کو دو تین آدمیوں نے سنا، صبح کو لڑکی سے پوچھا اس نے مجمع میں اقرار کیا کہ اڑھائی مہینہ سے ایسا کرتا ہے ان کے ساتھ برادری کو کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ ایک آدمی کی گواہی سے شرعاً زنا ثابت

[1] لا تقبل الشھادۃ علی الزنا الا شھادۃ اربعۃ احرار مسلمین ان شھد علی الزنا اقل من اربعۃ بان شھد واحد او اثنان او ثلاثۃ لا تقبل الشھادۃ ویحد الشاھد حد القذف (عالمگیری مصری باب خامس ج۲ ص۱۵۱ و ج۲ ص۱۵۲) ظفیر

[2] سورۃ النور رکوع ۲۔

نہیں ہوتا۔ اور عورت کا اقرار مرد کے حق میں معتبر نہیں ہے اس لئے شرعی کوئی حد ان پر نہیں لگ سکتی۔ البتہ جب کہ شبہ ہوگیا اور تہمت لگ گئی تو ان دونوں کو علیحدہ رکھا جاوے اور ایک جگہ نہ رہنے دیا جاوے[۲]۔ فقط۔

منکوحہ دوسرے کے سپرد کرنا

سوال (۱۶) اللہ دتا درزی نے اپنی دختر نابالغہ فضل بیگم کا عقد مسمی حسین کے ساتھ کر دیا، اور رخصتی دوسرے وقت پر ملتوی کی گئی۔ اب راجہ علی، علی شان خان نمبردار نے کچھ روپیہ رشوت میں لے کر بغیر عقد شرعی لڑکی کو پالکی میں بٹھا کر اپنے درزی مسمی فضل کے سپرد کر دی کیا فضل اور فضل بیگم کا خاوند بیوی کی طرح بغیر عقد شرعی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

اس کی سزا

سوال (۱۷) علی شان کا ایسا کرنا موجب تعزیر ہے یا نہ۔

زانی سے تعلق

سوال (۱۸) علی شان کے رشتہ داروں کو اس سے تعلق قطع کرنے کے بارے میں کیا حکم ہے (۴) نابالغ منکوحہ کے باپ ایجاب اور ناکح کے باپ کے قبول کرنے سے نکاح شرعی منعقد ہو جاتا ہے یا نہیں۔

---

[۱] لا تقبل الشهادة على الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمين ان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ويحد الشاهد حد القذف (عالمگیری مصری باب خامس ص ۱۵۱/۲) ظفیر [۲] عن النبي صلى الله عليه وسلم قال لا يخلون رجل بامرأة الا كان ثالثهما الشيطان رواه الترمذي (مشكوة باب بيان العورات ص ۲۶۹) والمعنى يكون الشيطان معهما ويهيج شهوة كل منهما حتى يلقيهما في الزنا (حاشيه مشكوة عن المرقاة ص ۲۶۹) ظفير۔

الجواب :- جب کہ فضل النساء نابالغہ کا نکاح شرعی طور پر اس کے باپ نے کر دیا تھا تو وہ نکاح اسی وقت لازم و نافذ ہو گیا تھا اب نہ مسماۃ کا دوسری جگہ نکاح ہو سکتا ہے اور نہ کسی کو یہ اختیار ہے کہ ناجائز طریق پر اس کو کسی اجنبی کے حوالہ کرے، لہٰذا فضل اور فضل النساء کے درمیان فوراً علیحدگی کرائی جائے اگر وہ اس کے لئے تیار نہ ہوں تو ان سے تمام مسلمان قطع تعلق کر دیں۔ قَالَ اللهُ تعالیٰ فَلَا تَقْعُدْ بَعْدَ الذِّكْرٰى مَعَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ[۲]

(۲) بے شک علی شان نے سخت گناہ کبیرہ کا ارتکاب کیا ہے، مسلمانوں کو اس سے میل ملاپ رکھنا جائز نہیں اور اس کے حق میں یہی تعزیر ہے

(۳) اگر علی شان توبہ نہ کرے اور منکوحہ کو اس کے شوہر کے پاس نہ پہنچائے تو تمام برادری کو اس سے کوئی تعلق نہ رکھنا چاہیئے کیونکہ حقیقت میں اس حرام کے ارتکاب کا یہی شخص باعث ہوا ہے۔

(۴) زوجین کے عدم بلوغ کی صورت میں ان کے باپ کو ان کے نکاح کا کلی اختیار حاصل ہے پس صورت مسئولہ میں اگر لڑکا بھی نابالغ تھا تو اس کے باپ کو بھی اختیار کلی حاصل تھا۔ اور اگر بالغ تھا اور باپ نے اس کی رضا و اجازت سے نکاح کیا تھا، یا نکاح کے بعد اس نے رضامندی ظاہر کر دی تب بھی نکاح نافذ و صحیح ہو گیا، اب تاوقتیکہ شوہر طلاق نہ دے مسماۃ کو دوسرے نکاح کا اختیار نہیں ایسی حالت میں نکاح ثانی باطل اور بحکم زنا ہے[۳]۔ فقط

---

[۱] اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ لو یقل احد بجوازہ (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۸۴ ج ۲) ظفیر

[۲] سورۃ الانعام - ۸ [۳] اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ الخ فلو یقل احد بجوازہ (رد المحتار ص ۳۸۴ ج ۲) ظفیر

زنا کسی کے ساتھ جائز نہیں

سوال (۱۹) بھانجی کے ساتھ زنا کرنا جائز ہے یا نہیں اور نانا نانی معاون ہیں اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے

الجواب: حرام ہے اور جو اس کام میں زانی اور زانیہ کی مدد کرے وہ بھی فاسق و فاجر ہے ان سب سے قطع تعلق کرنا ضروری ہے[۱] فقط

زنا میں چار گواہوں کی وجہ

سوال (۲۰) جبکہ جرم کے ثبوت میں دو کس شہادت پر مدار ہے تو زنا کے ثبوت پر اربع شہادت کیوں ضروری ہیں

الجواب:۔ زنا چونکہ سنگین جرم ہے اور اس کی سزا بھی بہت سخت اور شدید ہے یعنی زانی محصن کی سزا سنگسار ہے اور غیر محصن کو سو کوڑے لہٰذا حکمت حق تعالیٰ اس کو مقتضی ہوئی کہ اس کی شہادت میں بھی کچھ شدت رکھی جاوے تا کہ اشاعت فاحشہ بین المؤمنین میں کمی ہو[۲] فقط

مرد و عورت کا ایک بستر پر سونا زنا کے ثبوت کے لئے کافی نہیں

سوال (۲۱) ایک مرد اور ایک عورت جوان العمر کو باہم ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے اور ہمکنار دیکھا گیا شاہد نے اول سے آخر تک ان کو حالت مذکور پر دیکھا مگر کوئی حرکت

---

[۱] قال رجل یارسول اللہ ای الذنب اکبر عند اللہ قال ان تدعوا للہ ندا وھو خلقک قال ثم ای قال ان تقتل ولدک خشیۃ ان یطعم معک قال ثم ای قال ان تزنی حلیلۃ جارک فانزل اللہ تصدیقھا والذین لا یدعون مع اللہ الٰھا آخر ولا یقتلون النفس التی حرم اللہ الا بالحق ولا یزنون الآیۃ متفق علیہ (مشکوٰۃ باب الکبائر ص۱۶) ارشاد ربانی ہے تعاونوا علی البر والتقویٰ ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان (المائدۃ ۱۰) ظفیر

[۲] یثبت الزنا بشہادۃ اربعۃ رجال فی مجلس واحد بلفظ الزنا لا مجرد لفظ الوطی والجماع (در مختار) لان لفظ الزنا ھو الدال علی فعل الحرام (رد المحتار کتاب الحدود ص۱۹۶ ج۳)

جماع نہیں دیکھی، اس حالت میں زنا ثابت ہے یا نہیں

اس صورت میں زنا ثابت نہیں | **سوال (۲۲)** اس صورت میں فریقین پر ثبوت زنا اور حد زنا قائم ہو سکتی ہے یا نہیں

الجواب: اس حالت کے دیکھنے سے زنا کا ثبوت نہیں ہوتا اگرچہ یہ فعل بھی حرام ہے[1]

(۲) اس صورت میں زنا ثابت نہیں ہے اور نہ حد زنا ثابت ہے[2]

دو شخص کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا | **سوال (۲۳)** ایک شخص نے اپنی.... خوشدامن سے زنا کیا اس عورت کے لڑکے اور بھانجے دونوں نے جن کی عمر پندرہ سولہ سال ہے بچشم خود دخول کرتے ہوئے دیکھ لیا اور مجمع میں بیان کر دیا اس کے بعد عورت کے لڑکے نے اپنے اقرار سے رجوع کر لیا تو اس صورت میں زنا ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب: دو شخص کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا پس وہ دونوں لڑکے اگر عاقل وبالغ وعادل بھی ہوں اور ان میں سے کوئی اپنے قول سے رجوع نہ بھی کرتا تب بھی ان کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا۔ کیونکہ زنا کا ثبوت چار گواہوں کی گواہی سے ہوتا ہے[3] کما قال اللہ تعالیٰ

---

[1] یثبت الزنا عند الحاکم بشہادۃ اربعۃ یشہدون علیہ بلفظ الزنا لا بلفظ الوطء والجماع الخ وقالوا رأیناہ ادخل کالمیل فی المکحلۃ عالمگیری مصری باب ثانی ج۲ ص۱۳۳ ظفیر

[2] ان تمکنت فیہ الشبہۃ لا یجب الحد، عالمگیری باب رابع ج۲ ص۱۴۷ ظفیر

[3] لا تقبل الشہادۃ علی الزنا الا شہادۃ اربعۃ احرار مسلمین وان شہد علی الزنا اقل من اربعۃ بان شہد واحد او اثنان او ثلاثۃ لا تقبل الشہادۃ ویحد الشہود حد القذف (عالمگیری مصری ج۲ ص۱۵۱ و ص۱۵۲) ظفیر

لولا جاؤا علیہ باربعۃ شھداء فاذ لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند الله ھم الکاذبون[1] پس جبکہ شرعاً اس گواہی کا اعتبار نہیں ہے تو اس قصہ کے پیچھے نہ پڑنا چاہیئے اور اشاعت فاحشہ نہ کرنا چاہیئے، کیونکہ یہ سخت گناہ ہے کہ بدون ثبوت شرعی کے اس کو زبان سے نکالا جاوے اور مشہور کیا جاوے[1]۔

زنا کا ثبوت۔ **سوال** (۲۴) اگر زید کا گمان اپنی زوجہ پر ہو کر وہ زانی ہے مخفی طور سے زنا کراتی ہے

(۲) اگر زید نے اپنی زوجہ کو چشم خود سے زنا کرا کے آتی ہوئی دیکھ لیا ہے اور زانی کو شناخت کیا کہ وہی عمرو زانی ہے جو خفیہ طور سے غیر حاضری میں بلایا جاتا تھا، زید بھی اپنی بیوی سے ہمبستری کرتا ہے زوجہ کو چار ماہ کا حمل ہے تو وہ اس کو رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

(۳) اگر زید نے عمرو کو اپنے مکان سے نکلتے ہوئے دیکھ لیا رات کے وقت، ان صورت میں زنا ثابت ہے یا نہیں۔

الجواب:- (۱ تا ۳) ایسے توہمات کا شریعت میں اعتبار نہیں ہے اور جب تک چار گواہ چشم دید زنا کے نہ ہوں زنا ثابت نہیں ہوتا[2] کما قال الله تعالیٰ لولا جاؤا علیہ باربعۃ شھداء واذ لم یاتوا بالشھداء فاولئک عند الله ھم الکاذبون[3] پس وہ حمل جو زید کے زوجہ کو ہے وہ شرعاً زید کا ہی سمجھا جاوے گا اور اس کا نسب زید سے ہی ثابت

---

[1] سورۃ النور رکوع ۲۔ [2] ویثبت الزنا عند الحاکم ظاہراً بالشہادۃ اربعۃ یشہدون علیہ بلفظ الزنا لا بلفظ الوطی والجماع وقالوا رأیناہ ادخل کالمیل فی المکحلۃ (عالمگیری مصری باب ثانی ج۲ ص۱۴۳) ظفیر۔ [3] سورۃ النور ۲۔

ہوگا[۱] اور عورت مذکورہ کا رکھنا زید کو جائز ہے[۲] اور اگر زید اس کو طلاق دے دیگا تو اس پر طلاق واقع ہو جائے گی لیکن طلاق دینا واجب نہیں ہے۔ فقط

نابالغہ سے زبردستی زنا اور اس کی سزا | **سوال (۲۵)** اگر کوئی شخص زبردستی عورت نابالغہ سے زنا کرے تو کیا دونوں سزار زنا کے مستحق ہوں گے یا کیا اور کیا سزا دیجاوے گی۔

(۲) اگر کوئی شخص بالغہ عورت سے زبردستی زنا کرے تو کیا دونوں سزا کے مستحق ہوں گے اور عورت پر کیا کفارہ آئے گا۔

الجواب (۱ اور ۲) ان دونوں صورتوں میں مرد و عورت توبہ و استغفار کریں اللہ تعالیٰ گنہ معاف فرمانے والا ہے اور کوئی حد اس زمانہ میں اس ملک میں جاری نہیں ہو سکتی[۳]۔

حاملہ من الزنا سے نکاح اور اس سے وطی | **سوال (۲۶)** حبل من الزنا سے اگر غیر زانی نکاح کرے تو قبل وضع حمل وطی کرنے سے اس پر حد شرع قائم ہو گی یا نہ۔ یہاں پر قاضی شرع تو ہے نہیں اگر کوئی عالم زانی و زانیہ کو زجراً سو دو سو جوتی وغیرہ مارنے کا حکم دے تو یہ جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ اس صورت میں حد شرع نہیں ہے کیوں کہ

[۱] الولد للفراش وللعاہر الحجر (مشکوٰۃ ص۲۸۶) ظفیر [۲] لا یجب علی الزوج تطلیق الفاجرۃ ولا علیہا تسریح الفاجر الا اذا خافا ان لا یقیما حدود اللہ فلا باس ان یتفرقا (الدر المختار علی ھامش رد المختار باب المحرمات ص۲۰۲ ج۲) ظفیر

[۳] لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب الحدود ص۱۶۵ ج۳) ظفیر

نکاح کی وجہ سے شبہ پیدا ہو گیا۔[1] اس صورت میں قاضی شرع کے سوا دوسرا شخص حد قائم نہیں کر سکتا۔

تین کی گواہی سے زنا ثابت نہیں ہوتا سوال (۲۷) زید کی بیوی پر تہمت زنا لگائی گئی تین آدمیوں نے گواہی دی کہ ہم نے زنا کراتے دیکھا اس صورت میں زنا ثابت ہوا یا نہیں

الجواب:- زید کی بیوی پر اس صورت میں شرعاً زنا ثابت نہیں ہے۔ پس پنچایت کی طرف سے زید کو کچھ سزا نہ دینی چاہیئے (ان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة (عالمگیری مصری ص ۱۵۱ ج ۲) ظفیر)

خوش دامن کے ساتھ زنا سوال (۲۸) کوئی شخص اپنی خوش دامن کے ساتھ زنا کرے، داماد اور ساس نے ایک مجمع عام میں اقرار بھی کیا شہر کے لوگ دو مولوی کو لائے انھوں نے مرقومۃ الذیل سزاؤں کا فتویٰ دیا کہ جوتا اور کھڑام اور جھاڑو وغیرہ زانی کے گلے میں لٹکایا جاوے زانی زانیہ کو ماں کہے اور زانیہ زانی کو باپ کہے، زانی تبدیل مکان کرنا ہوگا۔ زانی کو ساٹھ روزے مثل کفارہ صوم کے رکھنے ہونگے زانی اور زانیہ کے شوہر کے ساتھ مواکلت مشاربت و مجالست بند کیا جائے، آیا یہ سزائیں دینا کیسا ہے۔

الجواب:- زنا کی حد اول تو اس ملک میں جاری نہیں ہو سکتی کما فی الدر المختار والشامی لانه لا حد بالزنا فی دار الحرب[2] دوسرے یہ سزائیں جو کسی نے تجویز کیں ان میں سے کوئی سزا بھی

---

[1] لا حد بشبهة العقد الخ رد المحتار علی هامش رد المحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۲۱۰۔ [2] ایضاً ص ۱۹۸ ج ۳ و ص ۱۹۹ ج ۳۔ ظفیر

زنا کی نہیں ہے یہ اس مجوز کی جہالت ہے شرعاً یہ سزائیں زنا کی نہیں ہیں اور ثبوت زنا چار گواہان عادل کی گواہی سے ہوتا ہے یا چار مرتبہ قاضی کے سامنے اقرار کرنے سے، چونکہ اب قاضی شرعی بھی نہیں نہ اقرار چار مجالس میں ہوا لہذا ثبوت زنا حسب قاعدہ شرعیہ نہیں ہے بہرحال صورت مسئولہ میں نہ زنا ثابت ہے نہ کوئی حد اس پر قائم ہو سکتی ہے قال فی الدر المختار یثبت ایضا باقرارہ الخ اربعاً فی مجالسہ الاربعۃ کلما اقر ردہ بحیث لا یراہ[۲] پس اگر در حقیقت اس شخص سے زنا ہوا تو توبہ کرے یہی اس کا کفارہ ہے اور خوشدامن کے ساتھ زنا کرنے سے زانی کی زوجہ اس پر حرام ابداً ہو جاتی ہے اس صورت میں اپنی زوجہ کو علیحدہ کر دے اور زانیہ کے شوہر کا کچھ قصور نہیں ہے۔ جو اس سے متارکت کی جاوے اور اس کو سزا دی جائے۔

زانی سے برتاؤ **سوال** (۲۹) ایک شخص نے اپنی ہمشیرہ کی لڑکی سے زنا کیا اس کے ساتھ کھانا پینا برتاؤ جائز ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ اس کے ہمراہ ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے؟

الجواب:۔ اس شخص سے توبہ کرائی جاوے اور تنبیہ کی جائے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے علیحدگی کرنی چاہیئے اور جو لوگ اس کے معاون ہیں گنہگار ہیں (کیونکہ اس ملک میں حد جاری نہیں ہو سکتی ہے لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ج۳ ص۹۔) ظفیر)

سماعی گواہوں سے زنا ثابت نہیں ہوتا

سوال (۳۰) زید کی بابت یہ کہا جاتا ہے کہ اس کا ناجائز تعلق ایک بھنگن سے تھا۔ کوئی چشم دید گواہ نہیں ہے بلکہ تمام سماعی گواہ ہیں اس صورت میں زید کے واسطے کیا سزا ہے اور اگر کوئی شخص عینی شہادت دے تو زید مذکور کے واسطے کیا سزا ہے، ایسے ثبوت کے بعد کیا دوسرے مسلمان اسی کے ساتھ خور و نوش کر سکتے ہیں۔

الجواب :- محض سماعی باتوں سے زید پر تہمت زنا کی لگانا شرعاً درست نہیں ہے[1]۔ اور ایک دو گواہ کے عینی شہادت سے بھی زنا ثابت نہیں ہوتا بلکہ ثبوت زنا کے لئے چار عادل گواہوں کی چشم دید شہادت کی ضرورت ہے جو یہ گواہی دیں کہ ہم نے عین فعل مذکور کو کالمیل فی المکحلہ دیکھا ہے کما بین فی کتب الفقہ، پس بدون ایسی شہادت کے زنا ثابت نہیں ہوتا اور زید کو زانی سمجھنا اور کہنا درست نہیں ہے[2]

بیوی کے مرنے کے بعد ساس سے زنا اور اس کا حکم

سوال (۳۱) زید نے بعد انتقال اپنی زوجہ کے اپنی ساس سے زنا کیا، اب شرعاً اس گناہ کی کیا سزا ہے۔

---

[1] ویثبت الزنا عند الحاکم ظاہرا بشہادۃ اربعۃ یشہدون علیہ بلفظ الزنا لا بلفظ الوطئ والجماع الخ وقالوا رأیناہ ادخل کالمیل فی المکحلۃ (عالمگیری مصری ص ۱۴۳ / ج ۲)

[2] لا تقبل الشہادۃ علی الزنا الا شہادۃ اربعۃ احرار مسلمین ان شہد علی الزنا اقل من اربعۃ بان شہد واحد او اثنان او ثلاثۃ لا تقبل الشہادۃ ویحد الشاھد حد القذف (عالمگیری باب خامس ص ۱۵۱ / ج ۲ و ص ۱۵۲ / ج ۲) ظفیر۔

الجواب:۔ قال اللہ تعالیٰ قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِیْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰی اَنْفُسِہِمْ لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَۃِ اللّٰہِ[1] پس ان دونوں کو توبہ کرنی چاہیئے، اور استغفار کرنا چاہیئے، اس سے وہ دونوں پاک ہوجاویں گے لان التائب من الذنب کمن لاذنب لہ[2]۔ اور اس ملک میں چونکہ کوئی سزا شرعی قائم نہیں ہوسکتی[3]، اس لئے توبہ ہی کافی ہے۔ فقط۔

دو کے دیکھنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا

سوال (۳۲) زید کے دو بیوی ہے ہندہ و خالدہ۔ دونوں نے ہندہ کو حالت زنا میں زیر و زبر بچشم خود دیکھا تو زنا ثابت ہے یا نہیں، اور بعد طلاق کے دین مہر دینا لازم ہوگا یا نہیں۔ اور زید اس کو لعان کرا کر طلاق دے دے یا بلا لعان کے۔؟

الجواب:۔ زید اور اس کی زوجہ خالدہ کے بیان سے ہندہ پر زنا کا ثبوت نہ ہوگا[4] اور بوجہ دار الاسلام نہ ہونے کے لعان بھی نہ آوے گا[5]۔ اور مہر بعد طلاق کے واجب الاداء ہوگا[6]

---

[1] سورۃ الزمر۔ ۶ - [2] مشکوۃ باب الاستغفار والتوبۃ ص [3] لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الحدود ص ۱۹۵/۳ ج) ظفیر [4] ان شہد علی الزنا اقل من اربعۃ بان شہد واحد او اثنان او ثلاثۃ لاتقبل الشہادۃ و یحد الشاہد حد القذف (عالمگیری باب خامس ص ۱۵۱/۲ ج و ص ۱۵۲/۲ ج) ظفیر [5] فمن قذف بصریح الزنا فی دار الاسلام زوجتہ الحیۃ بنکاح صحیح الخ العفیفۃ عن فعل الزنا و تہمتہ الخ (در مختار) قولہ فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایۃ (رد المحتار باب اللعان ص ۸۰۶/۲ ج) ظفیر

زنا کرکے توبہ کرلیا کیا حکم ہے

سوال (۳۳) زید نے کسی بھنگن یا چماری سے زنا کیا اور بعد عرصہ کے توبہ کرلی آیا بعد توبہ کے اس کو کوئی سزا یا تاوان دینا چاہیئے یا نہیں۔ اور جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ جبکہ زید نے توبہ کرلی اور اس فعل قبیح پر نادم ہوا اور استغفار کیا تو گنہ اس کا معاف ہوگیا اب اس پر کچھ سزا اور تنبہ کی ضرورت نہیں ہے۔ حدیث شریف میں ہے التائب من الذنب کمن لاذنب لہ[1]۔ فقط

زنا بالجبر اور اس کا حکم

سوال (۳۴) زید اپنی بڑی دختر سے مرتکب زنا بالجبر کا ہوا، اور چھوٹی دختر سے زنا بالجبر کی گفتگو کی اور تحقیق دونوں بیٹیوں سے محققوں کو ثابت ہوچکی ہے اور شہرت عامہ بھی ہوچکی اگرچہ شرع سے مجبور ہیں مگر چھوڑنا بھی دشوار ہے بوجہ غیرت اسلام اور شہرت عامہ کے۔

الجواب:۔ شرعاً اس صورت میں باقاعدہ شرعیہ ثبوت زنا مرد پر نہیں ہے اور اس ملک میں اقامت حدود بھی نہیں ہوسکتی پس شخص مذکور سے توبہ کرالی جاوے[2] کہ التائب من الذنب کمن لاذنب لہ[3] حدیث شریف میں وارد ہے۔ فقط

زنا کا ثبوت

سوال (۳۵) ایک مسلمان عورت ایک نصرانی کے یہاں رہتی ہے گاؤں کے مسلمان دو فریق میں ایک فریق کہتا ہے کہ یہ عورت

---

[1] مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبۃ ص۔ [2] لانہ لاحد فی دار الحرب رد المحتار علی ھامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵/۳ ظفیر [3] مشکوٰۃ باب الاستغفار والتوبہ ص۔ ظفیر

نصرانی کے ساتھ ایک پلنگ پر سوتی ہے، دوسرا فریق عورت کے بیان کی تائید و تصدیق کرتا ہے، عورت کا بیان یہ ہے کہ میں تین برس سے نصرانی کے پاس ایک پلنگ پر نہیں سوتی ہوں، کیا مسماۃ تہمت زنا سے بری ہے اور کمائی اس کی حلال ہے یا حرام، کسی کار خیر میں لگا سکتی ہے یا نہ، عورت کہتی ہے کہ میں نصرانی کے بچوں کو کھلانے اور رکھنے پر نوکر ہوں، یہ حلفیہ بیان کرتی ہے۔

الجواب:۔ اس سوال کی رو سے زنا کا ثبوت نہیں ہے[1]، البتہ مسماۃ مذکورہ کو ایسے تہمت سے بچنا ضرور چاہیئے[2] اور جبکہ ملازمت کا تعلق بیان کرتی ہے تو آمدنی اس کی حلال ہے اور کھانا اس کا جائز ہے البتہ نامحرم کے پاس ایک چارپائی پر لیٹنا اگر دو گواہوں عادل و نمازی پرہیزگار سے ثابت ہے تو فاسقہ ہونا اس عورت کا ثابت ہے[3] جس سے اس کی آمدنی نوکری کی تو حرام نہ ہوگی مگر تنبیہ کرنا اور روکنا اس فعل سے ضروری ہے۔ فقط۔

دخول نہ ہونے کی صورت میں زنا ثابت نہیں ہوگا

سوال (۳۶) زید نے کسی عورت باکرہ سے جماع کرنا چاہا لیکن عورت کے اوپر قادر نہیں ہوا بسبب کم طاقتی کے یا کسی وجہ سے یعنی دخول نہیں ہو سکا یہ زنا ہوا یا نہیں۔

الجواب:۔ دخول نہ ہونے کی صورت میں زنا ثابت نہ ہوگا

---

[1] والزنا الموجب للحد وطؤ وھو ادخال قدر حشفة من ذکر مکلف ناطق طائع فی قبل مشتهاة خال عن ملکه و شبهة فی دار الاسلام الخ ویثبت بشهادة اربعة رجال فی مجلس واحد (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحدود ج ۳ ص ۱۹۲) ظفیر [2] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم اتقوا مواضع التهم الخ السغیر

اور حد بھی واجب نہ ہوگی[۱]۔ اور گنہ ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے، اور شوہر والی یا غیر شوہر والی عورت سے زنا برابر ہے یعنی معصیت کبیرہ ہونے میں دونوں برابر ہے اور شوہر والی سے زنا کرنے میں ایک دوسرا گنہ بھی ہے یعنی شوہر کی بے حرمتی کا[۲]۔

زنا کرنے والے کی سزا

سوال (۳۷) زید نے ایک عورت سے زنا کیا اور حمل رہ گیا، زید خود مقر ہے، اس صورت میں زید کے لئے شرعاً کیا سزا ہے

الجواب:- اس صورت میں توبہ اور استغفار کافی ہے اللہ سے توبہ کریں اور آئندہ کو ایسا کام نہ کریں، اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور غفور ورحیم ہے اور حدود اس وقت جاری نہیں ہوسکتی[۳]۔

ثبوت زنا اور حکم رجم کی شرطیں

سوال (۳۸) کسی شخص کے ذمہ زنا کا ثبوت کب ہوسکتا ہے اور رجم کی کیا شرطیں ہیں صرف بے جا اتہام سے یا گواہوں کی ضرورت ہے۔

الجواب:- زنا کا ثبوت چار گواہوں سے جو کہ حالت زنا کو چشم دید بیان کریں ہوتا ہے[۱] اور رجم کی شرائط میں سے احصان بھی ہے[۲]، اور

---

[۱] هو قضاء الرجل شهوته محرما فی قبل المرأة الخالی عن الملكين وشبهتما وشبهة الاشتباه الخ وركنه التقاء الختانين ومواراة الحشفة لان بذالك يتحقق الايلاج والوطؤ (عالمگیری مصری الباب الثانی فی الزنا ص۱۴۳ ج۲) ظفير [۲] ويثبت الزنا باقراره الخ (ايضاً ص۱۴۳ ج۲) من زنى فی دار الحرب اوفی دار البغی ثم خرج الينا لايقام عليه الحد (عالمگیری باب رابع ص۱۴۹ ج۲) ظفير

[۳] ويثبت الزنا عند الحاكم ظاهراً بشهادة اربعة يشهدون عليه بلفظ الزنا لابلفظ الوطؤ والجماع الخ وقالوا رأيناه ادخل كالميل فی المكحلة الخ ويثبت الزنا باقراره (عالمگیری باب ثانی ص۱۴۳ ج۲) ظفير [۴] فان قال انا محصن اويشهد الشهود علی احصانه (ايضاً)

بلا شہود عدول کے محض اتہام بے جا سے زنا کا ثبوت نہیں ہوتا بلکہ تہمت لگانے والے پر حد قذف جاری ہوتی ہے اور ملک ہندوستان میں حدود و رجم وغیرہ نہیں ہو سکتا۔

زانیہ کو جان سے مار ڈالنے میں اخروی سزا

سوال (۳۹) زید کو کسی طریقہ سے یقین ہو گیا کہ میری فلانی محرمہ نے زنا کیا ہے زید نے اس کو کسی طریقہ سے جان سے مار دی تو زید سے آخرت میں مواخذہ ہو گا یا نہیں۔

الجواب:۔ زید پر اس صورت میں مواخذہ اُخروی ہو گا قال اللہ تعالیٰ لَوْلَا جَاءُوْا عَلَيْهِ بِاَرْبَعَةِ شُهَدَاءَ فَاِذْ لَمْ يَاْتُوْا بِالشُّهَدَاءِ فَاُولٰئِكَ عِنْدَ اللّٰهِ هُمُ الْكَاذِبُوْنَ الآیۃ[1]

زانیہ بہن کا قاتل اور اسکی اخروی سزا

سوال (۴۰) زید نے اپنی اخت کو اپنی آنکھ سے زنا کراتے دیکھا یا اخت نے خود زید سے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے زید نے اپنی اخت کو جان سے مار دی تو زید سے مواخذہ اخروی ہو گا یا نہیں۔

الجواب۔ ہو گا[2]

زانیہ بیوی کا مار ڈالنا کیسا ہے

سوال (۴۱) ایک شخص کی بیوی نے اپنے خاوند سے مختلف مجالس میں متعدد مرتبہ اقرار کیا کہ میں نے زنا کرایا ہے خاوند نے شریعت کے اس مسئلہ کو کہ اگر کوئی تین مرتبہ زنا کا اقرار کرے تو شریعت اس کو مار دینے کا حکم کرتی ہے اپنا مؤید سمجھ کر عورت کو زہر

[1] سورۃ النور رکوع ۲۔ [2] فالعمد ما تعمد ضربہ بسلاح او ما جری مجری السلاح کالمحدد الخ وموجب ذلک المأثم لقولہ تعالیٰ ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاءہ جہنم الآیۃ والقود لقولہ تعالیٰ کتب علیکم القصاص فی القتلی (ہدایہ کتاب الجنایات ص ۵۵۹ ج ۴) ظفیر

دے دیا اور وہ مرگئی اب شرعاً کیا حکم ہے گر خاوند مجرم ہے تو نجات کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ یہ مسئلہ اس نے غلط سمجھا کہ تین مرتبہ زنا کا اقرار کرنے والے کو مار ڈالنا چاہیئے[1] اور یہ بھی غلط سمجھا کہ حدود و قصاص کو ہر ایک شخص جاری کر سکتا ہے[2]، لہٰذا اس زہر دینے اور مار ڈالنے سے وہ عاصی و فاسق اور مرتکب کبیرہ کا ہے، اب علاج اس کا سوائے توبہ و استغفار کے اور مرحومہ کیلئے دعاء مغفرت و ایصال ثواب کے کیا ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ معاف فرماوے اور مرحومہ کو ثواب اس قدر عطا فرماوے کہ وہ خوش ہو جاوے اور اپنے شوہر مجرم کا قصور معاف کر دے (اگر یہ جرم دارالاسلام میں شوہر کرتا تو قصاص میں وہ قتل کیا جاتا[3]۔ ظفیر)

کسی کی بیوی کے ساتھ زنا کرنا

سوال (۴۲) زید کی عورت ہندہ سے عمر نے زنا کیا، یہ گناہ اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے بخش دے گا یا زید سے معاف کرانا ہوگا۔

الجواب:۔ حدیث شریف میں کبائر کے بیان میں وارد ہے قال ثم ای[1] قال ان تزنی حلیلۃ جارک فانزل اللہ تصدیقھا والذین لا یدعون مع اللہ الٰھاً آخر الی ولا یزنون، پس[2] معلوم ہوا

---

[1] زانی اور زانیہ شادی شدہ کی شرعی سزا سنگسار کرنا ہے مگر یہ دارالاسلام میں ہے دارالحرب جہاں مسلمانوں کی حکومت نہیں یہ سزا جاری نہیں ہوتی ہے، فان قال انا محصن اویشھد الشھود علی احصانہ الخ یجب رجمہ (عالمگیری ص ۱۴۳ ج ۲) ظفیر

[2] یہ سزا صرف سلطان یا اسکا مقرر کردہ نائب و قاضی کر سکتا ہے شوہر سخت گنہگار ہوا

ومن یقتل مؤمناً متعمداً فجزاءہ جہنم الآیۃ (سورۃ النساء ۱۳۰) ظفیر [3] دیکھئے مشکوۃ المصابیح باب الکبائر ص ۱۷

کہ زنا کسی عورت سے خواہ وہ کسی کی منکوحہ ہو یا نہ ہو، کبائر میں سے ہے جیساکہ آیت ولایزنون سے ظاہر ہوتا ہے۔ البتہ منکوحہ غیر سے اور حلیلہ جار سے اور بھی زیادہ قبیح ہے، الحاصل توبہ اور ندامت واستغفار کرے اللہ تعالیٰ معاف فرمانے والا ہے اور غفور رحیم ہیں منکوحہ کے شوہر پر اس کو ظاہر نہ کرے اور اس کی جو کچھ خیانت ہوئی ہے کہ اس کی منکوحہ سے زنا کیا اور اس کی بے حرمتی کی اس سے بالاجمال معاف کرا لیوے کہ جو کچھ میں نے خیانت و بے حرمتی کی ہو اس کو معاف کردو وغیرہ اور اس میں بھی کچھ خوف فتنہ کا ہو تو یہ بھی نہ کہے صرف توبہ اللہ تعالیٰ سے کرے کہ درحقیقت زنا حقوق اللہ سے ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے وفی روضۃ العلماء الزانی اذا تاب تاب اللہ علیہ الخ ص۱۹۵ وصاحب القنیۃ اذا تاب لم یتب اللہ علیہ حتی یرضی عنہ خصمہا لخ

زانی باپ کا قتل اور اس کا حکم

سوال (۴۳) زید اپنی خوشدامن سے زنا کا مرتکب ہوا۔ اس کا والد بکر مانع ہوا تو زید نے عمداً ناحق اپنے والد کو قتل کر دیا، لہٰذا زید زبانی توبہ استغفار سے لوگوں سے برتاؤ کرسکتا ہے یا کوئی اور صورت توبہ کی ہے۔

الجواب:۔ زید کو توبہ استغفار بھی کرنا چاہیئے اور جو ورثہ باپ کے علاوہ اس قاتل کے ہیں کہ ان کو قصاص لینے کا حق ہے ان سے بھی معافی چاہیے[1] اور باپ مقتول کیلئے دعاء مغفرت و ایصال ثواب کرے

---

[1] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من قتل متعمداً دفع الی اولیاء المقتول فان شاؤا قتلوہ وان شاؤا اخذ والدیۃ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ کتاب القصاص ص۳۰۰) اگر دار الاسلام ہوتا تو وہ قصاص میں قتل کیا جاتا ارشاد ربانی ہے کتب علیکم القصاص فی القتلیٰ الخ۔ ظفیر

زانیہ سے بچہ ہوا اسکے ساتھ معاملہ

سوال (۴۴) جو شخص اجنبیہ عورت سے زنا کرے اور بچہ پیدا ہو اس کے لئے کیا حکم شرعی ہے۔

الجواب:- وہ شخص جو ایسا فعل علانیہ کرتا ہے فاسق و بدکار ہے توبہ کرے ورنہ مسلمان اس کو چھوڑ دیں اور اس سے قطع تعلق کریں اور اگر علانیہ یہ فعل نہیں ہے تاہم موضع تہمت سے احتراز لازم ہے[له]

زنا کا کفارہ ہے یا نہیں

سوال (۴۵) اگر کوئی شخص بازاری عورت سے زنا کرے اور بوجہ قانون انگریزی کے حد شرعی زانی پر قائم نہیں ہو سکتی تو بجائے حد کے کوئی کفارہ دے کر یہ بری ہو سکتا ہے اور کفارہ کیا ہے اور مسلمانان کو زانی سے تعلقات رکھنی کسی صورت میں جائز ہیں یا نہیں۔

الجواب:- اس گناہ کا کفارہ توبہ و استغفار اور آئندہ کو احتراز کرنا ہے اور جب کر وہ توبہ کرلے تو اس سے تعلقات رکھنا روا ہے[ٹه]

زنا کرنے کے بعد توبہ کرنا

سوال (۴۶) اگر کوئی شخص زنا یا کسی گناہ کا مرتکب ہوا، اور پھر پورے اخلاص سے توبہ کرے تو توبہ اس کی قبول ہو گی یا نہیں۔

له زانی زانیہ کی سزا اسلام میں اگر شادی شدہ ہے تو سنگسار کرنا ہے اور غیر شادی شدہ ہے تو سو کوڑے مارنا، مگر ہندوستان دارالاسلام کے حکم میں نہیں ہے اس لئے یہ سزا یہاں جاری نہیں ہو سکتی ہے اذا وجب الحد وکان الزانی محصنا رجمہ بالحجارۃ حتی یموت الخ وان کان غیر محصن فحدہ مائۃ جلدۃ ان کان حرا (عالمگیری مصری باب ثالث ص ۱۴۵/۲ و ص ۱۴۶/۲) ظفیر ٹه ہندوستان میں حدود شرعی جاری نہیں ہو سکتی ہے اسلئے توبہ و استغفار کے سوا کوئی صورت نہیں۔ ظفیر

الجواب :- توبہ اس کی قبول ہوگی[1]

اقرارِ زنا کے بعد گواہوں کی ضرورت نہیں ہے

سوال (۴۷) اگر زانی زنا کا اقرار کرلے اور لڑکا ولد الحرام پیدا ہو جائے تو گواہوں کی ضرورت ہے یا نہیں۔

(۲) زانی کی حد — زانی کی کیا حد ہے۔

الجواب :- گواہوں کی ضرورت نہیں ہے[2]

(۲) حد شرعی اس وقت میں جاری نہیں ہو سکتی ہے[3]، ویسے قوم کی طرف سے جو کچھ ان کو تنبیہ ہو سکے کی جاوے ان کو برادری سے خارج رکھا جاوے جب تک کہ وہ توبہ کرے۔

زنا کا شک کرنا درست نہیں

سوال (۴۸) زید چند لوگوں کو جمع کرکے بیان کیا کہ مجھے بکر کی نسبت اپنی زوجہ کے ساتھ زنا کرنے کا شک ہے جو بکر کے دیرینہ مخالف ہیں سمعی شہادت زنا کی دیتے ہیں اس صورت میں بکر کو زانی ٹھہرانا کیسا ہے۔ اور زید نے اس کے بعد تین دن زوجہ کو اپنے پاس رکھ کر لوگوں کی فہمائش پر علیحدگی کی اور زید پر اور زوجہ پر کیا حکم ہے۔

الجواب :- اس صورت میں بکر پر زنا کا الزام لگانا محض

---

[1] حدیث نبوی ہے التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوۃ ص۲۰۶) عن عائشۃ قالت قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان العبد اذا اعترف ثم تاب تاب اللہ علیہ متفق علیہ (مشکوۃ باب الاستغفار والتوبۃ ص۲۰۳) [2] ویثبت الزنا باقرارہ۔ (عالمگیری مصری باب ثانی ص۱۴۳ ج۲) ظفیر [3] کیونکہ یہاں اسلامی حکومت نہیں ہے حدود کے اجراء کیلئے دار الاسلام ہونا شرط ہے فی دار الاسلام لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص۱۹۵ ج۳)

سننے پر گنہ کبیرہ ہے اس سے بکر زناکار قرار نہیں پاسکتا[1] اس پر جھوٹی تہمت لگانے والے عاصی و فاسق ہیں زید بھی عاصی و فاسق ہے توبہ کرے اور زید کی زوجہ پر بھی الزام ثابت نہیں ہے، پس اگر زید نے اس کو طلاق نہیں دی تو بدستور زید کی زوجہ ہے اس کو رکھنا چاہیئے۔

---

[1] ویثبت الزنا عند الحاکم ظاهرا بشهادة اربعة یشهدون علیه بلفظ الزنا الخ وقالوا رأیناه ادخل کالمیل فی المکحلة (عالمگیری مصری ص ۱۴۳ ج ۲) ان شهد علی الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة ویحد الشاهد حد القذف عند علمائنا (عالمگیری مصری باب خامس ص ۱۵۱ ج ۲ و ص ۱۵۳ ج ۲) ظفیر۔

بابُ سوم

سرقہ

(چوری وغیرہ سے متعلق احکام و مسائل)

ایک شخص نے دوسرے کی چیز چرا کر تیسرے کو دی جس سے وہ ہلاک ہوگئی۔ ضمان کس پر ہے

سوال (۱) زید نے عمر کے کہنے سے کسی کی چیز چُرا کر بکر کو دی اور بکر سے ہلاک ہوگئی اس چیز کا ضامن کون ہوگا۔

الجواب:۔ اس چیز کا ضامن بکر ہوگا اور بکر چور سے یعنی زید سے رجوع کریگا کما فی الدر المختار وفیہ لو استھلکہ المشتری منہ او الموھوب لہ فللمالک تضمینہ و فی رد المحتار المعروف بالشامی قولہ فللمالک تضمینہ، ای تضمین المشتری او الموھوب لہ ثم یرجع المشتری علی السارق بالثمن لا بالقیمۃ تاتارخانیہ عن المحیط وفیھا عن شرح الطحاوی لو قطع ثم استھلکہ غیرہ کان

للمسروق منہ ان یضمنہ قیمتہٗ لہ شامی[۱] ص۲۱/ج۳۔

خود رو جنگل سے لکڑی چرانا کیسا ہے

سوال (۲) جو جنگل خود سرکار کی ملک ہیں جیسے پہاڑ وغیرہ ایسے جنگل کی خود رو لکڑی وغیرہ چوری سے کاٹنی درست ہے یا نہ۔

الجواب:- احتیاط ترک میں ہے

نگرانِ باغ بغیر اجازت مالک کے جو چیز دے وہ جائز نہیں۔

سوال (۳) جو مالی سرکاری یا امیروں کے باغوں میں رہتے ہیں اگر وہ اپنی طرف سے کسی کو کچھ ترکاری یا کوئی پودہ دیویں تو درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ جائز نہیں ہے (کیونکہ یہ محافظ ہے مالک نہیں)

صرف شبہ کی بنیاد پر ضمان لینا درست نہیں

سوال (۴) زید کے کچھ روپے چوری ہو گئے زید نے عمرو پر شبہ کیا اور زید کا ظن غالب عمرو پر ہے اور عمرو انکار کرتا ہے اور زید کو عمرو کی قسم پر اعتبار نہیں ہے اگر زید عمرو سے روپیہ لے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو گناہ حق العباد کا ہوگا یا حق اللہ کا یا کچھ نہیں۔

الجواب:- زید کو عمرو سے ضمان لینا درست نہیں ہے اور اگر زید نے اپنے گمان کے موافق عمرو سے ضمان لیلی اور فی الحقیقت عمرو نے چوری نہ کی تھی تو زید عند اللہ ماخوذ ہوگا اور حق العباد اس کے ذمہ رہیگا[۲]

چور سے ضمان لینا

سوال (۵) زید نے خالد کی بکری چوری کر کے تلف کر دی خالد نے بکری کی قیمت بنرخ گراں زید سے لے کر بکری کے دعوے سے

---

[۱] رد المحتار باب کیفیۃ القطع واثباتہ ص۲۹۱/ج۳۔ ظفیر [۲] السرقۃ انما تظہر باحد الامرین اما بالبینۃ او بالاقرار (عالمگیری مصری کتاب السرقۃ ص۱۷۱/ج۲) ظفیر

دست بردار ہوگیا مگر سرکار نے زید کو نہیں چھوڑا جیل میں ڈالدیا یا جیل ہونے کی تقدیر پر مذکورہ بکری کی قیمت خالد کیلئے شرعاً جائز ہے یا نہیں

الجواب :- جائز ہے کیونکہ جیل میں جانا حد شرعی نہیں ہے جو یہ خیال کیا جاوے کہ ضمان ساقط ہونی چاہیئے، شامی میں ہے لان انتفاء الضمان انما ھو بسبب القطع[1] الخ الحاصل چونکہ سارق کا قطع ید نہیں ہوا جو کہ حد شرعی ہے تو ضمان کا لینا جائز ہے۔ فقط۔

قبر کی چادروں کا چوری کرنا اور اس کی ملکیت،

سوال (۶) قبور اولیاء پر ملک پنجاب میں عموماً غلاف قیمتی اور جھاڑ وغیرہ ڈالے ہوئے ہوتے ہیں اور وہ قبور بیت مقفل میں ہوتی ہیں ورنہ خانقاہ اس مال کی حفاظت کرتے ہیں۔ یہ مال ورثہ کا مملوک ہے یا نہیں اگر کوئی شخص اجنبی غلاف چرا کر اپنے استعمال میں لاوے تو حلال ہے یا نہیں، زید اس قبر سے جو مقفل محرز ہے اتنی قدر غلاف خفیۃً اٹھا کر بھاگ جاتا ہے جن کی قیمت نصاب سرقہ تک ہو جاوے تو یہ شخص بعد ثبوت کے مستحق حد سرقہ کا ہے یا نہیں

الجواب مالک ان اشیاء غلاف وغیرہ کا وہ ہے جس نے وہ غلاف وغیرہ ڈالا اور رکھا ہے اور چرانا ان اشیاء کا کسی کو جائز نہیں ہے لیکن ان اشیاء کی چوری سے حد سرقہ واجب نہیں ہوئے[2] جیسا

---

[1] ردالمحتار باب کیفیۃ القطع ص ۲۶۱/۳۷۰ [2] ولو سرق من القبر دراھم او دنانیر او شیئا غیر الکفن لو یقطع بالاجماع اختلف مشائخنا رحمھم اللہ تعالی فیما اذا کان القبر فی بیت مقفل والاصح انہ لا یقطع سواء نبش الکفن او سرق مالا آخر من ذلک البیت وکذا اذا سرق الکفن فی تابوت فی القافلہ لا یقطع (عالمگیری مصری ص ۱۷۸/۲۷ کتاب الحدود)

کہ در مختار میں ہے وکذا لو سرقہ من بیت فیہ قبر او میت فتاولہ بزیارۃ القبر الخ[۱]

قبر کے غلاف کے استعمال کو جائز سمجھنا اور اس کی تاویل کرنا

سوال (۷) اگر زید عالم صورت اولیاء قبور سے غلاف وغیرہ اٹھا کر استعمال کرنا جائز اور حلال سمجھے اور حلت میں یہ تاویل پیش کرے کہ ورثہ اہل قبور تضیع مال کے مرتکب ہیں، لہذا ایسے مال کو خفیہ اٹھا کر استعمال کرنا ہر ایک مسلم کو جائز ہے۔

الجواب: یہ تاویل اس کی غلط ہے اور چرانا ان اشیاء کا درست نہیں ہے اور استعمال کرنا درست نہیں ہے[۲]

چوری کا اقرار اور دوسرے کیلئے اسکی گواہی

سوال (۸) چار شخصوں نے مل کر چوری کی ان میں سے دو شخص اپنے اوپر اقرار کرتے ہیں اور باقی ساتھیوں پر گواہی دیتے ہیں، یہ گواہی معتبر ہے یا نہیں۔

الجواب: اقرار کرنے والوں کا اقرار اپنی نفس پر معتبر ہے اور گواہی ایسے لوگوں کی معتبر نہیں ہے[۳]

---

۱ الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب السرقۃ $\frac{۲۷۶}{۳ج}$ ۔ ظفیر ۲ ونبش بقبور ولو کان القبر فی بیت مقفل فی الاصح او کان الثوب غیر الکفن وکذا لو سرقہ من بیت فیہ قبر او میت لتاولہ زیارۃ القبر (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب السرقۃ $\frac{۲۷۶}{۳ج}$) حد نہیں ہے لیکن چوری بہرحال چوری ہے تعبیر چوری سے کی گئی ہے ظفیر ۳ السرقۃ انما تظهر باحد الامرین اما بالبینۃ او بالاقرار الخ فاقر السارق۔ فالقاضی لا یحتاج السوال عن المسروق (عالمگیری مصری کتاب السرقۃ $\frac{۱۷۱}{۲ج}$) اور گواہ کیلئے شرط ہے کہ وہ عادل ہوں اسلئے کہ اسکی گواہی دوسروں کے حق میں معتبر نہیں۔ کیونکہ چوری کی وجہ سے وہ فاسق کے حکم میں ہوگیا۔ ظفیر

چوری کا روپیہ خفیہ طور پر مالک کو پہونچا دے تو چور بری ہو جائے گا

سوال (۹) ایک شخص نے کسی کا روپیہ چوری کیا بعد چند روز کے اسے ندامت ہوئی اور خیال ہوا کہ اب اس کا روپیہ کسی طرح سے اس کے یہاں پہنچا دینا چاہیئے اگر یہ سارق اتنی رقم اصل مالک کے یہاں کسی طرح سے پہونچا دیوے اور اس کو خبر نہ ہو تو یہ بری الذمہ ہو جائے گا یا نہ۔

الجواب:۔ کسی طریق سے بھی اگر روپیہ اس کے پاس پہونچا دیوے گا تو مواخذہ سے بری ہو جائے گا، خبر کرنے کی کچھ ضرورت نہیں ہے[۱]

چوری کے روپے سے تجارت کی تھی نقصان ہوا اب بقیہ روپیہ واپس کرے یا پورا دیوے

سوال (۱۰) ایک شخص نے کسی کا روپیہ چرایا اور اس روپیہ مسروقہ سے تجارت کی اس میں اس کو نقصان ہوا تو سارق کل روپیہ اصل مالک کو واپس کرے یا نقصان کے بعد جو روپیہ بچا ہے وہ دیگا۔

الجواب:۔ کل روپیہ مسروقہ دینا چاہیئے۔[۲]

چوری کے روپیہ سے نفع ہوا اسکا مالک کون ہے

سوال (۱۱) ایک شخص نے کسی کا روپیہ چوری کیا اور اس روپیہ مسروقہ سے تجارت کی اور نفع ہوا تو اس منافع کا مالک کون ہوگا اور صدقہ کرنا نفع کا واجب ہے یا مستحب۔

---

[۱] وترد العین لو قائمۃ وان باعہا او وہبہا لبقائہا علی ملک مالکہا (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب کیفیۃ القطع ص۲۹۱ ج۳) ویبرأ بردھا ولو بغیر علم المالک فی البزازیۃ غصب دراھم من کیسہ ثم ردھا فیہ بلا علمہ بری وکذا لو سلمہ الیہ بجہۃ اخری کھبۃ او ایداع او شراء وکذا لو اطعمہ فاکلہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الغصب ص۱۵۰ ج۵) ظفیر

[۲] وترد العین لو قائمۃ الخ لبقائہا علی ملک مالکہا (ایضاً) ظفیر۔

الجواب:- نفع کا مالک سارق ہے اور صدقہ کرنا اس کا مستحب ہے واجب نہیں ہے۔

چور کا مالک سے اجمالی معاف کرانا کافی ہے یا نہیں

سوال (۱۲) زید نے بکر کی مصاحبت میں رہ کر چند اشیاء مملوکہ بکر کی چرالی تھی، ان اشیاء مسروقہ میں سے کچھ اشیاء موجود ہیں اور کچھ ہلاک ہوگئی ہیں، زید کا یہ ارادہ ہے کہ حق العبد بخشوالے اور یہ بار اس کے گردن پر نہ رہے جس پر اگر زید ظاہر طور سے بکر سے اپنے فعل اور اشیاء مسروقہ کی تفصیل کرے اور معافی لے تو باعث بے اعتباری اور سخت شرمساری زید کا ہے کیا اگر زید بکر سے یہ کہے کہ تو مجھے فی سبیل اللہ سب حقوق اپنے جلی وخفی جو تیرے مجھ پر ہوں یا کوئی چیز تیری بلا اجازت میں نے اٹھالی ہو تو معاف کردے اور بکر بھی راضی ہو جاوے تو اس اجمال سے سرقہ کا گنہ معاف ہو جاتا ہے یا نہیں اور اس وقت جو اشیا مسروقہ میں سے زید کے پاس موجود ہیں وہ اس پر درست ہو جاتی ہیں یا نہیں۔

الجواب:- زید کے ذمہ ضروری ہے کہ جو اشیاء مسروقہ بکر کی اس کے پاس موجود ہیں وہ بکر کو واپس کردے اور جو ہلاک ہوگئی ان کو معاف کرادے یا ضمان دیوے باقی مجملاً معاف کرانا جو سوال میں مذکور ہے اس میں تفصیل ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے ثم هل يكفيه ان يقول على دين فاجعلني فى حل ام لا بد ان يعين مقداره ففي النوازل رجل له على آخر دين وهو لا يعلم بجميع ذلك فقال له المديون ابرئني مما لك على فقال الدائن ابرأتك قال نصير رحمه الله عنه لا يبرأ الا عن مقدار ما يتوهم اى يظن انه عليه وقال محمد

بن سلمة یبرأ عن الکل قال الفقیہ ابو اللیث حکم القضاء ما قالہ وحکم الآخرة ما قالہ نصیر الخ[1] امام ابو اللیث کی تفصیل سے معلوم ہوا کہ قضاءً تمام حقوق ساقط ہیں اور دیانۃً یعنی عند اللہ وبحکم اخروی صرف وہی ساقط ہوئے جن کا ان کو علم ہے اور بہر حال جو اشیاء موجود ہیں ان کو واپس کرنا ضروری ہے یا صاف طور سے ہبہ کرانا لازم ہے کہ فلاں فلاں اشیاء تیری میرے پاس موجود ہیں وہ مجھکو ہبہ کردے کیونکہ جو تفصیل اوپر مذکور ہے وہ دیون میں ہے نہ اعیان موجودہ میں، فقط۔

نصاب سے کم مال مسروقہ کی ہلاکت پر ضمان لازم ہے

سوال (۱۳) مال مسروقہ جس میں قطع ید نہیں ہے اس کے ہلاک اور استہلاک سے سارق مال کا ضامن ہے یا نہیں تو اگرچہ سرقہ گواہوں یا اقرار سے ثابت ہو اور جب اس زمانہ میں حکم کو قطع ید کا حکم نہیں تو ایسی صورت میں مال مسروقہ جو کہ لائق قطع ید ہے اس کے ہلاک یا استہلاک سے سارق مال کا ضامن ہے یا نہ اگر سرقہ کا ثبوت گواہوں سے ہو یا اقرار سے۔

الجواب:۔ شامی نے کتاب الغصب میں صاحب فتح القدیر سے نقل کیا ہے قولہ وفیہ لابن الکمال کلام الخ حاصلہ ان السرقة داخلة باعتبار اصلها فی الغصب الا ان فیها خصوصیة ادخلتها فی الحدود فلا ینافی دخولها باعتبار اصلها فی الغصب الخ[2] ص ۱۱۴ ج ۵ شامی وفی کتاب السرقة من الدر المختار وصح رجوعه عن اقراره بها وان ضمن الحال الخ لاقراره علی نفسه ۔ قوله لاقراره علی نفسه علة

---

[1] شرح فقہ اکبر [2] ردالمحتار کتاب الغصب ص ۱۵۶ ج ۵ ۔ ظفیر۔

للزوم الحال فی المسئلتین الخ[۱] ان عبارات سے واضح ہوا کہ مال مسروقہ جس میں قطع ید نہیں ہے یا بوجہ عدم وجود شرائط قطع کے قطع ید نہیں ہوسکتا اس کی ضمان بصورت ہلاک واستہلاک لازم ہے

عورت کی چوری کے شبہ میں اسکا مال لینا درست نہیں

سوال (۱۴) ایک شخص کی والدہ کو اس کی زوجہ پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ گھر کی چیزیں جنس وغیرہ لے کر فروخت کرتی ہے بلکہ اس شخص کی والدہ نے اپنے لڑکے کو کئی دفعہ دکھلادیا کہ یہ چیزیں نکالی ہوئی ہیں اور لڑکے کو بھی یقین ہوا کہ یہ چیز تھوڑی ضرور نکلی ہوئی ہے مگر کسی نے آج تک دیکھا نہیں نہ چیز نکالتے ہوئے نہ فروخت کرتے ہوئے، شخص مذکور کی زوجہ کا کچھ روپیہ رکھا ہوا تھا اس شخص نے اپنی والدہ کے کہنے سے وہ روپیہ خود لے لیا اس روپیہ کا مالک کون ہوگا اور اس عورت کی چوری کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- چوری کے ثبوت کی دو ہی صورتیں ہوتی ہیں۔ یا وہ عورت خود اقرار کرے یا دو گواہ عادل گواہی چوری کی دیویں۔ بدوں اس کے ثبوت چوری کا نہیں ہوسکتا، پس وہ روپیہ جو عورت کا رکھا ہوا ہے شوہر کو اس کا اٹھا لینا اور رکھ لینا درست نہیں ہے، وہ روپیہ عورت کو دیدینا چاہیئے۔ فقط۔

اقرار کرنے کے بعد چور کا پھر رجوع کرنا

سوال (۱۵) از تودہ گندم غیر پیمانہ شدہ قدرے گندم دزدیدہ شد و ریخت دانہا تا بخانہ یکے رسید چوں او را تہمت بدزد دادند گفت کہ بے شک من دزدیدہ ام ولیکن فی الحال کدام امیر

---

[۱] رد المحتار کتاب السرقۃ ص ۲۶۹ ج ۳۔ ظفیر [۲] انما السرقۃ تظہر باحد الامرین اما بالبینۃ او بالاقرار (عالمگیری مصری کتاب السرقۃ ص ۱۷۱ ج ۲) ظفیر۔

وحاکم را نگویند آں قدر کہ دزدیدہ ام شمارا ادا خواہم کرد، پس از چند روز منکر از اقرار وریخت دانہا تابخانہ خود گردید، اکنوں دو گواہ نزد مدعی بر ریختن دانہا تابخانہ مدعا علیہ ودو گواہ دیگر براقرار مدعی علیہ ہستند وبر فعل سرقہ ہیچ گواہ نیست پس ہمیں گواہان سرقہ ثابت خواہد شد یا نہ۔ اگر ثابت شود پس انداز مجہول است۔ بچہ قدر ضمانت براو لازم گردد۔

الجواب:- قال فی الدر المختار وصح رجوعہ عن اقرارہ بہا وان ضمن المال[1]۔ اس عبارت درمختار اور اس پر شامی نے جو کچھ لکھا ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اقرار کرنے کے بعد رجوع کرنے اور انکار کرنے سے قطع ید ساقط ہوجاتا ہے لیکن مال کی ضمان لازم ہے، پس جو مقدار سارق بیان کرے بصورت نہ معلوم ہونے مقدار کے اس کے ذمہ وہی لازم ہے۔

قیمت کفن میں سے چوری کرنا

سوال (۱۶) ایک شخص نے کفن میں سے دام چرائے پھر ظاہر ہوگیا اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:- وہ دام جو اس نے چرائے مالکان کفن یعنی اہل میت کو جنہوں نے کفن دیا ہو واپس کرے یا ان سے معاف کرالیوے اس گناہ سے پاک ہوجاوے گا۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المختار کتاب السرقہ ج۳ ص۲۶۶۔ ظفیر

باب چہارم

حد شرب

(شراب وغیرہ پینے کی سزا اور اسکے متعلق احکام و مسائل)

شرابی کی سزا کا ثبوت

سوال (۱) شارب الخمر کیلئے اسّی کوڑے کا حکم کون سی حدیث سے مستفاد ہوتا ہے، نبی کریم صلعم کے زمانہ میں تو نعال اور کھجوروں کی شاخوں کی سزا دی گئی ہے جیسا کہ عبد اللہ بن جندب رضی اللہ عنہ کی حدیث میں مصرح موجود ہے۔

الجواب: دلیل اس کوڑے کی اجماع صحابہ رضی اللہ عنہم ہے اور فتح القدیر میں اس کی پوری بحث کی ہے اور احادیث اور آثار سے ثابت کیا ہے فلیراجع منه[1]۔

---

[1] وحد الخمر والسکر فی الحر ثمانون سوطا لاجماع الصحابة یفرق علی بدنه کما فی حد الزنا (هدایه) لا یجزی ضرب شارب الخمر وکذا غیره ممن وجب علیه الحد بالنعال وان کانوا یضربون فی العهد النبوی بالنعال والعصا والایدی لانعقاد الاجماع من الصحابة ومن بعدهم علی ترکه (حاشیه هدایه ص۵۰۸ ج۲ باب حد الشرب) ظفیر۔

شرابی کو کیا سزا دی جائے | **سوال (۲)** تین لوگوں نے بظاہر شراب پی ہے ان کے لئے کیا سزا ہونی چاہیئے۔

الجواب:- اگر دو عادل گواہوں سے کسی شخص کا شراب پینا ثابت ہو جاوے تو شریعت میں اس کی سزا اسّی کوڑے ہیں[۱]۔ مگر یہ سزا حکومت اسلامی ہونے کی صورت میں حاکم اسلام یعنی قاضی جاری کرسکتا ہے اور اب چونکہ حکومت اسلامی نہیں ہے تو یہ حد کبھی جاری نہ ہوگی[۲] لہٰذا ان لوگوں کو تنبیہ برادری کے طریقے سے کی جاوے یعنی اول ان سے توبہ کرائی جاوے اور اگر وہ توبہ نہ کریں تو ان سے تعلقات برادرانہ منقطع کرائے جادیں، فقط

غیبت سود خوری کی سزائیں | **سوال (۳)** غیبت، لواطت، سود خوری، شراب نوشی، جوا کیلئے شریعت میں کوئی حد مقرر ہے یا نہیں۔

الجواب:- غیبت کا کفارہ یہ ہے کہ جس کی غیبت کی ہے اس سے معافی کرادے اور توبہ کریں اور لواطت میں اگر دار الاسلام ہو تو تعزیر ہے[۳]، اور

---

[۱] ولا یثبت الشرب بہا ای بالرائحۃ بل بشہادۃ رجلین الخ او یثبت باقرارہ مرۃ صاحیا ثمانین سوطا للحر وفرق علی بدنہ کحد الزنا (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود باب حد الشرب ص۲۲۶/۳ و ص۲۲۷/۳) ظفیر [۲] فی دار الاسلام لانہ لاحد بالزنی فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص۱۹۵/۳) ظفیر

[۳] ولا یحد بوطئ بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ او بوطئ دبر وقالا ان فعل بالاجانب حد وان فی عبدہ او امتہ او زوجتہ فلاحد اجماعا بل یعزر الخ وفی الفتح یعزر ویسجن حتی یموت او یتوب (رد مختار) قولہ او بوطئ دبر ای علقہ فشمل دبر الصبی والزوجۃ (رد المحتار کتاب الحدود مطلب فی وطی الدابۃ ص۲۱۳/۳) ظفیر

سود خواری میں سود کا واپس کرنا اور توبہ کرنا بھی کفارہ ہے۔ فقط۔

شرابی سے تعلقات

سوال (۴) ایک شخص مسلمان شراب پیتا ہے مسلمانوں کو اس سے برتاؤ کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ ایسے شخص سے ملنا جلنا اور تعلقات رکھنا درست نہیں ہے[۱]۔

شرابی اور اسکے حامیوں کی کیا سزا ہے

سوال (۵) ایک شخص عرصہ پندرہ سولہ سال سے شراب پیتا ہے اور باوجود فہمائش کے باز نہیں آتا آخر مسلمانوں نے متفق ہو کر اس کو مسلمانوں کی جماعت سے خارج کر دیا، چھ سات آدمی اس کے طرفدار ہیں، اب لوگ کہتے ہیں کہ یہ رات دن پینے والا شراب کا معذور اور بیمار ہے نہ پینے سے بیمار ہو کر مر جائے گا ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے اس کو شریک کرنے کی کیا صورت ہے اور کچھ نقد روپیہ کی سزا مسلمان دے سکتے ہیں یا نہیں اور جو لوگ اس کے طرفدار ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس زمانہ میں شرعی حد تو جاری نہیں ہو سکتی[۲] مسلمانوں کا کام یہی ہے کہ اگر کوئی مسلمان حرام فعل چوری یا بدکاری یا شراب خواری کرے تو اس کو سمجھا دیں اور توبہ کرا دیں پھر بھی اگر نہ مانے تو وہ جانے اسی پر مواخذہ ہے سمجھانے والے بری الذمہ ہیں اور جرمانہ مالی کرنا درست نہیں ہے ہاں یہ ضرور ہے کہ مسلمانان اس سے نفرت رکھیں اور بخوشی

---

[۱] حد اسّی کوڑے کیلئے دارالاسلام ہونا شرط ہے ہندوستان جیسے ملک میں اخلاقی سزا ترک تعلقات ہی ہو سکتی ہے (لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ / ۳ ۷۔) ظفیر [۲] (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ / ۳ ۷۔

اس سے نہ ملیں اگر کوئی مجبوری یا فتنہ ہو تو خیر ورنہ بہتر یہی ہے کہ اس سے قطع تعلق رکھیں اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے بخوشی ملنا جلنا اختیار نہ کریں باقی مجبوری کو جو کچھ مصلحت ومناسب وقت ہو کریں اور خاموش ہو رہیں اس سے زیادہ مسلمانوں کے اختیار میں کچھ نہیں ہے کہ اپنی ناراضی اس سے ظاہر کر دیں اور ہو سکے تو قطع تعلق کر دیں۔

شراب اور بھنگ کے استعمال میں فرق ہے یا نہیں

سوال (۶) شراب اور بھنگ پینے والے کی حد شرعی ایک ہے یا علیحدہ علیحدہ۔

الجواب:۔ حد شرعی تو اس ملک میں بوجہ نہ ہونے حکومت اسلام کے جاری نہیں ہو سکتی ویسے حرمت کے حکم میں دونوں برابر ہیں[1] اور دونوں فاسق ہیں توبہ کریں۔ فقط۔

---

[1] وعن محمد ما اسکر کثیرہ فقلیلہ حرام وھو نجس ایضا قالوا وبقول محمد ناخذ الخ (رد المحتار باب حد الشرب ص ۲۲۵ ج ۳)۔ ظفیر۔

باب پنجم

حد قذف

(کسی پاکدامن کو زنا کی تہمت لگانا اور اس کے متعلق احکام و مسائل)

کیا زنا کے ثبوت کیلئے چار گواہ ضروری ہیں

سوال (۱) زنا کے ثبوت کیلئے چار گواہوں کا ہونا ضروری ہے یا نہ۔

الجواب:۔ ضروری ہے[۱]

چار سے کم گواہوں سے زنا ثابت نہیں

سوال (۲) اگر چار گواہ نہ ہوں تو زنا ثابت ہوسکتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ نہیں[۲]۔

---

[۱] ویثبت الزنا عند الحاکم ظاهرا بشهادة اربعة یشهدون علیه بلفظ الزنا (عالمگیری مصری کتاب الحدود ص ۱۴۳/۲)۔ [۲] لا تقبل الشهادة علی الزنا الا شهادة اربعة احرار مسلمین (عالمگیری مصری کتاب الحدود ص ۱۵۱/۲۶)

صرف والدین کے کہنے سے زنا ثابت نہیں ہوتا

سوال (۳) زانیہ کے والدین اگر یہ کہدیں کہ ہم نے اپنی آنکھ سے زنا کرتے دیکھا تو زنا ثابت ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ نہیں۔[1]

جب قاذف چار گواہ نہ پیش کر سکے

سوال (۴) اگر تہمت لگانے والا چار گواہ نہ لا سکا تو حد قذف کا مستحق ہے یا نہ۔

الجواب:۔ ہے۔

تہمت زنا لگانے والے کی سزا

سوال (۵) ایک شخص ایک عورت پر الزام لگاتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ ہم نے آنکھ سے نہیں دیکھا، غرض کہ الزام ثابت نہیں ہے ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ شوہر عورت کے جو اولاد ہو اس کا نسب اس کی شوہر سے ثابت ہوتا ہے، غیر کی طرف نسب نہیں ہو سکتا جیسا کہ حدیث شریف میں وارد ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[2] یعنی اولاد اسی شخص کی طرف منسوب ہوگی جس کی وہ زوجہ ہے اور تہمت لگانا بدون تحقیق کے کسی شخص پر جائز نہیں ہے، حدیث شریف میں اس کی ممانعت وارد ہے اور تہمت لگانے والا سخت گنہگار ہے بلکہ حکم شریعت کا یہ ہے کہ اگر تہمت لگانے والا گواہ نہ پیش کر سکے تو اس پر حد قذف واجب ہوتی ہے۔[3] فقط

---

[1] وان شهد على الزنا اقل من اربعة بان شهد واحد او اثنان او ثلاثة لا تقبل الشهادة (عالمگیری مصری کتاب الحدود ص ۱۵۱ ج ۲) ظفیر [2] مشکوٰۃ شریف ص ۲۸۷ ج ۲ کتاب اللعان

[3] اذا قذف الرجل رجلا محصنا او امرأة محصنة وطالب ... بالحد حده الحاكم ثمانين سوطا ان كان القاذف حرا وان كان عبدا حده اربعين سوطا (عالمگیری مصری ص ۱۶۰ ج ۲ کتاب الحدود)

تہمت زنا اور اس کی سزا

سوال (۶) ایک شخص نے ایک عابد متقی ذی عصمت پر زنا کی تہمت لگائی اور گواہ پیش نہ کر سکا، صرف ایک شخص نے اتنا کہا کہ فلاں مرد اور عورت کو راستہ سے گزرتے ہوئے دیکھا[1]۔

(۲) اس ملک میں بادشاہ اسلام اور قاضی نہیں ہے جس کی طرف سے حدود شرعیہ نافذ ہوں تو ایسے شخص کے لئے عند الشرع کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں زنا ثابت نہیں ہے[1]۔

(۲) اس ملک میں حدود جاری نہیں ہو سکتے لہذا وہ تہمت لگانے والا توبہ کرے اور مقذوف سے معافی مانگے[2]، فقط

بلا ثبوت تہمت زنا کا حکم

سوال (۷) جو شخص بلا ثبوت شرعی کسی مسلم پر تہمت زنا و افعال خبیثہ لگائے تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کو شہرت دیتا پھرے۔

الجواب:۔ بدون ثبوت شرعی کے کسی مسلمان پر تہمت زنا و افعال خبیثہ لگانا حرام اور معصیت کبیرہ ہے اور اگر حکومت اسلامیہ ہو تو قاذف پر حدّ قذف لازم ہوتی ہے[3] وتفصیلہ فی کتب الفقہ، فقط

---

[1] قال اللہ تعالیٰ لولا جاؤ علیہ باربعۃ شہداء فاذلم یاتوا بالشہداء فاولئک عند اللہ ھم الکاذبون (سورۃ النور رکوع -۲) [2] تہمت لگانیوالے کی سزا اسّی کوڑے ہے ارشاد ربانی ہے والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلد وھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا واولئک ھم الفاسقون (سورۃ النور- ۱) [3] ارشاد ربانی ہے والذین یرمون المحصنت ثم لم یاتوا باربعۃ شہداء فاجلدوھم ثمانین جلدۃ ولا تقبلوا لھم شہادۃ ابدا واولئک ھو الفاسقون (سورۃ النور ۱) لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المختار کتاب الحدود ص۱۹۵ ج۳) ظفیر

(اور جو لوگ اس طرح کی غلط چیزوں کی شہرت کرتے ہیں وہ سخت گنہگار ہیں[1]۔ ظفیر)

تہمت لگانے والے کے ساتھ کیا کیا جائے سوال (۸) ایک عورت سن رسیدہ ۹ ر سال سے بیوہ ہو گئی ہے، چال چلن اسکا بہت اچھا ہے مگر کوئی دوسرا مرد اس کے گھر میں نہیں ہے اس لئے وہ ایک مرد نوکر رکھ کر زراعت کا کام کراتی تھی چند لوگ اس کے دشمن پہلے سے ہیں، انھوں نے بلا دیکھے اس نوکر سے تہمت لگائی اور جامع مسجد میں بروز جمعہ نوکر کے ہاتھ پر قرآن شریف رکھ کر پوچھا، اس نے قسم کھا کر کہا کہ ہماری ماں کی عمر کی عورت ہے، میں بھی اس کو ماں سمجھتا ہوں۔ لوگوں نے اس کو سچا سمجھ کر چھوڑ دیا اور مخالفین سے رنجیدہ ہو گئے، دو تین ماہ کے بعد مسماۃ نے اس نوکر کو چھوڑ دیا، تب دشمنوں نے اس نوکر کو بہکا کر کہلا دیا کہ ہماری آشنائی اس عورت سے تھی، پنچائت قائم کر کے اس نوکر کے کہنے پر عورت بیوہ کے پچاس جوتہ مار کر منھ پر کالک لگا کر ذات سے نکال دیا، اس صورت میں ان لوگوں کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ تہمت لگانے والا شخص اور اس کے بہکانے والے فاسق وعاصی ہیں ان کے قول کا اعتبار نہیں ہے اور ان کے کہنے سے عورت مذکورہ کو برادری سے خارج کرنا اور پانی وغیرہ بند کر دینا درست نہیں ہے ان ظالموں کو ایسے ظلم سے توبہ کرنی چاہیئے اور اس قدر ظلم اس

---

[1] ان الذین یحبون ان تشیع الفاحشۃ فی الذین آمنوا لھم عذاب فی الدنیا والآخرۃ (سورۃ النور رکوع ۲)۔ ظفیر۔

عورت بیوہ پر ناحق نہ کرنا چاہیئے اور توبہ کرنی چاہیئے۔ ۱؎

تہمت لگانے کے بعد کہنا کہ میں نے غلط کہا تھا

سوال (۹) نوری نے مسجد میں بیان کیا کہ ہم خان محمد کے پیچھے نماز نہیں پڑھیں گے کیونکہ وہ ولدالزنا ہے اس وجہ سے کہ اس کی ماں کو اس کے پہلے شوہر نے طلاق نہیں دی تھی اور اس کے والد نے اس سے نکاح کر لیا چونکہ یہ نکاح صحیح نہیں ہوا اس لئے اس کے ماں باپ دونوں زانی اور اولاد ولدالزنا ہوئے اور ولدالزنا کے پیچھے نماز درست نہیں ہے۔ پھر نوری نے اس بات کا اقرار کیا کہ ہم نے رنج وغصہ کی وجہ سے ایسا کہا ہم سے قصور ہوا، اس صورت میں نوری کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اگر حدود جاری ہوتی تو نوری مستحق حد قذف تھا ۲؎، اب صرف توبہ کرنا چاہیئے اور خان محمد وغیرہ سے قصور معاف کرلے کیونکہ اپنے بیان سابق کی نوری نے خود تکذیب کی لہذا جھوٹا ہونا اس کا محقق ہوگیا۔

۱؎ اگر اسلامی حکومت ہوتی تو ان پر حد قذف کے اسّی کوڑے لگتے کیوں کہ ارشاد ربانی ہے والذین یرمون المحصنٰت ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانين جلدة ولا تقبلوا لهم شهادة ابدا واولٰئك هم الفاسقون (سورۃ النور رکوع ۱۔) ظفیر ۲؎ القذف فی الشرع الرمی بالزنا الخ اذا قذف الرجل رجلاً محصناً او امرأة محصنة بصريح الزنا الخ وطالب المقذوف بالحد، حده الحاكم ثمانين سوطاً ان كان القاذف حراً وان كان عبداً حده اربعين سوطاً كذا فی فتح القدیر (عالمگیری کتاب الحدود باب سابع ۱۶۱/۲) ظفیر۔

باب ششم

تعزیر

حدود کے علاوہ دوسرے مختلف جرائم اور انکی سزا سے متعلق احکام و مسائل

جس جانور کیساتھ آدمی نے جماع کیا اس جانور اور آدمی کا حکم

سوال (۱) اگر کسی نے جانور کے ساتھ جماع کیا تو اس شخص کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے، اور جانور کا گوشت کھانا کیسا ہے۔

الجواب:۔ شامی میں ہے ویعزر وتذبح البہیمۃ وتحرق علی وجہ الاستحباب ولا یحرم اکل لحمہا[۱] الخ یعنی اگر جانور کے ساتھ کسی نے جماع کیا تو وہ شخص تعزیر دیا جاوے کوڑے مارا جاوے،

---

[۱] ولا یحد بوطئ بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ (در مختار) ولیس بواجب کما فی الہدایۃ وغیرہا وہذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت توکل جاز اکلہا عندہ وقالا تحرق ایضاً (رد المحتار باب الوطئ الذی یوجب الحد ص۲۱۳ ج۳)

یہ حکم حاکم کے لئے ہے، اور اس جانور کو ذبح کیا جاوے، یعنی کھایا نہ جاوے لیکن یہ حکم علی وجہ الاستحباب ہے اور اگر اس کا گوشت بعد ذبح کے کھا لیوے تو درست ہے مگر اچھا نہیں اور جیسا کہ فقہاء نے اس کے گوشت کو جلانے کا حکم لکھا ہے، اسی طرح اس گوشت کو دفن کر دینا بھی درست ہے فقط

ماکول اللحم کے ساتھ وطی کی گئی اس کا اور وطی کرنے والے کا حکم

سوال (۲) زید نے بہیمہ ماکول اللحم سے وطی کی تو اس شخص پر شرعاً کیا تعزیر ہے اور اس بہیمہ ماکول اللحم کا کیا حکم ہے آیا اس کا کھانا اور دودھ پینا اور اس کے بچہ سے انتفاع لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جانور کی وطی سے تعزیر لازم ہے اور مقدار تعزیر حاکم کی رائے پر مفوض ہے اور اس بہیمہ کو ذبح کر کے جلا دینا مستحب ہے اس کا گوشت کھانا اور دودھ پینا مکروہ ہے لیکن حرام نہیں ہے اور بچہ سے انتفاع درست ہے قال فی ردالمختار یعزر وتذبح البہیمۃ وتحرق علی وجہ الاستحباب ولا یحرم اکل لحمہا ص۱۱۳ ج۳۔

حاملہ بکری سے وطی کی تو وہ حرام نہیں ہوئی

سوال (۳) بکری حاملہ سے کسی نے وطی کی وہ بکری حلال رہی یا حرام ہو گئی اگر اس کو ذبح کر کے جلایا جائے تو وضع حمل اور رضاعت کا انتظار کرنا ہو گا یا نہیں۔

الجواب:- ردالمختار میں ہے ویعزر وتذبح البہیمۃ وتحرق علی وجہ الاستحباب ولا یحرم اکل لحمہا الخ شامی[۱] ص۱۱۲ ج۳ اس عبارت سے واضح ہے کہ اس بکری کا کھانا حرام نہیں ہے مگر بہتر یہ ہے کہ نہ کھاویں اور

---

[۱] ردالمختار ابحاث الغسل ص۱۵۲ ج۱

ذبح کرکے جلادیں اور اگر وہ حاملہ ہے تو بہتر ہے کہ انتظار وضع حمل وضاع کا نہ کریں تب بھی گنہ نہیں ہے۔

نابالغ بچہ یا بکری کیساتھ وطی کرنیوالے کی سزا

سوال (۴) صبی غیر بالغ یا بز وطی کردہ وبرائے ایں امر شخص واحد است وصبی واطی منکر است آیا حکم شاۃ چہ باشد وتعزیر براں واطی آید یا نہ۔

الجواب:۔ در مختار میں ہے ویعزر وتذبح البهيمة وتحرق على وجه الاستحباب ولا يحرم اكل لحمها به الخ شامی ص ۱۱۲/ ج ۳۔ ترجمہ یہ ہے اور تعزیر کیا جاوے وطی کرنے والا بہیمہ سے اور وہ بہیمہ ذبح کیا جاوے اور جلادیا جاوے بطریق استحباب نہ بطریق وجوب اور نہیں حرام ہے کھانا اس جانور کا بسبب وطی کے، لیکن یہ حکم جب ہے کہ وطی بہیمہ کی دو گواہوں سے یا اقرار سے ثابت ہو جاوے اور ایک کی گواہی سے کچھ حکم ثابت نہ ہوگا۔ فقط

چور سے مالی جرمانہ لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں

سوال (۵) ایک شخص نے کسی شخص کے روپیہ چوری کئے ظاہر ہونے پر اس سے کل روپیہ وصول کیا گیا بستی کے سر برآوردہ لوگ اس بات پر متفق ہوئے کہ علاوہ مال مسروقہ کے مبلغ پچیس روپیہ بطور جرمانہ کے ادا کرے اور یہ روپیہ اس مدرسہ میں صرف کیا جاوے جو اس بستی میں مدت سے قائم ہے اس نے اس روپیہ کو ادا کردیا، دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس روپیہ کو مدرسہ میں صرف کرنا جائز ہے یا ناجائز ہے، علاوہ اس کے جس شخص کا روپیہ چوری کیا گیا تھا اس نے مبلغ ۱۳ روپیہ اس شخص نے بھی بطور خود دیئے ان کا

لہ رد المحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۴/ ج ۳

روپیہ کا کیا حکم ہے۔

الجواب :۔ جرمانہ مالی شرعاً جائز نہیں ہے کما فی الشامی۔ و الحاصل ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال[1] الخ پس صرف کرنا اس پندرہ روپے کا مدرسہ میں جائز نہیں ہے بلکہ اس روپیہ کو واپس کرنا چاہیئے، پھر اگر وہ خوشی سے دیوے تو مدرسہ میں صرف کرنا درست ہے اور سالم جو مالک نے اپنے پاس سے خوشی سے دیئے ان کا لینا درست ہے۔

اکابر اہل سنت کی شان میں بدزبانی کی سزا

سوال (۶) کسی طالب علم نے جب امام کو مرجی اور مولانا اشرف علی صاحب کو ہٹ دھرم بدمذہب کہا تو مدرسہ کے ایک سرپرست نے اس کو تھپڑ مارا، کیا اس سے قصاص لیا جائیگا

الجواب :۔ ایسے بدزبان کو تعزیراً ضرب کرنا اور تھپڑ مارنا چاہیئے ہی تھا[2]

قاضی شرعی کے سوا دوسرا آدمی حد شرعی قائم نہیں کرسکتا

سوال (۷) یہاں پر قاضی شرعی تو ہے نہیں اگر کوئی عالم زانی و زانیہ کو زجراً سو دو سو جوتے وغیرہ مارنے

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۷ مطلب فی التعزیر باخذ المال لا باخذ مال فی المذہب بحر وفیہ عن البزازیہ وقیل یجوز ومعناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ فان یئس من توبتہ صرفہ الی مایری وفی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ (در مختار) قولہ فی المذہب قال فی الفتح وعن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال وعندھما وباقی الائمۃ لایجوز (رد المحتار مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۲۶/۳) ظفیر

[2] وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱/۳) ظفیر

کا حکم دیوے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں قاضی شرعی کے سوا دوسرا شخص حد شرعی قائم نہیں کرسکتا۔[1]

بھانجی کے ساتھ زنا کی سزا

سوال (۸) ایک شخص نے اپنی ہمشیرہ کی لڑکی سے زنا کیا اس کے ساتھ کھانا پینا برتاؤ جائز ہے یا نہیں۔ اور جو لوگ اس کے ہمراہی ہیں ان کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس شخص سے توبہ کرائی جاوے اور تنبیہ کی جاوے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس سے علیحدگی اختیار کرنی چاہیئے اور جو لوگ اس کے معاون ہیں گنہگار ہیں۔[2] فقط

استاذ کو گالیاں دینے کی سزا

سوال (۹) شخصے استاذ خود را بایں طور حقارت نمود کہ تو ابن خنزیر یا ابن کلب است قائل ایں الفاظ را چہ حکم است نکاح بدستور است یا نہ

الجواب:۔ شخص مذکور فاسق و عاصی و واجب التعزیر

---

[1] فی الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمہ الا الامام لتوقفہ علی الدعوی الخ (الدر المختار علی ھامش رد المختار باب التعزیر ص۲۵ ج۳) باقی حد تو یہ ہندوستان میں نہیں ہے لانہ لا حد فی دار الحرب (ایضاً کتاب الحدود ص۱۹۵ ج۳) ظفیر

[2] مسلمانی حکومت ہوتی تو باضابطہ حد جاری ہوتی مگر یہاں نہیں لانہ لا حد فی دار الحرب (ایضاً) حدیث نبوی ہے من وقع علی ذات محرم فاقتلوہ رواہ الترمذی (مشکوۃ باب التعزیر ص۳۱۷ ج۲) ظفیر

است اما تکفیر نہ کردہ خواہد شد و حکم فسخ نکاح وغیرہ احکام ارتداد بر و جاری نخواہند شد[1]

رمضان کے دنوں میں علی الاعلان کھانا کھانے والا **سوال** (۱۰) ایک مسلمان نے ماہ رمضان میں دن کے وقت اپنی زوجہ کے تیجہ کے دن کھانا پکوا کر اپنے اقارب واہل محلہ کو کھانا کھلایا علانیہ طور پر اور حقہ پان سے بہت تواضع اور مدارات کی، ایسا شخص مرتکب کبیرہ ہے یا کافر اور جس نے اس سے بیعت کی تھی وہ قائم رہی یا نہ ، اس سے مرید ہونا اور اس کے پیچھے نماز پڑھنا کیسا ہے اور اس کے پاس بیٹھنا اٹھنا کیسا ہے۔ اور توبہ اس کی مجمع عام یا جامع مسجد میں ہوگی یا کیا۔

الجواب:۔ وہ شخص مرتکب گنہ کبیرہ ہوا۔ اور فاسق ہے[2] کافر نہیں ہے اور قابل بیعت ہونے کے نہیں ہے۔ اور جن لوگوں نے اس سے بیعت کی وہ بیعت جائز اور درست نہیں ہے۔ وہ لوگ اس فاسق کو پیر نہ سمجھیں۔ اور کوئی مسلمان اس کو پیر نہ بناوے اور اس کو امام نہ بناوے اور اس کے ساتھ صحبت نہ رکھے جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق کر دینا چاہیئے، توبہ مجمع عام میں یا مجمع خاص میں، جامع مسجد ہو یا غیر جامع مسجد میں توبہ ہر طرح قبول ہوتی ہے۔ فقط

---

[1] وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ وعزر الشاتم الخ یا خبیث یا سارق یا فاجر یا مخنث الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳) ظفیر [2] وکل مرتکب معصیۃ لاحد فیها فیها التعزیر اشباہ (درمختار) والمفطر فی رمضان یعزر ویحبس (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳) ظفیر۔

اکابر ائمہ کی توہین کرنیوالا مستحق تعزیر ہے | سوال (۱۱) جو شخص ائمہ اربعہ خصوصاً امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ تعالیٰ کو گمراہ و بے دین کہے یا امام بخاری کی توہین کرے یا کسی صحابی کی توہین کرے اس کے بارے میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص جو ایسا عقیدہ رکھے اور ائمہ دین خصوصاً امام الائمہ امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ و امام المحدثین امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے بدظن ہو اور یا کسی صحابی کی توہین کرے مبتدع اور فاسق بے دین ہے اور مستحق تعزیر ہے[۱]۔ فقط

زانی سے مالی جرمانہ لینا درست نہیں | سوال (۱۲) اگر کسی زانی پر زنا کی وجہ سے پنچ جرمانہ کرے تو اس جرمانہ کو نیک کام مثلاً مسجد کی تعمیر وغیرہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مالی جرمانہ کرنا شریعت میں جائز نہیں ہے، پس جو روپیہ پیسہ جرمانہ میں لیا جاتا ہے مالک کو واپس کرنا چاہیئے۔ وہ اپنی خوشی سے تعمیر مسجد میں لگائے تو جائز ہے۔ فی الشامی جلد ۳ فی البزازیہ ان معنی التعزیر باخذ المال (علی القول به امساك شیٔ من ماله عنده مدة لینزجر ثم یعیده الحاکم الیه لا ان یاخذ الحاکم لنفسه او لبیت المال کما یتوهمه الظلمة۔ ظفیر) (الی قوله) اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی[۲]

---

[۱] وترد شهادة من یظهر سب السلف لانه ظاهر الفسق الخ او یظهر سب السلف یعنی الصالحین منهم وهم الصحابة والتابعون (رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۵ ج ۳) و عزر کل مرتکب منکر ومؤذی مسلم بقول او عمل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳) ظفیر [۲] دیکھئے رد المحتار مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۴۶ ج ۳۔ ظفیر

ہنود کا کھانا کھانے پر تعزیر نہیں

سوال (۱۳) اگر کوئی مسلمان ہنود کا کھانا کھائے جس پر خنزیر یا مردار یا جھٹکا کھانے کا اشتباہ ہو اس پر شرعاً کیا تعزیر ہے۔

الجواب:۔ مسلمانوں کو ایسے شخص کے کھانے سے احتراز مناسب ہے لیکن پہلے جو کھالیا اس پر کچھ تعزیر وغیرہ نہیں ہے۔ آئندہ احتیاط رکھنی چاہیئے۔ فقط

متبع شریعت معزز کو حرام زادہ وغیرہ کہنے سے مستحق تعزیر ہوگا

سوال (۱۴) زید اور بکر میں تکرار ہوا، زید نے بکر کو یہ گالی دی کہ تم اور تمہارے شہر کے باشندے کل حرام زادہ و ولدالزنا ہیں حالانکہ بکر متبع شریعت اور معزز ہے آیا زید کیلئے تعزیر و تادیب شرعاً ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید پر تعزیر کی جاوے گی اور زید مستحق تعزیر ہے، لیکن وجوب تعزیر ایسی صورت میں دعوی پر موقوف ہے اور قاضی یا حاکم بعد دعوئی کے اس کو جاری کرسکتا ہے، بہر حال زید اس میں عاصی ہوا توبہ کرے اور بکر سے معاف کراوے ورنہ بکر کے دعوئی پر حاکم زید کو تعزیر کرے گا[1]

رعایا سے جرمانہ لینا شرعاً درست نہیں ہے

سوال (۱۵) زمین دار لوگ اپنی رعایا سے جرمانہ لیتے ہیں فی روپیہ چار آنہ کے حساب سے لیتے ہیں یہ جرمانہ

---

[1] اذا شتموا اصله عزر بطلب الولد کیا ابن الفاسق یا ابن الکافر وانہ یعزر بقوله یا قحبه الخ یا حرامزاده معناه المتولد من الوطؤ الحرام رالدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۵ ج ۳) لکن فی الفتح ما یجب حقا للعبد لا یقیمه الا الامام لتوقفه علی الدعوی الا ان یحکما فیه (ایضا ص ۲۵۰ ج ۳) ظفیر۔

لینا شرعاً جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: یہ جرمانہ لینا شرعاً درست نہیں ہے کما فی الشامی لا یجوز لاحد من المسلمین نفس منہ الحدیث اھ[1] وکما قال صلی اللہ علیہ وسلم۔

جانور سے وطی کرنے کی سزا

سوال (۱۶) اگر کوئی شخص جانور بکری سے جماع کرے تو اس کی نسبت کیا تعزیر شرعی ہے۔ اور اس کے گوشت کو کھانا کیسا ہے۔

الجواب: وہ شخص توبہ کرے اور اس کا گوشت کھایا نہ جاوے اس کو ذبح کر کے جلا دیا جاوے[2]۔

نماز کی پابندی نہ کرنے پر مالی جرمانہ لینا جائز نہیں

سوال (۱۷) اگر میت کے ورثہ نماز پنجگانہ کے پابند نہ تھے تو اس وجہ سے میر محلہ یا متولی بغیر جرمانہ مالی لئے میت مسلمان کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتے، جرمانہ مالی لے کر میت کو دفن کرنے کی اجازت دیتے ہیں اس صورت میں جرمانہ مالی لینا کیسا ہے۔ اور لینے والا کیسا ہے اور جرمانہ مالی کو مسجد کے کاموں میں صرف کرنا درست ہے یا نہیں۔

الجواب: گناہ اس میر محلہ و متولی پر ہے جو جرمانہ لیتا ہے اور

---

[1] اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال بغیر سبب شرعی الخ والحاصل ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۲۶ ج ۳) ظفیر۔

[2] لا یحد بوطئ بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ ای یقطع امتداد التحدث بہ کلما رویت ولیس بواجب کما فی النہایۃ وغیرہا وہذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت توکل جاز اکلہا عندہ وقالا تحرق ایضاً اھ (رد المحتار مطلب فی وطئ الدابۃ ص ۲۱۳) ظفیر

بدون جرمانہ لئے میت مسلمانوں کو دفن کرنے کی اجازت نہیں دیتا اور جرمانہ لینا شریعت میں حرام ہے اور لینے والا فاسق ہے اور اس روپیہ جرمانہ کو مسجد کے کاموں میں صرف کرنا درست نہیں ہے[1]

جس عورت نے چھپ کر رات میں لُچے سے ملاقات کی اس کی سزا

سوال (۱۸) دو شخص نمازیوں نے اپنے محلہ دار کے کہنے کی وجہ سے رات کو چھپ کر دیکھا کہ اس محلہ دار کی عورت نے ایک شخص لُچہ سے بہت خوشی سے ہاتھ ملایا اس پر ان دونوں کو بہت مارا اس صورت میں اس عورت اور مرد کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب: جب کہ ان نمازیوں نے اس عورت کو اجنبی مرد فاسق کے ساتھ اس انبساط و اختلاط کے ساتھ دیکھا تو ان کو تنبیہ کرنا اور مارنا اس فاسق و فاسقہ کا درست تھا جیسا کہ در مختار باب التعزیر میں ہے ویقید کل مسلم حال مباشرت المعصیۃ[2] الخ اور عاصی ہونا اس عورت اور مرد کا اس حالت میں ظاہر ہے اس سے وہ دونوں توبہ کریں[3] لیکن اتنی بات دیکھ کر حکم زنا کا نہیں ہو سکتا اور ثبوت زنا اس سے نہیں ہوتا اور اس عورت کا نکاح اس کے شوہر سے قائم ہے[4]۔

---

[1] والحاصل ان المذھب عدم التعزیر باخذ المال الخ اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (رد المحتار مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۴۶ ج ۳ و ص ۲۴۷ ج ۳) ظفیر۔

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۰ ج ۳۔ ظفیر

[3] یعزر المولی عبدہ والزوج زوجتہ علی ترکھا الزینۃ الخ والخروج من منزلھا الخ او کشفت وجھھا لغیر محرم او کلمتہ (ایضاً ص ۲۶۱ ج ۳) ظفیر۔

[4] ...

جانور سے وطی کرنے پر تعزیر

سوال (۱۹۹) زید نے بکری سے وطی کی اس بکری کی نسبت کیا حکم ہے اس کا گوشت کھا سکتے ہیں یا نہیں اور دودھ پی سکتے ہیں یا نہیں۔ واطی کیلئے کیا حکم ہے، بعض کہتے ہیں کہ بکری کو ذبح کر کے دفن کی جاوے اور قیمت اسکی واطی سے وصول کی جاوے۔

الجواب:۔ جانور سے وطی کرنے والے پر تعزیر ہے جو کچھ حاکم مناسب سمجھے۔ اور دوسرے بکری کو ذبح کر کے جلا دینے کا حکم ہے استحباباً اور گوشت کھانا اس کا اور دودھ پینا حرام نہیں ہے اور رکھنا درست ہے۔ اور قیمت اس کی واطی کے ذمہ نہیں ہے، کیونکہ مالک کو اختیار ہے کہ اس بکری کو رکھے اور ذبح نہ کرے، البتہ بہتر یہ ہے کہ ذبح کر کے اس کو جلا دیا جاوے۔ رد المحتار یعنی شامی میں ہے ویعزر وتذبح البھیمۃ وتحرق علی وجہ الاستحباب ولا یحرم اکل لحمھا بہ[1] الخ (بکری کی قیمت کا مطالبہ وطی کرنے والے سے بکری والا کر سکتا ہے اور اس کو قیمت دینی چاہیے۔[1] ظفیر)

[1] رد المحتار ابحاث الغسل ص۱۵۵ ج۱ [1] ولا یحد بوطء بھیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق و یکرہ الانتفاع بھا حیۃ ومیتۃ وفی النھر الظاھر انہ یطالب ندبا لقولھم تضمن بالقیمۃ (در مختار) ھذا اذا کانت مما لا یوکل فان کانت توکل جازا کلھا عندہ وقالا تحرق ایضاً فان کانت الدابۃ لغیر الواطی یطالب صاحبھا ان یدفعھا الیہ بالقیمۃ ثم تذبح ھکذا قالوا ولا یعرف ذلک الا سماعا فیحمل علیہ زیلعی ونصر قولہ الظاھر ان یطالب ندبا الخ ای قولھم یطالبھا صاحبھا ان یدفعھا الی الواطی لیس علی طریق الجبر وعبارۃ النھر انہ یطالب علی وجہ الندب ولذا قال فی الخانیۃ کان لصاحبھا ان یدفعھا الیہ بالقیمۃ اھ وعبارۃ البحر والظاھر انہ لا یجبر علی دفعھا رد المحتار باب التعزیر ص۲۱۳ ج۳ وص۲۱۲ ج۳) ظفیر۔

جانور سے وطی کا ارادہ کیا مگر دخول نہیں ہوا تو گوشت بلا کراہت حلال ہے

سوال (۲۰) زید نے بارادہ وطی کسی حلال جانور مثلاً گائے یا بکری وغیرہ کو ہاتھ لگایا حتی کر زید نے اپنے ذکر کو جانور کے زج سے بلافصل کسی شئی کے ملحق کر دیا لیکن دخول نہیں ہوا یا اس نے مطلقاً وطی کر لی تو اب بحالت مذکورہ زید یا دیگر مسلمان کو جانور موصوفہ کا شیر یا گوشت یا اس کا ذبیح حلال ہے یا نہیں۔ اور کیا زید کو گناہ مذکورہ کے معافی کے واسطے استغفار کافی ہو سکتی ہے یا اس کو کفارہ بھی دینا پڑے گا۔ تو اس کا کفارہ کیا ہوگا۔

الجواب:۔ اگر دخول نہیں ہوا ہے تو اس کا گوشت و دودھ بلا کراہت حلال ہے اور اگر دخول ہو گیا تو بہتر یہ ہے کہ اس جانور کو ذبح کر کے اس کا گوشت دفن کر دیا جاوے اور اس کو کوئی نہ کھاوے اور اگر کھا لیا تو حرام نہیں ہے مگر اچھا نہیں ہے۔ کذا فی الشامی اور زید اس فعل شنیع سے توبہ کرے توبہ کرنا معافی گنہ کے لئے کافی ہے اور کچھ کفارہ سوائے توبہ کے نہیں ہے[۱]۔

مسلمان کو گالی دینے والا مستحق تعزیر ہے

سوال (۲۱) ایک شخص نے ایک مسلمان باشرع قوم سید کو سب وشتم کیا روکنے پر سیدوں کا نام لے کر گالیاں دینی شروع کی اور باز نہیں آیا۔ ایسے شخص کے حق میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص فاسق ہے اور شریعت اسلام میں وہ مستحق تعزیر ہے کما ورد سباب المسلم فسوق وقتاله کفر[۲] وقال اللہ تعالیٰ

---

[۱] لا یحد بوطئ بھیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بھا حیۃ ومیتۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۱۳ ج ۲) ظفیر۔ [۲] مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱۔ ظفیر۔

وَلَا تَلْمِزُوْا اَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِيْمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ[1]۔ پس معلوم ہوا کہ شخص مذکور ظالم وفاسق ہے توبہ کرے اور اس سید مظلوم ومشتوم سے قصور معاف کراوے۔

جس نے سور کا دودھ استعمال کیا اس کی سزا

سوال (۲۲) محبوب پٹیل نے چالیس روز تک سور کا دودھ دوائی میں استعمال کیا ہے اس کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔

الجواب:- اس شخص سے جس سے یہ قصور سرزد ہوا توبہ کرائی جاوے کہ آئندہ کبھی وہ ایسا نہ کرے گا تو اللہ تعالیٰ اس کا پچھلا گناہ معاف فرمادے گا، مسلمانان کو چاہیئے کہ اس سے پختہ توبہ کرالیویں اگر وہ توبہ کرلے تو اس سے میل جول قائم رکھیں۔

جرمانہ کی رقم مجرم کی رضا سے کسی بھی مد میں خرچ کرسکتے ہیں

سوال (۲۳) ایک شخص نے نماز پڑھنے سے انکار کیا خلافت نے اس پر عہ جرمانہ کیا تو یہ روپیہ مسجد یا مدرسہ یا خلافت کے صرف میں آسکتا ہے یا نہ۔

الجواب:- اس کی رضا وخوشی سے جس مد میں وہ کہے صرف ہوسکتا ہے[3]۔

---

[1] سورۃ الحجرات، ۲۔ [2] وکل مرتکب معصیۃ لاحد فیها، فیها التعزیر اشباہ (در مختار) قال فی فتح القدیر ویعزر من شهد شرب الشاربین والمجتمعون علی شبه الشرب وان لم یشربوا ومن معه رکوۃ خمر الخ ویاکل الربوا والمغنی والمخنث والنائحة یعزرون ویحبسون حتی یحدثوا توبة الخ (رد المحتار باب التعزیر ص $\frac{251}{27}$) ظفیر [3] فی البزازیة ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول به امساک شئ من ماله عنه مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیه (رد المحتار مطلب فی التعزیر باخذ المال ص $\frac{246}{36}$)

تارک نماز تعزیر کا مستحق ہے

سوال (۲۴) تارک جماعت ونماز کیلئے ہر ایک شہر میں نماز کمیٹیوں نے جو جرمانہ مقرر کر رکھا ہے یہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ترک نماز کی وجہ سے ہر ایک تعزیر سخت سے سخت دینا جائز ہے یہاں تک کہ تارک نماز کو تعزیراً قتل کر دینا بھی ائمہ سے منقول ہے پس جس طریق سے بے نمازی کو پابند نماز بنا سکیں وہ ضروری ہے اور ظاہر ہے کہ عوام کو سوائے جرمانہ کے اور کسی طریق سے تنبیہ ہونا دشوار ہے اور ہر ایک تعزیر کو ہر ایک شخص جاری بھی نہیں کر سکتا اور جرمانہ مالی بکیفیت خاص ائمہ سے منقول ہے قال فی الشامی وافاد فی البزازیۃ ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساک شئ من مالہ عنہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ الخ وفی المجتبیٰ لم یذکر کیفیۃ الاخذ واری ان یاخذھا فیمسکھا فان یئس من توبتہ یصرفہ الی مایری[۱] اھ۔

بیوی سے زنا کرانے والے کی سزا

سوال (۲۵) ایک شخص اپنی عورت سے اپنے گھر میں عام پیشہ کراتا ہے۔ تمام اہل شہر جانتے ہیں، شرعاً اس کی کیا سزا ہو سکتی ہے۔

---

[۱] دیکھئے ردالمحتار مطلب فی التعزیر باخذ المال ص۲۴۶ ج۳) لیکن صحیح یہ ہے کہ مالی جرمانہ جائز نہیں اگر مالی جرمانہ کیا ہے تو اسے واپس کر دینا ہوگا علامہ شامی اس بحث کو ختم کر کے لکھتے ہیں والحاصل ان المذہب عدم التعزیر باخذ المال (ایضاً ص۲۴۷ ج۳) خود مفتی علامؒ بھی یہی فتویٰ دے رہے ہیں۔ جیسا کہ گذرا غالباً یہاں منشاء یہی ہوگا کہ لے لیا جائے اور کچھ دنوں کے بعد واپس کر دیا جائے تاکہ تنبیہ ہو جائے جیسا کہ ایک جواب میں صراحت بھی فرمادی ہے

الجواب :- ایسی حالت میں مسلمانوں کے اختیار میں سوائے اس کے اور کیا سزا ہے کہ ان دونوں سے قطع مشارکت کر دی جاوے اور ان کی شادی و غمی میں بالکل شرکت نہ کی جاوے اور ہر طرح ان کو مجبور کیا جاوے کہ وہ اس حرکت شنیعہ کو چھوڑ دیں اور توبہ کریں۔ (کیونکہ ہندوستان میں زنا کی سزا رجم جاری نہیں کی جا سکتی ہے کہ غیر مسلم ملک ہے[1]۔ ظفیر)

مالی جرمانہ کا شرعی حکم

سوال (۲۶) ایک گروہ مسلمانوں کی یہ اعلان کرے کہ جو شخص کسی گنہ کبیرہ کا مرتکب ہوگا وہ ہماری برادری سے علیحدہ ہوگا مگر یہ کہ اس کبیرہ سے توبہ کرے اور بہنگی وا اعلان اور کچھ رقم تجویز کردہ اہل برادری کو دے جس کو برادری اپنی رائے سے کسی مصرف حسن میں صرف کرے گی یہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب :- یہ اعلان اور معاہدہ تو بہت اچھا ہے کہ جو شخص گنہ کبیرہ کا مرتکب ہو وہ برادری سے خارج ہے مگر یہ کہ اس گنہ سے توبہ کرے لیکن جرمانہ مالی عند الحنفیہ جائز نہیں ہے اور اگر بغرض تنبیہ کسی مرتکب کبیرہ و تارک نماز کی مثلاً ایسا کیا جاوے تو اس کے جواز کی یہ صورت ہے کہ اس جرمانہ کو علیحدہ رکھا جاوے اور پھر کسی وقت اسی شخص کو واپس دیا جاوے جس سے لیا ہے یا اس کی اجازت سے جس کار خیر میں وہ کہے صرف کر دیا جاوے[2]۔

---

[1] لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵/۳ ج) ظفیر

[2] لا باخذ المال فی المذہب بحر وفیہ عن البزازیہ وقیل یجوز ومعناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الیہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۲/۳ ج) ظفیر۔

نماز جنازہ کی پابندی نہ کرنے پر مالی جرمانہ کرنا کیسا ہے

سوال (۲۷) جو شخص میت کی تجہیز وتکفین میں شریک نہ ہو اس پر جرمانہ کرتے ہیں۔

(۲) فرض نماز پڑھے یا نہ پڑھے اس پر کچھ انتظام برادری کا نہیں ہے

(۳) جو نماز جنازہ نہ پڑھے اس پر بھی جرمانہ کرتے ہیں۔

(۴) کسی سے جرمانہ لے کر دیگ وغیرہ برتن خریدنا جو برادری کے کام میں آتے ہیں اور اس کا پکا ہوا کھانا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ (از ۱ تا ۴) یہ کام اچھا ہے کہ برادری کے لوگوں کو نماز کی تاکید کی جاوے اور ترک نماز پر ان کو تنبیہ کی جاوے خواہ جنازہ کی نماز ہو یا فرائض پنجگانہ بلکہ فرائض پنجگانہ کی زیادہ تاکید کرنی چاہیئے اور اس کے ترک پر زیادہ تنبیہ کرنی چاہیئے اور میت کی شرکت بھی کار ثواب ہے اس کی تاکید بھی اچھا کام ہے مگر جرمانہ مالی کرنا شریعت میں نہیں ہے اگر بغرض تنبیہ کیا گیا تو اس کو انھیں دینے والوں کو واپس کرنا چاہیئے یا ان کی دوبارہ اجازت بخوشی دینے سے کسی نیک کام میں صرف کردیا جاوے اور ظروف خریدنا بھی ان کی اجازت اور خوشی سے درست ہے لیکن جبر نہ کیا جاوے اور جبریہ اجازت کا کچھ اعتبار نہیں ہے۔[1]

اغلام کی سزا

سوال (۲۸) دو امرد بالغ اغلام کرتے ہوئے چھ آدمیوں نے پکڑا، ان دونوں کو کیا تعزیر دی جاوے۔

الجواب:۔ آپ لوگ کچھ حد اور تعزیر نہیں لگا سکتے

---

[1] لا باخذ المال فی المذھب وفیہ عن البزازیہ وقیل یجوز ومعناہ ان یمسکہ ثم یعیدہ الیہ (در مختار) والحاصل ان المذھب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۶/۳ و ص ۲۴۷/۳) ظفیر۔

یہ کام حاکم اسلام کا ہے[1]

علاتی بہن کا بوسہ لینے کی سزا

سوال (۲۹) ایک لڑکے نے اپنی علاتی بہن کا بوسہ لیا دونوں کو یہ تسلیم ہے، ان کے لئے کیا سزا ہے، عرصہ ایک ایک سال سے برادری سے علیحدہ ہیں اور لڑکی کا نکاح دوسرے لڑکے سے کر دیا تھا۔

الجواب:۔ علاتی بھائی بہن میں آپس میں ایسے ہی حرمت ہے جیسا کہ حقیقی بھائی بہن میں پس ان دونوں کو توبہ کرنی چاہیئے اور آئندہ کو ایسا فعل نہ کرنا چاہیئے اور کچھ سزا سوائے توبہ کے نہیں ہے ان سے توبہ کرالی جاوے اور برادری میں شامل کر لیا جاوے[2]۔

---

[1] لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ ج ۳) تعزیر کے سلسلے میں ہے ویقیمہ کل مسلم حال مباشرۃ المعصیۃ واما بعدہ فلیس ذلک لغیر الحاکم والزوج والمولی (ایضاً باب التعزیر ص ۲۵۰ ج ۳) باقی اغلام کی سزا اسلام میں سخت ہے ولا یحد الخ بوطئ دبر وقالا ان فعل فی الاجانب حد وان فی عبدہ او امتہ او زوجتہ فلا حد اجماعا بل یعزر قال فی الدر بنحو الاحراق بالنار، ہدم الجدار والتنکیس من محل مرتفع باتباع الاحجار وفی الحاوی: الجلد اصح، وفی الفتح یعزر ویسجن حتی یموت او یتوب ولو اعتاد اللواطۃ قتلہ الامام سیاسۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الوطئ الذی یوجب الحد وما لا یوجبہ ص ۲۱۲ ج ۳) اس مسئلہ پر دیکھئے خاکسار کی کتاب "نسل کشی"۔ ظفیر

[2] ویعزر من شہد شرب الشاربین الخ وکذا من قبل اجنبیۃ او عانقہا او مسہا بشہوۃ (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳) ظفیر۔

جانور سے وطی کر کے اسے فروخت کر دیا رقم کیا کرے

سوال (۳۰) زید نے ایک گائے سے وطی کر کے اس کو فروخت کر دیا اس روپیہ کو کس مصرف میں صرف کیا جائے اس روپیہ کو صدقہ کر سکتے ہیں یا نہیں اور زید کو کیا سزا دی جائے گی۔

الجواب:- شامی میں ہے کہ جس جانور سے وطی کی گئی ہو مستحب یہ ہے کہ اس کو ذبح کر کے اس کے گوشت کو جلا دیا جاوے اور کسی کو نہ دیا جاوے نہ صدقہ کیا جاوے اور وطی کرنے والے کو تعزیر دی جاوے اور کھانا اس جانور کا حرام نہیں ہے بلکہ مکروہ ہے اور اچھا نہیں ہے۔ و یعزر وتذبح البھیمۃ وتحرق علی وجہ الاستحباب ولا یحرم اکل لحمھا[۱] الخ پس جملہ ولا یحرم اکلھا سے ظاہر ہے کہ جانور مذکور ملک مالک سے خارج نہیں ہوا اور یہ ذبح کر کے اس کے گوشت کا جلانا استحباباً ہے اور کھانا اس کا حرام نہیں ہے۔ پس اگر مالک جانور نے جانور مذکور کو فروخت کر دیا تو وہ قیمت اس کی ملک ہے اس کو خواہ اپنے تصرف میں لاوے یا صدقہ کر دے، اور بہتر صدقہ کر دینا معلوم ہوتا ہے تاکہ گنہ مذکور کا کفارہ ہو جاوے اور وہ شخص توبہ کرے اور سزا اس کی یہی کافی ہے کہ اس سے توبہ کرالی جاوے اور وہ شخص قیمت مذکور کو صدقہ کر دیوے۔

میلاد مروجہ نہ کرنے کی سزا دینا درست نہیں

سوال (۳۱) مسلمانوں کی پنچایت میں ایک شخص پر بوجہ ایک جرم کے یہ بات مقرر کی گئی کہ شخص مذکور دس فقیروں کو کھانا کھلاوے اور ایک میلاد شریف کرے تب برادری

---

[۱] ردالمحتار ابحاث الغسل ص ۱۵۴/۱۔ ظفیر

میں شامل ہوسکتا ہے۔ اس پر ایک ثالث نے کہا کہ یہ سب لغو اور غلط ہے میلاد شریف ہمارے فلانے امین گیا، تم فقیر کو ہرگز نہ کھلاؤ نہ میلاد کرو اس صورت میں مانع کیلئے کیا حکم ہے اور میلاد شریف کو گالی دینے والا کس سزا کا مستوجب ہے؟

الجواب:۔ شریعت میں یہ سزا کسی مجرم کی نہیں بتلائی گئی کہ دس فقیروں کو یا پچاس فقیروں کو کھانا کھلاؤ، یہ پنچایت کی از خود تراشیدہ رسم ہے، یہ شریعت کا حکم نہیں ہے اور شریعت میں جرمانہ کرنا بھی درست نہیں ہے جو کہ عام جاہلوں کی برادری میں مروج ہے[1]

اسی طرح میلاد شریف مروجہ کے مجلس منعقد کرنے کو علماء نے بدعت اور مکروہ کہا ہے[2]

لہذا برادری کو کسی مجرم کے جرم کا کفارہ مقرر کرنا کہ جاؤ دس محتاجوں کو کھانا کھلاؤ اور میلاد شریف کرو غلط ہے۔ اور یہ حکم شریعت سے نہیں ہے پس ایسے حکم کو رد کرنا یہ تو عین مطابق شریعت کے ہے لیکن اس شخص مانع میلاد وغیرہ کو ایسا لفظ کہنا نہ چاہیئے تھا جو کہ شرعاً وعرفاً قبیح ہے بلکہ اس کو یہ کہنا چاہیئے تھا کہ یہ حکم خلاف شریعت ہے اسلئے اس پر عمل درآمد نہ کیا جاوے اور ایسی گستاخی اور عامی جاہلانہ لفظ کا استعمال نہ کرنا چاہیے تھا اس سے توبہ کرے۔ فقط۔

سوال (۳۲) | صحیح العقیدہ مسلمان کو بلا تحقیق قادیانی کہنا صحیح نہیں ہے | زید نے بکر کی نسبت کہ جو شہر کا امام اور تمام مسلمانوں کا دینی پیشوا اور پکا حنفی ہے یہ الزام

---

[1] لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۶/۳) ظفیر

[2] من احدث فی امرنا ھذا ما لیس منه فھو رد (مشکوۃ ص ۲۷) ظفیر

جھوٹا الزام لگایا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے مسلمانوں کو اس کے پیچھے نماز پڑھنا اور نکاح وغیرہ پڑھوانا نہیں چاہیئے۔ اور اس افترا اور بہتان کی شہادت چند سامعین نے ایک مجمع کثیر کے سامنے کہ جن میں ہزاروں آدمی مجتمع تھے دی، پس زید کو اس کی سزا شرعاً کیا ہونی چاہیئے۔

الجواب:- کسی مسلمان سنی حنفی پر بلا تحقیق ایسی تہمت لگانا کہ وہ قادیانی ہو گیا ہے یا قادیانی ہے گویا اس کو کافر کہنا ہے اور حدیث شریف میں ہے کہ اگر کسی کو کافر کہا جاوے اور وہ ایسا نہ ہو تو وہ اسی پر لوٹتا ہے جس نے کہا۔ عن ابن عمر قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیہ کافر فقد باء بہا احدہما متفق علیہ[1] اور نیز حدیث شریف میں ہے سباب المسلم فسوق وقتالہ کفر[2] الغرض زید اس صورت میں فاسق ہے اس کو توبہ کرنی چاہیئے اور جس کو تہمت لگائی ہے اس سے معافی کرانی چاہیئے۔ قال اللہ تعالیٰ یا ایہا الذین آمنوا لا یسخر قوم من قوم عسی ان یکونوا خیرا منہم (الی قولہ تعالیٰ) بئس الاسم الفسوق بعد الایمان ومن لم یتب فاولئک ہم الظٰلمون[3]

ہندوستان میں شرعی سزا کا اجراء بحالت موجودہ نہیں ہو سکتا

سوال (۳۳) زید غرور اور تکبر وحسد کی وجہ سے عمرو غریب الوطن کا جانی دشمن ہو گیا حتی کہ اس نے چند دیگر بدمعاش اشخاص کو ہمراہ لے کر بوقت نصف شب عمرو پر حملہ قاتلانہ کیا اور اس کی اہلیہ کو بھی جبراً گھسیٹ کر باہر

---

[1] مشکوۃ باب حفظ اللسان ص۴۱۱ ظفیر [2] مشکوۃ باب حفظ اللسان ص۴۱۱ ظفیر
[3] سورۃ الحجرات ۲۰-

لے گئے عمرو اگرچہ بری طرح زخمی ہوا مگر حق تعالیٰ کے فضل سے جان سلامت رہی اور اس کی اہلیہ کو بھی قادر مطلق نے ظالموں کے ہاتھ سے نجات دی زید ایک دوسرے ہمراہی سمیت گرفتار ہو کر حوالہ پولیس ہوا اب ان کے بعض اقارب نے عمرو سے راضی نامہ کرنا چاہا مگر عمرو نے رواجی راضی نامہ سے انکار کرتے ہوئے شرعی فیصلہ کو منظور کیا لیکن یہ انھوں نے قبول نہ کیا آخر ان دونوں کو سزا میں قید و جرمانہ ہوا، آیا ایسے شریر و سرکش کو جو پہلے بھی چوری وغیرہ کا عادی تھا مناسب چارہ جوئی کر کے سزا دلانا بہتر تھا یا چپکے سے معاف کر دینا۔ اور جو زید کیلئے امداد اور کوشش کر رہے ہیں ان کا یہ فعل آیات ذیل کے خلاف ہے یا نہیں یا ایہا الذین اٰمنوا لاتتخذوا اباءکم و اخوانکم اولیاء الخ لاتجد قوما یومنون باللہ والیوم الآخر یوادون من حاد اللہ ورسولہ الآیۃ بینوا و توجروا۔

الجواب:۔ راضی نامہ اور معافی کی کوشش کرنے کا مطلب یہی ہوتا ہے کہ ظالم اپنے ظلم سے نادم ہو کر عفو تقصیر مظلوم سے کراتا ہے اور عفو کے مستحسن ہونے میں کچھ کلام نہیں[1]۔ قاتل کو معاف کر دینے کا ذکر خدائے تعالیٰ نے فرمایا ہے فَمَنْ عُفِیَ لَهٗ مِنْ اَخِیْهِ شَیْءٌ الآیۃ[2] پس جبکہ قتل سے بھی معافی ہو سکتی ہے اور بہتر ہے تو قتل سے کم ظلم میں بدرجہ اولیٰ معافی بہتر ہے غرض اس سے یہ ہے کہ ظالم جبکہ نادم ہوا اور اس نے اظہار ندامت کیا اور توبہ کی جیسا کہ اس کے معافی چاہنے

[1] وھو ای التعزیر حق العبد غالب فیہ فیجوز فیہ الابراء والعفو (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر ۲۵۶/۳) ظفیر [2] سورۃ البقرہ۔ ۲۲۔

سے ظاہر ہوتا ہے تو مظلوم کو معاف کر دینا بہتر ہے اور اگر وہ معاف نہ کرے جو کہ اس کی اختیار میں ہے تو پھر شرعی سزا ہونی چاہیئے مگر ظاہر ہے کہ شرعی سزا جاری نہیں ہے[1] اور حاکم جو سزا دے گا وہ شرعی نہ ہوگی لہذا اگر قانونی سزا سے جو کہ شرعی سزا نہیں ہے برأت اور رہائی کی کوشش کی جائے تو اس میں کچھ معذوری شرعی معلوم نہیں ہوتا اور جبکہ مضروب شرعی فیصلہ پر راضی نہوا تو یہ اس نے تجاوز عن الحق کیا اب اس کو یا اس کے طرف داروں کو کیا حق ہے کہ رہائی کی کوشش کرنے والوں پر اعتراض کریں اور اس کو مطعون کریں۔ الحاصل سزاء قانونی سے (جو کہ من وجہ بلکہ من کل وجہ ظلم ہے اور من لم یحکم بما انزل اللہ میں داخل ہے) بچانے کی کوشش کرنے والوں کو ان آیات کی وعید میں داخل کرنا جو کہ کفار محاربین خدائے تعالیٰ ومحاربین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں ہے صحیح نہیں ہے

میاں بیوی کے جھگڑے میں مالی جرمانہ شرعاً درست نہیں ہے

سوال (۲۴۳) زید نے خالد کی لڑکی زبیدہ سے نکاح کیا اور زید نے خالد کو بوقت نکاح یہ اقرار لکھدیا کہ میں اپنی منکوحہ کو اپنے خسر خالد کے شہر اور گھر سے باہر نہ لیجاؤنگا مجھے لے جانیکا حق نہیں ہے وہ جہاں چاہے اس کا نان ونفقہ میں دیتا رہوں گا، اب زید اپنی منکوحہ کو باہر لے جاسکتا ہے یا نہیں۔ اور زید نے یہ اقرار بھی تحریر کر دیا کہ اگر میں اپنی منکوحہ زبیدہ پر دوسرا نکاح کروں تو پانچ سو روپیہ سرکار میں اور پنچوں میں جرمانہ کے ادا کروں گا زید کو دوسری

---

[1] کیوں کہ یہاں اسلامی حکومت نہیں، لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ / ج ۳) ظفیر۔

عورت سے نکاح کرنے پر جرمانہ دینا اور لینا شرعاً درست ہے یا نہیں۔

الجواب:- بہتر یہ ہے کہ اگر شوہر کو وہاں رہنے میں اور اپنی زوجہ کو وہاں رکھنے میں کچھ عذر اور حرج نہیں ہے تو بحکم حدیث شریف احق الشرط ان توفوا بہ ما استحللتم بہ الفروج[1] اپنے وعدہ اور شرط کو پورا کرے لیکن اگر وہ اپنی زوجہ کو رخصت کرا کر لیجاوے تو اس پر کچھ مواخذہ نہیں ہے اور اس کو اس کا حق ہے کما قال اللہ تعالیٰ الرجال قوامون علی النساء[2] کابین نامہ ایک وعدہ ہے اگر شوہر کو کچھ عذر نہ ہو تو اس کو پورا کرنا بہتر ہے اور اگر وہ اپنے وطن میں لیجاوے تو یہ بھی جائز ہے اور شوہر کو اس کا حق ہے۔ اور پانچ سو روپیہ لینا اس سے بصورت نکاح ثانی کرنے کے درست نہیں ہے کیونکہ یہ شرط جائز نہیں ہے[3]۔ اور مالی جرمانہ شرعاً درست نہیں ہے۔

مسلمان کو حرام زادہ کہنا حرام ہے

سوال (۳۵) مسلمان را حرام زادہ گفتن و لعنت کردن چیست برآں حسب شرع چہ وعید۔

الجواب:- حرام است و در احادیث برآں وعید وارد است[4]۔

---

[1] مشکوٰۃ باب اعلان النکاح ص۲۷۱۔ ظفیر

[2] سورۃ النساء۔ ۶۔ [3] لاباخذ المال فی المذہب رالدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص۲۴۶ ج۳) ظفیر [4] کل من ارتکب منکراً او آذی مسلماً بغیر حق بقول او فعل او اشارۃ یلزمہ التعزیر در رد المحتار باب التعزیر ص۲۵۵ ج۳) ظفیر۔

سوال (۳۶) عورت باوجود شوہر کی سختی کے بے پردہ پھرنے سے باز نہ آوے تو اس کے لئے کیا سزا ہے۔

عورت اگر شوہر کا حکم نہ مانے تو کیا سزا دی جائے

الجواب:- شوہر جب کہ اس کو بے پردہ پھرنے سے منع کرتا ہے اور وہ نہیں مانتی تو شوہر عند اللہ گنہ سے بری ہے اور عورت گنہگار ہے۔ (مرد کا فرض ہے سختی سے روکے اور تنبیہ کرے شوہر کو تعزیر کا حق ہے[1] ظفیر)

سوال (۳۷) مسلمان کو مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا کیسا ہے اور الزام لگانے والے کیلئے کیا سزا ہے۔

مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا حرام ہے

الجواب:- کسی مسلمان پر جھوٹا الزام لگانا حرام ہے تہمت لگانے والا فاسق ہے، توبہ کرے اور معاف کراوے ورنہ عذاب آخرت میں گرفتار ہوگا[2]۔ فقط واللہ تعالیٰ اعلم۔

---

[1] ویقیمہ (ای التعزیر) کل مسلم حال مباشرۃ المعصیۃ واما بعدہ فلیس ذلک لغیر الحاکم والزوج والمولی (در مختار) ای التعزیر الواجب حقا للہ تعالیٰ لانہ من باب ازالۃ المنکر قال صلی اللہ علیہ وسلم من رای منکم منکرا فلیغیرہ بیدہ فان لم یستطع فبلسانہ الحدیث (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۰/۳) یعزر المولی عبدہ والزوج زوجتہ ولو صغیرۃ علی ترکہا الزینۃ الشرعیۃ وترکہا غسل الجنابۃ وعلی الخروج من المنزل لو بغیر حق (در مختار) اشار الی ان تعزیر الزوج لزوجتہ لیس خاصا بالمسائل الاربعۃ المذکورۃ فی المتون ولذا قال فی الولوالجیۃ لہ ضربہا علی ہذہ الاربعۃ وما فی معناہا (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۶۰/۳) ظفیر

[2] قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یرمی رجل رجلا بالفسوق ولا یرمیہ بالکفر الا ارتدت علیہ ان لم یکن صاحبہ کذلک رواہ البخاری (مشکوۃ باب حفظ اللسان ص ۴۱۱) ظفیر۔

بلا حجت شرعیہ تہمت زنا لگانا فسق ہے

سوال (۳۸) ایک استاد و شاگرد میں کچھ تخالف ہوا اور استاد نے درپے ضرر شاگرد ہو کر اس پر تہمت زنا بلا حجت شرعیہ لگائی اور سب وشتم و فواحش سے پیش آیا تو استاد پر حد قذف ہے یا تعزیر واجب ہے۔

الجواب:۔ سب وشتم کرنا و تہمت زنا و فواحش کسی مسلمان کو لگانا بلا حجت شرعیہ کے فسق ہے اور موجب تعزیر ہے وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ در مختار[1]۔ وزاد بعضهم ان الحد مختص بالامام والتعزیر یفعله الزوج والمولی وکل من رای احداً یباشر المعصیة الخ شامی[2]۔

سیاسۃً وتہدیداً جرمانہ کرنا کیسا ہے

سوال (۳۹) ہندہ زید کی زوجہ منکوحہ تھی، ہندہ کی عفت و دیانت و اطاعت و خانہ داری وغیرہ پوری طرح ثابت ہے، زید نے بلاوجہ بوجہ محض ادائے نفقہ سے بچنے کیلئے اور ہندہ کو اپنے ترکہ سے محروم کرنے کے لئے ہندہ کو طلاق دی ہے تو کیا اعلیٰ حضرت شاہ دکن بحیثیت فرماں روائے اسلامی و حکیم السیاستہ ہونے کے زید پر عبرۃً وسیاسۃً وتہدیداً جرمانہ یا کوئی سزا بمناسب وقت و حالات نافذ فرما سکتے ہیں تاکہ عبرۃً آئندہ ظالم شوہروں کو جرأت نہ ہو کہ وہ مظلومہ عاصمہ زوجات کی صنف ضعیف کے حقوق شرعی اپنی اغراض نفسانی سے بحیل شرعی تلف کرنے کی طرف تقدیم کریں، کیا ایسی تعزیر و تنبیہ محظور و ممنوع شرعی تو نہیں ہے اور کیا ناظم صاحب دار القضا

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۵ ج ۳۔ ظفیر

شاہ وقت کے ملاحظہ سامعہ میں انتظاماً کوئی تعزیر و تہدید مثل جرمانہ وغیرہ کی تجویز پیش فرما سکتے ہیں

الجواب:- نصوص آیات واحادیث سے طلاق کا مباح ہونا ثابت ہے اس لئے صاحب درمختار نے اباحت اور حظر کو نقل کر کے صحیح اباحت کو قرار دیا۔ حیث قال وایقاعہ مباح عند العامۃ لاطلاق الایات وقیل قائلہ الکمال الاصح حظرہ ای منعہ الا لحاجۃ کریبۃ وکبر والمذھب الاول کما فی البحر[۱] البتہ صاحب ردالمحتار شامی کی تحقیق سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ صاحب فتح القدیر کمال ابن ہمام کے قول کو راجح سمجھتے ہیں کہ اصل طلاق میں حظر ہے اور بلا وجہ موجہ ارتکاب اس کا محظور وممنوع ہے حیث قال واما الطلاق فان الاصل فیہ الحظر بمعنی انہ محظور الا لعارض یبیحہ وھو من قولھم الاصل فیہ الحظر۔ والاباحۃ للحاجۃ الی الخلاص فاذا کان بلا سبب اصلا لم یکن فیہ حاجۃ الی الخلاص بل یکون حمقا وسفاھۃ رائی ومجرد کفران النعمۃ واخلاص الایذاء بھا وباھلھا واولادھا الی ان قال فحیث تجرد عن الحاجۃ المبیحۃ لہ شرعا یبقی علی اصلہ من الحظر ولھذا قال اللہ تعالیٰ فان اطعنکم فلا تبغوا علیھن سبیلا ای لا تطلبوا الفراق وعلیہ حدیث ابغض الحلال الی اللہ الطلاق قال فی الفتح ویحمل لفظ المباح علی ما ابیح فی بعض الاوقات اعنی اوقات تحقق الحاجۃ المبیحۃ الخ شامی[۲] جلد ثانی۔ پس بناءً علیہ اگر ایسے موذی شخص کو جو بلا وجہ شرعی

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الطلاق ص ۵۷۱/۲ - ظفیر

[۲] دیکھئے رد المحتار للشامی کتاب الطلاق ص ۵۷۲/۲۔ ظفیر۔

محض ایذار رسانی کیلئے طلاق دینے کو اپنی عادت مقرر کرلے، حاکم اسلام کی طرف سے کوئی تہدید و توبیخ ہو تو یہ مستحسن ہوگا اور قاضی شرعی اگر مناسب سمجھیں تو کوئی تعزیر ایسے شخص کو دلا سکتے ہیں۔ فقط

مسلمان کو گالی دینا اور طعن تشنیع کرنا

سوال (۴۰) زید نے بلا قصور عمرو کو گالی دی اور یہ کہا کہ تم مسلمان نہیں اور مسلمان ہونے کی تم میں کیا علامت ہے بلکہ تمھارے تمام موضع میں کوئی مسلمان نہیں حالانکہ اکثر آبادی مسلمانوں کی ہے جن میں بعض علماء بھی ہیں، کیا ایسے صورت میں زید پر تعزیر واجب نہیں ہوگی اور اس کے پیچھے اقتدار بھی جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- زید اس صورت میں فاسق اور ظالم ہے حدیث شریف میں ہے سباب المسلم فسوق، وقتاله کفر[1] یعنی مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس سے مقاتلہ کرنا کفران نعمت ہے یا استحلال قتال مسلم کفر ہے۔ اور اگر مراد اس شخص کی حقیقت میں مسلمانوں کو بے ایمان اور کافر کہنا ہے تو اس میں اس کے کفر کا خوف ہے جیسا کہ حدیث شریف میں ہے کہ جو شخص کسی مسلمان بھائی کو کافر کہے تو وہ کفر یا اس کا گناہ اس پر عود کرتا ہے[2]، الغرض زید کو ہنوز توبہ کرنی چاہیئے اور کبھی ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالنا چاہیئے باقی حد تعزیر بوجہ حکومت اسلامی نہ ہونے کے اس زمانہ میں جاری نہیں ہو سکتی[3] فقط۔

---

[1] مشکوۃ شریف باب حفظ اللسان ص۴۱۱ - ظفیر [2] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم ایما رجل قال لاخیه کافر فقد باء بهما احدهما متفق علیه (مشکوۃ باب حفظ اللسان ص۴۱۱) ظفیر [3] لانه لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الحدود ج۳ ص۱۹۵) اسمیں شبہ نہیں کہ اس طرح کے کلمات قابل تعزیر ہیں فیعزر بشتم ولده الخ ویقذف مسلم ما بیا فاسق الخ وعزر الشاتم بیا کافر هل یکفر ان اعتقد المسلم کافراً نعم والا لا به یفتی (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ج۳ ص۲۵۲ و ج۳ ص۲۵۳) ظفیر۔

گھوڑی کے ساتھ جماع اس کی سزا اور گھوڑی کا حکم

سوال (۱۴۱) جو شخص گھوڑی سے زنا کرے اس کی کیا سزا ہونی چاہیئے اور اس گھوڑی کو کیا کیا جائے

الجواب:۔ گھوڑی کو ذبح کرکے جلا دیا جائے اور اس شخص کو تعزیر کی جاوے۔[1]

چچی کے ساتھ نکاح کرا دینے میں مالی جرمانہ جائز نہیں

سوال (۱۴۲) بکر اور خالد گواہان نکاح پر اس جرم میں کہ انھوں نے چچی سے نکاح کرا دیا پنچائت نے جرمانہ کیا یہ جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ بکر اور خالد پر شرعاً نکاح مذکور کے گواہ ہونے سے کچھ جرم اور گناہ عائد نہیں ہوتا ان پر اور زید پر جو جرمانہ کیا گیا وہ ناجائز ہے وہ جرمانہ اس کو واپس ملنا چاہیئے۔[2]

اگر کوئی اپنی عورت کو زدوکوب کرے تو اسکی سزا

سوال (۱۴۳) ایک شخص نے اپنی عورت کو زدوکوب کی اور بہت دور تک بال پکڑ کر اور برہنہ کرکے گھسیٹا یہ شخص ظالم ہے یا نہیں اور اس کے لئے شرعاً کیا حکم ہے اس کی ساتھ متارکت کرنی چاہیئے یا نہیں۔

---

[1] ولا یحد بوطئ بھیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بھا حیۃ ومیتۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب الوطئ الذی یوجب الحد وما لا یوجب ص ۲۱۳/ج ۳) ظفیر۔ [2] فی البزازیۃ ان معنی التعزیر باخذ المال علی القول بہ امساک شئ من مالہ عندہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ الحاکم الیہ لا ان یاخذ لنفسہ او لبیت المال کما یتوھمہ الظلمۃ اذ لا یجوز لاحد من المسلمین اخذ مال احد بغیر سبب شرعی (رد المحتار باب التعزیر مطلب فی التعزیر باخذ المال ص ۲۴۶/ج ۳) ظفیر۔

الجواب: - ایسا شخص ظالم ہے بے شک اگر وہ توبہ نہ کرے تو اہل دیہات اس کو تنبیہ کریں اور کھانا پینا اس کے ساتھ چھوڑ دیں تاکہ وہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے۔ فقط۔

ہندوستان میں حدود جاری نہیں ہوسکتی تعزیر کی جاسکتی ہے

سوال (۴۴) زید نے عمر پر تہمت زنا لگائی اور پھر چار گواہ نہ پیش کر سکا، اس پر مولوی صاحب نے حد قذف کی بنا پر مسلمانوں کو اس سے اجتناب کا حکم دیا یہ حکم صحیح ہے یا نہیں، اگر کوئی شخص یہ کہے کہ ہم اس حکم پر عمل نہیں کر سکتے کیونکہ مسلمان بادشاہ موجود نہیں ہے اس کا کیا حکم ہے۔

الجواب: - یہ صحیح ہے کہ ہندوستان میں بوجہ نہ ہونے سلطنت اسلامیہ کے کوئی حد جاری نہیں ہو سکتی[۲] لیکن تنبیہا و تعزیراً اس قسم کے برادری کی سزا دی جاسکتی ہے جس سے مجرم کو تنبیہ ہو اور آئندہ وہ مرتکب اس جرم کا ... نہ ہو اور دوسروں کو بھی عبرت ہو۔ لہذا یہ حکم ان مولوی صاحب کا مناسب ہے اس میں کچھ ممانعت نہیں ہے اور اس کو ماننا چاہیئے۔

---

[۱] وبہذا اظہر انہ لا یجب علی الزوج ضرر زوجتہ اصلا ادعت علی زوجہا ضربا فاحشا وثبت ذلک علیہ عزّر (درمختار) قولہ ضربا فاحشا قید بہ لانہ لیس لہ ان یضربہا فی التادیب ضربا فاحشا وہو الذی یکسر العظم او یخرق الجلد او یسودہ کما فی التتارخانیۃ قال فی البحر وصرحوا بانہ اذا ضربہا بغیر حق وجب علیہ التعزیر اھ ای وان لم یکن فاحشا (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۶۲ ج ۳) ظفیر [۲] لانہ لا حد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ ج ۳) ظفیر۔

جو چور نہیں ہے اسے چور کہنے والا مستحق تعزیر ہے

سوال (۴۵) ایک شخص چور نہیں ہے اگر اس کو چور کہے تو کہنے والے پر شرعاً کیا حد آے گی۔

الجواب:۔ ایسا شخص مستحق تعزیر ہے لیکن یہ فعل امام کے ساتھ مختص ہے اس زمانہ میں اس کا اجراء نہیں ہو سکتا وعزر الشاتم بیا کافر الخ ویا سارق الخ[۱] ۔ فقط

غیر کی عورت بھگا کر لیجانے اور غائب کرنے کی سزا

سوال (۴۶) زید نے ہندہ کو بھگا کر کہیں چھوڑ دیا اور یہ معلوم نہیں کہ وہ زندہ ہے یا مر گئی، زید کا بیان ہے کہ ہندہ غائب ہو گئی، مجھے معلوم نہیں کہاں گئی اس عورت کا شوہر اور برادری کے لوگ یہ چاہیئے ہیں کہ دو سو روپیہ لیکر اس شخص کا جرم معاف کر دیں یہ شخص دو سو روپیہ کی رقم گاؤں کے پدھان کو دے چکا ہے لیکن ان لوگوں کو نہیں پہنچی، اب یہ دو سو روپیہ اور مانگتے ہیں، زید اپنی خطا سے تائب ہے اور وہ معافی مانگ چکا ہے لیکن یہ لوگ نہیں مانتے، آیا شرعاً زید کے ذمہ دو سو روپیہ واجب ہیں یا نہیں اور اس کا یہ جرم جبکہ وہ معافی چاہتا ہے معاف ہو سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ شرعی حیثیت سے زید کے ذمہ کوئی جرمانہ وغیرہ نہیں ہے جب وہ اپنے قصور سے تائب ہو کر اپنے جرم پر معافی خواہ ہے تو اب برادری کو اس پر کوئی سختی کرنے کا حق نہیں ہے قال علیہ السلام التائب من الذنب کمن لا ذنب له[۲] لیکن اس میں شبہ نہیں کہ زید نے جس فعل شنیع کا ارتکاب کیا ہے شرعی اور سیاسی حیثیت سے

---

[۱] دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۳/۳۷ ۱۲ ظفیر

[۲] والحاصل ان المذھب عدم التعزیر باخذ المال (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۷/۳۷) ظفیر

حیثیت سے اس کا اقتضا تعزیر ہے کما ھو مصرح فی کتب الفقہ[۱] چنانچہ اگر حکومت اسلام ہوتی تو یہ مستحق تعزیر تھا مگر اب یہ صورت نہیں۔ لہذا توبہ کے بعد برادری بھی اس کے قصور کو معاف کر دے مگر جرمانہ کی کوئی شرعی حیثیت نہیں۔ فقط

والدہ کے ساتھ نکاح کرنے والے کی سزا

سوال (۴۷) اگر کوئی شخص اپنی والدہ کے ساتھ نکاح کرے تو بعد وطی کرنے کے اس پر تعزیر لازم ہے یا نہیں۔

الجواب :- حدیث شریف میں ہے کہ سوتیلی والدہ یعنی باپ کی زوجہ سے نکاح کرنے پر تعزیر آئی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو قتل کرنے کا حکم فرمایا[۲]۔ چہ جائیکہ کوئی حقیقی والدہ سے ایسا فعل کرے تو بدرجہ اولیٰ سخت تعزیر کا مستحق ہے[۳]۔

عند الحنفیہ مالی جرمانہ جائز نہ ہونے کی دلیل

سوال (۴۸) جرمالی عند الحنفیہ جائز نہ ہونے کی کیا دلیل ہے؟ مرتکب کبیرہ سے بطور جرمانہ جو اہل برادری لیتے ہیں وہ گناہ کا جرمانہ نہیں لیتے گناہ کا جرمانہ تو صرف توبہ ہے، یہ مالی جرمانہ اس امر کا ہے کہ مجرم جو برادری سے علیحدہ کر دیا گیا تھا اب توبہ کر کے داخل

---

[۱] خدع المرأۃ انسان واخرجھا وزوجھا یحبس حتی یتوب او یموت لسعیہ فی الارض بالفساد (درمختار) قولہ حتی یتوب او یموت - عبارۃ غیرہ حتی یردھا وفی الھندیۃ وغیرھا قال محمد حبسہ ابداً حتی یردھا او یموت (رد المحتار باب التعزیر ۳/۲۶۴) ظفیر

[۲] عن البراء بن عازب قال مر بی خالی ابوبردۃ ومعہ لواء فقلت این تذھب قال بعثنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی رجل تزوج امرأۃ ابیہ براسہ رواہ الترمذی والنسائی فامرنی ان اضرب عنقہ واٰخذ مالہ (مشکوٰۃ باب المحرمات ص ۲۷۴) ظفیر

[۳] کل مرتکب معصیۃ لاحد فیھا فیھا التعزیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر ۳/۲۵۰) ظفیر۔

برادری ہونا چاہتا ہے تو اہل برادری ایک رقم اپنے میں داخل ہونے کے لئے تجویز کر کے خود لیتے ہیں اور جس مصرف میں چاہتے ہیں صرف کرتے ہیں یہ جائز ہے یا نہیں۔ اگر جائز نہیں تو اگر مجرم ہی سے کسی مصرف حسن میں وہ رقم تجویز کردہ صرف کرادی جائے تو جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ درمختار باب التعزیر میں ہے لا باخذ المال فی المذہب بحر وفیہ عن البزازیۃ وقیل یجوز معناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ فان یئس من توبۃ صرفہ الی مایری وفی المجتبیٰ انہ کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ[1] حاصل یہ ہے کہ اب جرمانہ مالی جائز نہیں ہے اگر بغرض زجر وتنبیہ لیوے تو پھر اسی کو واپس کردے اور جس کو فیس کہا جاتا ہے وہ بھی اسی جرمانہ میں داخل ہے اور ناجائز ہے اور اگر مجرم بخوشی خاطر بلا جبر واکراہ کسی مصرف میں اس رقم کو صرف کرے تو جائز ہے مگر اس کو پورا اختیار ہونا اور مالک ہونا سنا دیا جائے پھر وہ خواہ خود رکھے یا کسی مصرف میں صرف کرے۔

جرمانہ کی رقم واپس کی جائے

سوال (۹۴) ایک شخص سے بورڈنگ میں اس لئے جرمانہ لیا کہ اس نے وقت معین پر کھانے کا روپیہ ادا نہیں کیا تو جرمانہ لینا درست ہے یا نہیں۔؟

الجواب:۔ جرمانہ مالی شرعاً درست نہیں ہے اور اگر جرمانہ کی رقم لیجاوے تو اس کو واپس کرنا چاہیئے[2]۔

---

[1] لا باخذ المال فی المذہب وفیہ عن البزازیہ وقال یجوز ومعناہ ان یمسکہ مدۃ لینزجر ثم یعیدہ لہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۶ ج ۳) ظفیر

[2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۶ ج ۳) ظفیر۔

امام اعظم کے نزدیک مالی جرمانہ

سوال (۵۰) جو مقدمات پنچائت سے طے ہوتے ہیں جس کا قصور ہوتا ہے اس پر برادری کو جرمانہ کرنا جائز ہے یا نہیں۔

(۲) اس جرمانہ کو مسجد میں خرچ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

(۳) اگر اس جرمانہ سے پانی بھرنے والے کو اجرت دی جائے تو اس پانی سے وضو کرنا درست ہے یا نہیں۔

(۴) بے نمازی پر جرمانہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اگر ناجائز ہے تو بے نمازی پر کیا دباؤ ڈالا جائے کہ وہ نماز پڑھنے پر مجبور رہوں۔

الجواب (۱-۲-۳) جرمانہ مالی کرنے کو امام صاحب کے مذہب میں ممنوع لکھا ہے اور امام ابو یوسفؒ بغرض زجر وتنبیہ جائز فرماتے ہیں[1] مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ بعد میں اسی کو دیدیا جائے یا اس کی اجازت اور خوشی سے کسی نیک کام مسجد وغیرہ میں صرف کردیا جائے، پس اگر ایسا ہوا تو اس پانی سے وضو کرنا درست ہے۔

(۴) بے نمازی کو ایسا مجبور کیا جائے کہ وہ ترک نماز سے باز آجائے مثلاً یہ کہ اس سے بالکل تعلقات منقطع کرلئے جائیں اور اس کو برادری سے خارج کردیا جائے اور تعزیر کی جائے

توبہ سے گناہ معاف ہوجاتے ہیں

سوال (۵۱) اگر کوئی جانور سے زنا کرکے توبہ کرلے تو گناہ معاف ہوجائے گا یا نہیں؟۔

---

[1] لا باخذ المال فی المذھب قال فی الفتح عن ابی یوسف یجوز التعزیر للسلطان باخذ المال وعندھما وباقی الائمۃ لا یجوز اھ وظاھر ان ذلک روایۃ ضعیفۃ عن ابی یوسف قال فی الشرنبلالیۃ ولا یفتی بھذا لما فیہ من تسلیط الظلمۃ علی اخذ مال الناس فیاکلونہ اھ رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۶ ج ۳) ظفیر

الجواب:- توبہ سے وہ گناہ معاف ہو جائے گا، آئندہ ایسا نہ کرے[۱]۔

تعزیر کی مختلف صورتیں

سوال (۵۲) کسی ایک عاصی کو یہ سزا دی جاسکتی ہے کہ علاوہ سلام و کلام ترک کرنے کے اس سے خرید و فروخت بھی بند کردی جائے کہ اس کو ایک پیسے کا ستو بھی نہ ملے۔

الجواب:- تعزیرات حسب مصالح مختلف طرق سے ہوتی ہے اور غرض یہ ہوتی ہے کہ ان کو آئندہ کے لئے نصیحت ہو اور دوسروں کے لئے عبرت۔ چنانچہ ترک نماز پر ان کے قتل کر دینے تک کی اور پہاڑ سے گرا دینا تک کی اجازت ہے اور حکم ہے اور جائے غور ہے کہ جب کسی شخص سے متارکت اور مقاطعت کا حکم کسی معصیت کی وجہ سے ہوگا تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ یعنی تارک اس سے نہ کوئی معاملہ کرے نہ سلام و کلام کرے، نہ بیع و شراء کرے اور ہر ایک مسلمان اس کا مخاطب ہے پھر اعتراض کس پر ہے جو کوئی بچتا ہے وہ اپنا فرض ادا کرتا ہے ولا تجالسوہم ولا تناکحوہم وغیرہ الفاظ حدیث ہیں جو کہ اہل اہوا کے بارہ میں وارد ہوئی ہیں[۲]۔

گالی دینے کی سزا

سوال (۵۳) گالی دینے والے پر شرعی الزام لگ سکتا ہے یا نہیں؟

الجواب:- وہ گناہ گار ہوتا ہے، توبہ کرے اور جس کو گالی

---

[۱] التائب من الذنب کمن لا ذنب له (مشکوۃ شریف ص ـــ) ظفیر

[۲] ذالتعزیر لیس فیه تقدیر الخ ویقیمه کل مسلم حال مباشرة المعصیة الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار (باب التعزیر ص ۲۴۷ ج ۳ و ص ۲۵۰ ج ۳) ظفیر

دی ہے اس سے بھی معاف کرانا ضروری ہے۔[1]

تعزیر عام مسلمانوں کا حق ہے یا نہیں

سوال (۵۴) عالمگیری رد المحتار وغیرہا میں ہے کہ بعد ارتکاب معصیت فقط قاضی کو تعزیر کا اختیار رہے ہر شخص کو نہیں، پس مقاطعت و متارکت کا مجاز ہر شخص ہر وقت کیسے ہو سکتا ہے

الجواب:۔ اصل یہ ہے کہ یہ جملہ ولا تجالسوہم ولا تناکحوہم[2] کے مخاطب عام مسلمین ہیں اس میں قاضی اور حاکم کی تخصیص نہیں ہے یہ از قبیل امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے اور علاوہ بریں جب قاضی اور حاکم اسلام نہ ہو تو پھر زجر کی صورت اس کے سوا اور کیا ہو سکتی ہے کہ اہل اسلام اتفاق کر کے مجرم کو اس کے جرم سے باز آنے کی کوشش کریں۔

علماء حق کو سور کہنے والا فاسق ہے

سوال (۵۵) اگر کوئی شخص علمائے دین کو سور کہے تو شریعت میں اس کے لئے کیا تعزیر ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص فاسق ہے توبہ کرے[3]

جاری کے ساتھ خلا ملا رکھنے والا کافر نہیں گنہ گار ہے

ایک شخص نے ایک چماری کو عرصہ ۵ ماہ تک اپنے گھر میں رکھ کر خوب خلا ملا رکھا اسی عرصہ میں دونوں پر مقدمہ قائم ہو گیا اور چماری چماروں کو مل گئی، اور شخص مذکور نے اور

---

[1] وعزر کل مرتکب منکر أو موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱/۳) ظفیر [2]

[3] لا بیا حمار یا خنزیر الخ واستحسن فی الہدایۃ التعزیر لو المخاطب من الاشراف وتبعہ الزیلعی وغیرہ (در مختار) ذکر فی شرحہ علی الملتقی ایضا انہ لو علی وجہ المزاح یعزر فلو بطریق الحقارۃ کفر لان اہانۃ اہل العلم کفر علی المختار (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۵/۳ و ص ۲۵۶/۳)

اس کے بھائی نے ایک ساتھ کھانا کھایا تو وہ شخص اور اس کا بھائی دونوں مسلمان ہیں یا کافر ہوگئے، یہاں پر اس شخص سے مسلمانوں نے پانچ روپیہ تاوان لے کر مسجد میں داخل کئے ہیں۔ یہ جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ شخص جس نے چماری کے ساتھ خلا ملا رکھا وہ گنہ گار ہوا، اس کو توبہ کرنی چاہیئے اور وہ کافر نہیں ہوا مسلمان ہی ہے اور اس کا بھائی بھی مسلمان ہے، صرف اسی شخص کو توبہ کرنی چاہیئے اور نماز و روزہ کرنی چاہیئے اور وہ روپیہ جو تاوان کا اسی سے لیا گیا وہ اسی کو واپس کرنا چاہیئے، یہ لینا درست نہ تھا لیکن اب اگر وہ خوشی سے مسجد میں دیوے تو مسجد میں صرف کرنا اس کا درست ہے اور توبہ کے بعد اس شخص کیساتھ کھانا پینا درست ہے، فقط۔

کسی مسلمان پر غلط مقدمہ کرنے والے کا حکم

سوال (۵۶) ایک پٹھان جو بعہدہ مجسٹریٹی ملازم سرکار برطانیہ ہے، صوم و صلوٰۃ کا پابند نہیں، تارک جمعہ و جماعت ہے، حلق لحیہ کا عادی، زنا و شراب سے غیر محترز۔ عیاش، رعونت پسند، بے مروت ہے اس نے ایک سید نجیب الطرفین رئیس پر جو پابند صوم و صلوٰۃ اور متبع شریعت ہے، بایں طور کے عدالت میں دعوی دائر کیا ہے کہ سید ممدوح نے مجھے ایک مجمع میں منافق، بے ایمان شیطان کہا ہے، ان الفاظ سے میری عزت و شہرت کو بٹہ لگا ہے اس لئے استدعا ہے کہ ڈگری دس ہزار روپیہ بمعہ خرچہ بحق مدعی برخلاف مدعا علیہ صادر فرمائی جاوے، سید ممدوح کا جواب ہے کہ بے ایمان تو میں نے نہیں کہا یہ مدعی کا افترا ہے چونکہ مدعی کو میرے ساتھ دشمنی ہے اس لئے میری قریبی رشتہ دار کی تلاشی کرائی اور وہ بیکار ثابت ہوا۔

تحقیقاتی کمیٹی کے مجمع میں میرے آنے پر مدعی نے میرے زانو پر ہاتھ لگاتے ہوئے خندہ روئی سے ہاتھ بڑھایا میں نے اپنا ہاتھ نہ دیتے ہوئے کہا کہ بس دور وٹی اچھی نہیں۔ میرے اس کہنے پر مدعی نے اشتعال آمیز لہجہ میں ڈانٹ کر کہا کہ کسی منافق اور شیطان نے تلاشی کرائی ہے۔ میں نے اس کے جواب میں اس کے کہے ہوئے الفاظ بایں طور کہے کہ تو اپنے منھ سے منافق بن یا شیطان، یا جو کچھ بن۔ تلاشی تو نے کرائی ہے اور بس۔ اس بارے میں فیصلہ شرعی کیا ہے۔

الجواب :- اگر مقذوف میں یہ امور موجود ہیں جو سوال میں درج ہیں تو اس کا قاذف مستحق تعزیر نہیں ہے کما فی الدر المختار و بقذف مسلم بیا فاسق الا ان یکون معلوم الفسق کمکاس مثلاً[1] بلکہ ان امور سے خود اس پر تعزیر ہے چنانچہ مسلم کو ناحق تکلیف پہونچانا زبان سے یا کسی کارسازی سے اور شراب خوری کی مجلس میں حاضر ہوجانا اور شراب کے برتنوں اور لوازم کو ساتھ رکھنا یا رمضان شریف کے ایام میں دن کو اپنے پاس ناشتہ جیسی چیزوں کا رکھنا بھی موجب تعزیر ہے کما فی الدر المختار و الشامی و عزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ و یعزر من شرب الشاربین[2] الخ ص ۱۸۷ ج ۳ فقط۔

سوال (۵۷) سحر کرنے والے کا حکم اور اس کا ثبوت دو آدمیوں نے ایک شخص پر سحر کرایا۔ وہ شخص فوت ہوگیا لیکن عامل صاحب کہتے ہیں کہ اب ان سحر کرنے والوں پر سحر کرانا خلاف شرع ہے شرعاً اس بارہ میں کیا حکم ہے۔

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳ و ص ۲۵۲ ج ۳) ظفیر

[2] رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳۔ ظفیر

الجواب :- اس صورت میں ان عامل صاحب کا یہ کہنا کہ یہ خلاف شرع ہے صحیح ہے کیونکہ شرعی قاعدہ سے ثبوت اس امر کا نہیں ہوا کہ اس شخص نے سحر کیا ہے، کیونکہ شرعی قاعدہ ثبوت کا یہ ہے کہ یا وہ ساحر خود اقرار کرے یا دو معتبر گواہوں کی شہادت سے ان کے سامنے اس کا کرنا ثابت ہو جاوے، شامی میں منقول ہے قال ابو حنیفة رح الساحر اذا اقر بسحرہ او ثبت بالبینة یقتل ویستتاب منه[1] فقط

خنزیر اور کتا کا بچہ کہنا قابل تعزیر ہے نکاح فسخ نہیں ہوتا۔

سوال (۵۸) یکے شخص استاد خود را بایں طور حقارت، نمود کہ تو ابن خنزیر یا ابن کلب است قائل ایں الفاظ را چہ حکم است نکاح بدستور است یا نہ۔

الجواب :- شخص مذکور فاسق و عاصی و واجب التعزیر است[2] اما تکفیر نہ کردہ خواہد شد و حکم فسخ نکاح وغیرہ احکام ارتداد برو جاری نخواہد شد۔

شادی میں خلاف شرع امور کرنیوالے کا حکم

سوال (۵۹) ایک شخص ان رسومات پر جو تقریب بیاہ شادی وغیرہ میں خلاف شرع مروج ہیں اصرار کرتا ہے اور برادری کی مقرر کردہ جماعت ان کو خلاف امور سے روکتے ہیں ہر امکانی کوشش کر چکی ہے مگر وہ باز نہیں آتا، لہذا ایسے شخص کے متعلق کیا شرعی سزا ہو سکتی ہے۔

---

[1] دیکھئے ردالمحتار باب المرتد مطلب فی الساحر والزندیق ص۴۲۳ ج۳ - ظفیر

[2] لا یعزر بیا حمار یا خنزیر یا کلب واستحسن فی الھدایة التعزیر والمخاطب من الاشراف وتبعہ الزیلعی وغیرہ (درمختار) وقیل فی عرفنا یعزر لانه یعد شنیعا (ردالمحتار باب التعزیر ص۲۵۵ ج۳) ظفیر۔

(۲) پردہ پر عمل نہ کرنے والا دیوث ہے

سوال (۶۰) اگر کوئی شخص باوجود سمجھانے کے بھی پردہ پر عامل نہیں ہوتا اور اپنے گھر کا انتظام نہیں کرتا تو ایسے شخص کے متعلق شریعت مطہرہ کیا سزا تجویز کرتی ہے۔

(۳) ایسا آدمی مستحق تعزیر ہے

سوال (۶۱) بعض لوگ دنیوی عار یا اپنی خود غرضی اور ذاتی مفاد کی وجہ سے سرتابی کرتے ہیں، ایسے لوگوں کے لئے شرعاً کیا سزا ہے۔

(۴) کسی کی بیوی کو بھگانے اور بیچنے والے کی سزا

سوال (۶۲) ایک شخص نے کسی کی بیوی کو بھگا کر فروخت کر دیا، شریعت بائع مشتری کیلئے کیا سزا تجویز کرتی ہے اور مشتری کی جو اولاد ہوگی وہ کیسی ہوگی؟ ترکہ کی مستحق ہوگی یا نہیں۔

(۵) کسی منکوحہ کا بلا طلاق دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرانے والے کی سزا

سوال (۶۳) جو شخص اپنی دختر کا نکاح کر دینے کے بعد بلا طلاق شوہر کے دوسرے شخص سے نکاح کر دے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

(۶) جھوٹا دعویٰ کرنے والا مستحق تعزیر ہے

سوال (۶۴) ایک بیوہ کا نکاح زید سے ہوگیا تھا، ایک دوسرے شخص نے عدالت میں یہ جھوٹا دعویٰ دائر کیا کہ زید سے اس کا نکاح نہیں ہوا بلکہ عمر سے ہوا اور چند مسلمانوں نے جھوٹی شہادت دی، حلف اٹھائے عورت عدالت میں حاضر ہوئی، آیا جھوٹا دعویٰ کرنے والوں اور جھوٹی شہادت دینے والوں کے لئے شریعت میں کیا سزا ہے۔

الجواب:- جو امور شادی بیاہ وغیرہ میں خلاف شرع مروج ہیں وہ سب منکر بشرطیکہ خلاف شرع اور منکرات کے

مرتکب کو شرعاً تعزیر کی سزا دی جاتی ہے کما فی الدر المختار وعزر کل مرتکب منکراً و موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل[۱] الخ یعنی ہر مرتکب معصیت کے لئے تعزیر ہے پس جو شخص خلاف شرع امور پر اصرار کرتا ہے اس کو اپنی برادری تعزیر کی سزا دے سکتی ہے اس لئے کہ تعزیر میں بوقت مباشرت معصیت ہے ہر مسلم کو حق ہے کہ تعزیر قائم کرے کما فی الدر المختار ویقیمہ کل مسلم حال مباشرۃ المعصیۃ تنبیہ واما بعدہ فلیس ذلک بغیر الحاکم والزوج والمولی[۲] الخ یعنی حقوق اللہ (کما حمل علیہا فی الشامی عبارۃ[۳] القنیۃ المارۃ آنفا) میں بوقت ارتکاب معصیت ہر مسلم مرتکب معصیت پر تعزیر قائم کرنے کا مجاز ہے الخ وفی الشامی الفرق بین الحد والتعزیر ان الحد مقدر والتعزیر مفوض الی رای الامام وان الحد یدرأ بالشبہات والتعزیر یجب معہا وان الحد لا یجب علی الصبی والتعزیر شرع علیہ والرابع ان الحد یطلق علی الذمی والتعزیر یسمی عقوبۃ لہ لان التعزیر شرع للتطہیر تاتارخانیہ وزاد بعض المتاخرین ان الحد مختص بالامام والتعزیر یفعلہ الزوج والمولی وکل من رأی احدا یباشر المعصیۃ[۴] ص۱۹۳ ج۳ بعد انقضائے معصیت بھی زوج اور مولی نیز باپ بذریعہ خود تعزیر دے سکتے ہیں۔ اور تعزیر مجرم اور جرم کی حیثیت کے موافق مختلف صورتوں سے

---

[۱] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص۲۵۱ ج۳ - ظفیر [۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزیر ص۲۵۰ ج۳) ظفیر [۳] قولہ ویقیمہ ای التعزیر الواجب للہ تعالی لانہ من باب ازالۃ المنکر ردالمحتار باب التعزیر ص۲۵۰ ج۳) ظفیر۔ [۴] ردالمحتار باب التعزیر ص۲۰۰ ج۳ - ظفیر۔

قائم ہو سکتی ہے کسی صورت میں حبس، کسی کسی میں قتل، کسی میں محض گوشمالی وغیرہ کے ذریعہ سے تعزیر قائم کی جائے گی[1]۔ تعزیر بالمال میں اختلاف ہے جو جواز کے قائل ہیں وہ اس کے معنی یہ کہتے ہیں کہ اس سے مال کو لے کر اپنے پاس اس وقت تک رکھے کہ وہ مجرم تائب ہو جاوے جب وہ تائب ہوا اور اس جرم کے ارتکاب میں بالکل رک گیا تو جرمانہ اس کو واپس کرنا چاہیئے اور اگر وہ نہ رکے تو جرمانہ کو دوسرے کاموں میں صرف کر سکتے ہیں۔ کما فی الدر المختار لا باخذ المال فی المذهب بحر وفیه عن البزازية وقیل یجوز ومعناه ان یمسکه مدة لینزجر ثم یعیده له فان یئس من توبته صرفه الی ما یری وفی المجتبیٰ انه کان فی ابتداء الاسلام ثم نسخ[2]

(۲) ایسا شخص شرعاً دیوث کہلاتا ہے جو مستحق تعزیر ہے کما فی الدر المختار[3]

(۳) یہ شخص بھی مستحق تعزیر ہے۔ کما مر فی ما وعزر کل الخ

(۴) دونوں اشد تعزیر کے مستحق ہیں۔ کما فی الدر المختار[4]

---

[1] تادیب دون الحد الخ ویکون به وبالحبس وبالصفع علی العنق وفرك الاذن وبالكلام العنيف الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزير ص ۲۳۶ ج ۳ - ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزير ص ۲۴۶ ج ۳ - ظفیر [3] وكل مرتكب معصية لا حد فيها، فيها التعزير (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزير ص ۲۵۱ ج ۳ - ظفیر

[4] وفی الاشباه خدع انسان امرأة انسان واخرجها وزوجها يحبس حتى يتوب او يموت لسعيه فی الارض بالفساد (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب التعزير ص ۲۶۴ ج ۳) ظفیر۔

ویکون التعزیر بالقتل کمن وجد رجلا مع امرأۃ لاتحل لہ الخ[1] اور بدون نکاح شرعی کے جو اولاد ہوئی وہ ولد الزنا ہے۔

(۵) مثل[2] کے اس کا حکم بھی ہے اور اس عورت کو اس کے شوہر کے پاس پہنچادیا جاوے یا شوہر سے طلاق لے کر حسب قاعدہ دوسرے شخص سے نکاح کیا جاوے[2]۔

(۶) وہ فاسق ہو گئے اور ان پر بھی شرعاً تعزیر ہے[3]۔

شہادت شرعیہ کے بغیر وطی ثابت نہیں

سوال (۶۵) ایک شخص کہتا ہے کہ میں نے فلاں شخص کو بچشم خود دیکھا ہے کہ وہ بھیڑ سے جماع کر رہا ہے۔ بجز ایک شخص کے اور شاہد کوئی نہیں ہے، متہم شخص منکر ہے، شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں شہادت شرعیہ موجود نہیں ہے جس سے زنا مذکور ثابت ہوتا اور وہ شخص منکر ہے تو اس پر کچھ تعزیر نہیں ہے[4] اور اس جانور کو بھی کچھ نہ کیا جاوے۔ اگر زنا ثابت ہو جاتا تو حکم یہ تھا کہ اس جانور کو ذبح کر کے جلا دیا جاوے اور زانی کو تعزیر دیجاوے مگر اب جبکہ زنا ثابت ہی نہیں تو کچھ بھی سزا جاری نہ ہوگی۔ فقط۔

---

[1] ایضاً ص ۲۴۷ ج ۳ و ص ۲۴۸ ج ۳ ۔ظفیر [2] اما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ الخ فلم یقل احد بجوازہ اصلا (ایضاً باب المہر ص ۳۸۲ ج ۲) ظفیر [3] وکل مرتکب معصیۃ لاحد فیھا فیھا التعزیر (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳) ظفیر [4] والشہادۃ علی الشہادۃ وشہادۃ رجل وامرأتین کما فی حقوق العباد (در مختار) قولہ شہادۃ رجل وامرأتین صرح بہ الزیلعی وکذا فی التتارخانیۃ وفی الجوھرۃ لاتقبل فی التعزیر شہادۃ النساء مع الرجال عندہ لانہ عقوبۃ وعندھما تقبل لانہ حق آدمی (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۸ ج ۳) ظفیر۔

طلاق کے چھ ماہ بعد دوسرا نکاح کرنے پر کوئی سزا نہیں

سوال (۶۶) زید نے اپنی عورت ہندہ کو تین طلاقیں دیدیں۔ ہندہ نے تقریباً چھ ماہ بعد نکاح ثانی کر لیا تین سال بعد ایک مفسد نے عدالت میں مخبری کی کہ ہندہ نے ناجائز طور پر نکاح ثانی کیا ہے، کیا ہندہ اور اس کا شوہر لائق تفریق ہیں اور کیا شرعاً ان کو کوئی سزا دینا چاہیئے۔

الجواب:- اس صورت میں ہندہ کا نکاح ثانی صحیح ہے اور تفریق زوجین میں نہیں ہو سکتی، یعنی بدون طلاق دینے شوہر کے کسی کو تفریق کی اجازت نہیں ہے اور شرعاً شوہر ثانی اور ہندہ پر کوئی تعزیر نہیں ہے[1]۔

افعال شنیعہ کا اقرار فسق پر دلیل ہے

سوال (۶۷) ایک شخص نے متعدد اوقات میں چند اشخاص کے روبرو اقرار کیا کہ میں نے فلاں عورت کو کئی دفعہ برہنہ کر کے دیکھا ہے اور ایک شخص کے سامنے زنا کا بھی اقرار کیا اس صورت میں اگر زنا ثابت نہیں ہے تو اس پر توبہ لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:- خود اس کا اقرار افعال شنیعہ کا اس کے فسق کے لئے کافی ہے اور ایسا شخص واجب التعزیر ہے[2] اس کو توبہ کرنی چاہیئے قال اللہ تعالیٰ ومن یفعل ذلک یلق اثاما یضاعف له العذاب یوم القیامة ویخلد فیه مهانا الا من تاب وآمن وعمل عملا صالحا فاولئک یبدل اللہ سیئاتهم حسنات وکان اللہ غفورا رحیما[3]۔ فقط

---

[1] اسلئے کہ جب طلاق کے بعد عدت گذر چکی عورت کو شادی کا پورا حق حاصل ہے میاں بیوی میں کوئی بھی شرعی طور پر مجرم نہیں ظفیر [2] و عزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل (الدرالمختار علی هامش رد المحتار ج۳ التعزیر ص۲۵۱/۳۶) ظفیر [3] سورة الفرقان - ۶ -

بلا قصور مارنے اور گالی دینے والی کی سزا

سوال (۶۸) چند عورتیں آپس میں لڑ رہی تھیں کہ ایک شخص نے ایک عورت کے لڑکے کے جو کہ قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا چار لکڑیاں ماریں اس کی ماں چھڑانے آئی تو اس کے انگوٹھے پر ایک لکڑی ماری اور برہنہ ہوگیا اور بہت گالیاں وغیرہ بکیں ایسے شخص کو کیا سزا دینی چاہیئے۔

الجواب :- وہ شخص فاسق و عاصی ہوا اور اس پر مواخذہ اخروی قائم ہے تا وقتیکہ وہ معاف نہ کرا دے اور اگر سلطنت اسلامی ہوتی تو حاکم اسلام جو کچھ مناسب سمجھتا اس کو تعزیر بھی دیتا۔[۱]

دنیاوی خواہشات کو دین پر ترجیح دینا معصیت ہے

سوال (۶۹) کیا شرعاً زید کو دنیاوی خواہشات کو دین کے مقابلہ میں مقدم رکھنے کے جرم میں کوئی تعزیر مل سکتی ہے یا نہیں۔

الجواب :- دنیاوی خواہشات کو دین پر ترجیح دینا معصیت اور اتباع خواہش نفس ہے اس پر مواخذہ ضروری ہے دنیا میں اس پر کوئی تعزیر مقرر نہیں ہے۔[۲]

---

[۱] وعزر کل مرتکب منکر او موذی مسلم بغیر حق بقول او فعل الخ و لو بشتم مسلم (رد المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳ و ص ۲۵۲ ج ۳) والتعزیر لیس فیہ تقدیر بل ھو مفوض الی رأی القاضی و علیہ مشائخنا لان المقصود منہ الزجر و احوال الناس فیہ مختلفۃ (ایضا ص ۲۴۷ ج ۳)۔ ظفیر

[۲] و کل مرتکب معصیۃ لا حد فیہا فیہا التعزیر (در مختار) قال فی الفتح و یعزر من شہد شرب الشاربین والمجتمعون علی شبہ الشرب وان لم یشربوا الخ و کذا المسلم یبیع الخمر و یاکل الربوا (رد المحتار باب التعزیر ص ۲۵۱ ج ۳) والتعزیر لیس فیہ تقدیر بل ھو مفوض الی رأی القاضی و علیہ مشائخنا زیلعی لان المقصود منہ الزجر و احوال الناس فیہ مختلفۃ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب التعزیر ص ۲۴۷ ج ۳) ظفیر

باہم مارپیٹ کرنا اور اس کی سزا

سوال (۷۰) قاضی صاحب کے لڑکے نے میرے مکان کے اندر پانی پھینکا اور وہ چھینٹے میرے اوپر پڑے، یہ حرکت اچھی نہ تھی، فدوی نے اپنا بچہ سمجھکر بطور نصیحت دو طمانچہ مارا تاکہ آئندہ ایسی حرکت نہ کرے اور کسی برائی یا دشمنی کی نظر سے اس کو نہ مارا اور یہ حال میں نے قاضی صاحب سے عرض کرکے ان سے معافی چاہی انھوں نے بنظر انصاف مجھ سے کچھ شکایت نہ کی لیکن بعض لوگوں نے دشمنی کی نظر سے بروز جمعہ میری عدم موجودگی میں اس طور سے اعلان کیا کہ گلاب خاں مستری نے قاضی صاحب کے لڑکے کی چھاتی پر چڑھ کر مارا ہے اور مولوی عاشق علی صاحب کو جوتوں سے مارا ہے (حالانکہ یہ دونوں باتیں غلط ہیں) اس جرم میں اگر کوئی مسلمان گلاب خاں سے سلام وکلام بلکہ کسی طرح کا تعلق نہ رکھے اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کریں اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ جو صورت سوال میں درج ہے اس کے موافق اول تو گلاب خاں سے کوئی فعل ایسا نہیں ہوا کہ موجب تعزیر ہو کیونکہ اگر گلاب خاں نے قاضی صاحب کے لڑکے کو اس کے قصور پر صرف طمانچہ مارا تو یہ کوئی ایسا قصور نہیں ہے جسکی وجہ سے وہ مستحق تعزیر ہو اور اگر بالفرض اس سے قصور ہوا تو اس نے معافی چاہ لی، اور معافی مانگ لی۔ اب اس کو برادری سے خارج کرنا اور اس کے ساتھ معاملہ مذکور کرنا اور اعلان مذکور کرنا درست نہیں ہے، سب اہل اسلام کو چاہیئے کہ گلاب خاں کے ساتھ شریک رہیں اور اس کو برادری سے اور مسلمانوں کی جماعت سے خارج نہ جانیں یہ بڑا ظلم ہے جو اسکے بارے میں تجویز کیا گیا ہے، غایت

یہ ہے کہ اگر کسی زعم میں گلاب خاں سے قصور ہوا ہے تو اس سے توبہ کرالیں۔ اور وہ معافی چاہے اس کے بعد اس سے کچھ علیحدگی نہ رکھی جاوے۔ فقط

بار بار ہدایت کے باوجود جو نماز کا پابند نہ ہو

سوال (۷۲) جو شخص بار بار ہدایت و تدارک سے پابند نماز نہ ہو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ مسلمانوں کا کام نصیحت کرنا ہے اگر وہ نہ مانے تو عاصی و فاسق ہے تعزیر اگرچہ واجب ہے لیکن اس زمانہ میں بوجہ نہ ہونے حاکم اسلام کے اجرار تعزیر کی کوئی صورت نہیں ہے، اور اگر کسی تنبیہ سے وہ باز آجائے تو فبہا ورنہ اس سے مقاطعت کردیں۔

کتاب السّیر

(جہاد سے متعلق احکام ومسائل)

باب اول

دارالحرب ودارالاسلام اور ان سے متعلق احکام ومسائل

خلفاء راشدین نے غزوات میں شرکت فرمائی ہیں

سوال (۱) خلفاء راشدینؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں غزوہ کیا ہے یا نہیں، اور فتح ہوئی یا کیا۔

الجواب:۔ خلفاء راشدین کے زمانہ میں بہت سی فتوحات ہوئی ہیں جو تاریخ وسیر میں بالتفصیل مذکور ہیں جس کو شوق ہو تاریخ کی کتابوں میں دیکھ لے۔ فقط (خود عہد نبوی میں بھی غزوات میں شریک ہوتے رہے۔ ظفیر)

دارالحرب میں جمعہ وعیدین و پنجگانہ پڑھنی درست ہے

سوال (۲) ہندوستان بعد سلطنت اسلام کے دارالحرب ہوا یا نہیں؟

(۲) دارالحرب میں پنجگانہ نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں؟

(۳) دارالحرب میں جمعہ وعیدین کی نماز پڑھنا درست ہے یا نہیں؟

الجواب۔ درست ہے (۲) درست ہے (۳) درست ہے۔[1]

ہندوستان کے کافر کیا ہیں

سوال (۳) ہندوستان کے کافر ذمی ہیں یا حربی

ہندوستان کیا ہے

سوال (۴) ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام؟۔

(۲) اگر کسی کافر حربی کو مسلمان نے نوکر رکھا تو اس پر حکم ذمی کا ہوگا یا نہیں؟

الجواب:۔ ہندوستان دارالحرب ہے اور ہندوستان کے کافر مستامن و ذمی ہیں اور دارالاسلام میں کافر حربی مستامن ہو کر رہ سکتا ہے اور کافر حربی کو اگر مسلمان نے امن دے کر رکھا تو وہ مستامن ہے[2] (ہندوستان کے دارالحرب ہونے کا فتوی سب سے پہلے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ نے دیا۔ پھر حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ نے ۱۸۵۷ء میں حاجی امداد اللہ مہاجر مکی کی امارت میں حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ، حضرت گنگوہیؒ، حافظ ضامن شہیدؒ، مولانا محمد منیر نانوتویؒ اور دوسرے علماء نے انگریزی اقتدار کا مقابلہ کیا اور شاملی کے میدان میں دادِ شجاعت دی اور اس کے بعد برابر ہندوستان کو دارالحرب قرار

[1] واما بلاد علیہا ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد الخ (رد المحتار کتاب القضاء ص ۴۲۷ ج ۴) ظفیر [2] قالا بشرط واحد لا غیر و ہو اظہار حکم الکفر وہو القیاس الخ حاصلہ انہ لما صار دار حرب صار فی حکم ما استولوا علیہ فی دارہم (رد المحتار فصل فی استیمان الکافر ص ۳۴۹ ج ۳) ظفیر۔

دیتے رہے، شیخ الہند مولانا محمود حسن عثمانی نے تحریک (ریشمی رومال) آزادی کے لئے جاری کی، مولانا عبید اللہ سندھی اور مولانا منصور انصاری جلاوطن ہوئے، خود شیخ الہند اور مولانا حسین احمد مدنی و حکیم نصرت حسین وغیرہ کو حکومت ہند نے مالٹا میں کئی سال قید رکھا، اگست ۱۹۴۷ء میں ملک آزاد ہوا مگر آزادی کے بعد یہاں مسلمانوں پر جو مظالم ہوئے اور جیسی قتل و خون ریزی ہوئی اس کی کوئی مثال تاریخ میں نہیں ملتی، اسی وجہ سے شیخ الاسلام مولانا مدنی نے آزادی کے بعد بھی اس ملک کو اس کے حالات کی وجہ سے دار الحرب[1] ہی کہا۔ اور بعضوں نے دار الحرب کی ایک قسم دار الامان قرار دیا، بہر حال اب ملک آزاد ہے مگر مسلمانوں اور اسلام کے حصہ میں آزادی کا کوئی ثمرہ نہیں، مسلم کی جان و مال عزت و آبرو ابھی تک محفوظ نہیں، اور حکومت کی نظر میں اس کی کوئی قدر و قعت نہیں، بعض مخصوص مسلمانوں نے آزادی سے ضرور فائدہ اٹھایا مگر یہ انفرادی ہے اور ایسا پہلی حکومت میں بھی ہوا، ملت اسلامیہ سوگوار ہی ہے۔ آئندہ خدا شاید کوئی صورت پیدا کرے، لعل اللہ یحدث بعد ذلک امرا۔ ظفیر

جہاد میں شرکت کیلئے والدین کی اجازت

سوال (۵) بلا اجازت والدین کے جہاد کے لئے جانا جائز ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ اگر جہاد فرض عین ہو جائے تو بلا اجازت جانا درست ہے ورنہ نہیں۔ اور تفصیل اس کی کتب فقہ میں ہے[1]۔

---

[1] لا یفرض علی صبی و بالغ له ابوان او احدهما لان طاعتهما فرض عین وقال علیه الصلوۃ والسلام للعباس بن مرداس لما اراد الجهاد الزم امك فان الجنة تحت رجل امك وفیه لا یحل سفر فیه خطر الا باذنهما (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الجهاد ص ۳۰۲ ج ۳) ظفیر۔

دارالحرب کی تعریف میں امام اعظم اور صاحبین کا اختلاف ہے

سوال (۶) احناف کے نزدیک تعریف دارالحرب کیا ہے، ہندوستان دارالحرب ہے یا نہیں، دارالحرب سے ہجرت لازم ہے یا نہیں۔

الجواب:- تعریف دارالحرب میں اختلاف امام اعظمؒ وصاحبین کا ہے، کما ہو مسطور فی کتب الفقہ و بربنار اختلاف فی تعریف دارالحرب کما ہو مذکور فی کتب الفقہ، ہندوستان کے دارالحرب ہونے میں اختلاف ہے[1]۔ اور ہجرت دارالحرب سے مطلقاً لازم نہیں ہے[2]

اوقاف پر قبضہ کرنے سے حکومت مالک نہیں ہوگی

سوال (۷) کافر گورنمنٹ استیلاء کر کے مسلمانوں کی مملوکہ جائدادوں کو اور اوقاف پر قبضہ کرے تو وہ مالک ہو جاتی ہے۔؟

(۲) جبکہ مسلمان اس کافر حکومت کے ہاتھ سے چھڑانے پر قادر نہیں ہوئے

---

[1] لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثۃ باجراء احکام اہل الشرک و باتصالها بدار الحرب بان لا یبقی فیها مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول علی نفسہ (در مختار) ای بان یغلب اہل الحرب علی دار من دارنا او ارتد اہل مصر وغلبوا و اجروا احکام الکفر او نقض اہل الذمۃ العہد وتغلبوا علی دارهم ففی کل من هذه الصور لا تصیر دار حرب الا بهذه الشروط الثلاثۃ وقالا بشرط واحد لا غیر وهو اظهار حکم الکفر وهو القیاس ہندیہ (رد المحتار فصل فی استیمان الکافر ص ۳۲۶ / ۳۶۰) ظفیر۔

[2] اما فی بلاد علیها ولاۃ کفار فیجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین ویجب علیهم طلب وال مسلم اھ (رد المحتار فصل فی استیمان الکافر ص ۳۵ / ۳۶) ظفیر۔

تو اس حالت میں اگر گورنمنٹ نے ایک شخص کی جائداد دوسرے کے وقف کو کسی کے ہاتھ فروخت کر دیا تو اس خریدار کو باوجود اس علم کے کہ یہ فلاں شخص کی مغصوبہ جائداد ہے یا وقف ہے، خریدنا اور اس سے نفع اٹھانا جائز ہے یا نہ۔؟

الجواب:۔ اوقاف میں یہ حکم جاری نہ ہوگا کیونکہ الوقف لایملك ولا یملك مطلق ہے [۱] اور نیز قید وان غلبوا علی اموالنا الخ سے اوقاف خارج ہو گئے۔

(۲) جائداد مملوکہ میں یہ قاعدہ جاری ہوگا کہ بعد تسلط کفار مشتری کے حق میں تصرف جائز ہے [۲]۔ لیکن اوقاف میں یہ قاعدہ جاری نہ ہوگا۔ اوقاف کے مصارف میں صرف کرنا لازم ہوگا [۳]۔ فقط۔

ہندوستان کا حکم مختلف دور میں

سوال (۸) جب پنجاب میں سلطنت سکھوں کی تھی تو جو ملک ان کے زیر حکومت تھا تو وہ دار الحرب تھا یا دار الاسلام اور جب برطانیہ کی حکومت ہوئی تو کیا حکم رہا۔

الجواب:۔ چونکہ ہندوستان در زمانہ سلطنت شاہان اسلام

---

[۱] فاذا تم ولزم الوقف) ولزم لایملك ولایملك ولایعار ولایرهن (در مختار) قوله لایملك ای لایکون مملوکا لصاحبه ولایملك ای لایقبل التملیك لغیره بالبیع ونحوه (رد المحتار کتاب الوقف ص ۵۰۰ ج ۳)

[۲] وان غلبوا علی اموالنا ولو عبدا مومنا واحرزوها بدارهم ملکوها (در مختار) لقوله تعالی الفقراء المهاجرین سماهم فقراء فدل علی ان الکفار ملکوا اموالهم التی هاجروا عنها الخ (رد المحتار کتاب الوقف ص ۳۳۷ ج ۳) ظفیر

[۳] فان شرائط الوقف معتبرة اذا لم تخالف الشرع وهو مالك فله ان یجعل له حیث شاء مالم یکن معصیة وله ان یخص صنفا (رد المحتار کتاب الوقف ص ۵۹۰ ج ۳)

دارالاسلام بود۔ بعد ازاں سکھان یا نصاری متسلط شدند، پس در بودن آں دارالحرب اختلاف است لہذا در مسئلہ ربوا وغیرہ احتیاط باید کرد (مگر مفتی علام مختلف جگہ ہندوستان کو دارالحرب قرار دے چکے ہیں اور علمائے دیوبند کا بحکومت انگریز دارالحرب ہونے کا متفقہ فیصلہ تھا بلکہ آزادی کے بعد بھی بعضوں نے دارالحرب ہی قرار دیا واللہ اعلم۔ ظفیر)

اگر کفار مسلمانوں کے اموال پر غالب آجائیں تو وہ اس کے مالک ہوجاتے ہیں۔

سوال (۹) گورنمنٹ نے جب سے اپنا تسلط ہندوستان وغیرہ پر کیا ہے اور مسلمانوں کی ملکیت توڑ کر اپنی ملکیت قائم کر دی ہے مثلاً آراضی و درخت وغیرہ تو اب یہ چیزیں گورنمنٹ کسی مسلمان کو دیدے مثلاً زمین کاشتکاری کے لیے اور درخت بیع کے لئے اور پہاڑ تجارت شہد وغیرہ کے لئے اور رقم بخشش کے طور پر تو مسلمان کو لے کر فائدہ اٹھانا جائز ہے یا نہیں۔

ملہ لا تصیر دار الاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احکام اهل الشرک و باتصالها بدار الحرب وبان لا یبقی فیها مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول علی نفسه ودار الحرب تصیر دار الاسلام باجراء احکام اهل الاسلام فیها کجمعة وعید وان بقی فیها کافر اصلی وان لم تتصل بدار الاسلام (الدر المختار) وقال ابشرط واحد لاغیر وهو اظهار حکم الکفر وهو القیاس ویتفرع علی کونها صارت دار حرب ان الحدود والقود لا یجری فیها وان الاسیر المسلم یجوز له التعرض لما دون الفرج وتنعکس الاحکام اذا صارت دار الحرب دار الاسلام قال بعض المتاخرین اذا تحققت الامور الثلاثة فی مصر المسلمین ثم حصل لاهله الامان ونصب فیه قاض مسلم ینفذ احکام المسلمین عادالی دار الاسلام (رد المحتار باب ایضا ص ۳۲۵ ج ۳) ظفیر

الجواب: کتب فقہ میں آیا ہے کہ اگر کفار مسلمانوں کے اموال پر غالب آجائیں اور اس کو اپنی حفاظت میں لے لیں تو وہ ان کے مالک ہوجاتے ہیں پس صورت مسئولہ میں جبکہ انگریز یہاں ہندوستان میں مسلط ہوگئے تو وہ مالک ہوگئے، اب ان کو اختیار ہے کہ جس کو چاہے ہبہ کردیں، لہٰذا مسلمانوں کے لئے اس کا لینا اور اس سے فائدہ اٹھانا جائز ہے۔ فی الخانیۃ ولو استولی اھل الحرب علی اموالنا و حرزوھا بدارھم ملکوھا عندنا[1] الخ خانیہ ج ۳۲۰ وکذا لو وھب او یاخذہ بقیمۃ الخ عالمگیری۔ فقط

ہندوستان میں ہندو مسلم ذمی ہیں یا حربی

سوال (۱۰) آج کل جو حالت ہندوؤں کی مسلمانوں کے ساتھ اکثر بلاد ہندوستان میں ہے وہ ظاہر ہے اور معلوم ہے قابل دریافت امر یہ ہے کہ ہندوستان کے اہل ہنود اب بھی ذمی کے حکم میں ہیں یا حربی کے، ہم مسلمانوں کے اوپر ان کے ذمہ ہونے والے حقوق عائد ہوتے ہیں یا حربی والے۔

الجواب: درحقیقت ہندوستان میں ہندو اور مسلمانوں کی شان مستامن کی سی تھی[2]، لیکن جب سے ہندوؤں نے جگہ جگہ مسلمانوں پر

---

[1] فتاوی خانیہ باب الاستیلاء ص ۳۲/۳ وان غلبوا علی اموالنا واحرزوھا بدارھم ملکوھا (درمختار) وھو قول مالک واحمد ایضا فیحل الاکل والوطؤ لمن اشتراہ منھم کما فی الفتح لقولہ تعالیٰ للفقراء المھاجرین سماھم فقیراً فدل علی ان الکفار ملکوا اموالھم التی ھاجروا عنھا (ردالمحتار باب استیلاء الکفار ص ۳۳۶/۳ و ص ۳۳۷/۳) ظفیر

[2] ھو من یدخل دار غیرہ بامان مسلما کان او حربیا دخل مسلم دار الحرب بامان حرم تعرضہ لشئ من دم ومال و فرج منھم (الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب المستامن ص ۳۲۱/۳) ظفیر۔ گویا مفتی علام انگریزی دور حکومت میں ھندو اور مسلمان دونوں کو مستامن کے درجہ میں سمجھتے تھے اور انگریزوں کو حکمراں اور کوئی شبہ نہیں کہ اسوقت انگریزوں کی ھی حکومت تھی انھوں نے قوت کے ذریعہ اس ملک پر قبضہ کیا تھا۔ ظفیر

حملے شروع کردیئے ہیں اور علی الاعلان مسلمانوں کے دشمن ہوگئے ہیں تو مسلمانوں کے ساتھ ان کا کوئی معاہدہ وغیرہ نہ رہا اور مصداق وھو بدؤ واکم اول مرۃ[1] کے ہوگئے۔

دار الحرب میں دینی امور کیلئے امیر مقرر کرنا

سوال (۱۱) دار الحرب میں دینی معاملات کے لئے امام وغیرہ مقرر کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ دار الحرب یعنی اس ملک کے متعلق جس پر کفار کا تسلط ہو یہ تو فقہاء نے لکھا ہے کہ جمعہ وغیرہ کے انتظام کے لئے کوئی امام مقرر کرلیں اور اپنے معاملات باہمی کے فیصلہ کے لئے قاضی مقرر کرلیں[2] باقی کفار ومحاربین کے حملوں کی مدافعت کے لئے اور مسلمانوں کی جان ومال کی حفاظت کے لئے۔ مسلمانوں کو حکام وقت کی طرف رجوع کرنا پڑے گا، کیونکہ ان کے پاس ایسی قوت نہیں ہے کہ مدافعت کرسکیں اور امور سیاسیہ کا انتظام کرسکیں فقط۔

---

[1]

[2] ولو فقد وال لغلبة کفار وجب المسلمین تعیین وال وامام للجمعة (در مختار) واما بلاد علیھم ولاة کفار فیجوز للمسلمین اقامة الجمعة والاعیاد ویصیر القاضی قاضیا بتراضی المسلمین فیجب علیھم ان یلتمسوا والیا مسلما منھم اھ وفی الفتح واذا لم یکن سلطان ولا من یجوز التقلد منه کما ھو فی بعض بلاد المسلمین غلب علیھم الکفار کقرطبة الآن یجب علی المسلمین ان یتفقوا علی واحد منھم یجعلونه والیا فیولی قاضیا فیکون ھو الذی یقضی بینھم الخ (رد المحتار کتاب القضاء ص۳۲۷ج۴) ظفیر۔

باب دوم

عُشر و خراج

(عشر و خراج اور ان سے متعلق احکام و مسائل)

خراجی زمین کی تعریف و شرائط

سوال (۱) زمین خراجی کس کو کہتے ہیں۔ اور اس کی کیا کیا شرائط ہیں۔؟

الجواب:۔ فی الدر المختار ما اسلم اھله طوعًا او فتح عنوة وقسم بین جیشنا والبصرة عشریة[۱]، پس ایسی زمین عشری ہے جب تک درمیان میں کسی غیر مسلم کی ملک نہ ہو جاوے۔

جس قدر بھی غلہ ہو اسی میں عشر واجب ہے

سوال (۲) زمین دار کو جو اپنی زمین سے مقرر اجارہ غلہ یا نقد روپیہ کاشتکار سے وصول ہوتا ہے اور اس میں سے مال گذاری سرکاری دیجاتی ہے تو کس قدر غلہ کی مقدار پر عشر واجب ہے،

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العشر والخراج ص ۳۵۰/۲ و ص ۳۵۱/۲) ظفیر

اور ادائے مال گذاری کے بعد یا پہلے اور اگر غلہ اتنا ہو کہ سال بھر کا گذر مشکل ہو تو کیا تب بھی عشر دیا جاوے گا، اور یہ حکم زمین دار و کاشتکار دونوں سے متعلق ہے یا کسی ایک سے۔

الجواب:۔ قبل ادا کرنے مال گذاری سرکاری کے کل غلہ وصول شدہ میں عشر واجب ہے۔ یہ حکم دونوں سے متعلق ہے جس قدر غلہ جس کے پاس رہے اس کے ذمہ اسی مقدار کا عشر ادا کرنا واجب ہے[۱]۔

جملہ اجناس اور ترکاریوں میں عشر کا حکم

سوال (۳) نقد روپیہ اور تمام اجناس ترکاری وغیرہ میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ نقد کا حکم جدا ہے اس میں زکوۃ ہے، بشرائط آں یعنی یہ کہ بقدر نصاب ہو اور سال گذر جاوے[۲]، باقی جملہ اجناس و ترکاریوں میں عشر واجب ہے، جس قدر ہو اسی کا عشر ادا کرے۔

غلہ وصول ہونے پر عشر ادا کرے

سوال (۴) اگر کاشتکار سے غلہ وغیرہ زمین کا وصول ہوا تو اس صورت میں بھی عشر واجب ہو گا یا نہیں۔

الجواب:۔ غلہ وصول ہونے کی صورت میں عشر ادا کیا جاوے گا[۳]

---

[۱] وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (در مختار) والحاصل ان العشر عند الامام علی رب الارض مطلقا وعندهما کذلک لو البذر منه ولو من العامل فعلیهما وبه ظهر ان ما ذکره الشارح هو قولهما اقتصر علیه لما علمت من ان الفتوی علی قولهما لصحة المزارعة الخ فی البدائع ان المزارعة جائزة عندهما والعشر یجب فی الخارج والخارج بینهما فیجب العشر علیهما (رد المحتار باب العشر ص۵۶ و ص۶۲ ج۲) ظفیر

[۲] شرط افتراضها عقل وبلوغ واسلام وحریة وسببه ملک نصاب حولی نام فارغ عن دین له مطالب من جهة العباد الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب الزکوة) [۳] وبان الملک غیر شرط فیه بل الشرط ملک الخارج الخ ولان العشر یجب فی الخارج لا فی الارض فکان ملک الارض وعدمه سواء کما فی البدائع (رد المحتار باب العشر والخراج ص۳۵۲ و ص۳۵۲ ج۲) ظفیر

مصارف عشر کیا ہیں

سوال (۵) عشر لینے کا مستحق کون ہوگا۔

الجواب:۔ جو مصرف زکوٰۃ کا ہے وہی عشر کا بھی ہے[1]۔

ارض مملوکہ مسلمین میں جہاں راجاؤں کو ٹیکس دیا جاتا ہے عشر واجب ہے

سوال (۶) جو آراضی مملوکہ مسلمین ہیں اور راجاؤں کو باقی دینی پڑتی ہے اس میں عشر واجب ہے یا نہ۔

الجواب:۔ عشر واجب ہے[2]۔

عشری زمین اگر اجارہ پر دیدی جائے تو عشر کون ادا کرے

سوال (۷) عشری زمین اگر اجارہ پر دیدی جائے تو اس صورت میں عشر مالک زمین ادا کرے یا کاشتکار

الجواب:۔ اس میں اختلاف ہے کہ عشر اس صورت میں مالک زمین پر ہے یا مستاجر یعنی کاشتکار پر، امام صاحب اول کے قائل ہیں۔ اور صاحبین دوسرے کے، حاوی میں ہے وبقولهما ناخذ شامی۔ یعنی حاوی میں صاحبین کے قول کو مختار کہا ہے بناءً علیہ کاشتکار کل پیداوار کا عشر ادا کرے[3] فقط۔

---

[1] اے مصرف الزکوٰۃ والعشر الخ هو فقیر الخ ومسکین الخ وعامل الخ ومدیون لا یملك نصابا فاضلا عن دینه الخ (باب المصرف ص ۷۹ / ج ۲) ظفیر

[2] یجب العشر فی ارض غیر خراج فی مسقی سماء وسیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة الخ او سقاه بماء اشتراه (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص ۶۶ / ج ۲) ظفیر

[3] والعشر علی المؤجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ (در مختار) فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما ذلك (رد المحتار باب العشر ص ۷۵ / ج ۲) ظفیر۔

بادشاہ اگر عشر نہ لے تو عشر ساقط نہیں ہوتا

سوال (۸) ہماری زمین عشری ہے یا نہیں اگر ہے تو انگریز لوگ جو چار آنہ فی کنال ہم سے لیتے ہیں اس کو خراج کہا جائے گا یا کو اگر کہا جائے گا تو کس رو سے، اور ثانیاً یہ ہے کہ عشر کے لئے شرط ہے زمین کا عشری ہونا کہ کسی بادشاہ اسلام نے اگر عشر رکھا ہو تو وہ عشری ہوگی اگر خراج رکھا ہے تو خراجی ہوگی، تو ہند اور پنجاب کی زمین پر کسی تواریخ سے معلوم نہیں ہوتا کہ فلاں بادشاہ نے یہاں عشر رکھا ہے خصوصاً جہانگیر واکبر بادشاہ یا گذشتہ جو گذر چکے ہیں۔ ثالثاً یہ کہ دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔ اگر دارالحرب ہے تو کیا دارالحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں، اور اگر دارالاسلام ہے تو کن شرائط سے دارالاسلام ہے، الغرض یہاں کے بعض علماء اس کے قائل ہیں کہ یہاں ہرگز عشر نہیں ہے اور بعض عشر کے قائل ہیں، آپ کی کیا رائے ہے۔

الجواب: درمختار میں ہے وما اسلم اهله طوعاً او فتح عنوةً و قسم بين جيشنا الخ عشرية لانه اليق بالمسلم[1] وفي ردالمحتار ولو قال بيننا يشمل ما اذا قسم بين المسلمين غير الغانمين فانه عشري لان الخراج لايوظف على المسلم ابتداءً قهستاني ..... شامی[2] وفيه اي الدرالمختار. ولو ترك العشر اي السلطان لايجوز اجماعاً و يخرجه بنفسه للفقراء[3] شامی درمختار میں ہے وذكره في الزكوة لانه منها قال في الفتح قيل ان تسميته زكوة على قولهما لاشتراطهما النصاب والبقاء بخلاف قوله وليس بشيء اذ لاشك انه زكوة حتى يصرف مصارفها و

[1] الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۲ ص ۳۵۰ ظفیر [2] ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۲ ص ۳۵۱ ظفیر [3] الدرالمختار على هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ج ۲ ص ۳۶۶ ظفیر

اختلافهم فی اثبات، بعض شروط لبعض انواع ۔ الی ان قال قوله تنفیه ایخرجه عن کونه زکوٰۃ الخ[۱] ان عبارات سے چند امور معلوم ہوئے ایک یہ کہ مسلمان کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے، دوم یہ کہ اگر بادشاہ عشر نہ لیوے تو عشر ساقط نہیں ہوتا، بلکہ خود مالک زمین کو عشر نکالنا چاہیئے اور فقراء کو دینا چاہیئے، سوم یہ کہ عشر بھی زکوٰۃ ہے، پس جبکہ اصل وظیفہ مسلم کا عشر ہے تو جو آراضی مملوکہ مسلمین ہیں تو اصل میں وہ عشری تھی کہ سلاطین اہل اسلام نے ان کو فتح کر کے مسلمانوں کو دیدی تھی، یا ان کا حال سابق کچھ معلوم نہیں ہے ان دونوں صورتوں میں اگر درحقیقت کسی زمین میں عشر مقرر ہونا چاہیئے اور بادشاہ اسلام نے یا غیر نے عشر مقرر نہ کیا تو اس سے عشر ساقط نہیں ہوتا اور وہ زمین عشری ہونے سے خارج نہیں ہوتی ہے اور جبکہ عشر بمنزلہ زکوٰۃ ہے تو جبکہ زکوٰۃ اموال پر ہر جگہ واجب ہے بلاد اسلام ہوں یا غیر اسی طرح عشر بھی ہر جگہ لازم ہوگا۔ اور واضح ہو کہ زمین عشری سے اگر خراج لیا جاوے تب بھی عنداللہ عشر ساقط نہیں ہوتا ہے۔ لہٰذا صاحب زمین کو عشر نکال کر فقراء کو دینا چاہیئے، الحاصل احوط بھی ہے کہ مسلمانان اپنی آراضی کی پیداوار زمین سے عشر ادا کریں۔ فقط۔

عشری زمینوں میں دسواں حصہ ادا کرے

سوال (۹) آراضی کی پیداوار میں کس حساب سے زکوٰۃ دینی چاہیئے، دسواں حصہ یا کم وبیش خرچہ سال بھر کا نکال کر دیجاوے، یا کل پیداوار میں سے اجرت کٹائی وغیرہ نکال دی جاوے یا کیا۔ زکوٰۃ کے وقت مویشی زراعت بھی شمار ہوں گے یا نہ، اور باقی گائے بھینس وغیرہ بھی زکوٰۃ میں شمار ہوں گے یا نہیں، اگر پچاس تولہ چاندی اور سات تولہ سونا ہو تو کیا ان کی مجموعی رقم پر زکوٰۃ دیجاوے گی۔

[۱] رد المحتار باب العشر ص ۶۵/۲۲۰ و ص ۶۶/۲۲۰ ۔ ظفیر

یا جب تک ہر دو کا نصاب پورا نہ ہوجاوے۔ اور زکوۃ کس حساب سے دینی چاہیئے، سادات کو زکوۃ دینا جائز ہے یا نہیں۔ اور زکوۃ کے مستحق کون لوگ ہیں، ہر ایک کو کس قدر دینا چاہیئے۔

الجواب:۔ عشری زمینوں میں اس زمانہ میں بھی عشر یعنی دسواں حصہ ادا کرنا ضروری ہے، اور مسلمانوں کے پاس جو زمین ہیں ان کو عشری سمجھنا چاہیئے کیونکہ مسلمانوں کی آراضی کا اصل وظیفہ عشر ہے، اور عشر کل پیداوار میں سے دینا چاہیئے، خرچہ کچھ نہیں نکالا جاتا، نہ اجرت کسی کی نکالی جاتی ہے[۱]، زراعت کے کام کے مواشی پر زکوۃ نہیں ہے، اسی طرح جو جانور گھر پر کھڑے ہو کر کھاتے ہیں ان پر بھی زکوۃ نہیں ہے، چاندی اور سونا دونوں ہوں تو دونوں کو جمع کرکے اگر نصاب پورا ہوجاوے مثلاً آدھا نصاب سونے کا ہو اور آدھا چاندی کا تو زکوۃ لازم ہے، اس زمانے میں نفع فقراء کا اس میں ہے کہ سونے کو بھی چاندی کی قیمت کرکے چاندی میں شامل کرکے زکوۃ دیجاوے، اور نصاب چاندی کا ۵۲ ½ تولہ اور ساڑھے سات تولہ سونا کا ہے، جس وقت نصاب پورا ہوجاوے چالیسواں حصہ زکوۃ کا دینا

---

[۱] یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ بلا شرط نصاب وبقاء ویجب مع الدین الخ ویجب نصفہ فی مسقی غرب ودالیۃ الخ بلا رفع مؤن الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج (درمختار) بلا رفع اجرۃ العمال ونفقۃ البقر وکری الانہار واجرۃ الحافظ ونحو ذالک (رد المحتار باب العشر ص ۶۶/ج ۲ و ص ۶۹/ج ۲) ظفیر۔

چاہیئے یعنی ہر سیکڑے میں سے ۲½ دینا لازم ہے [1]۔ سادات کو زکوۃ دینا درست نہیں ہے، اگر ضرورت زیادہ ہو تو اس کے لئے شریعت میں یہ حیلہ ہے کہ کسی ایسے شخص کو جو غریب ہو صاحب نصاب نہ ہو اور سید نہ ہو اس کو زکوۃ دیدی جاوے اور مالک بنا دیا جاوے۔ پھر وہ اپنی طرف سے سیدوں کو دیدے۔ یہ صورت جواز کی ہے، زکوۃ محتاجوں کو دینی چاہیئے ایک شخص کو نصاب سے کم دینی چاہیئے مثلاً ۵۲½ تولہ چاندی سے کم دیجاوے اگر کوئی شخص مقروض ہو اور کنبہ والا ہو اور ضرورت زیادہ ہو اس کو زیادہ دینا بھی جائز ہے۔ فقط

سوال (۱۰) (عشری زمین میں دسواں حصہ اللہ واسطے نکالنا چاہیئے) جو اراضی زیر تحت سرکار نگلشیہ ہے اور رعایا خراج اراضی سرکار انگریز بہادر کو ادا کرتی ہے تو اس اراضی کی پیداوار میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے، اس غلہ کا کیا حکم ہے کہ کون سا حصہ زکوۃ ادا کیا جاوے، نیز خرچ زراعت و لگان سرکاری وغیرہ قبل ادا زکوۃ منہا کیا جاوے یا نہ کیا جاوے۔

الجواب:۔ اگر وہ زمین عشری ہے تو دسواں حصہ اس میں سے اللہ واسطے نکالنا چاہیئے، اور کل پیداوار سے نکالا جاوے

---

[1] نصاب الذهب عشرون مثقالا والفضة مائتا درهم كل عشرة دراهم وزن سبعة مثاقيل الخ والمعتبر وزنهما اداءً ووجوبًا لا قيمتهما واللازم في مضروب كل منهما ومعموله ولو تبرا او حليًا مطلقا وعرض تجارة قيمته نصاب من ذهب او ورق مقومًا باحدهما ربع عشر في كل خمس بحسابه ففي كل اربعين درهمًا درهم وفي كل اربعة مثاقيل قيراطان (الدر المختار على هامش رد المحتار باب زكوة المال ص ۳۵ ج ۲) ظفير۔

خرچ زراعت و لگان سرکاری وغیرہ مجرا نہ کیا جاوے[۱] فقط۔

پیداوار غلہ میں عشر کی مقدار

سوال (۱۱) پیداوار غلہ سے کون سا حصہ زکوۃ ادا کرنا چاہیئے۔ حضور نے اللہ واسطے تحریر فرمایا ہے، آیا اللہ واسطے کون سا حصہ یا کس قدر فی من ادا کرنا چاہیئے۔

الجواب:۔ پہلے جواب میں یہ لکھدیا تھا کہ زمین اگر عشری ہے تو دسواں حصہ اللہ واسطے دینا چاہیئے یعنی اگر دس من غلہ ہو تو ایک من غلہ صدقہ کرنا چاہیئے اور بیس من غلہ پیدا ہو تو دو من غلہ نکالنا چاہیئے، اور محتاجوں کو دینا چاہیئے[۲]۔

بارانی و مالگذاری والی زمین میں عشر ادا کی مقدار

سوال (۱۲) جس زمین کی مال گذاری سرکار میں ادا کی جاتی ہے اور بارانی ہے اس کے غلہ میں سے عشر ادا کیا جاوے یا کیا اور خرچ زراعت و لگان سرکاری جو ادا کیا ہے مجرا ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ اگر وہ زمین عشری ہے تو دسواں حصہ اس میں سے اللہ واسطے نکالنا چاہیئے اور کل پیداوار زمین سے نکالا جاوے، خرچ زراعت و لگان سرکاری مجرا نہ کیا جاوے گا[۳]۔

---

[۱] یجب العشر الخ فی مسقی سماء و سیح و یجب نصفہ فی مسقی غرب و دالیۃ الخ بلا رفع مؤن الزرع و بلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العشر ص ۶۶ و ص ۶۹ ج ۲) ظفیر۔ [۲] دیکھئے شامی باب العشر ظفیر۔

[۳] افاد ان ملک الارض لیس بشرط بوجوب العشر و انما الشرط ملک الخارج لانہ یجب فی الخارج لا فی الارض (رد المحتار باب العشر ص ۶۴ ج ۲) بلا رفع مؤن الزرع و بلا اخراج البذر (در مختار) ای یجب العشر فی الاول و نصفہ فی الثانی بلا رفع اجرۃ العمال و نفقۃ البقر و کری الانہار و اجرۃ الحافظ و نحو ذلک (رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲) ظفیر۔

عشر نکالنے میں اخراجات زراعت ولگان وضع ہوگا یا نہیں

سوال (۱۳) جو آراضی زیر تحت انگلشیہ ہے اور رعایا خراج اراضی سرکار انگریز بہادر کو ادا کرتی ہے تو اس اراضی کی پیداوار میں جو غلہ پیدا ہوتا ہے اس غلہ کا کیا حکم ہے اور کون سا حصہ زکوٰۃ ادا کیا جاوے، ونیز خرچ زراعت ولگان سرکاری وغیرہ قبل ادا زکوٰۃ منہا کیا جاوے یا نہ کیا جاوے۔ اور غلہ مذکور جس کی بابت سوال ہے وہ برسات سے سینچا گیا ہے، ڈول یا چرس یا نہر سے نہیں سینچا گیا۔

الجواب:۔ اگر وہ زمین عشری ہے تو دسواں حصہ اس میں سے اللہ واسطے نکالنا چاہیئے اور کل پیداوار سے نکالا جاوے، خرچ زراعت ولگان سرکاری وغیرہ مجرا نہ کیا جاوے[1]۔

غلہ کی پیداوار کا عشر

سوال (۱۴) پیداوار غلہ سے کون سا حصہ زکوٰۃ ادا کرنا چاہیئے، حضور نے اللہ واسطے فرمایا ہے آیا اللہ واسطے کون سا حصہ یا کس قدر فی من ادا کرنا چاہیئے۔ بینوا و توجروا۔

الجواب:۔ پہلے جواب یہ لکھدیا تھا کہ زمین اگر عشری ہے تو دسواں حصہ اس کی پیداواری کا اللہ واسطے دینا چاہیئے یعنی اگر دس من غلہ ہو تو ایک من غلہ صدقہ کرنا چاہیئے اور بیس من غلہ پیدا ہو تو دو من غلہ نکالنا چاہیئے اور محتاجوں کو دینا چاہیئے[1]۔

عشری زمین کی تعریف اور عشر کس کے ذمہ ہے

سوال (۱۵) زمین عشری کی کیا تعریف ہے اور کیا اپنی طرف سب زمین عشری ہے اور سب کا عشر دینا واجب ہے

---

[1] یجب العشر الخ بلا رفع مؤن الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج (در مختار) ای یجب العشر فی الاول ونصفہ فی الثانی بلا رفع اجرۃ العمال ونفقۃ البقر وکری الانہار واجرۃ الحافظ ونحو ذلک (رد المحتار باب العشر ص ٦٩ ج ٢) ظفیر۔

حالانکہ سرکار بھی مالگذاری لیتی ہے اور جو زمین مہاجن سے مسلمان نے لی ہے اس کی آمدنی پر بھی عشر دیا جاوے۔ اور عشر مالک کے ذمہ ہے یا کاشتکار کے، اگر مالک خود کاشت کرے تو کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ عشری زمین کا مطلب یہ ہے کہ جس زمین میں عشر واجب ہو وہ عشری ہے جس وقت پورا حال معلوم نہ ہو جیسا کہ اس وقت ہے تو عموماً یہ حکم کیا جاتا ہے کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمین کو عشری سمجھی جاتی ہے اور کفار کی مملوکہ آراضی خراجی، پس مسلمان کے پاس جو زمین مثلاً معافی کی چلی آتی ہے یا اس نے کسی مسلمان سے خریدی ہے وہ عشری ہے اور جو زمین کافر سے خریدی ہے وہ خراجی رہے گی، اور بعض حضرات نے ایسا بھی لکھا ہے کہ جب سرکار سب زمینوں کا محصول لیتی ہے تو سب خراجی ہی ہیں، مگر مقتضائے احتیاط یہ ہے کہ مسلمان اپنی آراضی مملوکہ میں عشر نکالیں، اگر زمین اجارہ پر دی گئی ہے تو امام صاحب کے نزدیک عشر مالک پر ہے، رقم اجارہ میں سے دسواں حصہ صدقہ کرے اگر مالک خود کاشت کرے تو تمام پیداوار کا دسواں حصہ نکالے۔ محصول سرکاری وغیرہ کچھ وضع نہ ہوگا[1]

بٹیداری والی زمین کا عشر کیا ہے اور کس کے ذمہ ہے

سوال (۱۶) مسلمان مزارعین پر خواہ زمیندار ہوں یا کاشتکار پیداوار زراعت میں یکساں زکوۃ فرض ہے یا کچھ فرق ہے اور کس قدر زکوۃ دینی چاہیئے۔

---

[1] ارض العرب الخ وما اسلموا اهله طوعًا او فتح عنوة و قسم بين جيشنا الخ عشرية لانه اليق بالمسلم (در مختار) اى ولارض التى اسلم اهلها قوله اليق بالمسلم اى كما فيه من معنى العبادة وكذا هوا خف حيث يتعلق بنفس الخارج (رد المحتار باب العشر والخراج ص ۳۵۰/۳۶ و ص ۳۵/۳۶) ظفير

الجواب:۔ زمین کی پیداوار کی زکوۃ دسواں حصہ ہے، یہ عشر کہلاتا ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ زمین عشری ہو خراجی نہ ہو، مزارعت کی صورت میں یعنی بٹائی کی صورت میں عشر دونوں پر ہے یعنی جس قدر غلہ مالک زمین کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے اور جس قدر کاشتکار کے حصہ میں آوے اس کا عشر وہ دیوے[1]۔

عشر نکالتے وقت سرکاری خراج منہانہ کیا جائے گا

سوال (۱۷) ممالک متحدہ آگرہ و اودھ میں کوئی آراضی ایسی نہیں ہے جو پرتہ مال گذاری سرکار سے مستثنیٰ ہو پس بحالت متذکرہ زمیندار یا کاشتکار کو پیداوار آراضی سے غلہ بقدر رقم مال گذاری سرکار یا لگان زمیندار خارج کرکے بقیہ غلہ پر زکوۃ دینی یا کل پیداوار پر بلا منہائے رقم مال گذاری وغیرہ

الجواب:۔ زمین عشری ہے تو کل پیداوار کا دسواں حصہ دینا چاہیئے خرچ سرکاری وغیرہ منہا نہ کیا جاوے[2]۔

---

[1] والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (در مختار) قال فی النهر ولو دفع الارض العشریة مزارعة ان البذر من قبل العامل فعلی رب الارض وقالا فی الزرع لصحتها وقد اشتهر ان الفتوی علی الصحة الخ والحاصل العشر عند الامام علی رب الارض مطلقا وعندهما کذلک لو البذر منه ولو من العامل فعلیهما (رد المحتار ج ۲ ص ۶۵ و ج ۲ ص ۶۶) ظفیر

[2] یجب العشر فی الاول (ای ما سقی بماء المطر والسیح) ونصفه فی الثانی (ای فی مسقی غرب ودالیة) بلا دفع اجرة العمال ونفقة البقر وکری الانهار واجرة الحافظ ونحو ذلک (رد المحتار باب العشر ج ۲ ص ۶۹) ظفیر

خراجی زمین میں عشر کا

سوال (۱۸) مولانا عبد الحی صاحب در مجموعہ فتاوی جلد دوم ص۳۱۸ نوشتہ اند کہ ہر کہ در زمین مملوکہ خود باب باران کاشت کرد عشر غلہ بر و واجب الادا است مگر در صورتیکہ خراج زمین مذکورہ بحاکم وقت دادہ شود دراں وقت عشر ساقط است بحکم عبارت رد المحتار وغیرہا لا یجتمع العشر مع الخراج، انتہی، تفصیل این مسئلہ چگونہ است وقولہ لا یجتمع مع الخراج چہ معنی دارد۔

الجواب:۔ معنی قولہ لا یجتمع العشر مع الخراج انہ لا یوخذ من الارض الخراجیۃ العشر ولا من العشریۃ الخراج ولکن ان اخذ من العشریۃ الخراج فھل یسقط العشر فھو محل تامل پس ظاہر آں است کہ مولانا عبد الحی صاحب مرحوم حکم زمین خراجی نوشتہ اند کہ اگر از زمین خراجی حکام خراج گرفتند ادائے عشر لازم نہ خواہد شد لیکن اگر از زمین عشری خراج گرفتہ شد ظاہر آں است کہ دیانۃً بذمہ مالک ادائے عشر لازم است[۱] فقط۔

سرکاری محصول سے عشر ساقط نہیں ہوتا

سوال (۱۹) سرکار زمین سے جو محصول لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ عشری زمین سے محصول لینا مسقط عشر نہیں ہے۔ ہذا

---

[۱] اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکاۃ الاموال الظاھرۃ کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابھا ان صرف الماخوذ فی محلہ والا یصرف فیہ فعلیھم فیما بینھم وبین اللہ اعادۃ الخراج لانھم مصارفہ (در مختار) اما السلطان الجائر فلہ ولایۃ اخذھا وبہ یفتی الخ نعم ذکر فی المعراج عن کثیر من المشائخ بلخ انہ کالبغاۃ لانہ لا یصرفہ الی مصارفہ وفی الھدایۃ انہ الاحوط (رد المحتار باب زکوۃ الغنم ص۳۳ ج۲)

ہوالاحتیاط۔ ہاں اگر زمین عشری ہی نہ ہو بلکہ خراجی ہو تو محصول دینا کافی ہے، یعنی عشر اس میں واجب نہیں ہے[1]۔ فقط

سرکاری جنگل، حکومت کی عطیہ زمین اور کافر سے خریدی ہوئی زمین کا حکم

سوال (۲۰) میرے پاس تین قسم کی زمین ہے ان میں سے کون سی زمین پر خراج ہے اور کون سی زمین پر عشر یا کیا۔ قسم اول جنگل سرکاری پڑا ہوا تھا، سرکار میں درخواست کی گئی وہ مجھے ملی اور میری ملک میں ہے، قسم دوم ہے ایک کافر سے خریدی گئی ہے جو میری ملک ہے قسم سوم سرکاری زمین مثلاً ایک سال یا زیادہ کے لئے زراعت کے واسطے دی جاتی ہے۔

الجواب:۔ در قسم اول زمین عشر لازم است لان العشر الیق بالمسلم وما اسلم اھلہ طوعا او فتح عنوۃ وقسم بین جیشنا والبصرۃ ایضا باجماع الصحابۃ عشریۃ لانہ الیق بالمسلم ای لما فیہ من معنی العبادۃ رد المحتار[2] وفیہ لو ان المسلم اوالذمی سقاھا مرۃ بماء العشر ومرۃ بماء الخراج فالمسلم احق بالعشر والذمی بالخراج[3] الخ و در قسم دوم خراج است

---

[1] أخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکاۃ الاموال الظاھرۃ کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابھا ان صرف الماخوذ فی محلہ والا یصرف فیہ فعلیھم فیما بینھم وبین اللہ اعادۃ غیر الخراج (در مختار) قولہ فعلیھم ای دیانۃ قال فی الھدایہ وافتوبان یعیدُ ھا دون الخراج لکن ھذا فیما اخذہ البغاۃ لتعللھم بان البغاۃ لایاخذون بطریق الصدقۃ بل بطریق الاستحلال فلاتی فونھا الی مصارفھا اھ اما السلطان الجائر الخ ذکر فی المعراج عن کثیر من مشائخ بلخ انہ کالبغاۃ لانہ لایصرفہ الی مصارفہ وفی الھدایۃ انہ الاحوط رد المحتار باب زکوۃ الغنم ۲۶/۳۲) ظفیر [2] رد المحتار باب العشر والخراج ۳۶/۲۵ و ۳۶/۵۱) ظفیر [3] دیکھیے رد المحتار باب العشر والخراج ۳۶/۵۱) ظفیر

او اشتری مسلم من ذمی ارض اخراج یجب الخراج الخ[1] درمختار و در قسم سوم عشر در خارج لازم است لانهم صرحوا بان الملك غير شرط فيه بل سبب وجوبه الارض النامية و شرط ملك الخارج اى لا املاك الارض كما فى الاراضى الموقوفة كذا فى ردالمحتار[2]۔ فقط

عشری و خراجی زمین کی تعریف

سوال (۲۱) کون سی زمین عشری ہے اور کون سی خراجی اگر زمین عشری سے خراج سرکاری لے لیا جاوے تو عشر ساقط ہو جاتا ہے یا نہ۔

الجواب:۔ اراضی مملوکہ مسلمانان را کہ حال آنہا معلوم نیست احتیاط عشری باید شمرد و عشر از آنہا باید داد و از زمین عشری اگر خراج گرفتہ شود عشر ساقط نمی شود۔ فقط (عشری زمین وہ ہے جو ہمیشہ سے مسلمانوں کے قبضہ میں رہی ہو خواہ بخوشی ابتداء ہی مسلمان ہوا ہو یا وہ قوت کے ذریعہ فتح حاصل ہوئی ہو اور مسلم فوج میں تقسیم کر دی گئی ہو اور کبھی غیر مسلم کی ملکیت میں نہ گئی ہو اور خراجی وہ زمین ہے جو کافروں کے قبضہ اور ملکیت میں رہی ہو یا چھوڑ دی گئی ہو خواہ مسلمانوں نے ان سے خرید لی ہو[3] ظفیر)

---

[1] الدرالمختار علے هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ص ۲۶۴/۳۶۰۔ ظفیر [2] دیکھئے ردالمحتار باب العشر ص ۶۷/۲۲۔ الفاظ یہ ہیں افاد ان ملك الارض ليس بشرط لوجوب العشر وانما الشرط ملك الخارج لانه يجب فى الخارج لا فى الارض فكان ملكه لها وعدمه سواء الخ لان سببه الارض النامية بالخارج تحقيقاً (ردالمحتار باب العشر ۶۷/۲۲) ظفیر [3] ارض العرب وهى من حد الشام والكوفة الى اقصى اليمن وما اسلم اهله طوعاً او فتح عنوة وقسم بين جيشنا والبصرة ايضا باجماع الصحابة عشرية لانه اليق بالمسلم الخ وما فتح عنوة ولم يقسم بين جيشنا الامكة اقر اهله عليها و نقل اليه كفار اخر او فتح صلحا خراجية لانه اليق بالكافر الدرالمختار علے هامش ردالمحتار باب العشر والخراج ص ۲۵۰/۳۲ و ص ۲۵۲/۳۲ ظفیر۔

جو مسلمان عشر نہ نکالے

سوال (۲۲) عشر نہ دینے والا دیندار مسلمان ہے یا کیا۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ عشر نہ دینے والا باوجود وجوب عشر کے ایسا ہی گنہگار ہے جیسا کہ زکوٰۃ نہ دینے والا گنہگار اور فاسق ہوتا ہے۔ کافر نہیں ہے۔[۱] فقط

زمین کی قسمیں اور ان کے عشر کا حکم

سوال (۲۳) کیا فرماتے ہیں علمائے دین ان زمینوں کے بارہ میں جو ہنوز تو آباد ہوئی ہیں یا ہو رہی ہیں جیسے ملک پنجاب میں نہر لائل پور و سرگودھا آباد شدہ و نہر منٹگمری اب آباد ہو رہی ہے کہ آیا ان زمینوں پر عشر ہے یا نہیں، باقی بحیثیت محنت ومشقت ومحصول سرکاری کے لحاظ سے تو یہ زمین سے چاہے زائد ہیں، اس لئے کہ چاہی زمین کا محصول تو ۴ر کنال ہے پنجاب میں اور ان زمینوں کا محصول عنصر/کنال ہے وعلیٰ ہذا القیاس، اضافہ محنت کہ کبھی انسان مربعہ کے کام سے تحصیل تفریع بالکلیہ نہیں کرسکتا، بینوا توجروا

الجواب:۔ شامی میں منقول ہے احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر الخ[۲] اس روایت کے موافق عشر لازم نہیں، لیکن اگر ایسی اراضی دار اسلام میں ہوں گی تو عشر ہی ہوں گی ان میں عشر دینا لازم ہوگا، لہذا اگر احتیاطاً دیا جاوے تو عشر دیا جاوے[۳]

---

[۱] یجب العشر الخ (درمختار) [۲] رد المحتار باب الرکاز ۶۱/۲ - ظفیر [۳] فیدخل فیہ المفاوز وارض الموات فانها اذ جعلت صالحۃ للزراعۃ کانت عشریۃ او خراجیۃ لا ایضاً) پہلے مفتی علامہ عشری زمین میں عشر کو واجب اور ضروری قرار دیا کرتے تھے لیکن جب سے شامی کا یہ جزیہ ملا یا سامنے آیا اس وقت سے رائے بدل گئی۔ ظفیر۔

ہندوستان میں عشری وخراجی زمین اور اس کا حکم | **سوال** (۲۴) پنجاب میں ممات زمین کا احیار انگریزوں نے پنجابیوں سے کرایا ہے، نہریں انگریزی خرچ سے تیار ہوئی ہیں، آباد خود کاشتکار کرتے ہیں، بعض کاشتکاروں سے سرکار نے قیمت لے کر زمین ان کی ملک کردی ہے۔ بیع، ہبہ وغیرہ کا ان کو اختیار دے دیا ہے محصول معین لیتے ہیں اور جن سے قیمت وصول نہیں ہوئی سرکار نے ان کو موروثی قرار دیا ہے۔ ان کو بیع وغیرہ کا اختیار نہیں، ان سے محصول زیادہ لیتے ہیں یہ دونوں قسم کی زمین عشری ہے یا خراجی اور اجارہ کی صورت میں عشر مالک پر ہے یا مستاجر پر اور مزارعت کی صورت میں کس پر، بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اراضی دار الحرب کو علامہ شامی نے عشری اور خراجی ہونے سے خارج کیا ہے جیسا کہ وہ لکھتے ہیں ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ شامی[1] باب الرکاز۔ غالباً اسی بنار پر قاضی ثناء اللہ پانی پتی نے مالابد منہ میں اراضی ہندوستان کو عشری قرار نہیں دیا، باقی اس میں کچھ شبہ نہیں کہ عشر دینا احوط ہے۔ اور زمین عشری کو اگر اجارہ پر دیا جاوے یا مزارعت پر تو اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر واجب فرماتے ہیں والعشر علی الموجر الخ وقالا علی المستاجر۔ وفی الحاوی وبقولہما ناخذ الخ[2] اور مزارعت کی صورت میں عشر دونوں پر بقدر حصہ ہے۔ فقط

سرکاری لگان دینے سے عشر ادا ہوتا ہے یا نہیں | **سوال** (۲۶) یہاں کے لوگ عشر نہیں ادا دیتے

---

[1] ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲۔ [2] الدر المختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر ص ۶۳ و ج ۶۵ ج ۲۔ ظفیر۔

بلکہ یہ کہتے ہیں کہ ہم بادشاہ کو عشر دیتے ہیں، بتایئے کہ کفار یا بادشاہ کے عشر دینے سے ادا ہو جاتا ہے یا نہیں۔

الجواب: عشر کے مصارف زکوۃ کے مثل ہیں مسلمان محتاجوں کو دینا چاہیئے، کافروں کو دینے سے عشر ادا نہ ہوگا۔[^1]

کفار سے خریدی ہوئی زمین میں عشر نہیں ہے

سوال (۲۶) میرے باپ نے ۱۷۰ بیگھ زمین کفار سے خریدی تھی اس میں کچھ باغ ہے اور کچھ زمین ٹھیکہ پر دے رکھی ہے کچھ میں خود کاشت کر لیتا ہوں، اب یہ امر دریافت طلب ہے کہ اس زمین میں عشر آوے گا یا نہیں۔

الجواب: کفار سے جو زمین خریدی جاوے وہ عشری نہیں ہے[^2] فقط

عشر کیلئے صاحب نصاب ہونا ضروری ہے یا نہیں

سوال (۲۷) کھیتی کا عشر صاحب نصاب پر واجب ہے یا سب پر۔

الجواب: اگر زمین عشری ہے تو صاحب نصاب اور غیر صاحب

---

[^1]: اخذ البغاة والسلاطین الجائرة زکوة الاموال الظاهرة کالسوائم والعشر والخراج لا اعادة علی، ربها ان صرف المأخوذ فی محله الخ وان لا یصرف فیه فعلیهم فیما بینهم وبین الله اعادة غیر الخراج (در مختار) اما السلطان الجائر الخ ذکر فی المعراج عن کثیر من مشائخ بلخ انه کالبغاة لانه لا یصرفه الی مصارفه وفی الهدایه انه الاحوط (رد المحتار باب زکاة الغنم ص ۳۲/۲) ظفیر۔

[^2]: اذا اشتری مسلم من ذمی ارض خراج یجب الخراج ولو منعه انسان من الزراعة (در مختار) وقد صح ان الصحابة اشتروا اراضی الخراج وکانوا یودون خراجها (رد المحتار باب العشر والخراج ص ۳۶۴/۲)

نصاب دونوں عشر نکالے اور محتاجوں کو دے[۱] اور جو فقیر مانگنے والے ہیں اگر وہ صاحب نصاب ہیں تو ان کو عشر و زکوٰۃ دینا درست نہیں ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم

پیداوار میں اخراجات وضع کر کے عشر نکالا جائے یا بغیر وضع کے

سوال (۲۸) عشری زمین میں جو مزدوروں کو مزدوری ادا کی گئی ہے تو اس کا حساب عشر میں وضع کیا جاوے گا یا نہیں۔

الجواب:۔ عشر میں مزدوروں کی مزدوری اور دیگر اخراجات کا حساب نہیں ہوتا یعنی مزدوروں کی مزدوری وغیرہ کی وجہ سے عشر میں کمی نہ ہوگی، لہٰذا سوا احصہ اس میں سے دینا چاہیئے، در مختار میں ہے بلا رفع مؤن ...... وبلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج[۲] الخ واللہ تعالیٰ اعلم۔

زمینداروں کو جو مال گزاری ادا کرتے ہیں ان کی زمین کا عشر

سوال (۲۹) عشری زمین کسے کہتے ہیں اور خراجی زمین کسے کہتے ہیں، جو لوگ زمینداروں کو مال گزاری ادا کرتے ہیں ان لوگوں پر کس حساب سے غلہ میں صدقہ واجب ہے۔

الجواب:۔ شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین عشری و خراجی نہیں ہیں، اگر احتیاطاً عشر دے تو بہتر ہے، اور جو لوگ

---

[۱] یجب العشر بلا شرط نصاب و بلا شرط بقاء حولان حول (در مختار) ثبت ذلك بالكتاب والسنة والاجماع والمعقول اے یفترض لقوله تعالی وآتوا حقه یوم حصاده فان عامة المفسرین علی انه العشر او نصفه وهو مجمل بینه قوله صلی الله علیه وسلم ماسقت السماء ففیه العشر وما سقی بغرب او دالیة ففیه نصف العشر (رد المحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲ و ص ۶۷ ج ۲) ظفیر۔

[۲] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲ و ص ۷۰ ج ۲۔ ظفیر۔

زمیندار کو مال گزاری ادا کرتے ہیں اس میں اختلاف ہے کہ عشر کس پر واجب ہے، امام صاحب زمیندار پر عشر واجب قرار دیتے ہیں اور صاحبین مستاجر پر۔ اور در مختار میں ہے۔ وبقولهما نأخذ۔ اور شامی نے بھی بعد تفصیل وتحقیق کے صاحبین کے قول کو ترجیح دی ہے اور مفتی بہ وماخوذ بہ کیا ہے حیث قال فلا ینبغی العدول عن الافتاء بقولهما ذلک[1]۔

تمبا کو میں بھی عشر ہے اگر زمین عشری ہو

سوال (۳۰) اگر کسی شخص نے اپنی زمین میں تمباکو بویا تو اس کی پیداوار میں عشر لازم ہوگا یا نہ۔

الجواب:- اگر زمین عشری ہے تو عشر اس میں سے لازم ہوگا[2]۔

جسکے پاس بقدر کفاف زمین ہو اس پر بھی عشر ہے

سوال (۳۱) بکر اپنی تھوڑی سی مملوکہ زمین کو خود کاشت کرتا ہے اور وہ ذریعہ رزق اس کے بال بچوں کا ہے اس پر کھیتی کی پیداوار میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:- عشر ونصف عشر اس پر واجب ہے[3]۔

جس غلہ کا عشر نہ نکالا جاوے

سوال (۳۲) زید نے غلہ کا دسواں حصہ زکوۃ نہیں نکالی تو وہ غلہ حرام ہوگا یا حلال۔

الجواب:- وہ غلہ حلال ہے، زید زکوۃ نہ دینے سے گنہ گار اور فاسق ہو جاوے گا۔

---

[1] رد المحتار باب العشر ص۶۴، ج۲ و ص۶۵، ج۲۔ ظفیر [2] علی انه عند ابی حنیفة یجب العشر فی الخضروات (رد المحتار باب العشر ص۶۶، ج۲) ظفیر [3] بلا شرط نصاب وبقاء (در مختار) فیجب فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعا وقیل نصفه وفی الخضروات التی لا تبقی وهو قول الامام وهو الصحیح (رد المحتار باب العشر ص۶۶، ج۲) ظفیر۔

خراجی زمین میں عشر نہیں **سوال (۳۳)** کتاب الفاروق مصنفہ مولانا شبلی نعمانی کے ملاحظہ سے ظاہر ہوتا ہے کہ جس زمین پر خراج ہو اس پر عشر واجب نہ تھا۔ بینوا و توجروا۔

الجواب:۔ فقہاء حنفیہ نے ایسا ہی لکھا ہے کہ جس زمین سے محصول لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے[1]۔ فقط

عشر سے متعلق قرآن میں حکم **سوال (۳۴)** کیا فرماتے ہیں علماء دین متین اس مسئلہ میں کہ جس طرح صلوٰۃ اور زکوٰۃ کے متعلق قرآن شریف میں اقیموا الصلوٰۃ واٰتوا الزکوٰۃ صراحت سے مذکور ہے اسی طرح عشر کے متعلق کوئی آیت کریمہ ہے یا نہیں، ہندوستان میں عشر واجب ہے کہ نہیں۔ بینوا و توجروا

الجواب:۔ عشر کے وجوب کو مفسرین نے آیۃ وَآتُوا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ[2] سے ثابت فرمایا ہے، لہٰذا زمین عشری میں عشر لازم ہوگا فقط واللہ اعلم۔

آراضی ہندوستان میں عشر **سوال (۳۵)** ہندوستان میں عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ روایات اس قسم کی بھی ہیں کہ عشر واجب نہ ہو

---

[1] یجب العشر ارض غیر الخراج (درمختار) اشار الی ان المانع من وجوبہ کون الارض خراجیۃ لانہ لا یجتمع العشر والخراج (ردالمحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] سورۃ الانعام رکوع ۱۷۔

اور عموم ادلہ اس کو مقتضی ہیں کہ عشر واجب ہو پس احوط یہ ہے کہ عشر دینا چاہیے[1]

سالانہ لگان والی زمین کی پیداوار میں عشر

سوال (۳۶) زید نے ایک زمیندار سے بیس روپیہ سالانہ لگان پر کاشت کرنے کیلئے زمین لی ہے اور پینتیس روپیہ اس کی سینچائی وغیرہ میں صرف ہوا ہے، پیداوار سو روپیہ کا ہے زید کو اس میں کس قدر زکوۃ دینی ہوگی۔

الجواب:۔ اس صورت میں اگر زمین عشری ہے تو دسواں حصہ پیداوار کا اس کو فقراء کو دینا چاہئے، جس قدر پیداوار ہوئی مثلاً سو روپیہ کے اسی کا دسواں حصہ دینا ہوگا۔

زمیندار و کاشتکار دونوں پر بقدر حصہ عشر ہے

سوال (۳۷) الف نے اپنی زمین جو بارانی ہے عمر کو اس شرط پر کاشت کو دیدی کہ کاشت پر تخم جس قدر خرچ ہوگا وہ میں ادا کروں گا اور پیداوار بحصہ نصف نصف تقسیم کرلیں گے لگان سرکاری بھی الف ادا کرتا ہے، کل پیداوار زمین بالا سے بائیس من غلہ حاصل ہوا جو نصف حصہ ۱۱ من الف کو ملا، اجرت کلیانہ تقریباً ایک من اس کے علاوہ مشترکہ دی گئی گویا کل پیداوار زمین ہذا ۲۳ من ہوتے، کیا الف پر

---

[1] ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) یجب العشر فی ارض غیر خراج (درمختار) ای یفترض لقولہ تعالیٰ واتوا حقہ یوم حصادہ الخ وھو محمل بینہ قولہ صلی اللہ علیہ وسلم ماسقت السماء ففیہ العشر وماسقی بغرب اودالیۃ ففیہ نصف العشر الخ (رد المحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲) ظفیر۔ [2] یجب العشر، یجب نصفہ فی مسقی غرب اودالیۃ ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ الخ او سقاہ بماء اشتراہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العشر ص ۶۸ ج ۲ وص ۶۹ ج ۲) اس سے معلوم ہوا کہ اگر سینچائی قیمتاً ہوئی ہے تو نصف عشر یعنی بیسواں حصہ دینا ہوگا۔ ظفیر۔

پر عشر واجب ہے اور کس قدر، ساری پیداوار کا عشر الف مالک زمین ہی ادا کرے یا صرف اپنے اپنے حصہ کا دیں گے یا لگان والی زمین کی وجہ سے عشر ساقط ہو جائے گا۔

الجواب:۔ زمین عشری میں اگر وہ زمین زراعت پر دی جاوے جیسا کہ صورت مسئولہ میں ہے عشر زمیندار و کاشتکار پر بقدر اپنے اپنے حصہ کے واجب ہوتا ہے اور ایک من جو اجرت میں مشترک صرف ہوا ہے اس کا عشر دونوں پر واجب ہے[1]۔ اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ جو زمین خراجی ہو اس میں عشر واجب نہیں ہوتا ہے[2] فقط

ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی

سوال (۳۸) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اس میں قول فیصل کیا ہے۔

الجواب:۔ شامی کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی وعبارتہ فان ارضها ليست ارض خراج او عشر الخ[3]۔ شامی جلد ثانی باب العاشر۔ فقط۔

بٹائی والی زمین میں عشر

سوال (۳۹) ہندوستان میں جو لوگ زمیندار ہیں اور خود کاشت نہیں کرتے، رعایا کاشت کرتی ہے، زمیندار کو جو روپیہ رعایا سے ملتا ہے اسی میں سے مال گذاری سرکاری ادا کر کے باقی زمین دار اپنے صرف میں لاتے ہیں، ایسے زمینداروں پر بعد ادائے مال گزاری کے کیا اور بھی کوئی حق شرعی خراج وغیرہ ادا کرنا لازم ہے یا کیا؟

---

[1] و فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص ۷۵ ج ۲) ظفیر [2] لانه لا یجتمع العشر والخراج (الدر المختار علی هامش رد المحتار ص ۶۶ ج ۲) ظفیر [3] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) ظفیر۔

الجواب: جن آراضی میں خراج یعنی محصول سرکاری دیا جاتا ہے ان میں عشر یعنی دسواں حصہ دینا ضروری نہیں ہے، اگر دیوے بہتر ہے اور تفصیل اس کی یہ ہے کہ دوسروں سے کاشت کرانے کی دو صورتیں ہیں ایک یہ کہ نقد روپیہ پر بطریق اجارہ زمین دی جاوے، دوسرے یہ کہ بٹائی غلہ پر دی جاوے ثانی صورت میں اگر تخم مزارع کا ہے تو ہر یک مالک و مزارع اپنے اپنے حصہ کے غلہ میں دسواں حصہ دیویں اور پہلی صورت میں اجر مستاجر پر ہے اور قول صاحبین کا ہے اور اس پر در مختار میں فتوی نقل کیا ہے۔ والعشر علی الموجر کخراج موظف وقالا علی المستاجر کمستعیر مسلم وفی الحاوی وبقولهما ناخذ و فی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة[1] وفی الشامی قوله ارض غیر الخراج، اشار الی ان المانع من وجوبه کون الارض خراجیة لانه لا یجتمع العشر والخراج[2] الخ ص۲۹ ج۲ باب العشر

سوال (۴۰) باغ میں عشر ہے یا نہیں — اسی طرح جن لوگوں کے پاس آم وغیرہ کے باغ ہیں ان کو بھی کوئی حق شرعی ادا کرنا ہے تو اس کی صراحت فرمائی جاوے

الجواب: اس میں بھی وہی حکم ہے کہ اگر اس زمین میں محصول سرکاری دیا جاتا ہے تو باغ کے پھلوں پر عشر نہیں ہے۔ فقط۔

سوال (۴۱) زمین کی زکوۃ کس طرح ادا کی جائے — پیداوار کی زکوۃ کیوں کر ہے، اگر کسی کے پاس نقد اور مال نہ ہو مکان اور زمین سیکڑوں اور ہزاروں روپیہ

---

[1] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص۶۲ ج۲ و ص۶۵ ج۲) ظفیر [2] رد المحتار باب العشر ص۶۶ ج۲ ظفیر [3] یجب العشر فی ارض غیر الخراج الخ بلا شرط نصاب وبقاء حولان حول (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص۶۶ ج۲) ظفیر

کی ہے اس کی زکوۃ کس طرح ہے، بینوا توجروا۔

الجواب:۔ اگر زمین عشری ہے تو اس کے غلہ میں دسواں حصہ نکالنا اللہ کے واسطے لازم ہوتا ہے[1]۔ اور مکان مسکونہ وغیرہ اگرچہ سیکڑوں ہزاروں روپیہ کا ہو اس میں کچھ زکوۃ نہیں ہے[2]۔ فقط

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی

سوال (۴۲) زمین مزروعہ ہندوستان جو اب زیر حکومت انگریزوں کے ہے عشری ہے یا خراجی، بہر دو تقدیر جب کہ ٹھیکہ ادا کیا جاوے عشر فرض ہوگا یا خراج یا کچھ نہیں، بصورت وجوب جن زمینوں پر سرکار نہر کا پانی پہنچاتی ہے اور آب پاشی بصورت قیمت پانی کے لیتی ہے ایسے زمین کا عشر دینا ہوگا یا نصف عشر، بصورت وجوب کیا یہ ہو سکتا ہے کہ بقدر ٹھیکہ سرکاری کاٹ کر باقی کا عشر فرض ہو، ریاست بھاولپور کی زمین کا حکم جس کا حکمراں مسلمان ہے اور مستفسرہ مذکورہ میں باقی زمین جیسا ہے یا کہ متفاوت۔

الجواب:۔ عبارت شامی میں یہ تصریح ہے کہ آراضی ہندوستان میں عشر و خراج کچھ نہیں، نہ وہ عشری ہیں نہ خراجی، پس جو سرکار محصول لیتی ہے وہ خراج نہیں کہلاتا، عبارت شامی یہ ہے فان ارضھا لیست

---

[1] یجب العشر غیر الخراج الخ بلا شرط نصاب وبقاء حولان حول ـــ الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب العشر ص ۶۶/۲ ظفیر [2] و لا زکوۃ فی ثیاب البدن المحتاج الیھا الخ واثاث المنزل و دور السکنی ونحوھا و کذا الکتب اذا لم تنو التجارۃ وان ساوت نصابا (درمختار) قوله ونحوھا ای کثیاب البدن الغیر المحتاج الیھا والحوانیت والعقارات (رد المحتار کتاب الزکوۃ ص ۱۰/۲) ظفیر

ارض خراج او عشر الخ باب الرکاز[۱] جہاں عشر واجب ہوتا ہے وہاں کل پیداوار کا عشر واجب ہوتا ہے کچھ وضع نہیں ہوتا اور جن آراضی میں پانی کا محصول دیا جاتا ہے ان پر نصف عشر ہے، اور ریاست اسلامیہ میں عشر دینا چاہیئے۔ فقط

ٹھائی کرنے والے پر عشر | **سوال** (۴۳) جس شخص کے پاس ذاتی زمین نہ ہو اور وہ لگان پر زمین لے کر کاشت کرائے اور پاس لاگت بھی نہ ہو بلکہ سودی قرض لے کر صرف کرے تو ایسی حالت میں اس کے اوپر پیداوار میں سے عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ قول صاحبین کے موافق زمین عشری کا عشر بذمہ مستاجر ہے، فی الدر المختار وقالا علی المستاجر اور باب العشر میں یہ بھی ہے ویجب مع الدین[۱] الخ ان روایات کے موافق عشر پیداوار کا اس پر واجب ہے فقط

---

[۱] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲ پہلے عشر کا فتوی دیتے تھے، پھر احتیاطاً دینے کو لکھا کرتے تھے پھر لکھنے لگے کہ لازم نہیں ہے، ہندوستان میں عشر کے جو مصارف ہیں چونکہ ان کی خانہ پری نہیں ہوتی، غرباء، فقراء، مدارس اسلامیہ کے طلباء ان سب کا دارومدار عشر و زکوۃ ہی ہے اس لئے علماء کا فیصلہ یہی ہے کہ عشر نکالنا بہتر ہے خود مفتی علامہ نے بھی اکثر جگہ یہی لکھا ہے، اور در مختار و شامی کی عبارت جو دوسری جگہ باب زکاۃ الغنم میں ہے اسکا ماحصل بھی یہی ہے کہ عشر نکالنا ضروری ہے وہ عبارت یہ ہے اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوۃ الاموال الظاہرۃ کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابہا ان صرف الماخوذ فی محلہ الآتی فی باب المصرف وان لا یصرف فیہ فعلیہم فیما بینہم وبین اللہ اعادۃ غیر الخراج لانہ مصارفہ (در مختار) قولہ فعلیہم دیانۃ کما فی بعض النسخ قال فی الہدایۃ وافتوا بان یعید وہا دون الخراج (رد المحتار ص ۳۱/۲) ظفیر دیکھئے الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۷/۲ و ص ۷۵/۲۔ ظفیر

جو زمین محنت کرکے نہر سے سینچی جائے

سوال (۴۴) کاریزار جیل وانہار کہ از دریا برائے سقی آراضی کندہ می کنند در وعشر است یا نصف عشر۔

الجواب:۔ اگر زمین عشری است دریں صورت عشر واجب خواہد شد[۱]۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

سوال (۴۵) آپ نے استفتاء ۶۸۳ (مندرجہ رجسٹر ہذا) میں تحریر فرمایا ہے کہ روایت فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں اور باغوں میں عشر نہیں ہے، اس میں شبہ یہ ہے کہ الامداد شعبان میں یہ لکھا ہے کہ پیداوار میں جس سے آمدنی کرنا مقصود ہو عشر واجب ہوتا ہے خواہ غلہ ہو خواہ پھل، تیس کھیت اور باغ دونوں میں واجب ہے اسی قسم کا جواب حضرت مولانا رشید احمد قدس سرہ کا منقول ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب: اس بارہ میں پہلے بے شک احقر نے بھی یہی لکھا ہے جو آپ نے نقل فرمایا اور الامداد وغیرہ میں بھی یہ مضمون موجود ہے۔ اب چند مدت ہوئی ہے کہ شامی جلد ثانی باب الرکاز میں یہ عبارت نظر پڑی جو ذیل میں درج ہے اور جس کا حاصل یہ ہے کہ اراضی دار الحرب نہ عشری ہیں نہ خراجی

---

[۱] یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطر وسیح کنھر الخ ویجب نصفہ فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیۃ ای دولاب لکثرۃ المؤنۃ وفی کتب الشافعیۃ اوسقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا لاتاباہ (درمختار) کذا نقلہ الباقانی فی شرح الملتقی عن شیخہ البھنسی لان العلۃ فی العدول عن العشر الی نصفہ فی مسقی غرب ودالیۃ ھی زیادۃ الکلفۃ کما علمت وھی موجودۃ فی شراء الماء ولعلھم لم یذکروا ذلک لان المعتمد عندنا ان شراء الشرب لایصح الخ (رد المحتار باب العشر ص ۶۶/۲ و ص ۶۷/۲ و ص ۶۹/۲) ظفیر۔

اور یہ مسئلہ فقہاء کے نزدیک متفق علیہ اور مسلم ومعلوم ہوتا ہے اس عبارت کے دیکھنے کے بعد اس کی اصل معلوم ہوئی، جو حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ نے مالا بد منہ میں تحریر فرمایا ہے کہ مسائل عشر اس کتاب میں اس وجہ سے نہیں لکھے گئے کہ یہاں کی زمینیں عشری نہیں ہیں یا یہاں کی زمینوں پر عشر نہیں ہے ۔ او کما قال ، الغرض تصریح شامی کے بعد اور تحقیق قاضی صاحب مرحوم کے پیش نظر اب احقر یہ لکھنے لگا کہ ہندوستان کی زمینیں عشری نہیں ہیں ، بایں ہمہ احتیاط عشر نکالنے میں ہے ، وہ عبارت یہ ہے تنبیہ قال فی فتح القدیر قید بالخراجیۃ والعشریۃ لیخرج الدار فانہ لا شئی فیھا لکن ورد علیہ الارض التی لا وظیفۃ فیھا کالمغازۃ اذ یقتضی انہ لا شئی فی الماخوذ منھا ولیس کذلک فالصواب ان لا یجعل ذلک لقصد الاحتراز بل للتنصیص علی ان وظیفھما المستمرۃ لا تمنع الاخذ مما یوجد فیھما (الی ان قال) واقول یمکن الجواب بان المراد بالعشریۃ والخراجیۃ ماتکون وظیفتھما العشر او الخراج سواء کانت بید احد اولا فتشمل المفازۃ وغیرھا بدلیل ما قدمناہ عن الخانیۃ من ان ارض الجبل عشریۃ فیکون المراد الاحتراز بھا عن دار الحرب ویدل علیہ انہ فی متن درالبحار عبر بمعدن غیر الحرب فعلم ان المراد معدن ارضنا ولھذا قال القھستانی بعد قولہ فی ارض خراج او عشر الاحصر فی ارضنا سواء کانت جبلاً اوسھلاً مواتاً او ملکاً واحترز بہ عن دارہ وارضہ وارض الحرب اھ ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضھا لیست ارض خراج او عشر[1]

---

[1] ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۴ ج ۲ ۔ ظفیر ۔

اس عبارت سے معلوم ہوتا ہے کہ ارض حرب نہ عشری ہے نہ خراجی، اس لئے اب بوجہ تصریح فقہاء، ہندوستان کی اراضی سے عشر کی نفی لکھنی پڑتی ہے، اور اس کے خلاف اب تک کہیں دیکھا نہیں گیا کہ اراضی حرب میں وجوب عشر کی تصریح ہو، لہٰذا پہلے جو فتوی حسب قواعد عامہ وجوب عشر کا دیا جاتا تھا اب اس کو چھوڑنا پڑا۔

جو زمین مشقت سے سینچی جاتی ہے اس میں عشر

سوال (۴۶) ایک قطعہ زمین جو پہاڑ کے پانی سے سیراب ہوتی ہے مگر محنت ومشقت سے بندھے کر سیراب کی جاتی ہے تو شرعاً اس پر عشر واجب ہے یا نصف عشر۔

الجواب:- شامی باب الرکاز میں ہے واحترز به عن دارہ وارضہ وارض الحرب اھ ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمٰعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر[۱] اس عبارت سے واضح ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینیں نہ عشری ہیں اور نہ خراجی، اور اگر یہ صورت دار الاسلام کے زمین میں ہو تو وہاں بصورت مذکورہ عشر لازم ہوگا کیونکہ مسقی سماء وسیح میں عشر واجب ہوتا ہے کذا فی الدر المختار۔

کن اشیاء میں زکوٰۃ نہیں

سوال (۴۷) ہدایہ میں ہے کہ حسب ذیل چیزوں پر زکوٰۃ عائد نہیں ہوتی، مکان سکونت، پہننے کے کپڑے، اسباب خانہ داری سواری کے جانور، خدمتی غلام لونڈی، ہتھیار مستعمل، باقی چیزوں پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔ ہدایہ کی عبارت یہ ہے قال ابو حنیفۃ رحمہ اللہ فی قلیل ما اخرجتہ الارض وکثیرہ العشر سواء سقی سیحا او سقتہ السماء[۲] زمینداری

---

[۱] دیکھئے رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲ ظفیر [۲]

یا کاشتکاری کے پیداوار میں عشر نکالنا بھی ضروری ہے یا نہیں۔

الجواب: - یہ جو کچھ ہدایہ سے نقل کیا ہے صحیح ہے، ان اشیاء پر زکوۃ نہیں، اور زمین کی پیداوار قلیل وکثیر میں امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ علیہ کے نزدیک عشر لازم ہے، اور یہ بھی فقہاء نے لکھا ہے کہ زمین عشری سے اگر خراج لے لیا گیا تو عشر ساقط نہیں ہوا عشر دینا چاہیئے، خود فقراء کو تقسیم کردے عاشر وغیرہ کی ضرورت نہیں ہے، لیکن رد المحتار میں باب الرکاز[1] میں نقل کیا ہے کہ اراضی حرب میں عشر وخراج کچھ نہیں ہے اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ہندوستان کی اراضی میں عشر نہیں ہے، سرکار نے جو کچھ محصول لے لیا اس کے سوا اور کچھ دینا واجب نہیں ہے۔

ہندوستان کی زمین پر عشر واجب نہیں

سوال (۴۸) ہندوستان کی زمینوں پر عشر واجب ہے یا نہ۔

الجواب: - شامی کی تصریح سے معلوم ہوتا ہے کہ واجب نہیں ہے[2]

کشمیر و پنجاب کی زمین عشری ہے یا خراجی

سوال (۴۹) ہندوستان وکشمیر و پنجاب کی اراضی عشری ہیں یا کہ خراجی۔

الجواب: - قال فی الشامی فی باب الرکاز فی قوله فی ارض خراجية او عشرية الخ واحترز به عن داره وارضه وارض الحرب ثم رأيت عين ماقلته فی شرح الشیخ اسمعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشرا انتهی ص۵۶ جلد ۲

---

[1] دیکھئے رد المحتار باب الرکاز ص۶۱/۲ ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج وعشر رد المحتار باب الرکاز ص۶۱/۲ ظفیر

[2] فان ارضها لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص۶۱/۲) ظفیر۔

اقول وبہ ظہر وجہ قول مؤلف مالابد منہ حیث قال رحمہ اللہ وہمچنیں احکام زمین عشری کہ دریں دیار نیست ومسائل عاشر کہ بر طرق وشوارع باشد مذکور نکردہ شد۔

سندھ وبنگال کی زمین میں عشر کا حکم

سوال (۵۰) اراضی ہندوستان وپنجاب وسندھ وپورب بنگالہ عشری ہے یا خراجی۔

(۲) عشری یا خراجی ہونے کی وجہ کیا ہے۔

(۳) حاکم وقت نصاریٰ جو زمین کا خراج لیتے ہیں یہ خراج ہے یا عشر۔

الجواب:۔ رد المحتار جلد ۲ باب الرکاز میں ہے قال القہستانی بعد قولہ فی ارض خراج او عشر الاحصر فی ارضنا سواء کانت جبلاً امواتاً اوملکا واحترز بہ عن دارہ وارضہ وارض الحرب ثم رأیت عین ما قلتہ فی شرح الشیخ اسمعیل قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ [۱] آخر جملہ فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر سے واضح ہے کہ اراضی ہندو پنجاب وغیرہ نہ عشری ہے اور نہ خراجی۔ اور سرکار انگریزی جو محصول لیتی ہے وہ نہ عشر ہے اور نہ خراج۔

ریاست کی زمین میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۵۱) ہم لوگ ریاست کے رہنے والے ہیں اور لگان مقررہ سرکار کو دیتے ہیں ہم پر عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ خراجی زمین میں عشر نہیں ہوتا اور خراج اور عشر جمع نہیں ہوتے لہذا جس زمین کا محصول سرکاری دیا جاوے اس میں عشر لازم نہیں، لانہ لایجتمع العشر والخراج، شامی [۲]

---

[۱] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲۶ - ظفیر [۲] رد المحتار باب العشر ص ۶۶/۲۶ - ظفیر۔

سوال (۵۲) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی۔

ہندوستان کی زمین نہ عشری ہے نہ خراجی مگر احتیاطاً عشر نکالا جائے

الجواب:۔ شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان کی آراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی، لیکن بعض قواعد اراضی مملوکہ مسلمین کے عشری ہونے کو مقتضی ہیں، کیونکہ اصل وظیفہ اراضی مملوکہ مسلمین کا عشر ہے، اس بناء پر احوط یہ ہے کہ مسلمان اپنی اراضی مملوکہ کا عشر ادا کریں، خصوصاً ان اراضی کا جو کہ معافی دوام ہیں اور ان میں محصول نہیں دیا جاتا[1]۔

سوال (۵۳) زمیندار وہی ہے جو حاکم وقت کو خراج دیتا ہے یا اور کوئی، اور جس نے اس سے اجرت پر لیا وہ مستاجر ہے یا نہیں، زمیندار خود مالک ہے یا سرکار سے مستاجر ہے، عشر کے لئے ملک شرط ہے یا نہیں، مستاجر اور مزارع پر عشر واجب ہونے کے لئے عشری زمین شرط ہے یا نہ۔

مالک زمین زمیندار ہے کاشتکار مستاجر

الجواب:۔ زمیندار وہی ہے جو سرکار کو خراج دیتا ہے اور مالک زمین زمیندار ہے اور عشر کے لئے ملک شرط ہے، لیکن مزارعت واجارہ کی صورت میں صاحبین کا مذہب جو کہ مفتی بہ ہے یہ ہے کہ مزارعت

---

[1] اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوۃ الاموال الظاہرۃ کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابها ان صرف الماخوذ فی محله الآتی ذکرہ والا یصرف فیه فعلیهم فیما بینهم وبین اللہ (در مختار) ای دیانۃً رد المحتار باب زکوۃ الغنم ص ۳۳ ج ۲۔

[2] عشر کیلئے زمین کا مالک ہونا شرط نہیں ہے بلکہ پیداوار کا مالک ہونا شرط ہے اس لئے کہ عشر پیداوار میں ہے نہ کہ زمین میں افاد ان ملک الارض لیس بشرط لوجوب العشر وانما الشرط ملک الخارج لانه یجب فی الخارج لا فی الارض فکان ملکه لها وعدمه سواء بدائع (رد المحتار باب العشر ص ۶۷ ج ۲) ظفیر۔

میں زمیندار اور مزارع دونوں پر بقدر حصہ عشر واجب ہے اور اجارہ کی صورت میں عندالصاحبین مستاجر پر عشر واجب ہے اور امام صاحب موجر پر عشر واجب فرماتے ہیں، بعض فقہاء نے امام صاحب کے مذہب پر فتوی دیا ہے لیکن اس زمانہ میں صاحبین کے مذہب پر فتویٰ دینا اقرب ہے اور در مختار میں حاوی سے منقول ہے وبقولہما ناخذ وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیہما بالحصة الخ[1]

جوخراج سرکار لیتی ہے اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا نہیں

سوال (۵۴) جو محصول سرکار کو دیا جاتا ہے یہ عشر میں محسوب ہوگا یا علاوہ محصول سرکاری کے عشر نکالنا چاہیئے۔

الجواب:۔ خراج اور محصول جو سرکار کو دیا جاتا ہے وہ عشر کو ساقط کرتا ہے کیونکہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے (اصل یہ ہے کہ دار الحرب میں نہ عشر ہے نہ خراج، ورنہ حکومت جو لیتی ہے اس کا مصرف وہ نہیں ہے جو عشر کا ہوتا ہے) ظفیر

عشر کا مصرف اور عشری زمین

سوال (۵۵) زمانہ حال میں عشری زمین کونسی ہے اور اس کا کیا حکم ہے اور اس کا مصرف کیا ہے۔

الجواب:۔ عبارت رد المحتار سے واضح ہوتا ہے کہ بلاد غیر اسلام میں زمین عشری اور خراجی نہیں ہے چنانچہ عبارت اس کی باب الرکاز میں یہ ہے احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر[2]

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۵۵/۲ و ص ۶۶/۲۔ ظفیر [2] ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج وعشر رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲) ظفیر [3] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲۔ ظفیر

اور اگر عشری ہونا تسلیم کیا جاوے تو بوجہ ادائے محصول سرکاری عشر واجب نہیں رہتا کیونکہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے، کذا فی کتب الفقہ[1] اور اگر احتیاطاً عشر دیا جاوے تو ہر ایک مسلمان اپنی زمین مملوکہ کا عشر فقراء و مساکین کو دیدے کیونکہ آراضی مملوکہ مسلمین کا اصل وظیفہ عشر ہے اور مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوۃ کا ہے۔[2]

ہندوستان کی زمین اور اس میں عشر کا حکم

سوال (۵۶) ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی اور عشر میں زکوۃ واجب ہے یا نہیں جو کہ زمینداران کاشتکاری کرتے ہیں اور آراضی کا لگان سرکار کو دیتے ہیں اور جس قدر ان کو منظور ہوتا ہے اپنی کاشت میں رکھتے ہیں جو آراضی خود کاشت کرتے ہیں اس کی پیداوار میں زکوۃ واجب ہے یا نہیں۔ زکوۃ غلہ و تجارت کے مال میں سے جو نکالی جاتی ہے اس میں سال کی قید ہے، یا غلہ تیار ہونے پر، اور زکوۃ پورے غلہ کی حساب سے دی جاوے یا خرچ اخراجات منہا کر کے

الجواب:۔ ردالمحتار باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ ہندوستان جیسے ملک میں کوئی زمین عشری اور خراجی نہیں ہے بناءً علیہ جو محصول سرکار لیتی ہے اس کو خراج نہ کہیں گے اور جبکہ کوئی زمین ہندوستان کی عشری نہیں ہے تو عشر بھی واجب نہ ہوگا لیکن اگر احتیاطاً مسلمان اپنی اراضی کا عشر دیویں تو اچھا ہے اور عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا جس جگہ واجب ہے کل پیداوار

---

[1] لانہ لا یجتمع العشر والخراج (ردالمحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲) ظفیر [2] اخذ البغاۃ و السلاطین الجائرۃ زکوۃ الاموال الظاہرۃ کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابہا ان صرف الماخوذ فی محلہ ای فی باب المصرف وان لا یصرف فیہ فعلیہم فیما بینہم و بین اللہ اعادۃ غیر الخراج (درمختار) قولہ فعلیہم ای دیانۃً کما فی بعض النسخ قال فی الہدایۃ وافتوا بان یعیدوہا دون الخراج (ردالمحتار باب زکوۃ الغنم ص ۳۲ ج ۲) ظفیر

پر واجب ہے اور جس وقت غلہ پیدا ہو اسی وقت واجب ہے سال کی قید اس میں نہیں ہے اور مال تجارت میں سال بھر کے بعد زکوٰۃ لازم آتی ہے، اور زمین عشری اگر مزارعت پر دی جاوے تو اس کی پیداوار میں عند الصاحبین حسب حصہ ہر ایک پر یعنی کاشتکار اور مالک زمین پر عشر لازم آتا ہے اور اجارہ کی صورت میں امام صاحب موجر پر اور صاحبین مستاجر پر عشر لازم فرماتے ہیں[1]۔

غلہ کی زکوٰۃ

سوال (۵۷) ایک شخص مقروض ہے جو کچھ روپیہ اخراجات سے بچتا ہے وہ قرض میں ادا کرتا ہے مگر جو کچھ گھر میں کھیتی ہوتی ہے اس غلہ سے وہ زکوٰۃ نکالتا ہے، درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ در مختار باب العشر میں ہے ویجب مع الدین یعنی عشر باوجود قرض کے بھی لازم ہوتا ہے پس جس جگہ عشر لازم ہے وہاں وجوب عشر کے لئے دین مانع نہیں ہے[2]۔ اور جہاں عشر واجب نہیں ہے وہاں بھی دیدینے میں کچھ حرج نہیں ہے، کما ہو ظاہر۔

مزارع پر عشر ہے یا نہیں

سوال (۵۸) ایک شخص مسلمان ہے اپنے پٹہ کی زمین اپنے مملوکہ جانوروں سے مختلف اجناس کی زراعت کرتا ہے، زمین کی بابت سرکار میں مقررہ لگان داخل کیا جاتا ہے اور گاؤں کے مختلف پیشہ وروں مثلاً ڈھیر، لوہار، بڑھی ڈھنگر وغیرہ کے مقررہ حقوق حسب رواج ملک ادا

---

(۱) یجب العشر الخ بلا شرط نصاب و بلا شرط بقاء و حولان حول الخ والعشر علی الموجر وقالا علی المستاجر (وفی الحاوی وبقولہما ناخذ (وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیہما بالحصۃ (در مختار) قولہ بلا شرط نصاب فیجب فیما دون النصاب بشرط ان یبلغ صاعا قولہ حولان حول حتی لو اخرجت الارض مراراً وجب فی کل مرۃ لاطلاق النصوص (رد المحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲ و ص ۶۷ ج ۲ و ص ۷۰ ج ۲ و ص ۷۵ ج ۲) ظفیر (۲) ویجب مع الدین (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲) ظفیر

کئے جاتے ہیں یہ حقداری بمعاوضہ خدمت ہوا کرتی ہے، آیا مزارع پر علاوہ ان حقوق مذکورہ کے عشر کی ادائے گی بھی لازم ہے یا کیا، مسلمانوں کی حکومت میں صرف عشر لیا جاتا تھا بیت المال میں یہ رقم جمع ہوکر مسلمانوں کے کام آتی تھی اب صورت حال اور ہے اس زمانہ میں مملکت کا انتظام بدل گیا ہے اور ہر زمین پر اس کی حیثیت کے لحاظ سے محصول لیا جاتا ہے، اس محصول کو عشر میں شمار کیا جاوے گا یا نہیں بصورہ ثانیہ حقیقی اخراجات وضع کرنے کے بعد جو پیداوار ہو اس پر عشر ادا کرنا ہوگا یا نہیں اور عشر کا مصرف زمانہ موجودہ میں کیا ہوگا۔

(۲) ہر پیداوار پر علیحدہ علیحدہ عشر ادا کیا جاوے گا یا مختلف اجناس سے جو جملہ آمدنی ہو اس کی قیمت لگا کر دسواں حصہ بنام عشر علیحدہ کیا جاوے

الجواب:۔ اقول قال فی الدر المختار باب العشر یجب العشر فی ...... ارض غیر الخراج الخ بخلاف الخراجیۃ لئلا یجتمع العشر والخراج الخ ملخصا قولہ ارض غیر الخراج اشار الی ان المانع من وجوبہ کون الارض خراجیۃ لانہ لا یجتمع العشر والخراج[۱] الخ اس عبارت سے واضح ہوا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے پس جس زمین سے خراج یعنی محصول سرکاری لیا جاوے اس میں عشر نہیں ہے وفی الدر المختار ایضا بلا رفع مؤن الزرع وبلا اخراج البذر لتصریحھم بالعشر فی کل الخارج[۲] الخ اس سے معلوم ہوا کہ جس زمین میں عشر واجب ہوتا ہے اس کی کل پیداوار میں واجب ہوتا ہے حقوق پیشہ وران وخدام زرع وغیرہ مستثنیٰ نہیں ہوتے اور نہ یہ حقوق مانع

---

[۱] رد المختار باب العشر ص ۶۶ ج ۲ - ظفیر [۲] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب العشر ص ۶۹ ج ۲ و ص ۲۲ ج ۱ ظفیر۔

ادا، وہ وجوب عشر کو ہیں البتہ خراجی ہونا زمین کا مانع وجوب عشر کو ہے، اور مصرف عشر کا وہی ہے جو مصرف زکوٰۃ ہے جو مذکور ہے قول باری تعالیٰ میں انما الصدقات للفقراء والمساکین الآیۃ کذا فی الدر المختار ورد المحتار[1]

(۲) عشر میں ادائے قیمت بھی درست ہے وجاز دفع القیمۃ فی زکوٰۃ وعشر وخراج وفطرۃ ونذر وکفارۃ غیر الاعتاق الخ[2] پس معلوم ہوا کہ اجناس مختلفہ میں ہر ایک جنس کا عشر علیحدہ نکالنا ضروری نہیں ہے بلکہ قیمت کا حساب لگا کر جس جنس میں چاہے کل اجناس مختلفہ کا عشر ادا کر دیوے یا نقد سے ادا کر دیوے۔

نقد لگان والی زمین میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۵۹) ہندوستان کی آراضی عشری ہے یا خراجی، ایک آراضی کو زید نے نقد لگان پر دیا اس میں زکوٰۃ واجب ہے یا کیا، زید سرکار کو مال گذاری اراضی کی ادا کرتا ہے تو اس سے عشر ساقط ہوتا ہے یا کیا، اور عشر غلہ کا صدقہ کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ شامی باب الرکاز میں ہے کہ آراضی ہندوستان کی نہ عشری ہے نہ خراجی لیکن احتیاط عشر کے ادا کرنے میں ہے اور جو زمین عشری ہو اس کی پیداوار میں عشر واجب ہوتا ہے اور اگر آراضی کی آمدنی سے بقدر نصاب مالک کے یا کاشتکار کے پاس حوائج ضروریہ سے بچ جاوے تو بعد حولان حول اس پر زکوٰۃ واجب ہوگی اور عشر غلہ کی قیمت اگر صدقہ کر دی جاوے تو یہ بھی درست ہے اور نہ زمین عشری کا عشر خراج لینے سے ساقط نہیں

---

[1] ای مصرف الزکوٰۃ والعشر الخ ہو فقیر و مسکین الخ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المصرف ص ۹/۲۷ ظفیر [2] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب زکاۃ الغنم ص ۲۹/۲۶ ۔ ظفیر۔

ہو تنا[۱]

بیع شدہ اور موہوبہ آراضی میں عشر

سوال (۶۰) زید کے پاس بیع شدہ اراضی واراضی موہوبہ بھی ہے کیا زید پر آراضی مذکور کا عشر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ عشر اس پر نہیں ہے[۲]۔

گندم، تل، سرسوں، پٹ سن میں زکوۃ کا طریقہ کیا ہے

سوال (۶۱) اشیاء کاشت، دھان تل، سرسوں، سَن، پاٹ وغیرہ زراعت کی زکوۃ کیوں کر دینی ہوگی، زمین مزروعہ کا خزانہ سالانہ تو زمیندار کو دیا جاتا ہے اب پیداوار میں عشر یا زکوۃ دینے کا کیا طریقہ ہے۔

الجواب:۔ دسواں حصہ یا بیسواں حصہ کل پیداوار کا دینا یہ عشر اور نصف عشر کہلاتا ہے اور جس زمین کا محصول سرکار لیتی ہے اس میں عشر ونصف عشر نہیں ہے[۳]۔

عشر چالیسواں حصہ نہیں دسواں حصہ ہے

سوال (۶۲) اگر کوئی زمین کسی غیر مذہب کی ہو یعنی ہندو کی اس کے بعد کسی نصاریٰ نے اس پر قبضہ کرلیا ہو تو اس کی پیداوار میں چالیسواں حصہ نکالنا چاہیئے یہ صحیح ہے یا غلط۔

---

[۱] اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوۃ الاموال الظاھرۃ کالسوائم والعشر لا اعادۃ علی اربابھا ان صرف الماخوذ فی محلہ الآتی فی باب المصرف وان لا یصرف فیہ فعلیھم فیما بینھم وبین اللہ اعادۃ غیر الخراج (درمختار) ای دیانۃ قال فی الھدایہ وا فتوا بان یعید وھا دون الخراج (ردالمحتار باب زکوۃ الغنم ص۳۳/۲) ظفیر [۲] انما الشرط ملک الخارج لانہ یجب فی الخارج لا فی الارض (ردالمحتار باب العشر ص۶۷/۲) ظفیر [۳] کیونکہ دارالحرب میں عشر نہیں ہے لانھا لیست فی ارضھا عشر (ردالمحتار باب العشر ص۶۷/۲) ظفیر۔

الجواب :- زمین کی پیداوار میں مالک زمین پر یا دسواں حصہ آتا ہے یا بیسواں، چالیسواں حصے کے دینے کا حکم زمین کی پیداوار میں نہیں ہے ویسے بطریق صدقہ نفلی جس قدر چاہیں دیدیں مگر فرض نہیں ہے[1]

معافی والی زمین کی پیداوار میں عشر ہے یا نہیں

سوال (۶۳) زید کے قبضہ میں کچھ زمین معافی ہے، یہ عشری ہے یا نہیں۔ زید نے زمین مذکورہ کو اگر خود کاشت کی تو اس پر بلا لحاظ صاحب نصاب ہونے کے اگر زکوۃ واجب ہوگی تو کس قدر۔ اور اگر زید نے یہ معافی زمین کسی غیر شخص کو لگان یا بٹائی پر دیدی تو بھی زکوۃ دینی ہوگی یا نہیں، اگر دینی ہوگی تو کس قدر اور ایک کو یا دونوں کو

الجواب :- روایت شامی باب الرکاز سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان جیسے بلاد کی اراضی عشری وخراجی نہیں ہے[2]۔ اور احتیاط اس میں ہے کہ اس زمین کی پیداوار کا عشر دیا جاوے یعنی اگر خود کاشت کی ہے تو تمام پیداوار کا عشر خود ادا کرے اور اگر کسی کو مزارعت یعنی بٹائی پر دی ہے تو بقدر حصہ ہر ایک عشر دیوے اور نقد اجارہ پر دینے میں عشر بذمہ موجر ہے یا مستاجر علی اختلاف القولین[3]۔

عشر واجب ہے یا فرض

سوال (۶۴) عشر نکالنا فرض ہے یا واجب یا کیا، اور جو کچھ سرکار کو دیا جاتا ہے اس کا کیا حکم ہے۔

---

[1] ای یجب العشر فی الاول ونصف العشر فی الثانی الخ (رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲) ظفیر [2] ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲) ظفیر [3] والعشر علی الموجر قالا علی المستاجر وبقولہما ناخذ وفی المزارعۃ ان کان البذر من رب الارض فعلیہ وان کان من العامل فعلیہما بالحصۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۷۵ ج ۲) ظفیر

الجواب:۔ ایسی تصریح شامی میں ہے کہ دارالحرب میں جہاں کفار کی حکومت ہے وہاں زمینوں میں عشر اور خراج کچھ بھی واجب نہیں ہے، اور جو کچھ سرکار کو محصول دیا جاتا ہے اس کو خراج کے نام سے موسوم نہیں کرنا چاہیئے بہرحال مسلمانوں کے ذمہ ایسی زمینوں کی پیداوار میں عشر یا نصف عشر واجب نہیں ہے ویسے علی سبیل الاحتیاط دیدیویں تو بہتر ہے لیکن فرض و واجب مثل زکوۃ کے نہیں ہے، عبارت شامی باب الرکاز میں یہ ہے ویحتمل ان یکون احترازا عما وجد فی دار الحرب فان ارضها لیست ارض خراج او عشر[۱] الخ پس جملہ فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ اس بارہ میں صریح ہے کہ دارحرب کی زمین میں عشر وغیرہ نہیں ہے، ویسے جو حکام لے لیویں ان کو کون روک سکتا ہے اور وہ جو کچھ چاہیں اس کا نام رکھیں پس جب کہ یہ مسئلہ معلوم ہوا تو اس کے بعد کسی سوال کے جواب کی ضرورت نہ رہی۔

سوال (۶۵) سرکاری لگان سے عشر معاف ہوتا ہے یا نہیں محصولیکہ پیش حکام نصاریٰ در ملک ہند از جانب مالک زمین دادہ می شود مسقط عشر است یا نہ

الجواب:۔ مسقط عشر است[۲]

سوال (۶۶) دس پانچ بگہ والے کے ذمہ عشر ایک کاشتکار کے پاس دس پانچ بگہ زمین ہے اس پر زکوۃ عشر واجب ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں زکوۃ و عشر وغیرہ اس پر واجب نہیں ہے شامی میں ایک روایت ہے کہ دارالحرب کے اراضی پر عشر نہیں ہے[۳]۔

سوال (۶۷) سرکاری لگان دینے کے باوجود عشر دیا جائے یا نہیں باوجود سرکاری معاملہ کے

---

[۱] رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲ ظفیر [۲] ایضاً [۳] فان ارضها ای دار الحرب لیست ارض خراج وعشر (رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲) ظفیر

زمیندار لوگ پیداوار اجناس سے عشر دیں یا نہیں۔

الجواب:۔ وجوب عشر اس صورت میں نہیں ہے اور شامی میں باب الرکاز میں لکھا ہے کہ دار الحرب کی آراضی عشری و خراجی نہیں ہیں یہ دوسری صورت عدم وجوب عشر کی ہے[1]۔

جس زمین کا خراج ہندو زمیندار لیتا ہے اس میں عشر

سوال (۶۸) میرے پاس کچھ زمین ہے کسی زمین کا خراج ہندو زمیندار کو دیتا ہوں، اور کسی زمین کا خراج مسلمانوں کو دیتا ہوں، اب ہم کو عشر دینا ہوگا یا نہیں، میں زمین کو بٹائی پر دیتا ہوں مگر بیج عامل دیتا ہے اس حالت میں کس حساب سے عشر دینا ہوگا۔ اگر نصف بیج میں دوں اور نصف عامل دے تب کس حساب سے دینا ہوگا۔

الجواب:۔ شامی کی ایک روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ آراضی دار الحرب میں خراج و عشر کچھ نہیں ہے اور جن اراضی عشریہ میں عشر لازم ہے اور فرض ہے اس میں فتوی اس پر لکھا ہے کہ مزارعت کی صورت میں زمیندار مالک پر بقدر حصہ عشر لازم آتا ہے یعنی جس قدر غلہ جس کے حصہ میں آوے وہ اس کا عشر ادا کرے[2]۔

عشر مزارع پر ہے یا مالک پر

سوال (۶۹) بصورت مزارعت، عشر بر مالک زمین است یا بر مزارع یا بر ہر دو لازم است۔

الجواب:۔ دراں دیار کہ آراضی آں دیار عشری است بصورت مزارعت بقدر حصہ عشر بر مالک زمین و مزارع لازم است[3] یعنی ہر ایک از ایشاں عشر حصہ خود بدہد ولیکن در رد محتار تصریح است کہ اراضی ہندوستان نہ خراجی

---

[1] ایضاً [2] وفی المزارعة ان کان البذر من رب الارض فعلیہ ولو من العامل فعلیہما بالحصة (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ص ۶۷ ج ۲) [3] ایضاً۔

است ونہ عشری۔

ہندوستان کی زمین عشری ہے یا خراجی

سوال (۷۰) یہاں کی زمین خراجی ہے یا عشری اور مطلب عبارت مالابدمنہ فارسی "وہمچنیں احکام عشر زمین عشری کہ دریں دیار نیست" کیا ہے۔

الجواب:- شامی باب الرکاز میں یہ روایت نقل کی ہے کہ دارالحرب کی آراضی عشری اور خراجی نہیں ہے، اسی بناء پر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی قدس سرہٗ نے مالابدمنہ میں لکھا ہے کہ زمین عشری دریں دیار نیست یعنی چونکہ ہندوستان دارالحرب ہے اس لئے زمین عشری یہاں نہیں ہے اور شامی کی روایت سے معلوم ہوا کہ خراجی بھی نہیں ہے[1]۔ فقط

نہری زمین کا عشر کیا ہوگا

سوال (۷۱) کل اراضی نہری کہ از سعی نصاریٰ معمور شدہ است وقبل ازیں بالکل ویران بود آنچہ پیداوار شدے بہ سبب باراں شدے واکنوں آب بذریعہ نہر در ہر جا میرود ودر سد وخراج ہم بگیرند، بعض مولوی گویند کہ کل آراضی نہری درحکم عشری است کہ عشر دادہ می شود وبعض عکس آں وبعض از بست یکحصہ، کدام قول راجح وکدام مرجوح است

الجواب:- در شامی آوردہ کہ در اراضی دارالحرب عشر وخراج نیست ازیں روایت معلوم شدہ کہ در اراضی ہندوستان عشر واجب نیست ونیز فقہاء تصریح فرمودہ اند کہ اگر در زمین عشری مارا نہا دادہ شود کہ محصول آں وقیمت آں بہ سرکار دادہ میشود دراں نصف عشر یعنی بستم حصہ واجب میشود[2] وایں نیز تصریح است کہ عشر باخراج جمع نمی شود۔ فقط

---

[1] یحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دارالحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر (ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲)

[2] ویجب نصفہ فی مسقی غرب ودالیۃ الخ وفی کتب الشافعیۃ اوسقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا تاباہ (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب العشر ص ۲۹/۲) ظفیر۔

نہری زمین میں عشر | **سوال** (۲/۷) نہری زمین کے پیداوار میں کس قدر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۲) کنواں والی زمین کا عشر | **سوال** (۷/۳) چاہی زمین میں کس قدر زکوۃ واجب ہوتی ہے۔

(۳) بارانی زمین میں عشر | **سوال** (۷/۴) بارانی زمین کس قدر واجب ہے

(۴) تالاب سے سینچی ہوئی زمین میں عشر | **سوال** (۷/۵) جس زمین میں آب پاشی جوہڑ یا تالاب سے کی گئی اس میں کس قدر زکوۃ واجب ہے۔

(۵) زید زمیندار ہے بکر زید کا ہالی ہے جو کل پیداوار کاشت میں ۱/۶ کا شریک ہے اور باقی زید مالک ہے، بالفرض ساٹھ من غلہ پیداوار کل کھیت ہے تو زید کو پچاس من کی زکوۃ دینی چاہیئے یا ساٹھ من کی۔

الجواب:۔ بعض روایات کتب فقہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی آراضی میں عشر نہیں ہے لیکن جس جگہ اور جن آراضی میں عشر ہے وہاں سوال ۱ کا جواب یہ ہے کہ اس میں عشر واجب نہیں ہے اور ۲ میں نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب ہے (۳) اور بارانی زمین میں عشر واجب ہے اور جوہڑ یا تالاب سے اپنی محنت سے پانی دینے میں بیسواں حصہ واجب ہے[۱] (۵) پچاس من کی زکوۃ زید دیدے اور دس من کی بکر دے۔ فقط

مسئلہ عشر | **سوال** (۷/۳) ایک کاشتکار نے اپنی زمین میں چھ روپیہ کل اخراجات کھیتی لگا کر پیداوار آٹھ سو روپیہ کی حاصل کی تو اس پر زکوۃ کتنی رقم کی واجب ہوگی (۲) اسی طرح دوسرکر زمین میں چھ سو روپیہ

---

[۱] یجب العشر الخ فی مسقی سماء ای مطر و سیح کنھر الخ و یجب نصفہ فی مسقی غرب ودالیۃ او سقاء بماء اشتراہ الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب العشر ۲/۶۶ و ۶۸ و ۶۹ ظفیر

لگا کر فصل پر کل پانچسو روپیہ کی پیداوار یعنی اصل لاگت سے بھی یکصد روپیہ کا نقصان رہا تو اب زکوٰۃ کی کیا شکل ہے (۳۷) ایک کاشتکار مندرجہ سوال ۱ کے مطابق تمام اخراجات زمین برداشت کرتا ہے اور بذریعہ موٹھ چاہ سے پانی دے کر کھیت سے فصل حاصل کرتا ہے وہ زکوٰۃ کس طرح ادا کرے (۴) آج کل جو نالیشین عدالت میں دائر ہوتی ہے اور اس میں مدعی کا صرفہ وکیل اور گواہ وغیرہ وغیرہ میں بہت کچھ ہوتا ہے اور مدعا علیہ پر ڈگری اس کے خرچ کی ہوتی ہے تو مدعی کو اصل رقم کے علاوہ صرفہ کی رقم کی جو ڈگری ملتی ہے وہ مدعی کو لینا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ۱ و ۲ و ۳، جن اراضی میں عشر واجب ہے ان میں کل پیداوار کا عشر نکالنا واجب ہے بدون وضع کرنے اخراجات کما فی الدرالمختار بلا رفع مؤن الذرع[1]، اور مزارعت میں کاشتکار اور مالک زمین پر بقدر حصہ عشر واجب ہے[2]۔ اور شامی کی روایت باب الرکاز سے معلوم ہوتا ہے کہ دار الحرب کی زمینوں میں عشر نہیں، اور ۲ میں ایک دوسری تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ اس میں بیسواں حصہ نکالنا واجب ہے۔ باقی جواب بدستور مذکور ہے ۴ یہ اخراجات دراصل بذمہ مدعی ہیں لیکن مدعی علیہ کے تمرد کی وجہ سے نالش کرنی پڑی تو مدعا علیہ سے لینا جائز ہے جو واقعی خرچ ہے وہ لے باقی واپس کر دے۔ فقط۔

کیا عشر میں عامل کا طلب کرنا شرط ہے

سوال (۴۷) زید کہتا ہے کہ ادار عشر کے واسطے طلب عامل شرط ہے جب تک عامل طلب نہ کرے ادا کرنا واجب نہیں

---

[1] الدرالمختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص ۶۹ ج ۲. ظفیر [2] و فی المزارعة ان کان البذر من قبل رب الارض فعلیه ولو من العامل فعلیهما بالحصة (ایضا ص ۷۵ ج ۲) ظفیر

الجواب:- زید کا قول صحیح نہیں ہے صاحب زمین عشری اگر خود اس کا عشر ادا کردے تو یہ بھی درست ہے ویسقط عن صاحب الارض کما لو اَدّیٰ بنفسہ الخ[1] شامی۔ البتہ بحث جدا گانہ ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب ہے یا نہیں۔ شامی نے تصریح کی ہے باب الرکاز میں کہ دارالحرب کی زمین عشری ہے نہ خراجی، تو اس سے معلوم ہوتا ہے کہ دارالحرب میں عشر واجب نہیں ہے اگر استحباباً دیدیں تو بہتر ہے، فقط۔

حکومت کی زمین میں عشر | **سوال (۵)** گورنمنٹ برطانیہ اس علاقہ میں اراضی مربعہ جات تقسیم کرتی ہے تو ان اراضی پر عشر شرعی واجب ہے یا نہ۔ بعض کہتے ہیں کہ واجب ہے، بعض کہتے ہیں واجب نہیں ہے، تو حکم فیصل تحریر فرمادیں۔

الجواب:- اصل یہ ہے کہ سرے سے ہندوستان کی اراضی میں عشر واجب ہونے میں تامل ہے کیونکہ شامی باب الرکاز میں تصریح ہے کہ دارالحرب کی آراضی نہ عشری ہیں اور نہ خراجی، اور ہندوستان دارالحرب ہے لہٰذا بموجب روایۃ باب الرکاز ہندوستان کی آراضی میں مطلقاً عشر واجب نہ ہونا چاہیئے، اور حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی قدس سرہٗ نے مالابد منہ میں اس کی طرف اشارہ فرمایا ہے، اور جو حضرات احتیاطاً ہندوستان کی آراضی میں عشر لازم فرماتے ہیں ان حضرات کے نزدیک مربعہ جات مذکورہ میں اول سے ہی عشر لازم ہوگا۔[2] فقط

ہندوستان میں گذشتہ سالوں کا عشر | **سوال (۶)** السلام علیکم۔ میں دو روز سے بیحد کوفت میں ہوں اللہ تعالیٰ تسہیل کردے میں آج تک غافل رہا اور

[1] ردالمحتار باب العشر ج۲ ص۶۶۔ ظفیر [2] حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر۔

ذہن میں نہیں تھا کہ عشر غلہ بجز زکوۃ واجب الادا رہے غلہ آنے پر معمولاً للہ کچھ دیا جاتا تھا، باحتیاط دسواں حصہ وصول کا نہیں دیا گیا، سالہائے گذشتہ کا کیا کروں کچھ حساب کتاب نہیں، کیا معاف کیا جا سکتا ہے، مدرسہ میں غلہ بھیجنا دشوار ہے، قیمت بھیج سکتا ہوں، نصف عشر کے کیا معنی ہیں میں عشر دوں یا نصف عشر، املاک کا عموماً غلہ مقررہ میں وصول ہوتا ہے اور بڑی مقدار رہ جاتی ہے جو نالش کر کے نقدی میں وصول ہوتا ہے، اس نقدی کا رقم کی ساتھ زکوۃ نقد میں ادا ہوتا ہے، غالباً اس میں کوئی مضائقہ نہ ہوگا۔

الجواب:- السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، والانامہ پہونچا، پہلے ایک زمانہ تک یہی علم رہا کہ ہندوستان کی عشری زمینوں میں عشر واجب ہے، اور رحمۃ اللہ علیہ کی بعض تحریرات کی موافق یہ فیصلہ کیا اور بہت جگہ فتویٰ دیا کہ مسلمانوں کی مملوکہ زمینوں کو عموماً عشری ہی سمجھنا چاہیئے اور عشر دینا چاہیئے کیونکہ آراضی عشریہ میں عشر یا نصف عشر کا نکالنا بحکم آیت واتوا حقہ یوم حصادہ مثل زکوۃ کے فرض ہے، پھر کچھ زمانہ کے بعد مالابد منہ میں حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی یہ تحقیق اور تصریح نظر پڑی کہ ہمنے اپنی کتاب میں زکوۃ کے مسائل کے ساتھ عشر کے احکام اس وجہ سے نہیں لکھے کہ ان دیار میں زمینیں عشری نہیں ہیں اس کے ساتھ یہ ماننا بھی ضروری ہے کہ قاضی صاحب کا یہ حکم فرمانا کہ یہاں عشری نہیں ہیں، اس زمانہ کا متفقہ مسئلہ ہوگا کیونکہ قاضی صاحب حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے خاص تلمیذ اور حضرت شاہ عبدالعزیز وغیرہ حضرات کے ہم عصر ہیں اور سب حضرات باہم متفق ہیں، باہم کوئی

خلاف نہیں ہے، ضروری ہے کہ یہ مسئلہ اس زمانہ کا متفق علیہ مسئلہ ہوگا کہ ہندوستان میں عشری زمینیں نہیں ہیں، پھر اس کے ساتھ عموماً یہ معمول دیکھ کر کہ کوئی اپنے بزرگوں میں عشر کا اہتمام مثل زکوٰۃ کے نہیں کرتا، تعجب ہوتا تھا اور تردد بھی ہوتا تھا اور گویا حضرت قاضی صاحب کی تحقیق کی تائید ہوتی تھی کہ ایسا بھی کیا ہے کہ سب بزرگوں نے عشر کا اہتمام چھوڑ دیا ضرور کوئی بات ہے، جس کی وجہ سے عملاً یہ متروک ہوگیا ہے، چند سال ہوئے ہیں کہ مولانا محمد انور شاہ صاحب یا اور کسی صاحب نے یہ فرمایا کہ شامی باب الرکاز میں یہ روایت ہے کہ دار الحرب کی زمینوں میں عشر واجب نہیں ہے، یہاں کی آراضی نہ عشری ہیں نہ خراجی، اس روایت کو دیکھا اور اس کو دیکھ کر حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب کی تحریر کی وجہ معلوم ہوئی کہ یہی وجہ ہے کہ وہ حضرات ہندوستان کی زمینوں کو عشری نہیں کہتے، کیوں کہ ہندوستان کو وہ دار الحرب سمجھتے تھے۔ شامی باب الرکاز کی عبارت یہ ہے واحترز بہ عن دارہ وارضہ وارض الحرب الخ فان ارضھا لیست ارض خراج او عشر[۱] الخ، اور عبارت مالا بدمنہ کی یہ ہے: "وتفصیل نصاب اجناس سوائم وقدر واجب آں طول دارد ودریں دیار ایں اموال بقدر وجوب زکوٰۃ نمی باشد لہٰذا مسائل زکوٰۃ ان مذکور نکردہ شد وہمچنیں احکام عشر زمین عشریہ کہ دریں دیار نیست ومسائل عاشر کہ بر طریق دشوارع باشد مذکور نکردہ باشد[۲]" اس کے بعد ایک اشکال یہ باقی رہتا ہے کہ حضرت اقدس گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں اور تحریراً وتقریراً اس کو ظاہر فرمایا ہے، غالباً جناب کو بھی یاد ہوگا یا معمول حضرت کا معلوم ہوگا اور اس میں شک

---

[۱] دیکھئے رد المحتار باب الرکاز ص ۶۱/۲ ظفیر [۲] مالا بد منہ ۱۲۔

نہیں۔ نصوص آیات و احادیث کا مقتضا بھی یہی معلوم ہوتا ہے کیونکہ امام صاحب جمیع ما اخرجت الارض میں وجوب عشر کا حکم فرماتے ہیں "اور جیسا کہ زکوٰۃ دار الحرب میں ساقط نہیں ہوتی بلکہ صاحب مال بطور خود ادا کرتا ہے اسی طرح عشر بھی ہر جگہ واجب ہونا چاہیئے، ہاں چونکہ عشر کے وجوب کے لئے زمین کا عشری ہونا ضروری ہے اور جبکہ یہ کہا جاوے کہ دار الحرب کی اراضی عشریہ نہیں ہیں تو وجوب عشر کی کوئی وجہ نہ ہوگی اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ کا قول و فعل احتیاط پر مبنی کہا جاوے، چنانچہ ہمارے مرشد مولانا شاہ رفیع الدین صاحب قدس سرہٗ بھی اپنے خاص لوگوں کو عشر نکالنے کا حکم فرمایا کرتے تھے اور اس بناء پر حضرت والد ماجد صاحب جو کچھ محاصل میں سے بقدر حصہ بندہ کو دیا کرتے تھے کہ وہ دس بیس ڈھڑی تقریباً ہوتا تھا تو بندہ گھر کہلا دیتا تھا کہ دس دھڑی میں سے ایک دھڑی اللہ واسطے دیدو۔[1]

(۲) قیمت عشر دینا جائز ہے[2]

---

[1] درمختار باب زکوٰۃ الغنم کی عبارت غالباً حضرت اقدس گنگوہیؒ کے پیش نظر ہو جس میں صراحت کہ اگر سلطان جائر عشر لے کر اس کے مصرف میں خرچ نہ کرے تو دوبارہ عشر دینا ضروری ہے اخذ البغاۃ والسلاطین الجائرۃ زکوٰۃ الاموال الظاہرۃ کالسوائم والعشر والخراج لا اعادۃ علی اربابھا ان صرف فی محلہ الآتی فی باب المصرف وان لا یصرف فیہ فعلیھم اعادۃ غیر الخراج (درمختار) قولہ فعلیھم ای دیانۃ کما فی بعض النسخ قال فی الھدایۃ وافتوا بان یعید وھا دون الخراج (رد المحتار ص ۳۲ ج ۲) ظفیر

[2] وجاز دفع القیمۃ فی زکاۃ وعشر وخراج وکفارۃ ونذر وفطرۃ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب زکوٰۃ الغنم ص ۲۶ ج ۲) ظفیر۔

(۳) نصف عشر بیسواں حصہ ہے جیسا کہ عشر دسواں حصہ ہے اسی طرح نصف عشر بیسواں حصہ ہے اور یہ فرق پانی کی قیمت وغیرہ کی وجہ سے ہوتا ہے یعنی اراضی عشریہ میں اصل یعنی عشر دسواں حصہ پیداوار کا دینا واجب ہے، لیکن اگر زمین کو پانی دینے میں مزدوری زیادہ صرف ہوئی اور مشقت ہوئی اور خرچ بڑھ گیا تو پھر بجائے عشر کے نصف عشر دینا واجب رہ جاتا ہے جیسا کہ درمختار کی عبارت سے معلوم ہوتا ہے، ویجب العشر فی مسقی سماء ای مطر وسیح الخ ویجب نصفہ فی مسقی غرب ای دلو کبیر ودالیۃ ای دولاب لکثرت المؤنۃ وفی کتب الشافعیۃ او سقاہ بماء اشتراہ وقواعدنا لاتاباہ[1]۔ اور علامہ شامی نے کہا ہے کہ وجہ یہی ہے کہ جب خرچ زیادہ ہوگا۔ بجائے عشر کے نصف عشر یعنی بیسواں حصہ واجب رہ جائے گا۔ فقط۔

عشر وخراج جمع نہیں ہونے کا کیا مطلب ہے

سوال (۷) فقہاء نے جو یہ فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے یہ ان کا فرمانا حکومت مسلمانوں کے لئے مخصوص ہے کہ جس زمین کا خراج لیا جائے اس کا عشر نہیں لیا جا سکتا یا کہ حکومت غیر اسلام کے لئے بھی یہی حکم ہوگا، شامی جلد ثانی میں تصریح ہے کہ کفار حربی جب ہمارے ملک پر غالب آجائیں تو ان کا بھی وہی حکم ہوگا جو بغاۃ کا ہے یعنی اموال ظاہرہ کی زکوٰۃ جس طرح باغیوں کے لینے سے مالک سے ساقط ہو جاتی ہے ایسا ہی متغلب حربی کیلئے سے بھی ساقط ہو جاتی ہے، علامہ کی یہ رائے قابل قبول ہے یا نہیں غرض کہ ہندوستان کی زمین میں عشر واجب ہے یا خراج

الجواب:۔ علامہ شامی نے باب الرکاز میں یہ تصریح کی ہے کہ دارالحرب کی آراضی نہ خراجیہ ہیں نہ عشریہ یعنی وہاں نہ خراج واجب ہے

---

[1] دیکھئے الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب العشر ص ۶۶ ج ۲، و ص ۶۸ ج ۲، و ص ۶۶ ج ۲۔ ظفیر۔

اور نہ عشر، کفار نے جو کچھ خراج لیا گویا وہ خراج شرعی نہیں ہے ورنہ واجب ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان میں جب کہ اس کو دار الحرب کہا جاوے جیسا کہ محققین کی رائے ہے عشر واجب نہیں ہے۔ احتیاطاً اگر کوئی دیدے تو یہ امر آخر ہے اور اس کی تائید حضرت قاضی ثناء اللہ صاحب پانی پتی کی تصریح سے بھی ہوتی ہے جو کہ انھوں نے مالا بدمنہ میں فرمائی کہ ہم نے مسائل عشر اس لئے نہ لکھے کہ ان بلاد میں عشر واجب نہیں ہے[1]۔ پس اگر ہندوستان کی زمینوں کو عشری اور خراجی کہا جاتا تو پھر یہ حکم یہاں بھی جاری ہوتا کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور اس کی تائید اس سے ہوتی ہے کہ مولانا عبد الحی صاحب مرحوم نے اپنے فتاوی میں اس کی تصریح کی ہے کہ ہندوستان میں جس زمین کا خراج لیا جاتا ہے اس پر عشر نہیں ہے اور اسی قاعدہ سے استدلال فرمایا ہے کہ عشر اور خراج جمع نہیں ہوتے اور علامہ شامی کی یہ تحقیق ویظہر لی ان اہل الحرب لو غلبوا علی بلدۃ من بلادنا کذلک[1] الخ صحیح معلوم ہوتی ہے، عبارت باب الرکاز میں یہ ہے واحترز بہ عن دارہ وارض الحرب ثم رأیت علیٰ ما قلتہ فی شرح الشیخ اسماعیل حیث قال ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر الخ[3] ص۶۱ جلد ۲ شامی فقط۔

سوال (۸۷) زمین عشری کون سی ہے اور خراجی کون سی۔ (خراجی و عشری زمین)

سوال (۹۷) عرب کی زمین کل عشری ہے یا بعض عشری اور بعض خراجی۔ (عرب کی زمین عشری ہے یا کیا)

---

[1] ویحتمل ان یکون احترازاً عما وجد فی دار الحرب فان ارضہا لیست ارض خراج او عشر (رد المحتار باب الرکاز ص۶۱/ج۲) ظفیر

[3] رد المحتار باب الرکاز ص۶۱/ج۲، ظفیر

(۳) عشر وخراج دونوں جمع نہیں ہوتے ہیں | **سوال** (۸۰) عشر اور خراج دونوں جمع ہو سکتے ہیں یا نہیں

(۴) کیا عشر کیلئے خلیفۃ المسلمین کا ہونا ضروری ہے | **سوال** (۸۱) عشر کے واسطے خلیفۃ المسلمین کا ہونا شرط ہے یا نہیں

(۵) عجم کی زمین کا حکم | **سوال** (۸۲) زمین عجم کی عشری ہے یا خراجی

(۶) حکومت کے ٹیکس کے ساتھ عشر کا حکم | **سوال** (۸۳) جو خراج رعایا سے وصول کیا جاتا ہے اس کے ساتھ عشر شرعی جمع ہو سکتا ہے یا نہیں۔

(۷) ہندو راجہ کی رعایا پر عشر وخراج دونوں ہے یا ایک | **سوال** (۸۴) ہندو بادشاہ کی رعایا پر عشر وخراج دونوں لازم ہیں یا ایک جیسے کشمیر، نیپال وغیرہ

(۸) مسلمان ریاستوں کی زمین کا حکم | **سوال** (۸۵) مسلمان ریاستوں کا حکم کیا ہے۔

(۹) دارالحرب کی تعریف اور ہندوستان کیا ہے | **سوال** (۸۶) دارالحرب کی کیا تعریف ہے اور ہندوستان دارالحرب ہے یا دارالاسلام۔

الجواب:۔ اصل تو یہ ہے کہ جس زمین کے رہنے والے مسلمان ہو جائیں اور وہ زمین جو مفتوح ہونے کے بعد غانمین میں تقسیم ہو جائے عشری ہے لیکن وہ زمین جو مجہول الحال ہیں یعنی جن کے متعلق یہ معلوم نہیں کہ پہلے ان پر خراج تھا یا عشر، اور اس وقت وہ مسلمانوں کے قبضے میں ہیں تو ان پر بھی عشر لازم ہوگا کیونکہ مسلمان کے حق میں مناسب تر عشر ہی ہے اور گذشتہ حالت کو بھی موجودہ حالت پر ہی قیاس کیا جائے گا، ہدایہ میں ہے وکل ارض اسلم اھلہا او فتحت عنوۃ وقسمت بین المسلمین الغانمین فھی ارض عشر لان الحاجۃ الی ابتداء التوظیف علی المسلم والعشر الیق بہ لما فیہ من معنی العبادۃ الخ[1]

---

[1] ہدایہ باب العشر والخراج ص ۵۷ ج ۲۔ ظفیر

وفی الشامی نقل فی غایۃ البیان ان الامام السرخسی ذکر فی کتاب الجامع ان علیہ العشر بکل حال لانہ احق بالعشر من الخراج وھو الاظھر الخ[1] شامی جلد ۲ (۲) عرب کی تمام زمین عشری ہیں ارض العرب کلھا ارض عشر عالمگیریہ[2] وھدایہ وغیرہ پھر اس کی فقہاء نے تحدید فرمادی ہے۔

(۳) حنفیہ رہ کے نزدیک عشر وخراج دونوں جمع نہیں ہو سکتے ولا عشر فی الخارج من ارض الخراج وقال الشافعی یجمع بینھما الخ ولنا قولہ علیہ السلام لایجتمع عشر وخراج فی ارض مسلم ولان احدًا من ائمۃ العدل والجور لم یجمع بینھما وکفی باجماعھم حجۃ الخ ھدایہ[3] ربع ثانی۔

(۴) خلیفہ نہ ہونے کی صورت میں عشر خود ادا کردے کیونکہ عشر زکوۃ زمین کی ہے قال اللہ تعالیٰ وآتوا حقہ یوم حصادہ الآیۃ[4]۔

(۵) اس میں تفصیل ہوگی، کلیۃً کوئی حکم نہیں لگایا جاسکتا۔

(۶) شامی میں ہے کہ دارالحرب کے زمینوں پر عشر نہیں اور خراج بھی نہیں، ہندوستان چونکہ دارالحرب ہے لہذا یہاں بھی یہی حکم ہوگا ولھذا قال القھستانی بعد قولہ فی ارض خراج او عشر الاحصر فی ارضنا الخ واحترز بہ عن دارہ الخ دار الحرب ثم قال ویحتمل ان یکون احترازًا عما وجد فی دارالحرب فان ارضھا لیست ارض خراج او عشر الخ شامی ج ۲ ص[5] تاہم اگر کوئی ادا کرے تو اولیٰ ہے۔

(۷) حکومت کی طرف سے جو مقرر ہو وہ تو بمجبوری ادا کرنا پڑتا ہے ورنہ یہ بھی

---

[1] ردالمحتار باب العشر تحت قولہ لرضاء ص ۶۱ ج ۲ ۔ظفیر [2] ھدایہ باب العشر والخراج ص ۵۷۰ [3] ھدایہ باب العشر والخراج ص ۵۷۲ ج ۲ [4] سورۃ الانعام رکوع ۱۷

[5] ردالمحتار باب الرکاز ص ۶۱ ج ۲ ۔ ظفیر۔

بحکم دارالحرب ہیں اور خراج اس میں تو کچھ بھی نہیں ہے۔[1]

(۹) دارالحرب کی مختلف تعریفیں کی گئی ہیں اس لئے ہندوستان کے متعلق اختلاف ہے تاہم محقق اور صحیح یہی ہے کہ یہ دارالحرب ہے کیونکہ جس بلاد پر کفار مسلط ہوں وہ بحقیقت دارالحرب ہے[2] فقط۔

مسئلہ عشر کی مختلف صورتیں

سوال (۸۷) عشر اور چالیسواں میں کچھ فرق ہے یا نہیں (۲) کاشتکاری کرنا جائز ہے یا نہیں؟ کاشتکاری جس کی مالگذاری سرکار کو دی جاتی ہے میں عشر یا چالیسواں دینا واجب ہے یا نہیں؟

(۳) زید تین قسم کی زمین کاشت کرتا ہے اولا یہ کہ وہ کسی رئیس امیر سے کچھ کاشت لئے ہوئے ہے، جس کی پیداوار کے نصف نصف حصہ آپس میں تقسیم ہوتے ہیں، مال گزاری مالک دیتا ہے، دوم یہ کہ زید اپنی زمین مملوکہ میں کاشت کرتا ہے اس کی مال گزاری زید ہی سے متعلق ہے، سوئم، یہ کہ زید کے پاس معافی کی زمین ہے اس میں کاشت کرتا ہے، اور مال گزاری دینا نہیں پڑتی، تینوں صورتوں میں زید پر عشر واجب ہے یا نہیں؟

(۵) عشر چالیسواں حصہ دینا فرض ہے یا واجب ہے یا مستحب؟

(۶) عشر چالیسواں سال بھر میں ایک مرتبہ دینا چاہیئے یا ہر فصل پر

---

[1] فان ارضها (ای ارض دار الحرب) ليست ارض خراج وعشر (ردالمحتار باب الركاز ص ۶۱/۲ ج ۲) ظفیر

[2] وقالا بشرط واحد لاغير وهو اظهار حكم الكفر وهو القياس (ردالمحتار باب استيمان الكافر ص ۳۴۹/۳ ج ۳) پوری عبارت اس طرح ہے: لاتصير دارالاسلام دار حرب الا بامور ثلاثة باجراء احكام اهل الشرك وباتصالها بدار الحرب وبان لا يبقى فيها مسلم او ذمی آمنا بالامان الاول (درمختار)

(۷) عشر چالیسواں کے مصارف کون ہیں؟

الجواب:- از ۱ تا ۶ کاشتکاری جائز ہے، جیسا کہ کتب فقہ میں اس کی تفصیل موجود ہے اور جو صورتیں کاشتکاری کے سوال میں لکھی ہیں وہ سب درست ہیں[۱]۔ اور عشر دسواں حصہ زمین کی پیداوار کا ہے اور چالیسواں حصہ زکوۃ میں دینا ہوتا ہے اس کا نام زکوۃ ہے، روپیہ وغیرہ سے بعد سال بھر کے جو چالیسواں دیا جاتا ہے، اور شامی کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ ہندوستان کی زمینوں پر عشر نہیں ہے[۲]۔ لیکن جس جگہ عشر لازم ہوتا ہے وہاں وہاں ہر ایک فصل پر زمین کی پیداوار کا دسواں حصہ مثلاً دس من میں سے ایک من دینا لازم ہوتا ہے[۳] اور زکوۃ روپیہ وغیرہ کا سال بھر میں ایکدفعہ دینا فرض ہے[۴]۔ اور عشر جس جگہ لازم ہے وہاں ہر ایک فصل پر جو آمدنی زمین کی ہو اس میں سے عشر یعنی دسواں حصہ پیداوار کا دینا لازم ہے، اور مصارف عشر و زکوۃ کے فقراء و مساکین وغیرہ ہیں۔ فقط۔

---

[۱] وکذا صحت لو کان الارض والبذر لزید والبقر والعمل للآخر او الارض له والباقی للآخر او العمل له والباقی للآخر فهذه الثلاثة جائزة (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المزارعة ص ۲۳۲/۵) ظفیر [۲] حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر [۳] ویجب العشر الخ فی مسقی سماء وسیح الخ ویجب نصفه فی مسقی غرب ودالیة لکثرة المؤنة الخ او سقاه بماء اشتراه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب العشر ص ۶۶/۲ و ص ۶۹/۲) ظفیر [۴] ولابد من الحول لانه لابد من مدة یتحقق فیها النماء وقدرها الشرع بالحول لقوله علیه السلام لا زکوة فی مال حتی یحول علیه الحول الخ (هدایه کتاب الزکوة ص ۱۶۵/۲) ظفیر

باب سوم

جزیہ

اسلامی حکومت میں بسنے والے غیر مسلم اور ان سے متعلق احکام و مسائل

لفظ جزیہ کی تحقیق بیان فرمائیں | **سوال** (۱) لفظ جزیہ کی کیا اصلیت ہے، سائل اس لفظ پر ادبی اور تاریخی اور مذہبی پہلو سے آگاہی چاہتا ہے اور سہولت کے واسطے حسب ذیل بحثوں پر تقسیم کرتا ہے (۱) اصل میں جزیہ کس زبان کا لفظ تھا، عربی ہی زبان کا لفظ تھا یا فارسی سے معرب کیا گیا۔

(۲) اسلام سے پہلے یہ رائج تھا یا نہیں | اسلام سے پہلے یہ ٹیکس عرب یا فارس میں رائج تھا یا نہیں۔

(۳) اس اصول کے قیام کا منشا کیا ہے | اس اصول کے قائم کرنے سے اسلام کا کیا مقصد تھا، کیا یہ ذمیوں پر ظلم و تعدی کرنے کا ایک آلہ تھا۔

(۴) خلفائے راشدین اور مسلمان سلاطین کے عہد میں کیا دستور رہا | خلفائے راشدین اور سلاطین

وقت کے عہد میں اس کا کیا دستور العمل رہا اور ہر شخص سے کتنا کتنا لیا جاتا تھا۔

(۵) عہد نبوی میں جزیہ ذمیوں سے لیا جاتا تھا یا نہیں اور اس کی مقدار کیا ہے۔

جزیہ کا مال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں ذمیوں سے لیا جاتا تھا یا نہیں، فقہ میں اس کے واسطے کوئی خاص مقدار مقرر ہے یا سلاطین کو اجازت ہے کہ وہ جیسا ملک کی حالت دیکھ کر مناسب سمجھیں وصول کریں۔

الجواب:۔ کتب لغت کے دیکھنے سے ہمیں محقق طور پر یہ معلوم ہوا ہے کہ یہ لفظ عربی ہی ہے جزاءٌ سے ماخوذ ہے وفی الکشاف سمیت جزیۃً لانہا طائفۃ مما علی اہل الذمۃ ان یجزوہ ای یقضوہ او لانہم یجزون بہا من منّ علیہم بالاعفاء عن القتل ص۵۵ کشاف جلد اول مطبوعہ مصر۔ وفی تاج العروس قال الراغب الجزیۃ سمیت بذلک للاجتزاء بہا عن حقن دمہم قال ابن الاثیر الجزیۃ ھی فعلیۃ من الجزاء کانہا جزت عن قتلہ ومنہ قولہ تعالیٰ حتی یُعطوا الجزیۃ الایۃ وجمعہ جزیٰ کلحیۃ ولحیً کما فی الصحاح۔ تاج العروس۔ پس معلوم ہوا کہ علامہ زمخشری اور شارح قاموس کا مختار یہ ہے کہ لفظ جزیہ عربی ہے جزاء سے ماخوذ ہے۔ اور جس نے یہ کہا کہ یہ لفظ فارسی الاصل ہے۔ اصل میں گزیت تھا اس کو معرب کیا گیا۔ خلاف تحقیق ہے کتب لغت میں اس پر کوئی نقل موجود نہیں۔

(۲) اسلام سے پہلے بھی جزیہ فارس میں رائج رہا ہے، مورخ مشہور حافظ ابوجعفر طبری کسریٰ کے ذکر میں لکھتے ہیں والزموا الناس الجزیۃ ما خلا اہل البیوتات والعظماء والمقاتلۃ والھوابذۃ والکتاب ومن کان فی خدمۃ الملک وصیروا باعلی طبقات اثنی عشر درہما وثمانیۃً وستۃً

دار بعة بقدر اکثار الرجل و اقلاله ولم یلزموا الجزیة من کان اتی له من السن دون العشرین وفوق الخمسین۔ طبری جلد ثانی ص۱۲۳ مطبوعہ مصر

(۳۱) اس میں شک نہیں کہ جزیہ سیاست سے تعلق رکھتا ہے چنانچہ اہل فارس نے اس کی اوّلاً بنیاد ڈالی، اور شریعت اسلامیہ کی ہرگز یہ شان نہیں کہ وہ سیاسی اور ملکی امور میں دخیل ہو، شریعت کا مقصد کسی پر حکم رانی نہیں، شریعت کی غرض ہے کہ وہ ان امور کی تعلیم دے جو تکمیل نفس اور تطہیر اخلاق کے اسباب ہوں جن کے اختیار کرنے سے وہ شئی حاصل ہو جائے جو خلقت انسانی کا اصلی راز اور اس کی پیدائش کا درحقیقت منشار ہے لیکن شریعت سیاسی اور ملکی امور سے بالکل برطرف بھی نہیں بلکہ وہ امور بھی جو بحسب الظاہر مملکت اور سیاست سے تعلق رکھتے ہیں مگر درحقیقت مقصد شرعی کی ان سے تکمیل ہوتی ہے شریعت ہی سے محسوب ہوں گے، جب یہ ذہن نشین ہو چکا تو اب سنیئے کہ شریعت کا مقصد یہ ہے کہ اہل عالم شرک اور بت پرستی سے باز رہ کر خدائے واحد کو پہچانیں اور جس غرض کے لئے پیدا کئے گئے ہیں مثلاً یہ کہ اپنے معبود حقیقی کی عبادت کریں اس غرض کی تکمیل میں کوشاں ہوں، چنانچہ پیغمبر آخرالزماں صلی اللہ علیہ وسلم جب مبعوث ہوئے آپ نے جہان مشرکین کو اسلام کی دعوت دی اہل کتاب کو بھی (جو پہلے سے موحد کہلاتے تھے لیکن عناد اور ہوائے نفسانی کے باعث جس کو توحید کہنا چاہیئے اس کا ان میں نام و نشان نہ تھا) توحید حقیقی اور تکمیل ایمان کی طرف بلایا مگر چونکہ ان کے قلوب عناد اور مخالفت حق سے لبریز تھے باوجودیکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقانیت ان پر روز روشن کی طرح عیاں تھی جیسے انسان اپنی اولاد کی شناخت میں دھوکہ نہیں کھاتا اسی طرح آپ کے پہچاننے میں ان سے

کوئی غلطی نہیں ہوئی کما قال اللہ تعالیٰ یَعْرِفُوْنَہٗ کَمَا یَعْرِفُوْنَ اَبْنَاءَھُمْ[1] جب جان بوجھ کر بوجہ عناد و مخالفت یا حرص ریاست آپ کی نبوت کے منکر ہوئے تو شریعت اسلامیہ نے ان کے ہوش میں لانے کیلئے اور ان کی اصلاح نفس کے لئے ایک عمدہ طریقہ جاری کیا ان کو غیرت دلانے کے اسباب پیدا کئے، غلامی کی ذلت سے ڈرایا تاکہ غلامی کی غیرت کھا کر ہوش میں آئیں اور اصلاح نفس کی فکر کریں، اسی باعث ان کی تکمیل ہوجائے، چنانچہ جزیہ جسکے قبول کرنے کو وہ خود بھی ذلت جانتے تھے، اور کسریٰ و نوشیرواں نے ذلیل ہی کرنے کیلئے جزیہ کا نفاذ کیا تھا ان پر مقرر کیا تاکہ ایک زمانہ کے بعد ان کا تعصب جاتا رہے اور جزیہ کی قید سے رہائی چاہ کر دائرۂ اسلامی میں داخل ہوں۔

اس مقصد کی تائید میں خالد بن الولید کا نامہ مبارک درج کرتا ہوں

بسم اللہ الرحمن الرحیم من خالد بن الولید الی رستم ومہران فی ملاء فارس سلام علی من اتبع الھدی اما بعد فانا ندعوکم الی الاسلام فان ابیتم فاعطوا الجزیۃ عن ید وانتم صاغرون، فان ابیتم فان معی قوم یحبون القتل فی سبیل اللہ کما یحب فارس الخمر والسلام علی من اتبع الھدیٰ رواہ فی شرح السنۃ للبغوی[2]۔ پس معلوم ہوا کہ جزیہ کے قائم کرنے سے شریعت کی غرض ان کی اصلاح نفس، تکمیل ایمان، تطہیر اخلاق تھی، یا یہ کہئے کہ عالم میں امن قائم کرنا مقصود تھا اس کو کوئی ظلم نہیں کہہ سکتا۔ یہ عین امن پسندی و انصاف ہے۔

کتاب الخراج سے قاضی ابویوسفؒ کے معلوم ہوتا ہے کہ ابوعبیدہ

---

[1] سورۃ البقرہ۔ [2] مشکوۃ باب الکتاب الی الکفار ص ۳۴۲

بن الجراح امین امت نے خراج اور جزیہ وصول شدہ کو پھر واپس کرا دیا۔

حیث قال نکتب ابو عبیدۃ الی کل وال ممن خلفہ فی المدن التی صالح اهلها یامرهم ان یردوا علیهم ما جبی منهم من الجزیة والخراج۔ ا ھ[1]

اور فتوح الشام میں علامہ ازدی لکھتے ہیں ابو عبیدہ نے حبیب بن مسلمہ کو بلا کر یہ کہا کہ میرا جی چاہتا ہے کہ فلاں فلاں شہروں کے باشندوں سے جو کچھ بطریق صلح ہم نے ان سے وصول کیا ہے ان کو واپس کر دوں، انتہی۔

اب کیا اس کے بعد کوئی صاحب ذوق سلیم کہہ سکتا ہے کہ جزیہ ذمیوں پر قائم کرنا ظلم و ستم کرنے کا ایک آلہ تھا، ہرگز نہیں۔ اس سے ان کی اصلاح نفس مقصود تھی چنانچہ وصول شدہ جزیہ کو واپس کرنا بھی اسی غرض سے تھا تاکہ وہ مسلمانوں کے اخلاق سے گرویدہ ہو کر دائرہ اسلامی میں داخل ہوں اور سمجھ لیں کہ اسلام کی غرض تحصیلِ زر نہیں ہے۔

(۴ و ۵) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین کے عہد میں ذمیوں سے جزیہ لیا جاتا تھا اور جزیہ دو طرح کا تھا ایک وہ جو بطریق صلح مقرر ہوا ہو اس جزیہ کی تعیین صلح پر دائر ہے، جتنی مقدار صلح میں قرار دی گئی اتنی ہی رہے گی، شریعت میں اس کی کوئی مقدار مقرر نہیں سلطان وقت کو اختیار ہے جتنا چاہے مقرر کر سکتا ہے خواہ وہ لوگ جن پر جزیہ مقرر کیا گیا ہے شریعت کی قرار داد پر راضی ہوں یا نہ ہوں، وہ مقدار یہ ہے۔ اعلیٰ درجہ کے غنی پر سال بھر کا جزیہ ۴۸ درہم، ماہواری ۴ درہم اور متوسط درجہ کے غنی پر سال بھر میں ۲۴ درہم ماہواری دو درہم، اور معمولی درجہ کے آدمی پر جو معمولی پیشہ و تجارت کرتا ہو لوگ اس کو غنی نہ کہتے ہوں ماہواری

---

[1] کتاب الخراج لابی یوسف ص۸۱ - ظفیر

ایک درہم، سالانہ بارہ درہم ۔ کما فی الفتح قال ابن الہمام الجزیۃ علی ضربین جزیۃ توضع بالتراضی والصلح علیہا فتقدر بحسب ما علیہ الاتفاق فلا یزاد علیہ تحرزاً عن الغدر واصلہ صالح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجران وہم قوم من نصاریٰ بقرب الیمن علی الفی حلۃ فی العام علی ما فی السنن لابی داؤد عن ابن عباس رضی قال صالح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اہل نجران علی الفی حلۃ النصف فی صفر والنصف فی رجب والضرب الثانی جزیۃ یبتدئ الامام بتوظیفہا اذا غلب علی الکفار ففتح بلادہم واقر علی املاکہم فہذہ مقدرۃ بقدر معلوم شاؤا اوابوا رضوا اولم یرضوا فیضع علی الغنی فی سنۃ ثمانیۃ واربعین فی کل شہر اربعۃ دراہم وعلی المتوسط اربعۃ وعشرین درہما فی کل شہر درہمین وعلی الفقیر المعتمل اثنی عشر درہما فی کل شہر درہماً واحداً۔ [1] اور جزیہ کی قسم اول جسطرح خلفائے راشدین سے منقول ہے قسم ثانی بھی منقول ہے کما فی الہدایہ بعد ذکر القسم الثانی ومن ہذا منقول عن عمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم اجمعین ولم ینکر علیہم احد من المہاجرین والانصار انتہی۔ [2]

---

[1] فتح القدیر باب الجزیۃ ج ۴ ص ۳۶۸ ظفیر [2] ہدایہ باب الجزیۃ ص ۵۷۱ ج ۲ ۔ ظفیر۔

باب چہارم

مرتد

کلماتِ کفریہ اور ارتداد سے متعلق احکام و مسائل

مرزا غلام احمد کے ارتداد کا فتویٰ اور اس کی تعریف کرنے والا فاسق ہے

سوال (۱) خواجہ کمال الدین لاہوری مرزا غلام احمد قادیانی کی فصاحت بلاغت کی تعریف کرتے ہیں یا ان کا استقبال کرنا یا ان کو اپنے یہاں مہمان کرنا کیسا ہے ایسا شخص مرتد ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مرتد تو نہیں، فاسق و عاصی ضرور ہے کہ بے دین کی تعظیم کرتا ہے باقی جو معتقد عقاید قادیانی کا ہے اسکے ارتداد پر فتویٰ علماء کا ہو چکا ہے۔[۱]

---

[۱] ودعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲) قد یکون فی ہؤلاء من یستحق القتل کمن یدعی النبوة او یطلب تغیر شئ من الشریعة ونحو ذالک (ایضا ص۱۸۴) ظفیر۔

یہ دعویٰ کہ مجھ میں رسول اللہ کی روح حلول کر گئی ہے کفر ہے

سوال (۲) ایک شخص دعویٰ کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روح مبارک اور حضرت امام مہدی علیہ السلام کی روح میرے بدن میں حلول کر گئی ہیں وغیرہ، اس اعتقاد کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب:- عقائد مذکورہ کفر کے عقائد ہیں، مدعی مذکور گمراہ اور بے دین ہے[1] اس سے مرید ہونا اور اس کا اتباع کرنا درست نہیں ہے۔ وہ شخص مصداق ضلوا فاضلوا[2] کا ہے، اس کی صحبت سے بچیں، ولنعم ما قال فی المثنوی المعنوی۔

اے بسا ابلیس آدم روئے ہست ؎ پس بہر دستے نباید داد دست

خدا و رسول کا منکر مرتد ہے

سوال (۳) ایک شخص نے یہ الفاظ کہے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں مانتا والعیاذ باللہ ایسے شخص پر حکم ارتداد ہوگا اور نکاح اس کا باطل ہوگا یا نہیں۔

الجواب:- ایسے شخص پر حکم کفر و ارتداد کا ہوگا اور نکاح اس کا باطل ہو گیا، ہکذا فی کتب الفقہ[3]

---

[1] وکذا الکافر بسبب الزندقۃ لا توبۃ لہ الخ والداعی الی الالحاد والاباحی.... کالزندیق وفی الفتح وفی المنافق الذی یبطن الکفر ویظہر الاسلام کالزندیق الذی لا یتدین بدین (در مختار) الا الاباحیۃ والغالیۃ والشیعۃ من الروافض والقرامطۃ والزنادقۃ والفلاسفۃ لا تقبل توبتہم بحال من الاحوال (رد المحتار باب المرتد ص۴۱۳ ج۳ و ص۴۱۴ ج۳) ظفیر [2] مشکوۃ کتاب العلم ص۳۳۔

[3] ذکر فی المسایرۃ ان ما ینفی الاستسلام او یوجب التکذیب فہو کفر (رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲ ج۳) والکفر شرعا تکذیبہ صلی اللہ علیہ وسلم فی شئی مما جاء بہ من الدین ضرورۃ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲) ظفیر

عورت مرتد ہوگئی پھر بعد میں اسلام لا کر دوسرا نکاح کر لیا کیا حکم ہے

سوال (۴) آج کل عورتوں نے نکاح فسخ کرنے کا یہ طریقہ کر رکھا ہے کہ عورت چند یوم کے لئے عیسائی ہو جاتی ہے، پھر کسی دوسری جگہ اسلام لے آتی ہے اور جہاں چاہے نکاح کر لیتی ہے؛ غرض حقیقت میں ترک اسلام نہیں۔ بلکہ خاوند کو چھوڑنا مقصود ہوتا ہے، ایسی عورت کو مرتد کہا جاوے گا یا نہیں اور نکاح فسخ ہو جاتا ہے یا نہیں اور اگر مرتدہ اسلام کی طرف لوٹ آوے تو کیا پہلے ہی خاوند کو دلائی جاوے گی یا اس کو اختیار ہوگا جہاں چاہے نکاح کرے۔

الجواب:۔ ظاہر المذہب حنفیہ کا یہ ہے کہ احد الزوجین کا مرتد ہو جانا موجب فسخ نکاح ہے وارتداد احدہما فسخ عاجل الخ در مختار[1]، لیکن فقہاء نے یہ بھی تصریح فرمائی ہے کہ جو عورت اس لئے مرتد ہو معاذ اللہ کہ شوہر اول کے نکاح سے نکل جاوے اور دوسرے شخص سے نکاح کر لیوے اس کے لئے یہ حکم ہے کہ اس کو مجبور کیا جاوے گا اسلام پر اور شوہر اول سے تجدید نکاح[2] پر وتجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح الخ در مختار[3]۔ اور مشائخ بلخ کا فتوی یہ ہے کہ عورت کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ نہ ہوگا اور وہ بعد اسلام کے شوہر اول کے نکاح میں ہی رہے گی وافتی مشائخ بلخ بعدم الفرقة[4] بردتہا زجراً وتیسراً الخ قال فی النہر والافتاء بہذا اولیٰ من الافتاء بما فی النوادر وفی الشامی وقد کان بعض مشائخنا من علماء العجم ابتلی بامرأۃ تقع فیما

---

(1) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ ظفیر (2) ولو ارتدت لمجیء الفرقة منہا الخ تجبر (ایضاً ص ۵۳۹ ج ۲ و ص ۵۴۰ ج ۲) ظفیر (3) ایضاً ص ۵۴۰ ج ۲ ظفیر۔ (4) ایضاً ص ۵۳۹ ج ۲ و ص ۳۴۰ ج ۲ ظفیر۔

یوجب الکفر کثیراً ثم تنکر وعن التجدید تابی ومن القواعد المشقۃ تجلب التیسیر واللہ المیسر لکل عسیر الخ[۱]

ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال (۵) ہندہ مومنہ ہے اور اس کا شوہر زید یہاں تک فسق و فجور میں مبتلا ہے کہ اپنی زوجہ ہندہ کو نماز روزہ بھی نہیں کرنے دیتا جس وقت وہ نماز پڑھتی ہے زدوکوب کرکے نیت تڑوا دیتا ہے اور کہتا ہے کہ خدا و رسول کیا کر سکتا ہے یہ سب باتیں ملاؤں کی گھڑی ہوئی ہیں اور وہ قرآن پڑھنا چاہتی ہے تو کہتا ہے کہ قرآن کیا چیز ہے یہ تو محمدؐ نے جھوٹی باتیں عربی میں جمع کرکے دنیا کو بہکا دیا ہے۔ ایک دفعہ قرآن شریف میں ٹھوکر مار کر دور پھینک دیا اور اللہ و رسول کی شان میں بہت کچھ بیہودہ باتیں بکی والعیاذ باللہ ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر اور نکاح اس کا فسخ ہوا یا نہ۔

الجواب:۔ وہ شخص مرتد و کافر ہوگیا، اور نکاح[۲] اس کا فسخ ہوگیا لان الارتداد موجب لفسخ عاجلا کذا فی کتب الفقہ[۳]۔

گرعیدہ اسلام کا ہو اور افعال کفر کے تو کیا حکم ہے

سوال (۶) پہلے ایک چماری مسلمان ہوئی اور اپنا نکاح اہل اسلام سے پڑھوایا، چھ ماہ اس شخص کے گھر میں رہی پھر اس چماری کو ہندو جبراً پکڑ کر لے گئے اس کا خاوند کسی اور مقدمہ میں قید ہوگیا تھا پانچ ماہ تک چماری ہندوؤں کے گھر رہی حلال حرام کو مباح جانا اب پھر دوبارہ مسلمان ہوگئی، آیا پہلا نکاح اس کا فاسد ہوگیا یا گیا، اس چماری کا نکاح دوسرے

---

[۱] ردالمحتار للشامی باب نکاح الکافر ص ۵۲۲ ج ۲ ظفیر [۲] من هزل بکفر ارتد وان لم یعتقد للاستخفاف فهو لکفر لعنا د (در مختار) والاستخفاف به و بالمصحف والکعبۃ وکذا المخالفۃ او انکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلک دلیل علی ان التصدیق مفقود (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر [۳] ارتداد احدهما ای الزوجین فسخ عاجل بلا قضاء (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۲۶ ج ۲) ظفیر

شخص سے جائز ہے یا نہیں، یا پہلے خاوند سے طلاق لینی چاہئے۔

الجواب :- جو امور سوال میں درج ہیں ان سے اس چماری کا مرتد ہونا معلوم نہیں ہوتا اگر در حقیقت وہ اپنے اسلام پر قائم رہی اور عقیدہ اسلام کا رہا اگرچہ اعمال میں شریک کفار کے رہی تو وہ مرتد نہیں ہوئی اور اس کا پہلا نکاح قائم ہے بدون اس کے طلاق کے اس کے نکاح سے خارج نہ ہوگی اور دوسرے شخص سے نکاح جائز نہ ہوگا اور اگر اس نے اپنا عقیدہ بدل دیا تھا اور اسلام سے منحرف ہوگئی تھی اور اسلام کا انکار کر دیا تھا تو نکاح سابق اس کا فسخ ہوگیا اب دوبارہ اسلام لانے کے بعد دوسرے شخص سے نکاح صحیح ہے[1]۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنا ارتداد ہے

سوال (۷) ایک صوفی کے مکان پر وعظ ہوا جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں توہین کے الفاظ استعمال کئے گئے اور اہل مجلس میں سے ایک نے اٹھ کر کہا کہ جو کچھ انھوں نے فرمایا ہے بہت صحیح و درست ہے اور پھر ان تینوں شخصوں نے ایک جلسہ عام میں توبہ کی آیا ان کی توبہ قابل یقین ہے یا نہیں اور نکاح رہا یا نہیں۔

الجواب :- اگر کوئی ایسا کلمہ زبان سے نکلا جو شرعاً توہین کا کلمہ ہے اور حکم ارتداد اس پر ہو سکتا ہو تو ایسی[2] حالت میں نکاح ان کا باقی نہیں رہا اور توبہ و اسلام لانا ان کا قبول ہے بعد توبہ کے تجدید نکاح کرنی چاہئے[3] اور پوری بات جبھی معلوم ہو کر آیا اس میں تاویل ممکن ہے یا نہیں۔

---

[1] ایضاً ۱۲ ہ

[2] ویجب الحاق الاستہزاء والاستخفاف بہ وتعلق حقہا لحق وحینئذٍ فیعم حضرۃ الرسالۃ فینبغی القول بکفرہ (در مختار) اجمع عوام اہل العلم علی ان من سب النبی صلی اللہ علیہ وسلم یقتل ۱۲ رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۰ ج ۳ ظفیر

[3] ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۴ ج ۳) ظفیر

قرآن وحدیث کو نہیں مانتا یہ جملہ ارتداد ہے

سوال (۸) ہندہ نابالغہ کا نکاح اس کے والد نے زید سے غیر کفو میں کر دیا تھا، بعد بلوغ کے ہندہ شوہر کے یہاں جانے سے انکار کرتی رہی، ہر چند اس کو سب نے سمجھایا کہ شرعاً تمہارا نکاح ہو گیا ہے اب تم کو وہاں جانا ضروری ہے جس پر ہندہ نے بیساختہ یہ جواب دیا کہ ہم قرآن وحدیث کو نہیں مانتے چاہے مسلمان رہیں یا نہ رہیں، اب ہندہ کا نکاح زید سے قائم ہے یا نہیں

الجواب:- یہ کلمہ کفر وارتداد کا ہے[۱] اور ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے جیسا کہ درمختار میں ہے۔ وارتداد احدہما فسخ عاجل[۲] الخ پس نکاح ہندہ کا زید کے ساتھ قائم نہیں رہا بلکہ فسخ ہو گیا۔

حضرت عیسیٰ کو ابن اللہ کہا پھر بعد میں انکار کیا کیا حکم ہے

سوال (۹) زید اور عمر نے شہادت دی کہ خالد نے اب سے تقریباً چھ ماہ بیشتر فلاں مقام پر حضرت عیسیٰ ؑ کو ابن اللہ کہدیا تھا، اس شہادت کو خالد نے انکار کیا چنانچہ شاہدین نے بھی حلفیہ شہادت دی تھی آیا خالد کا انکار توبہ کا قائم مقام ہے یا نہیں اور اس کی زوجہ بائنہ ہوئی یا نہ، شاہدین نے چونکہ بلا عذر شہادت دینے میں تاخیر کی تو ان کی شہادت معتبر ہوگی یا نہیں۔

الجواب:- درمختار میں ہے شھدوا علی مسلم بالردۃ وھو منکر لایتعرض لہ لا لتکذیب الشھود العدول بل لان انکارہ توبۃ ورجوع یعنی فیمتنع القتل فقط وتثبت بقیۃ احکام المرتد کحبط عمل وبطلان وقف

---

[۱] من ھزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف (درمختار) ای تکلم بہ باختیارہ غیر قاصد معناہ (ردالمحتار باب المرتد ج ۳ ص ۲۹۵)

[۲] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ج ۲ ص ۵۳۹ ۔ ظفیر۔

و بینونۃ زوجتہ۔ الخ[1] اس سے معلوم ہوا کہ انکار اس کا توبہ ہے اور رجوع ہے اس سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے لیکن زوجہ اس کی بائنہ ہو جاوے گی لہذا تجدید نکاح کرے اور تاخیر شہادت حسبۃً بیشک اگر بلا عذر ہو تو موجب رد شہادت ہے لیکن قاضی شرعی کا موجود نہ ہونا یہ خود عذر تاخیر شہادت کا فی ہے۔

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال (۱۰) ایک شخص مسلمان ایک ہندو حجام سے مرید ہوا، اور نماز روزہ سب احکام شریعت چھوڑ کر ہندوؤں کی طرح پیشانی میں سندور، چندن دیگر درخت تلسی کو پوجتا ہے، اس کی زوجہ اس کی نکاح میں ہے یا نکاح ثانی اس کا جائز ہے۔

الجواب:۔ مرتد ہونا احد الزوجین کا سبب فسخ نکاح کا ہے، کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[2] الخ اور امور مذکور جن کا ارتکاب شوہر نے کیا پرستش غیر اللہ وغیرہ یہ امور موجب ارتداد ہیں قال اللہ تعالیٰ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ[3] الآیۃ وقال تعالیٰ لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقھن ان کنتم ایاہ تعبدون[4] الآیۃ وفی رد المحتار ج ۳ ص ۲۸۴ وبالجملہ فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بھا اخلال بالایمان کالسجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف بالمصحف وبالکعبۃ[5] الخ

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۳ ج ۳) ظفیر

[2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ ظفیر [3] سورۃ البینۃ

[4] حم السجدۃ ۷-۱۹

[5] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳ ظفیر۔

اگر گناہ ہے تو میں اکیلا جواب دہ ہوں کلمہ کفر نہیں ہے

سوال (۱۱) ایک مسلمان کہنہ مسجد کو خلاف حکم خدا ورسول کے بنوا رہا ہے، دوسرے شخص نے اس کو فتوی دکھایا جس میں درمختار اور شامی کی عبارت ہے، اس کے جواب میں اس نے کہا کہ مجھے بنوانے دو اگر گنہ ہے تو تم سب بری ہو، سب کا گنہ میرے اوپر رہا، میں اکیلا خدا کو جواب دے لوں گا، اس شخص نے کہا کہ توبہ کرو یہ الفاظ بہت برے ہیں اس نے کہا نہیں کرتے توبہ نہیں کرتے، اس شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے ان الفاظ سے کفر لازم آتا ہے یا نہ اور دوسرا شخص بھی گنہ گار ہو گا یا نہ۔

الجواب:۔ وہ شخص سخت گنہ گار ہوا توبہ کرے اور انکار کرنا توبہ سے سخت گنہ ہے کفر تو اس وجہ سے نہیں کہہ سکتے کہ یہ تاویل ممکن ہے کہ کسی کے کہنے سے وہ توبہ نہیں کرتا، بہر حال ایسے شخص سے خطاب نہ کیا جاوے قَالَ اللّٰہ تعالیٰ وَاِذَا خَاطَبَھُمُ الْجَاھِلُوْنَ قَالُوْا سَلَامًا[۱]، اور ایک کا گنہ دوسرے کے ذمہ نہیں ہو سکتا۔ بحکم ولا تزر وازرۃ وزر اُخریٰ[۲]۔

مرشد کو رسول وخدا کہنے والا مرتد کافر ہے

سوال (۱۲) جو شخص مرشد کو رسول اور خدا کہے اس کی نسبت کیا حکم ہے، جو شخص تذکرہ قیامت میں کہتا ہے کہ آگے چل کر سب کچھ معلوم ہو جائے گا دوسرا شخص اس کے جواب میں کہتا ہے کہ آگے کیا دیکھنا ہے مٹی سے مٹی مل جائے گی، اس ملک میں بہت رواج ہے کہ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھتے ہیں اور جو شخص باری تعالیٰ کے نور سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نور کہتا ہے اس کا کیا حکم ہے اور توبہ سے انکار کرتے ہیں۔

الجواب:۔ جو شخص مرشد کو رسول اور خدا کہتا ہے وہ کافر و مرتد ہے

---

[۱] الفرقان۔ ۶۳۔

[۲] سورۃ النجم۔ ۲

اور کافر کہنا مسلمان کا خود کفر ہے، اور انکار حشر و نشر و حساب و کتاب بھی کفر ہے[1] اور توبہ سے انکار کرنا بھی مسلمان کا کام نہیں ہے اور فاتحہ پڑھنی کھانا سامنے رکھ کر خلاف سنت ہے اور بدعت ہے اور اللہ تعالیٰ کے ذاتی نور میں کسی کو شرکت نہیں ہے پس کمثلہ شیئ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات میں کسی کو شریک کرنا شرک جلی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نور کا تجزیہ کرنا بھی کفر و شرک ہے۔

قرآن حکیم کو گالی دینا کفر ہے

سوال (۱۳) ایک شخص نے قرآن شریف کو سخت گالی دی اور توبہ کرنے سے صاف انکار کر دیا شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ قرآن شریف کو گالی دینا کفر ہے[2] والعیاذ باللہ پس اس شخص سے جب کہ وہ توبہ اپنے کفر سے بھی نہیں کرتا، مرتدین اور کفار کا معاملہ کرنا چاہیئے اور اس سے قطعاً علیحدگی اور متارکت کی جاوے قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین[3] الآیۃ

مرتد سے تعلقات اور میل جول حرام ہے

سوال (۱۴) ایک مسلمان عیسائی ہو گیا اس سے دوستی اور محبت رکھنا اور خندہ پیشانی ہو کر ملنا اور کھانا پینا کیسا ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص جو اسلام سے پھر کر عیسائی ہو گیا مرتد ہے اس سے تعلقات اور میل جول رکھنا حرام اور ناجائز ہے، اور بخندہ پیشانی اس سے مصافحہ کرنا اور ملنا اور اس کے ساتھ مواکلت و مشاربت رکھنا

---

[1] من هزل بلفظ الكفر ارتد وان لم يعتقده للاستخفاف (در مختار) واشار الى ذلك بقوله للاستخفاف فان فعل ذلك استخفاف واستهانة بالدين اه (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر [2] وبالجملة فقد ضم الى التصديق بالقلب واللسان فى تحقق الايمان امور الاخلال بها اخلال بالايمان اتفاقا كالسجود للصنم وقتل نبى والاستخفاف به وبالمصحف والكعبة (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲) ظفیر [3] الانعام - ۱۴ -

ناجائز اور ممنوع ہے ایسے لوگ جو اس مرتد کے ساتھ بخندہ پیشانی ملے اور ساتھ کھایا پیا گنہ گار ہوئے اس سے توبہ کریں اور آئندہ سے اس سے اجتناب کریں[1]

حالت غصہ میں کلمہ کفر نکالنا

سوال (۱۵) غصہ کی حالت میں چونکہ عقل مغلوب ہو جاتی ہے اگر کلمہ کفر نکل جاوے تو قائل کافر ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ غصہ کی حالت میں کلمہ کفر زبان سے نکل جانے سے بھی کفر ہو جاتا ہے توبہ کرنی چاہئے اور تجدید اسلام کرنی چاہئے[2]

قرآن کی تحقیر کفر ہے

سوال (۱۶) زید و عمر میں معاملہ بیع و شرا میں تنازع ہوا، زید نے اس بیع کی قیمت عسہ تبلائی عمر نے کہا کہ تم قرآن شریف ہاتھ میں لے کر اٹھا جاؤ میں منظور کر لوں گا، زید نے کہا کہ قرآن شریف پر نعوذ باللہ کتے پیشاب کریں، زید پر اس کلمہ قبیحہ کے تکلم کرنے سے کیا حکم ہوتا ہے۔

الجواب:۔ زید بوجہ تکلم اس کلمہ قبیحہ کے کافر و مرتد ہوا اور اس کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہو گئی، تجدید نکاح و تجدید اسلام و توبہ و استغفار اس پر واجب ہے، رد المحتار میں مسائرہ سے نقل کیا گیا ہے وبالجملۃ فقد ضموا الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بہا اخلال بالایمان اتفاقا کترک السجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ وبالمصحف والکعبۃ الخ[3]

---

[1] ومن ارتد عرض الحاکم علیہ الاسلام استحبابا الخ وتکشف شبہتہ الخ ویحبس وجوبا ثلاثۃ ایام فان اسلم فیہا والا قتل لحدیث من بدل دینہ فاقتلوہ) الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳۔ [2] من ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف (در مختار) ای تکلم بہ باختیارہ غیر قاصد معناہ وہذا لاینافی ما مر ان الایمان ہو التصدیق فقط او مع الاقرار لان التصدیق وان کان موجودا حقیقۃ لکنہ زائل حکما (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ملخص۔

زوجین میں سے کسی کے کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال (۱۷) ہندہ کا نکاح زید سے چھ سات برس ہوئے ہوا تھا، زید نے اتنے عرصہ میں کسی قسم کا حق ہندہ کا ادا نہیں کیا زید کو نہ مجامعت پر قدرت ہے نہ نان ونفقہ دیتا ہے بلکہ زید کو عادت اغلام کرانے کی ہے جس کی وجہ سے مجامعت پر قدرت نہ رہی اور والدین کے بہکانے کی وجہ سے طلاق نہیں دیتا، زیادہ تکلیف پہونچنے کی وجہ سے اکثر اوقات ہندہ کی زبان سے کلمہ کفر کے بھی جاری ہوجاتے ہیں تو ہندہ بوجہ کلمہ کفر کے عقد نکاح سے باہر ہوگئی یا نہیں، اگر نہیں ہوئی تو ایسی صورت تحریر فرمائیں کہ ہندہ زید سے علیحدہ ہوجاوے۔

الجواب:- بدون طلاق دینے شوہر کے کوئی صورت علیحدگی کی نہیں ہے البتہ اگر کلمہ کفر زوجین میں سے کسی کی زبان سے ایسا نکل گیا ہے جو باتفاق کفر ہے تو اس سے نکاح فوراً فسخ ہوجاتا ہے لیکن فسخ نکاح کے لئے یہ ضرور ہے کہ وہ کلمہ کفر کا ایسا ہو کہ اس میں گنجائش تاویل کی نہ ہو۔ اور مسئلہ یہ بھی ہے کہ شوہر سے زبردستی سے اگر طلاق کہلا دیا جاوے تب بھی طلاق پڑ جاتی ہے لقوله عليه الصلوٰة والسلام ثلث جدهن جد وهزلهن جد الحديث[1]

شریعت کا منکر کافر ہے

سوال (۱۸) اگر کوئی شخص شریعت کا انکار کرے اور کہے کہ ہم شریعت کو نہیں مانتے تمہاری شرع تمہارے گھر میں آیا وہ شخص مرتد ہوگیا یا نہیں، اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوگئی یا نہیں۔

(۲) ایک مجلس میں ایک مولوی کے ساتھ کچھ مسائل شرعیہ کا تذکرہ ہو رہا تھا ناگاہ ایک شخص نے آکر بطور بغض کے علماء کی بہت ہی حقارت واستہزاء توہیج کرنی شروع کی ایسے شخص کے لئے کیا حکم شرعی ہے۔

---

[1] مشکوٰۃ کتاب الطلاق ص۲۸۴۔ ظفیر

الجواب۔ اقول وباللہ التوفیق قال فی رد المحتار وفی الخلاصۃ وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر[1] اھ ۲۸۹ باب المرتد وفیہ عن جامع الفصولین وعلی ھذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لاحقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لایکفر حینئذ واللہ تعالیٰ اعلم[2] ۲۸۹/۳ شامی وقد سئل فی الخیریۃ عمن قال لہ الحاکم ارض بالشرع فقال لا اقبل فافتی مفت بانہ کفر وبانت زوجتہ فھل یثبت کفرہ بذلک فاجاب بانہ لاینبغی للعالم ان یبادر بتکفیر اھل الاسلام الی اخرہ[3] وفی الدر المختار والفاظہ تعرف فی الفتاوی بل افردت بالتالیف مع انہ لایفتی بالکفر بشیٔ منھا الا فیما اتفق المشائخ علیہ کما سیجئ قال فی البحر وقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منھا[4] ونقل تمام عبارتہ فی الشامی وفی آخرہ فعلی ھذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لایفتی بالتکفیر فیھا ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشئ منھا اھ کلام البحر باختصار شامی[5] ص۲۸۵ بس گنہگار ہوا کافر نہیں ہوا

جو شخص مسجد کی توہین کرے اور امام کو گالی دے

سوال (۱۹) اگر کوئی شخص اپنے ثروت کے گھمنڈ سے یہ کہے کہ میں مسجد پر پیشاب کرتا ہوں اور امام کو گالیاں دے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے اور جو اشخاص اس کے مددگار ہیں اور مسجد کے

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص۲۹۹/۳۔ ظفیر [2] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۹/۳۔ ظفیر [3] ایضا [4] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲/۳ و ص۲۹۳/۳۔ ظفیر [5] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۳/۳ ظفیر۔

لوٹوں کو خراب کریں اور ان سے طہارت کریں ان کے لئے کیا حکم ہے اور وہ لوٹے پاک رہ سکتے ہیں۔

الجواب:- ایسے شخص کے لئے شریعت میں کفر کا خوف ہے توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے اور جو لوگ اس فاسق و فاجر کے مددگار ہوں وہ بھی عاصی و فاسق ہیں، توبہ کریں اور آئندہ ایسے حرکات سے باز آویں[1] اور مسجد کے لوٹوں کو خراب نہ کریں اور ان لوٹوں کو ناپاک نہ سمجھیں کیونکہ جب تک نجاست کا لگنا یقینی طور سے معلوم نہ ہو اس وقت تک ناپاکی کا حکم نہیں کیا جاتا[2]۔

شریعت کی جگہ اگر رواج کو مانے تو کیا حکم ہے

سوال (۲۰) وکیل مدعی علیہ نے مدعی سے کہا کہ تم شرع محمدی مانتے ہو یا نہیں تو مدعی نے کہا جس طرح رواج ہے تم اس طرح کرو یہاں شرع کا کیا کام اس شخص کی نسبت

الجواب:- مسلمان کو شرع محمدی کا نہ ماننا اور یہ کہنا کہ رواج کے موافق کرو یہاں شرع کا کیا کام ہے سخت گنہ ہے جس میں خوف کفر ہے اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہیئے اور تجدید ایمان کرنی چاہیئے[3]۔

باتفاق علماء قادیانی کافر ہیں

سوال (۲۱) ایک شخص داخل فرقہ قادیانی ہو گیا ہو گیا ہے اور خیالات و عقائد مرزا قادیانی کے رکھتا ہے، اب اس کی تکفیر کی جائے یا نہیں، اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو جائے گی یا نہیں

الجواب:- علماء اہل حق نے باتفاق قادیانی کی تکفیر فرمائی ہے کیونکہ عقائد و اقوال اس کے باتفاق کفر ہیں، پس جو شخص قادیانی ہو جاوے اور

---

[1] سئل کوا لشارح ان ما یکون کفراً اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح زرد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹ ج ۳۔ ظفیر [2] الیقین لا یزول بالشک فقہ کا ایک قاعدہ کلیہ ہے۔ ظفیر [3] من استہان الشریعۃ والمسائل التی لابد منہا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۵) ظفیر

عقائد اس کے مثل مرزا قادیانی کے ہو جاوے اور مثل عقاید قادیانیوں کے وہ مرزا کو نبی جانے وہ کافر و مرتد ہے اور مسئلہ فقہ کا ہے کہ مرتد ہو جانا کسی کا زوجین میں سے فوراً موجب فسخ نکاح ہے در مختار میں ہے وارتداد احدہما فسخ عاجل [۱] الخ لہٰذا زوجہ اس شخص کی جو کہ قادیانی ہو گیا اس کے نکاح سے خارج ہو گئی۔

ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال (۲۲) اگر کوئی شادی شدہ مسلمہ عورت اہل سنت والجماعت اپنے مذہب سے منحرف ہو کر مثلاً شیعہ یا مرزائی یا کسی اور ایسے مذہب میں چلی جائے جو غیر اسلام ہو تو کیا اس کا سابقہ نکاح بحالت اسلام صحیح رہ سکتا ہے کہ نہیں۔

الجواب: اگر سنیہ مسلمہ عورت منکوحہ نے کوئی ایسا مذہب اختیار کیا جو باتفاق کفر وارتداد ہے جیسے مرزائی ہو جانا یا غلاۃ روافض میں سے ہو جانا تو نکاح اس کا شوہر سابق سے فوراً ٹوٹ جاتا ہے، کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل [۲] الخ

مرزائیوں کے کفر پر علماء کا اتفاق ہے

سوال (۲۳) ایک عورت کا شوہر مرزائی ہو گیا چار یا پنج سال کا عرصہ گذر چکا، عورت شوہر کو زمرۂ کفار میں شمار کرتی ہیں، اور وہاں جانے پر رضامند نہیں ہے، کیا شوہر کے مرزائی ہونے سے نکاح فسخ ہو گیا یا نہیں؟

الجواب: مرزائیوں کے کفر پر علماء کا فتویٰ ہے، پس جبکہ خاوند اس عورت کا مرزائی ہو گیا تو نکاح فسخ ہو گیا، کما فی الدر المختار وارتداد

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر

[۲] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر

احدہما فسخ عاجل[۱] الخ پس اس عورت کو اسکے شوہر مرزائی سے جس طرح ہو سکے علیحدہ کر دیا جاوے اور عدت کے بعد دوسرا نکاح کر دیا جاوے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد دعوی نبوت کفر و ارتداد ہے

سوال (۲۴) جس شخص کا قول اپنی نسبت یہ ہو کہ جس کو امن و ایمان اور صراط مستقیم درکار ہو تو وہ سلطان الاولیاء، خاتم الولایت علیہ الصلوۃ کے موجودہ خلیفہ احمد زماں نامی کے پاس آکر صراط مستقیم کا راستہ دیکھیں، شخص مذکور اور اس کے معاونین کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے اور اس دعوے کے ضمن میں مہدی موعود اور رسالت کے بھی دعوی ہیں، ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے یا نہ۔ اور وہ شخص مریدوں سے احمد زماں رسول اللہ کہلاتا ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: وعن ابی ہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یکون فی آخر الزمان دجالون کذابون یاتونکم عن الاحادیث بما لم تسمعوا انتم ولا آباءکم فایاکم وایاھم لا یضلونکم ولا یفتنونکم رواہ مسلم[۲]۔ اور بعض روایات میں ہے کہ تیس دجال ہوں گے ہر ایک ان میں سے دعوی نبوت کرے گا۔ الحدیث، پس شخص مذکور جو کہ اپنے مریدوں سے اپنی نسبت رسول اللہ کہلاتا ہے اور اس کلمہ سے ان کو منع نہیں کرتا اور ہدایت صراط مستقیم کو اپنے اتباع میں منحصر جانتا ہے اور کہتا ہے وہ بالیقین دجال و کذاب ہے اور اہل باطل اور ضال و مضل ہے، مسلمانوں کو اس کی صحبت سے اور اس کی گمراہی سے احتراز لازم ہے، زیادہ لکھنے کی اس میں ضرورت نہیں ہے کیونکہ بطلان اس کا اور اس کے طریقہ کا اظہر

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر

[۲] مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص ۲۸۔ ظفیر۔

من الشمس ہے جب کہ حق تعالیٰ کا ارشاد صریح ہے مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ[1] اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صاف فرماتے ہیں فلا نبی بعدی[2] کہ میرے بعد کوئی نبی نہ ہوگا تو پھر مدعی نبوت کے اہل باطل و اہل ضلال ہونے میں کسی مسلمان کو کیا شبہ ہو سکتا ہے اور اس کے کفر و ارتداد میں کیا ریب و تردد ہے۔

مسلمان عورت گھر سے نکل کر آریہ ہوگئی تو نکاح فسخ ہوگیا

سوال (۲۵) اگر کوئی مسلمان منکوحہ عورت اپنے خاوند کے گھر سے نکل کر آریہ ہوگئی یا عیسائی ہوجاوے تو اس کا نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- زوجین میں سے کسی ایک کا مرتد ہونا فوراً نکاح کو فسخ کرتا ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدهما فسخ عاجل[3] پس جبکہ کوئی عورت مسلمہ آریہ یا عیسائی ہوگئی تو نکاح اس کا اس کے شوہر سے فوراً فسخ ہوگیا، اگر وہ پھر اسلام لاوے گی تو تجدید نکاح ضروری ہے اور فقہاء نے اس پر فتویٰ دیا ہے کہ عورت اگر مرتد ہوجاوے تو اس کو مجبوراً مسلمان کیا جاوے اور شوہر اول سے تھوڑے سے مہر پر اس کا نکاح کیا جاوے۔[4]

کلمۂ کفر کے بعد بھی توبہ قبول ہو سکتی ہے

سوال (۲۶) ایک شخص ملازم نے ایک مجرم کو بحکم افسر گرفتار کیا۔ بعد میں ایک دو آدمی نے آکر اس ملازم سے کہا کہ یہ مجرم

---

[1] الاحزاب ۴۰۔

[2] ختم بی الرسل وانا خاتم النبیین متفق علیہ (مشکوٰۃ باب فضائل سید المرسلین ص۵۱۱) ظفیر

[3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۶ ج۲۔ ظفیر۔

[4] لو ارتدت اخ تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجراً لها بمهر یسیر کدینار وعلیہ الفتویٰ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص۵۴۰ ج۲) ظفیر

چھوڑ دو، مگر ملازم نہ مانا اور اصرار کرنے پر ملازم کی زبان سے یہ الفاظ نکل گئے کہ اگر پیغمبر بھی آجائے یا کہے تو بھی میں نہیں چھوڑ سکتا، اس پر اس کو علماء نے کفر کا فتویٰ دیدیا ہے اور کہتے ہیں کہ تمہاری توبہ قبول نہیں ہو سکتی۔ آیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں، اور اس کو معافی کس طرح مل سکتی ہے۔

الجواب:۔ توبہ اس کی قبول ہوگی اس کو چاہیئے کہ تجدید ایمان کرے اور توبہ کرے قال اللہ تعالیٰ وھو الذی یقبل التوبۃ عن عبادہ الآیۃ[1]

قرآن شریف کو از راہ تمسخر پھینکنا کفر ہے

سوال (۲۷) زید نے اپنی دختر نابالغہ کا نکاح عمر سے کر دیا۔ عمر محض بے علم جاہل فاسق فاجر تارک صلوٰۃ وصوم و زانی ہے، مریم کو ایذاء پہنچاتا ہے، بارہا قرآن شریف کو بوقت تلاوت پھینک دیا، اگر زید مریم کو اب پھر عمر کے یہاں بھیجے تو مریم ارادہ خودکشی کا رکھتی ہے اور عمر ارادہ مریم کے مارنے یا فروخت کرنے کا رکھتا ہے تو شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ قرآن شریف کا از راہ استخفاف پھینک دینا کفر وارتداد ہے[2] ایسی حالت میں اس کی زوجہ مریم اس کے نکاح سے خارج ہوگئی[3]، پس مریم

---

[1]

[2] والکافر بسب نبی من الانبیاء فانه یقتل حداً ولا تقبل توبته مطلقاً (در مختار) یعنی انه جزاؤه القتل علی وجه کونه حداً قوله لا تقبل توبته لان الحد لا یسقط بالتوبة وافاد انه حکم الدنیا واما عند الله تعالیٰ فهی مقبولة (رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۲/ج ۳)

[3] وبالجملة قد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بها اخلال بالایمان اتفاقاً کسجود الصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲/ج ۳) ظفیر

[4] وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۶/ج ۲) ظفیر۔

کو عمر کے گھر نہ بھی جاوے اور دوسرا نکاح اس کا بعد عدت کے درست ہے۔

کہنا کہ خدا اور قرآن سے فیض نہ ہوا کفر ہے

سوال (۲۸) چند مسلمانوں نے ہنود کی طلب موافقت و مشارکت پر ہنود کے ساتھ راج گدی کو (کہ ایک مورت ہوتی ہے) کھلان اور پھول چڑھانے سے پوجا اور ہنود کے ساتھ جَی جَی بولتے گئے اور بعض نے ان میں سے یہ بھی کہا کہ ہم کو خدا اور قرآن سے کچھ فیض نہ ہوا تو وہ مشرک ہوئے یا نہ۔

الجواب:۔ اس صورت میں ان کو تجدید اسلام و تجدید نکاح لازم ہے کما فی رد المحتار وغیرہ[1]۔

قرآن و حدیث و فقہ کو شیطانی کتابیں کہنا کفر و ارتداد ہے

سوال (۲۹) ایک مسلمان قرآن و حدیث پر عمل کرتا ہے اور لوگوں کے نزدیک اس کو بیان کرتا ہے اور لوگوں کو اس پر عمل کرنے کی ترغیب دیتا ہے ایسے شخص کو ایک مسلمان شیطان کہتا ہے اور قرآن و حدیث کو شیطان کی کتاب کہتا ہے، ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم شرعی ہے

الجواب:۔ پہلے یہ معلوم ہو جانا چاہیئے کہ وہ شخص جس کو قرآن شریف اور حدیث شریف پر عمل کرنے والا بتلایا گیا ہے وہ مروج عامل بالحدیث یعنی کہیں غیر مقلد تو نہیں ہے جو سلیقہ قرآن و حدیث کے سمجھنے کا اور تطبیق بین ..... الاحادیث کا نہیں رکھتے اور فقہ اور کتب فقہ حنفیہ کا انکار اور خلاف کرتے ہیں، ایسے لوگوں کا حال یہ ہے کہ دعوی ان کا تو قرآن و حدیث پر عمل کرنے کا ہوتا ہے مگر حقیقت میں وہ پورے عامل قرآن و حدیث کے نہیں ہیں

---

[1] وبالجملۃ فقد ضم الی التصدیق الخ فی تحقیق الایمان امور الاخلال بہا اخلال بالایمان کسجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ وبالمصحف الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) وارتد اداحد ھما فسخ عاجل (رد محتار) ظفیر

کہ ائمہ مجتہدین خصوصًا امام اعظم ابوحنیفہؒ کا خلاف کرتے ہیں اور ان پر طعن کرتے ہیں اور اگر وہ عامل بالحدیث والقرآن حنفی ہے اور موافق فقہ حنفی کے جو عین مطابق قرآن وحدیث کے ہے عمل کرتا ہے اور مقلد ہے حنفی سنی ہے تو ایسے عالم حنفی تبع سنت کو برا کہنا نہایت مذموم و قبیح ہے اور بہر حال قرآن وحدیث اور فقہ کو شیطانی کتاب کہنا والعیاذ باللہ کفر صریح وارتداد قبیح ہے[1]

مشرکین کی اولاد بلوغ سے پہلے

سوال (۳۰) اطفال مشرکین بلوغ تک دین والدین یعنی دین کفر پر ہیں یا دین اسلام پر۔

الجواب:۔ احادیث اس بارہ میں مختلف ہیں جیسا کہ کل مولود الخ وارد ہے اسی طرح ہم من اباہم اور اللہ اعلم بما کانوا عاملین وغیرہ بھی وارد ہے اور بحث اس میں طویل ہے اور کسی قدر شامی میں اوائل جنازہ میں بھی اس اختلاف کو بیان فرمایا ہے، اور محققین نے اگرچہ راجح اسی کو کہا ہے کہ وہ اہل جنت ہیں لیکن یہ حکم اخروی ہے اور دنیاوی وظاہری حکم اسی تفصیل سے جو فقہاء نے لکھا ہے کہ حکم اسلام صبی یا تبعًا لاحد الابوین کیا جاتا ہے، یا تبعًا للدار الاسلام وغیرہ یا یہ کہ خود صبی عاقلًا اسلام لاوے کما فی الدر المختار ورد المحتار وغیرہ[2]

---

[1] ایما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر باللہ تعالیٰ وبانت منہ امرأتہ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر

[2] الاصح ان الانبیاء لا یسئلون ولا اطفال المومنین وتوقف الامام فی اطفال المشرکین وقیل ہم خدام اہل الجنۃ (در مختار) قولہ توقف الامام الخ ای فی انہم یسئلون وفی انہم فی الجنۃ او النار وقال ابن الہمام فی مسائرتہ وقد اختلف فی سوال اطفال المشرکین وفی دخولہم الجنۃ او النار فتردد فیہم ابوحنیفۃ وغیرہ وقد وردت فیہم اخبار متعارضۃ فالسبیل تفویض امرہم الی اللہ تعالیٰ وقال محمد بن الحسن اعلم ان اللہ لا یعذب احدا بلا ذنب اھ وقال ابو البرکات النسفی عن ابی حنیفۃؒ لروایۃ الصحیحۃ انہم فی المشیئۃ لظاہر الحدیث الصحیح اللہ اعلم بما کانوا عاملین (رد المحتار باب الجنائز ص ۷۹۹ ج ۱) ظفیر

قرآن عزیز کو گالی دینا کفر ہے

سوال (۳۱) ایک شخص نے بحق قرآن عزیز مجمع عام میں بغیر از ارتفاع موانع شرعیہ گالی گلوج دی والعیاذ باللہ تعالیٰ تو کیا یہ شخص شرعاً کافر ہوا یا نہ اور تجدید نکاح وتلقین وغیرہ امور شرعیہ بھی ضروری ہے یا نہیں

الجواب:- اس کے ارتداد میں کچھ شبہ نہیں ہے تجدید اسلام وتجدید نکاح اس کو ضروری ہے[1]

اذان کو سانپ کی آواز سے تشبیہ دینا کفر ہے

سوال (۳۲) زید فاسق فاجر ہے اور ہنود سے راہ ورسم رکھتا ہے، عشاء کی اذان جب مؤذن نے کہی تو کلمات اذان سن کر زید نے ایک ہندو سے کہا کہ کاکا ڈونڑھا بولا کھانا لاؤ اس طرف ڈونڑھا سانپ کو کہتے ہیں جو نہایت حقیر سمجھا جاتا ہے۔ اس صورت میں زید کی نسبت شرعاً کیا حکم ہے اور عمر اس کو سزا دے سکتا ہے یا نہیں، اور زید کس سزا کا مستحق ہے۔ عمر کہتا ہے کہ زید کو اول کلمہ پڑھنا چاہیئے اور توبہ کرنا چاہیئے، کلمہ پڑھنا اور توبہ کرنا اس کا ضروری ہے۔

الجواب:- زید کے یہ کلمات کفر کے ہیں بیشک اس کو توبہ وتجدید ایمان اور تجدید اسلام کرنا چاہیئے اور کچھ سزا عمر اس زمانہ میں نہیں دے سکتا اور نہ شرعاً موجودہ زمانہ میں وہ مکلف سزا دینے کا ہے لہذا صرف زید سے کہا جاوے کہ وہ توبہ کرے اور کلمہ پڑھے تاکہ پھر وہ مسلمان ہو[2]

مجھے اسلام کی ضرورت نہیں یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۳۳) ایک شخص نے کہا اے میرے پچھلے سال والے خدا، دوسرے شخص نے اس کو کہا کہ یہ کلمہ کفر ہے اس سے

---

[1] وبالجملة فقد ضم الى التصديق الخ امور الاخلال بها اخلال بالايمان كقتل نبي والاستخفاف به وبالمصحف الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر

[2] ويظهر من هذا ان ما كان دليل الاستخفاف يكفر به وان لم يقصد الاستخفاف الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر

دو خدا ثابت ہوتے ہیں اور آدمی کافر ہو جاتا ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے میں رام رام کروں گا، کیا ایسا شخص مسلمان رہ سکتا ہے اور اس کے واسطے کیا حکم ہے۔

الجواب پہلے کلمہ سے تو کفر نہیں ہوا تھا کیونکہ اس کا مطلب یہ لینا چاہیئے کہ اے میرے ہمیشہ کے خدا کما ورد فھو الآن کما کان، مگر دوسرے شخص نے جو اپنی جہالت اور غلطی سے اس سے یہ کہہ دیا کہ یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس پر اس نے یہ کہا کہ مجھے اسلام کی ضرورت نہیں ہے الخ یہ کلمہ کفر کا ہے پس وہ شخص توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے۔[1]

مجھے خدا و رسول سے کچھ واسطہ نہیں یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۳۴) ایک شخص نے پانچ چھ آدمیوں کے روبرو علی الاعلان یہ کہا کہ مجھ کو خدا و رسول سے کچھ واسطہ نہیں، وہ شخص مسلمان رہا یا نہیں

الجواب :- یہ کلمہ کفر کا ہے اس شخص کو توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہیئے اور آئندہ ایسے کلمات سے احتراز کرنا چاہیئے۔[2]

---

[1] من ھزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف فھو ککفر العناد (درمختار) ھزل ای تکلم بہ باختیارہ غیر قاصد معناہ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر

[2] والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ھازلاً او لاعباً کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ کما صرح بہ الخانیۃ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳) ما یکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح الخ وما فیہ خلاف یؤمر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (درمختار) قولہ والتوبۃ ای تجدید الاسلام (رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۳ ج ۳) ظفیر

حرام کو حلال سمجھنے والے کا حکم

سوال (۳۵) فعل حرام کو حلال سمجھ کر کرنے والا مسلمان رہتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس میں تفصیل ہے جو کہ شامی باب المرتد میں مذکور ہے حاصل یہ ہے کہ ہر ایک حرام کو حلال سمجھنے والا یا برعکس کافر نہیں ہے، بلکہ اس میں چند قیود ہیں جو کہ کتاب مذکور کے موقع مذکور میں منقول ہیں ان میں ملاحظہ فرمالیویں[1]۔

حضرت حق جل مجدہٗ کو بڈھا کہنا یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۳۶) زید نے کسی بات میں یہ کہا کہ خدا کیا ہمارے سے اچھا ہے اور اور ہم بھی تو خدا ہیں مکرر سہ کرر یہ الفاظ کہے اور ایک مرتبہ رمضان شریف سے دو تین روز پہلے عمر نے یہ الفاظ کہے کہ اب دو تین روز میں بڈھے کا حکم ماننا پڑے گا یعنی روزہ رکھنا پڑے گا اور یہ کہ اللہ پاک تو بہت روز کا ہے کیا اب تک بڈھا نہیں ہوا ہوگا، اس صورت میں کیا حکم عمر پر شرعاً عائد ہوتا ہے، بیان فرمائیں۔

الجواب:۔ یہ کلمات عمر کے کفر کے ہیں تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے، اور تجدید ایمان نہ کرے اس کے پیچھے نماز نہ پڑھیں[2]۔

شریعت کو گالی دینے والا کافر ہے

سوال (۳۷) شخص دیگر مرا گفت کہ با ما در مذہب او زنا خواہم کرد پس یکے از حضار مجلس گفت کہ شما را حکم سخت خواہد رسید کہ جائے بشریعت رویم و اندریں بارہ استغاثہ نمایم کہ شما بہ نسبت مذہب سب و شتم

---

[1] والاصل ان من اعتقد الحرام حلالاً فان کان حراما لغیرہ کمال الغیر لا یکفر وان کان لعینہ فان دلیلہ قطعیا کفر والا فلا الخ فیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۲ ج ۳)

[2] یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعدہ و وعیدہ او جعل لہ شریکا او ولدا الخ (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص ۲۵۸ ج ۲) ظفیر۔

نمودی۔ دیگر مرتبہ شخص مذکور سباب گفت کہ با ما در شرع کنندہ زنا خواہم کرد و با ما در شرعِ ہم زنا می کنم، درین صورت چہ حکم می رسد بر قائلین الفاظ مذکورہ۔

الجواب:۔ قال فی رد المحتار وکما لو سجد لصنم او وضع مصحفاً فی قاذورۃ فانہ یکفر الخ واشار بقولہ للاستخفاف فان فعل ذلک استخفاف واستہانۃ بالدین فہو امارۃ عدم التصدیق الخ ص۲۸۴ ج۳ رد المحتار[1] وفی شرح الفقہ الاکبر وفی المحیط من جلس علی مکان مرتفع ویسألون منہ مسائل بطریق الاستہزاء ثم یضربونہ بالوسائد ای مثلاً وہم یضحکون کفروا جمیعاً لاستخفافہم بالشرع وکذا لو لم یجلس علی المکان المرتفع الخ[2] پس معلوم شد کہ ساب شرع کافر است والعیاذ باللہ۔

سوال (۳۸) زید کا قول ہے کہ جو لوگ محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے جب رسول وفات پاگئے تو ان کے ایمان بھی مر گئے، جو محض رسول ہی پر ایمان لائے تھے آیا زید پر شرعاً تکفیر ہے یا نہیں۔

یہ کہنا کہ جب رسول اللہ وفات پا گئے تو ایمان بھی مر گیا، کفر نہیں ہے

الجواب:۔ اس کی تکفیر نہ کی جاوے گی کیونکہ اس کا مطلب اپنی غلط فہمی سے غالباً ایسا ہوگا جیسا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ نے بعد وفات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم خطبہ پڑھا تھا اور ان لوگوں کو متنبہ فرمایا تھا جو کہتے تھے کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم وفات نہیں ہوئی اس خطبہ میں یہ الفاظ منقول

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص۲۸۴ ج۳

[2] شرح فقہ اکبر ص۲۱۳ و ص۲۱۴

ہیں من کان یعبد محمداً قد مات ومن کان یعبد اللہ فان اللہ حیٌ لایموت الخ[1]
یعنی جو شخص محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کرتا تھا سو واضح ہو کہ محمد صلی اللہ
علیہ وسلم کی وفات ہو گئی اور جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا سو اللہ زندہ
ہے وہ کبھی نہ مریگا۔ الخ لیکن ظاہر ہے کہ حضرت ابو بکر صدیق رضؓ کا جو مطلب
ہے وہ بالکل صحیح ہے اور وہ زید کے قول کے خلاف ہے اگرچہ زید غلطی سے
ایسا سمجھا ہو، پس زید کا الفاظ مذکورہ کہنا غلط اور باطل ہے کیونکہ جو لوگ
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے ظاہر ہے کہ وہ توحید ورسالت
وتمام امور شرعیہ پر ایمان لائے لہٰذا وہ مومن کامل ہیں اور بعد وفات آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کے بھی وہ مومن رہے اور ایمان ان کا کامل رہا، پس
الفاظ مذکور کہنا زید کو جائز نہیں ہے، اور یہ اس کی جہالت کی بات ہے
لیکن بوجہ امکان تاویل اس کو کافر نہ کہیں گے مگر وہ گنہ گار سخت ہے توبہ
کرے اور آئندہ ایسے الفاظ زبان سے نہ نکالے[1]

یہ کہا کہ اگر نماز ہی سے مسلمان ہوتا ہے تو میں کافر ہی سہی

سوال (۳۹) زید سے کسی نے یہ کہا
کہ تم مسلمان ہو تم کو نماز پڑھنا چاہیئے، تم کیسے مسلمان ہو جو نماز نہیں پڑھتے ہو،
اس نے صاف یہ کہا کہ اگر نماز ہی سے مسلمانی ہے تو میں کافر ہی سہی یا کوئی
شخص یہ کہے کہ جاؤ جاؤ تم ہی بڑے نمازی ہو تم ہی جنت کو جانا ہم دوزخ ہی
میں رہیں گے ایسے لوگ مسلمان ہیں یا کافر۔

الجواب:۔ یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص کافر ہو گیا اس کو توبہ وتجدید
اسلام کرنا لازم ہے[2]

---

[1] اعلم ان المفتی یکفر مسلما امکن حمل کلامہ علی محمل حسن (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب المرتد)

[2] اعلم انه اذا تکلم بکلمة الکفر عالما بمعناها ولا یعتقد معناها لکن صدرت عنه من غیر اکراه بل مع طواعیته فانه یحکم علیه بالکفر الخ (شرح فقه اکبر ص۲۰۲) ظفیر۔

شوہر کے مرتد ہونے سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال (۴۰) زید تنہا عیسائی ہو گیا اس کی زوجہ و دیگر اہل کنبہ بدستور اسلام پر مستقیم رہے تو اس کی زوجہ کو کچھ سال کے بعد نکاح ثانی کرنے کے لئے طلاق لینے کی ضرورت ہے یا نہیں۔

الجواب :- زید جب عیسائی ہو گیا اور اس کی زوجہ مسلمان رہی تو نکاح اس کا فوراً فسخ ہو گیا بعد عدت کے اس کو دوسرا نکاح کرنا جائز اور درست ہے کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل[1]

جو اسلام کو برا کہے اور گالی دے وہ اسلام سے خارج ہے

سوال (۴۱) اگر کوئی شخص اہل اسلام اور مذہب اسلام کی توہین کرے اور برے الفاظ بولے اور گالی گفتار دیوے ایسے شخص کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب :- اس میں کچھ شک و شبہ نہیں ہے کہ جو شخص دین اسلام کو برا کہے اور گالیاں دے وہ اسلام سے خارج ہے اس کو لازم ہے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے اور تجدید نکاح کرے ورنہ اس سے اہل اسلام کو متارکت اور علیحدگی فرض ہے[2]

خدا و رسول کو گالی دینے سے کافر ہوگا

سوال (۴۲) ایک شخص نے اپنی اہلیہ کو مارا، عورت نے شوہر سے کہا کہ خدا اور رسول کے واسطے مجھ کو نہ مار، اس پر اس کے خاوند نے خدا اور رسول کی شان میں سخت گالیاں دی وہ کافر ہوا یا نہیں اور اس کی عورت اس کے نکاح سے باہر ہوئی اور دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں۔ اور اولاد کی پرورش کا حق کس کو ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۲۹ / ج ۲۔ ظفیر

[2] وعلی ھذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم و لکن یمکن التاویل۔

الجواب:۔ وہ شخص کافر ہوگیا[1] اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی عدت گزار کر دوسرے مرد سے نکاح کر سکتی ہے اور اولاد کی پرورش بھی وہی کرے گی[2]۔

تناسخ کا قائل اور جنت و دوزخ کا منکر کافر و ملحد ہے

سوال (۴۳) ایک مسلمان کے عقائد حسب ذیل ہیں، تناسخ کا قائل ہونا۔ دوزخ و جنت کا منکر ہونا، اس زندگی کے بعد بھی اسی طرح دواما ترقی کرتے رہنا، قرآن شریف کو مثل دیگر تصانیف کے سمجھنا اور لیٹ کر پڑھنا، یاجوج ماجوج وغیرہ واقعات کا منکر ہونا۔ اور یہ کہنا کہ میں فلاں کتاب فلسفہ کو قرآن پر ترجیح دیدی ہے اور جو وقت قرآن شریف کے پڑھنے میں صرف کرتا وہ ہی اس میں کرتا ہوں، ایسے شخص کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ان عقائد و اعمال میں بعض کفر و الحاد اور بعض غیر ثابت و حرام ہیں اور بعض سوء ادبی میں داخل ہیں، پس جس شخص کے یہ تمام عقائد ہوں وہ مومن و مسلم نہیں ہے کافر و ملحد و زندیق ہے ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو اس سے متارکت کرنا لازم ہے اور اگر حکومت اسلام کی ہو تو ایسا شخص اگر توبہ نہ کرے تو واجب القتل ہے[3]۔

پیر کو خدا کہنا اور سمجھنا کفر ہے

سوال (۴۴) ایک شخص پیر کو سجدہ کرتا ہے اور خدا کہتا ہے اور علماء کو دشنام دیتا ہے اور کعبہ سے افضل سمجھ کر دوسری

---

[1] یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ الخ او نسبہ الی الجہل او العجز او النقص (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص ۲۵۸ ج ۲) ظفیر

[2] وارتداد احدھما فسخ عاجل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

[3] من انکر القیامۃ او الجنۃ او النار الخ یکفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص ۲۷۴ ج ۲)

دوسری طرف سے نفل پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ ہمارا علم صدری ہے اس کا خدا کو بھی پتہ نہیں العیاذ باللہ تعالیٰ ان الفاظ سے کفر لازم آتا ہے یا نہیں، جو عالم یہ کہے کہ توحید کا اقرار اور رسالت کا اقرار قلبی کافی ہے، اگرچہ زبانی کیسا ہی اشد لفظ کفر کا کہے اس سے کفر لازم نہیں آتا۔ اس کی نسبت شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ بے شبہ افعال واقوال مذکورہ کفر کے افعال واقوال ہیں، پیر کو خدا کہنا اور سمجھنا اور شریعت کی توہین کرنا یہ ایسے امور ہیں کہ ان کے کفر ہونے میں کچھ شبہ نہیں ہے[1] اور ایسا مولوی جو کہ ان امور کفریہ پر بھی ان کے قائل کی تکفیر نہ کرے گمراہ ہے اور لائق اقتدار وامامت کے نہیں ہے

دین اسلام کے بارے میں بیہودہ گوئی صریح کفر ہے

سوال (۴۵) نصیر آباد میں مسلمانان نے ایک عام مذہبی تحریک کی کہ ہر قوم وگروہ میں شراب نوشی وقمار بازی ونیز داڑھی منڈانے کا انسداد عمل میں لایا جاوے نماز پنجوقتہ وجمعہ پابندی سے ادا کرے اموات کی تجہیز وتکفین میں ضرور شریک ہو، جو اس کے خلاف کرے گا وہ برادری سے خارج ہوگا، باوجود اس کے عمر نے داڑھی منڈائی قوم نے اس کو بلا کر دریافت کیا تو عمر نے قوم کو فحش کلامی سے جواب دیا اور اسلام ومذہب کی شان میں بیہودہ وفحش بکا اس لئے قوم نے اس کو خارج از برادری کر دیا، لہٰذا شرعاً ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ دین اسلام کے بارے میں بیہودہ گوئی اور فحش کلامی صریح کفر ہے[2] پس ایسا شخص جو اسلام کو برا کہے اور توہین دین اسلام کرے

---

[1] ویخاف علیہ الکفر اذا شتم عالما من غیر سبب (عالمگیری ص۲۷۰ ج۲) [2] رجل قال للآخر مسلمانم ثم قال لہ لعنت بر تو وبر مسلمانی تو یکفر کذا فی الخلاصۃ (عالمگیری مصری ص۲۷۵ ج۲) ظفیر

وہ کافر ہے اس کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیئے اور تاوقتیکہ وہ توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس کو مسلمان نہ سمجھا جاوے اور داخل برادری اسلام نہ کیا جاوے۔

قرآن شریف تحقیراً پھینکنا کفر ہے

سوال (۴۶) ایک عورت اور اس کے شوہر میں اَن بن رہتی ہے، شوہر اس کو نان و نفقہ نہیں دیتا نہ طلاق دیتا ہے اور عورت کو زدو کوب کرتا ہے ایک دفعہ عورت قرآن شریف کی تلاوت کر رہی تھی اس کے پاس سے قرآن مجید لے کر شوہر نے پھینک دیا تو اس حالت میں عورت بلا طلاق شوہر کے دوسرا نکاح کر سکتی ہے یا نہیں.

الجواب:۔ قرآن شریف کو پھینک دینا استخفاف بالقرآن الکریم ہے اور یہ امر موجب کفر و ارتداد ہے لہٰذا اس فعل سے اس کی زوجہ اسکے نکاح سے خارج ہوگئی اور عدت کے بعد وہ دوسرا نکاح کر سکتی ہے

خدا کی شان میں گستاخی کرنیوالا کافر ہے

سوال (۴۷) باپ بیٹے میں لڑائی ہوئی، باپ نے کہا کہ یا بار خدایا میں انصاف تجھ کو دیتا ہوں، اس پر لڑکا کہتا ہے کہ تو تیرے خدا سے باہم بدفعلی کر دالعیاذ باللہ تعالیٰ۔ اس کہنے سے وہ کافر ہوا یا نہ اور اس کی زوجہ مطلقہ ہوئی یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں وہ بیٹا کافر اور مرتد ہوگیا اور اسکی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہوگئی

لہ اذا انکر الرجل آیتہ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن او عاب کفر کذا فی التاتارخانیہ (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج۲ ص۲۶۶/۲۷) وارتداد احدھما فسخ عاجل (درمختار) ظفیر۔ لہ یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ الخ (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج۲ ص۲۵۷/۲۷) ظفیر۔

اگر کوئی کہے کہ میں مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ کفر ہے

سوال (۴۷) فتح محمد نے اپنی آراضی قیمۃً نور محمد کو بیع کردی۔ وقت بیع قرآن شریف اٹھا کر یہ عہد کیا کہ اللہ اور اس کا رسول ضامن ہیں اور شاہد ہیں میں اس کے خلاف ہرگز نہیں کرونگا ایک مدت تک مشتری کا قبضہ آراضی پر رہا اس کے بعد بائع نے آراضی دوسرے شخص کو بیع کردی۔ جب اس سے کہا گیا تو جواب دیا کہ بیع کے وقت میں نے دھوکہ دے کر قیمت وصول کی اور قرآن شریف کے ساتھ استہزار کیا۔ اور مسائل شرعیہ سے معرض ہوں شخص مذکور اور آراضی وقیمت کا کیا حکم ہے

الجواب:۔ دھوکہ دینا کسی مسلمان کو اور اس سے معاملہ بیع کا کرکے منحرف ہونا حرام ہے اور وہ شخص جو مرتکب اس کا ہوا فاسق ہے اور بصورت بیع نہ دینے کے واپس کرنا قیمت کا اس پر لازم ہے۔ اور اگر اس نے صاف یہ کہا ہے کہ . . قرآن کیساتھ استہزار کیا ہے اور مسائل شرعیہ سے منحرف ہوں تو یہ قول اس کا کفر وارتداد ہے العیاذ باللہ[1]۔

کلمات کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے

سوال (۴۸) کلمات کفر اور افعال کفر سے زوجہ مطلقہ ہو جاتی ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ کلمات کفر میں تجدید نکاح ضروری ہے[2]۔

انبیاء علیہم السلام کی شان میں سب وشتم کرنیوالا کافر ہے

سوال (۴۹) ما قولکم من سبّ وشتم الانبیاء علیهم السلام کما هو عامۃً اصریحًا وسبّ کتابًا فیہ ذکرهم سبًا قبیحًا فی جماعۃ من المسلمین وای الاحکام جاریۃ علیہ

---

[1] یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ الخ (عالمگیری مصری موجبات الکفر ج ۲ ص ۲۵۷) ظفیر

[2] اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بایۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۶۶) ظفیر

سع کونہ مسلماً۔

الجواب: لاریب فی کفر من تفوہ بھذا الکلام[1]

قرآن مجید کی توہین کرنا کفر ہے

سوال (۵۰) ایک شخص کی بیوی تلاوت قرآن شریف کی کر رہی تھی اس نے زوجہ پر خفا ہو کر قرآن شریف کی بے ادبی ہاتھ اور زبان سے کی وہ مسلمان رہا یا نہیں اس کی بیوی اس پر حرام ہوگئی یا نہیں۔

الجواب:۔ قرآن شریف کی توہین اور استخفاف کرنا کفر وارتداد ہے اور کفر وارتداد احد الزوجین موجب فسخ نکاح ہے کما فی رد المحتار قال فی المسایرۃ وبالجملۃ فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقاً کسجود الصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ وبالمصحف والکعبۃ[2]

کلمۂ کفر کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے

سوال (۵۱) ہر کلمہ کفر سے تجدید نکاح ضروری ہے یا نہیں، تجدید نکاح کی کیا صورت ہے۔

الجواب:۔ ضروری ہے اور نکاح ثانی مثل نکاح اول کے مہر وغیرہ کے ساتھ ہونا چاہیئے[3]

یہ کہنا کہ خدا مر گیا نماز کس کی پڑھیں کفر ہے

سوال (۵۲) جو شخص تارک الصلوۃ ہو اور سلفہ نشہ بھنگ پیوے اور علانیہ یہ کہے کہ نماز کس کی پڑھیں کیا خدا مر گیا والعیاذ باللہ تعالی ایسے شخص کے جنازہ کی نماز پڑھنا یا رسم شادی کرنا

---

[1] سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش نحو قال یکفر لانہ شتم لھم واستخفاف بھم (عالمگیری مصری ص۲۶۳ ج۲) ظفیر [2] رد المحتار باب المرتد ص۳۹۲ ج۳۔ ظفیر [3] وینعقد النکاح بایجاب من احدھما وقبول من الآخر (درمختار کتاب النکاح)

جائز ہے یا نہیں، جو امام ایسے لوگوں سے برتاؤ رکھے اور شادی میں جوڑا اور نذرانہ ان سے لیوے اس امام کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں اور یہی امام گیارہویں کو منع کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ ایسا شخص جو نماز کے بارے میں ایسے الفاظ کہتا ہے کافر ہے[1]۔ اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے اور شادی وغیرہ میں شرکت نہ کی جاوے اور جو امام ہو کر ایسے شخص سے میل جول رکھے اور جوڑا و نذرانہ لیوے وہ فاسق ہے، اس کے پیچھے نماز مکروہ ہے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے امام بنانا اس کو حرام ہے اور گیارہویں کی تخصیص کو بیشک علماء حقانی بدعت اور ناجائز فرماتے ہیں، اگر ایصال ثواب کرنا ہو تو بلا قید گیارہویں کے کسی تاریخ اور دن میں کھانا وغیرہ فقراء کو بہ نیت ایصال ثواب بروح حضرت غوث الثقلینؒ دیدیوے اور اغنیاء اس میں سے نہ کھاویں

چند وہ کلمات جن سے کفر لازم آتا ہے | **سوال (۵۳)** جو شخص یہ کہے کہ (الف) روزہ بھوکوں کے لئے ہے جس کے اناج نہ ہو وہ روزہ رکھے، ہماری مسجد ہمارا چاہ ہے، سور ہمارے پیچھے نہ آویں۔ (ب) شراب، موئی، بھنگ کون حرام کرتا ہے یہ تو پیغمبروں نے پی ہے ہم بھی پیویں گے نہ ہم توبہ کریں گے (د) جو لوگ ہمیں احکام بالا سے روکتے ہیں وہ لوگ یزید ہیں، ہم لوگوں نے ان کا حقہ پانی بند کر دیا ہے ایسے سیدوں کو مسلمان سمجھنا اور تعظیم کرنا اور امداد کرنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ یہ اقوال ان کے سخت معصیۃ کے ہیں کہ خوف کفر ہے اور نصوص شرعیہ کے خلاف ہیں ان پر توبہ کرنا لازم ہے ورنہ مسلمانان کو ان سے

---

[1] سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش الخ قال یکفر لانہ شتم لهم و استخفاف بهم (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص۲۶۳ ج۲) ظفیر۔

بالکل متارکت کر دینی چاہیئے اور ان کی غمی و شادی میں شریک ہونا نہ چاہیئے

(ب) یہ قول بھی غلط اور صریح گمراہی ہے اور اس میں خوف کفر ہے اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے۔

(د) یزید کے سے افعال ان کے ہیں نہ ان کے جو ان امور محرمہ سے منع کرتے ہیں بلکہ منع کرنے والے عین حق پر ہیں اور مرتکب افعال محرمہ فاسق و فاجر ہیں، پس ایسے سیدوں کو نافرمان شریعت کا اور مخالف دین کا اور فاسق سمجھنا چاہیئے، جب تک وہ توبہ نہ کریں اس وقت تک ان کے ساتھ میل جول نہ رکھنا چاہیئے اور ان کی تعظیم نہ کرنی چاہیئے اور جو لوگ ان کا ساتھ دیں ظالم و فاسق ہیں اور معاون ہیں معصیت پر[۱]

کہنا کہ میرے جسم میں جب تک طاقت ہے خدا و رسول کو کچھ نہیں سمجھتا کفر ہے

سوال (۵۴) ایک شخص نے کسی بات پر یہ الفاظ کہے کہ جس وقت تک میرے جسم میں قوت ہے میں خدا اور رسول کو کچھ نہیں سمجھتا والعیاذ باللہ تعالیٰ ایسے شخص کے گھر کھانا پینا اور اس سے ملنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ شخص کافر و مرتد ہے اس کے ساتھ ملنا جلنا اور کھانا پینا ناجائز ہے، اس سے مسلمانوں کو بالکل علیحدگی کرنا چاہیئے جب تک کہ وہ تجدید اسلام نہ کرے اور توبہ نہ کرے[۲]

خدا کو مرغ اور آدمی کہنے والا کافر ہے

سوال (۵۵) زید کہتا ہے کہ خدا مرغ ہے۔ اور آدمی ہے نعوذ باللہ تو کافر ہے یا نہیں۔

---

[۱] سئل عمن ینسب الی الانبیاء الفواحش الخ قال یکفر لانہ شتولھم واستخفاف بھم (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص۲۶۳ ج۲) ظفیر [۲] ومن قال لا ادری ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم کان انسیا او جنیا یکفر (عالمگیری مصری ص۲۶۳ ج۲) ظفیر۔

الجواب: کافر ہے[1]۔

سوال (۵۶) (والدین کی شان میں اور حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی کا حکم) جو شخص اپنے والد کو دلہ، دیوس، کنجر، بے غیرت، بے حیا، اور والدہ کو حرام زادی، گشتی، بدچلن بدمعاش، بدکار وغیرہ کلمات کہے اور جب ذکر خداوند کریم کے نام پاک کا کیا جاوے تو وہ الفاظ ادا کرے جو ایک کافر مشرک بھی نہ کرے ایسے شخص کی نسبت شریعت کا کیا حکم ہے

الجواب: ایسا شخص فاسق وظالم وعاق والدین ہے اور حق تعالیٰ شانہ کی شان مقدس میں کوئی لفظ گستاخی کا کہنا کفر وارتداد ہے[2] والعیاذ باللہ العظیم ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العزیز الحکیم۔

سوال (۵۷) (واقعہ معراج، قیامت وغیرہ کا منکر کافر ہے) زید احکام و واقعہ معراج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے قطعی انکار کرتا ہے۔

(۲) زید قرآن شریف کے احکام کا مضحکہ اڑاتا ہے کہ قرآن شریف لچر کلام سے پُر ہے۔

(۳) زید اطاعت احکام خلیفۃ المسلمین سے انکار کرتا ہے اور منصب خلافت کو مسلم کے لئے غیر ضروری بتاتا ہے۔

(۴) زید منکر قیامت ہے یعنی دنیا کو لافانی سمجھتا ہے

(۵) علماء دین کی توہین کرتا ہے اور گالیاں دیتا ہے۔

(۶) تحریک ترک موالات کو ذاتی اختراع علماء دین کا گردانتا ہے

الجواب: (از ۱ تا ۶) ایسا شخص جس کے احوال سوالات میں ذکر

---

[1] یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ الخ او نسبہ الی الجہل او النقص (عالمگیری مصری ص ۲۵۸/۲) ظفیر [2] ایضاً۔ ظفیر

گئے ہیں کافر و مرتد ہے مسلمان نہیں ہے، ایسے شخص کو مسلمان نہ سمجھنا چاہیئے، اور اہل اسلام کا سا معاملہ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہیئے[1]۔

مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین کے کفر میں شبہ نہیں ہے

سوال (۵۸) عموماً اور خصوصاً مبایعین اور مصدقین مرزا غلام احمد قادیانی اعتراض کیا کرتے ہیں کہ کتب دینیات میں یہ مسئلہ ہے کہ اگر کسی شخص میں ننانوے وجہ کفر کی پائی جاویں اور ایک وجہ اسلام کی ہو تو اس کو کافر نہ کہا جاوے گا، اور حدیث میں ارشاد ہے کہ کلمہ گو اور اہل قبلہ کو کافر نہ کہنا چاہیئے عن انس رضی اللہ عنہ انہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من صلی صلوٰتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذلک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلا تخفروا اللہ فی ذمتہ۔ دوسری حدیث یہ ہے من قال لا الہ الا اللہ دخل الجنۃ اور رسالہ استنکاف المسلمین میں دربارہ ترک موالات مرزائیاں جو فتوی علماء دین نے مفتی بہ مرزا غلام احمد قادیانی اور ان کے معتقدین و مبایعین پر کفر کے لگائے ہیں ان کو جھوٹا بتلاتے ہیں اور حسب ذیل آیات کو پیش کرتے ہیں ولا تنازعوا فتفشلوا وتذھب ریحکم۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعا ولا تفرقوا اور مرزا کے مسلمان ہونے کے ثبوت میں ایک پرچہ بھی جس پر چند مبایعین و مصدقین کے دستخط ہیں پیش کرتے ہیں جو ہمرشتہ ہذا ہے، اب علماء کرام سے یہ عرض ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے تو مرزا اور اس کے معتقدین بھی اہل قبلہ اور کلمہ گو ہیں علماء دین ان پر کفر کا فتوی کیوں لگاتے ہیں اور پرچہ منسلکہ پر اعتبار کرنا چاہیئے یا نہیں، اور جو شخص مرزا اور اس کی

---

[1] اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ص ۲۶۶ ج ۲) من انکر القیامۃ او الجنۃ الخ یکفر (عالمگیری ص ۲۷۳ ج ۲) ظفیر

جماعت کو مسلمان سمجھے اور اس کی نسبت کیا حکم ہے۔ اور اس کے پیچھے نماز پڑھنی درست ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے اتباع ومریدین کے کفر وارتداد میں کچھ شبہ اور تردد نہیں ہے۔ اس میں ایک وجہ بھی اسلام کی باقی نہیں رہی۔ تمام وجوہ کفر وارتداد کی ہیں۔ کیونکہ انبیاء علیہم السّلام میں سے کسی پیغمبر کی توہین باتفاق کفر ہے اور سب وشتم انبیاء ارتداد صریح ہے بعد اس کے کوئی وجہ اسلام کی اس شخص میں باقی نہیں رہتی نہ توحید باقی رہتی اور نہ اقرار رسالت۔ اور تفصیل اس کی کتابوں اور رسالوں میں موجود ہے اس کو ملاحظہ کریں اور مرزا مذکور کے تمام کفریات اور عقائد باطلہ کو علماء نے جمع کر کے ایک جگہ شائع کیا ہے اور طبع کرایا ہے اس کو دیکھ لیں اور اشتہار منسلکہ بالکل کذب صریح ہے۔ اس میں مرزا کے کفر کو چھپایا گیا ہے وہ قابل اعتبار نہیں ہے، پس جو شخص مرزا مذکور اور اس کے اتباع کو مسلمان سمجھے اور ان کے کفر کا اظہار نہ کرے، وہ جاہل وعاصی ہے اور سخت گنہ گار ہے اس کے پیچھے نماز درست نہیں ہے اس کو ہرگز امام نہ بنایا جاوے[1]۔

---

[1] والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا الخ حق عبد لایزول بالتوبۃ ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر وتمامہ فی الدر ر (درمختار) اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر الخ وفیہا من نقص مقاما لرسالۃ بان سبہ صلی اللہ علیہ وسلم او بفعلہ بان بغضہ بقلبہ قتل حدا الخ لکن صرح فی اخر الشفاء بان حکمہ کالمرتد (السدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۰۲ ج ۳ وص ۳۰۱ ج ۳) ظفیر

اللہ ورسول اور دین اسلام کا منکر کافر ہے

سوال (۵۹) ایک شخص سے قربانی عید الاضحیٰ کے متعلق مشورہ کیا گیا اس نے جواب دیا کہ میں اس کام میں شریک نہیں ہوسکتا اور خدا اور رسول سے اور دین اسلام سے بھی منکر ہوں باوجودیکہ وہ مسلمان پابند صوم وصلوٰۃ ہے اس کی نسبت کیا حکم ہے۔

الجواب :- جو شخص ایسا کلمہ کفر کا کہے کہ معاذ اللہ وہ شخص خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور دین اسلام سے منکر ہے تو وہ کافر ہے اور اسلام سے خارج ہے اس کو لازم ہے[۱] کہ توبہ کرے اور جدید اسلام وتجدید نکاح کرے اور آئندہ ایسا کلمہ زبان سے نہ نکالے[۲]

چیچک کو دیوی تصور کرنا اور چڑھاوا چڑھانا امور شرکیہ میں سے ہے

سوال (۶۰) :- چیچک کے دورہ میں لوگ چیچک کو مرض تصور نہیں کرتے بلکہ ایک دیوی کا تصور کرتے ہیں اور اس کا نام بھی تعظیم سے لیتے ہیں۔ اور ہندو عورتوں کو جمع کرکے ان کے مذہب کے موافق رسوم ادا کرتے ہیں اور دریا کے کنارے گانا بجانا ہوتا ہے اور چڑھاوا چڑھاتے ہیں جو لوگ مرد یا عورت اس قسم کی رسوم کرتے ہیں وہ کافر و مرتد ہیں یا نہیں اور وہ اپنی عورتوں سے نکاح پھر سے کریں یا کیا۔

---

[۱] من شك في ايمانه فهو كافر ؛ ومن لا يرضى من الايمان فهو كافر (عالمگیری مصری موجبات الكفر ص ۲۵۷ ج ۲) ظفیر [۲] مايكون كفرا اتفاقا يبطل العمل والنكاح واولاده اولاد زنا وما فيه خلاف يومر بالاستغفار والتوبة وتجديد النكاح (درمختار) ذكر في نور العين ويجدد بينهما النكاح ان رضيت زوجته بالعود اليه والا فلا تجبر قوله والتوبة اى تجديد الاسلام ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر۔

الجواب:۔ جو عورتیں اور مرد ایسے رسوم کو ادا کرتے ہیں وہ فاسق و عاصی ہیں ان کو توبہ کرنا چاہیئے اور کافر و مرتد کہنے میں ان کے احتیاط کرنی چاہیئے اگرچہ رسوم مذکورہ کے رسوم شرکیہ ہونے میں کچھ کلام نہیں ہے تاہم تکفیر میں احتیاط کرنا بہتر ہے کیونکہ فقہاء نے اس بارہ میں ایسا ہی لکھا ہے اور تکفیر میں بہت احتیاط کرنے کا حکم دیا ہے، لیکن تجدید نکاح بہتر اور احوط ہے اور تا وقتیکہ وہ لوگ امور مذکورہ و رسوم شرکیہ سے تائب نہ ہوں ان سے علیحدگی اور مقاطعت مناسب ہے۔[1]

سوال (۶۱) ویدو قرآن میں جو فرق کا قائل نہ ہو

جو شخص اپنے ایسے وعظ میں قوم مسلم و دیگر اقوام مثل ہنود کا اجتماع ہو مسلمانوں کو مخاطب ہو کر فرماتا کر ہنود اور مسلمانوں میں کوئی فرق نہیں، ہم لوگ اپنے عقائد جاہلانہ سے آپس میں تفریق ڈالتے ہیں ؎

نہ جا جاہل کی باتوں پر اگر تو دہن کا پکا ہے.

اسی پتھر کا بت خانہ اسی پتھر کا مکہ ہے.

نعوذ باللہ من ذلک۔ اور نیز اذان و ناقوس میں بھی کوئی فرق نہیں اور ہنود کی مذہبی کتاب کو قرآن مجید سے تطابق دے کر کہا جاتا ہے کہ ان دونوں کے حکم میں کچھ فرق نہیں. اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے۔

---

[1] اعلم انہ لا یفتی بتکفیر المسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ خلاف الخ و فی لدر و غیرھا اذا کانت فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر و واحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹/۳) وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح و ظاہرہ انہ امر احتیاط (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹/۳) ظفیر.

الجواب:- یہ کلمات کفر کے ہیں ایسا اعتقاد رکھنے والا اور ایسے اعتقادات کی تعلیم دینے والا مسلمان نہیں ہے کافر و مرتد ہے۔ وہ شخص پیر بنانے کے لائق نہیں ہے[۱] اور عالم کہلانے کا مستحق نہیں ہے بلکہ فاسق و مبتدع بلکہ کافر و مرتد ہے مسلمانوں کو اس کے مکائد سے احتراز لازم ہے اور اس کے کلمات کفریہ سننے سے احتراز واجب ہے

آنحضور کو الوہیت کا درجہ دینا اور اعتقاد رکھنا کفر ہے

سوال (۶۲) جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں ایسے الفاظ کہے جن سے شرک و بدعت کی بو آتی ہو وہ شخص کیسا ہے مثلاً یہ شعر پڑھے:

قطرہ دریا میں گر کر فنا ہو گیا　　بندہ وحدت میں جا کر خدا ہو گیا

خدا تعالیٰ ازل سے وحدہ لاشریک تھا لیکن بعد میں اس نے اپنے روبرو آئینہ رکھا ع پھر خدا جیسا ایک دوسرا ہو گیا۔ نستغفر اللہ۔

الجواب:- ایسا اعتقاد رکھنا کفر ہے اور ایسے اشعار پڑھنا حرام ہے[۲]

نماز روزہ کا منکر اور علماء کو گالی دینے والا کافر ہے

سوال (۶۳) زید نے کہا کہ میں نماز روزہ کا قائل نہیں۔ اور ایک فتوی حرمت مصاہرۃ کا اس کے سامنے پیش کیا گیا اس نے برجستہ کہا کہ میں اس کو نہیں مانتا علماء کو فحش گالی دے کر کہا کہ علماء جھوٹے ہیں اور جو حرمت مفتی بہ تھی ان کو حلال سمجھتا ہے، ان

---

[۱] ومن اعتقد ان الایمان والکفر واحد فهو کافر ومن لا یرضی من الایمان فهو کافر ومن یرضی بکفر نفسه فقد کفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص۲۵۷ ج۲) ظفیر [۲] ذکر الحنفیة تصریحا بالتکفیر باعتقاد النبی صلی اللہ علیه وسلم یعلم الغیب لمعارضة قوله تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموٰت والارض الغیب الا اللہ (شرح فقه اکبر ص۱۸۵)

صورتوں میں اس پر فتویٰ تکفیر ہوگا یا نہیں، اور فتویٰ تکفیر ہونے پر اس کی بیوی اگر تجدید نکاح پر کسی طرح راضی نہ ہو یا بوجہ اس کے کہ زید کے لڑکے نے زید کی بیوی کے ساتھ سوائے زنا کے جمیع دواعی زنا بشہوت کئے ہوں جس کی وجہ سے یہ فتویٰ علماء زید پر حرام ہوگئی ہو اور تجدید نکاح نہ کرے تو دوسرے شخص کے ساتھ نکاح جائز ہوگا یا نہیں۔

الجواب:۔ زید کے یہ کلمات تو کفر کے ہیں[1] مگر احتیاطاً و بسبب گنجائش تاویل و لو ضعیفاً زید کی تکفیر نہ کی جاوے گی، کما حققہ الفقہاء، شامی اور جب کہ حکم کفر وارتداد کا زید پر جاری نہ ہوگا تو اس کی زوجہ کا نکاح بھی فسخ نہ ہوگا البتہ احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کر لینا چاہیئے اگر عورت تجدید نکاح پر راضی نہ ہو تو بدون نکاح جدید کے بھی وہ عورت زید کی زوجہ ہے اسکے نکاح سے خارج نہیں ہوئی اور بحالت موجودہ دوسرے شخص سے نکاح اسکا درست نہیں ہے[2]

| قادیانی اور اس کے پیروکار کافر ہیں |

سوال (۶۴) مرزا غلام احمد قادیانی کے پیروکار مسلمان ہیں یا کافر برتقدیر ثانی اگر باپ سنی حنفی ہوا ور اس کا بیٹا قادیانی ہوگیا ہو تو یہ بیٹا شرعاً باپ کا وارث ہوگا یا نہیں۔

الجواب قادیانی اور اس کے اتباع کافر ہیں اور یہ منصوص ہے کہ کافر مسلمان کا وارث نہیں ہوتا[3]۔

---

[1] والاصل ان من اعتقد الحرام حلالاً فان حراماً لغیرہ الخ لایکفر وان کان لعینہ فان دلیلہ قطعیا کفر والا فلا وقیل التفصیل فی العالم واما الجاھل فلا یفرق بین الحرام لعینہ ولغیرہ وانما الفرق فی حقہ ان ما کان قطعیا کفر بہ والا فلا نیکفر اذا قال الخمر لیس بحرام (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳/۳ج) [2] ان مایکون کفرا اتفاقا سطل العمل والنکاح ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ و تجدید النکاح وظاھرہ انہ امر احتیاط (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹/۳ج) ظفیر [3] ودعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲) ظفیر۔

یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے تعزیہ بنائیں گے

سوال (۶۵) تعزیہ کی اہانت پر کسی کو مجبور کرنا اور یہ کہنا کہ ایمان رہے یا جائے اس کو نہ چھوڑیں گے کیسا ہے

الجواب:۔ ایسے کلمات کے قائل کے ایمان کے زوال کا خوف ہے۔[۱]

خلفاء راشدین اور حضرت صدیقہؓ پر تہمت لگانے والا کافر ہے

سوال (۶۶) خلفاء راشدین اور اہل بیت مطہرہ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ کی شان مبارک میں جو شخص الفاظ نا ملائم یا دشنام یا برا کہتا ہو اور تہمت لگاتا ہو وہ دائرہ اسلام میں ہے یا نہیں (۲) ایسے شخص کے ہاتھ کا ذبیحہ درست ہے یا نہیں اور تعلق دوستانہ وہمدردی رکھنا اور کھانا کھانا وغیرہ جائز ہے یا نہیں (۳) اور جو شخص ایسے شخص سے میل جول رکھتا ہو اس سے میل جول رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ (از ۱ تا ۳) خلفاء راشدین سب وشتم کو بھی بہت سے علماء وفقہاء نے کافر کہا ہے اور بالخصوص حضرت عائشہ صدیقہ رضؓ پر تہمت رکھنے والوں اور افک کے قائلین کو باتفاق کافر کہا ہے کیونکہ اس میں نص قطعی کا انکار ہے[۲] پس اس شخص کا ذبیحہ درست نہیں ہے اور اس سے تعلق و محبت رکھنا درست نہیں ہے اور جو شخص اس سے میل جول رکھے وہ عاصی وفاسق ہے توبہ کرے۔

جمعہ کی نماز کو شر وفساد کی نماز کہنا کفر ہے

سوال (۶۷) اگر کوئی شخص از روئے تحقیر کہہ دے کہ نماز جمعہ شر وفساد کی نماز ہے تو کیا حکم ہے۔

---

[۱] استحلال المعصیۃ کفر (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹) ظفیر [۲] من سب الشیخین اوطعن فیہما کفر ولا تقبل توبتہ وھو المختار للفتویٰ (در مختار) نعم لاشک فی تکفیر من قذف السیدۃ عائشۃ رضی اللہ عنہا او انکر صحبۃ الصدیق او اعتقد الالوھیۃ فی علیؓ الخ (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۴۲ و ص ۳۴۳) ظفیر

الجواب:- یہ کلمہ کفر ہے اور وہ شخص کافر و مرتد ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ[1]

یہ کہنا کہ ہم کافر ہیں کیا حکم ہے

سوال (۶۸) ایک نمازی نے ایک بے نمازی کو واسطے نماز پڑھنے کے کہا اس نے ناصح کو برا بھلا کہا اور یہ کہا کہ ہم کافر ہیں وہ کافر ہوا یا نہیں اس کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:- جب کہ اس شخص نے یہ کلمہ کہا کہ ہم کافر ہیں معاذ اللہ تو وہ شخص کافر ہو گیا، پس اگر وہ توبہ اور تجدید ایمان نہ کرے تو مسلمان اسکے مرنے جینے میں شریک نہ ہوں[2]۔

اللہ تعالیٰ کی شان میں گالی دینے والا کافر ہے

سوال (۶۹) جو شخص مسلمان اپنا کام حرج ہونے کی وجہ سے جب کہ بارش برستی ہو اور اس کے کام میں خلل پڑتا ہو نقصان ہونے کی وجہ سے خداوند تعالیٰ کو گالی دیوے اور منع کرنے سے بھی باز نہ آوے والعیاذ باللہ ایسے شخص کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- وہ شخص جو ایسی گستاخی کرے کافر ہے، تجدید اسلام و تجدید نکاح اس کو لازم ہے[3]۔

---

[1] وکذا الاستہزاء علی الشریعۃ الغراء کفر لان ذالک من امارات تکذیب الانبیاء (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۶) نماز چیزے نیست او قال نماز کرا کنم مادر و پدر من مردہ اند یکفر (عالمگیری مصری ص ۲۶۸ ج ۲) ظفیر۔ [2] ومن اعتقد ان الایمان والکفر واحد فہو کافر ومن لا یرضی من الایمان فہو کافر (ایضاً ص ۲۵۷ ج ۲) ظفیر [3] والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولا تقبل توبتہ مطلقاً ولو سب اللہ تعالیٰ یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ الخ (عالمگیری موجبات الکفر ص ۲۵۸ ج ۲) ظفیر

گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں مرتد ہے اور مرتد انکار کرتا ہے کیا حکم ہے

سوال (۷۰) زید نے ایک استفتاء کے جواب میں ہندہ اور اس کے معاونین پر شرعی حیثیت سے کفر اور ارتداد کا حکم اور فتوی دے کر اہل اسلام کو اس امر کی تاکید کی تھی کہ وہ ہندہ اور اس کے معاونین سے تمام تعلقات قطع کر دیں چنانچہ اس پر بستی کے مسلمانوں نے علمدرآمد شروع کر دیا تھا اب جب کہ ہندہ کے معاونین اس مقاطعہ پر سخت ذلیل و رسوا ہوئے تو انھوں نے صحیح واقعات پر پردہ ڈال کر اپنی برأت کے لئے چند سوالات بصورت استفتاء بعض مشہور علماء کرام کی خدمت میں بھیجے، علماء کرام نے چونکہ واقعات صحیحہ سے قطعی بے خبر تھے سوالات کے مطابق جوابات ارقام فرما دیئے، پھر مستفتی نے اپنے اس استفتاء کو مع جوابات زید کے سامنے جو پیشتر صحیح واقعات پر کفر کا فتوی دے چکا تھا پیش کیا جس پر زید نے بے تکلف دستخط کر دیئے گویا غیر واقعی سوالات کی موافقت باوجود پورا علم ہونے کے دیدہ دانستہ کی اور فتنہ عظیم پھیلا دیا، آیا زید کا رویہ عند الشرع کیسا ہے، زید مسلمان ہے یا کافر یا فاسق نماز اس کے پیچھے کیسی ہے۔

الجواب:- اصل یہ ہے کہ مفتی اور اس کے مصدق کے سامنے جو کچھ واقعہ پیش کیا جاوے گا وہ اس کے موافق جواب دے گا یا تصدیق کرے گا پس جو شخص موجبات کفر سے انکار کرے اور اس امر کا اقرار کرے کہ میں نے وہ افعال نہیں کئے، جو میری طرف منسوب کئے جاتے ہیں تو اس حالت میں یہی جواب دیا جاوے گا کہ شخص مذکور کافر نہیں ہے، فقہاء نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر معتبر گواہوں سے کسی شخص کا مرتد ہونا معلوم ہو لیکن وہ انکار کرے کہ میں نے یہ امور جو موجب ارتداد ہیں نہیں کئے ہیں تو موافق اس کے قول کے اس

کو چھوڑ دیا جاوے گا اور اس سے کچھ تعرض نہ کیا جاوے گا، در مختار میں ہے شھدوا علی مسلم بالردۃ وھو منکر لایتعرض لہ لالتکذیب الشھود العدول بل لان انکارہ توبۃ ورجوع الخ[1] اس عبارت کا حاصل یہ ہے کہ اگر کسی مسلمان پر گواہان عادل کی گواہی سے کفر وارتداد ثابت ہو اور وہ اس سے انکار کرے تو اس سے کچھ تعرض نہ کیا جاویگا نہ اس لئے کہ عادل گواہوں کو جھوٹا سمجھا گیا بلکہ اس وجہ سے کہ اس شخص کا انکار کرنا یہ توبہ ہے اور رجوع ہے پس موافق بیان سائل کے جب کہ کسی عالم نے کوئی فتوی لکھا اور اس جواب پر زید نے دستخط کر دیئے اور اس کی تصدیق کی تو اس کا حاصل یہ ہے کہ اس بیان کے موافق یہ جواب صحیح ہے چنانچہ اسی معاملہ مذکورہ میں جو فتوی سہارنپور سے عدم تکفیر کا لکھا گیا ہے وہ وہ یہاں بھی آیا تھا اور اس پر یہاں سے ان الفاظ سے تصدیق کی گئی ہے کہ جو لوگ اس عورت مرتدہ کو حکم ارتداد کرنے والے اور اس کے معین ہیں ان پر کفر کا فتوی بحالہ ہے اور جو لوگ اس امر میں اس کے معاون نہیں ہیں اور اس عورت کے ارتداد پر راضی نہیں ہیں وہ کافر نہیں ہیں، لہذا زید کے دستخط کرنے کا بھی یہی مطلب ہے اور اس وجہ سے احقر کی رائے میں اس پر شرعاً کچھ مواخذہ نہیں ہے، اور لعن وطعن کرنا زید پر اس وجہ سے روا نہیں ہے کیونکہ اگرچہ زید کو علم ہو کہ فلاں شخص اس امر میں شریک ہے لیکن جب کہ وہ اس سے انکار کرے تو موافق تصریح صاحب در مختار کے اس کو کافر نہ کہا جاوے گا۔

نماز کی تحقیر کفر ہے

سوال (۱۷) ہندہ بوقت نماز با دختر زید جنگ وجدال می کرد زن دیگر گفت کہ اے ہندہ مرداں نماز می خوانند تو خاموش باش، ہندہ تحقیراً واستخفافاً در جواب گفت کہ نماز بر فرج وموئے فرج، دریں صورت ہندہ کافرہ

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۶۰/۳ - ظفیر۔

شدیانہ۔

(۲) احدالزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے | عورت کے کلمہ کفر کہنے سے نکاح فسخ ہوتا ہے یا نہیں

(۳) کلمہ کفر سے آدمی کافر ہوجاتا ہے | کلمہ کفر کہنے سے آدمی کافر ہوتا ہے یا نہیں۔

(۴) مرتد کسے کہتے ہیں | اگر کلمۂ کفر کہنے سے کافر ہوگیا تو اس کو مرتد کہیں گے یا کیا۔

الجواب:۔ یہ کلمہ کفر کا ہے۔[1]

(۲) نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔[2]

(۳) کلمہ کفر کہنے سے کافر ہوجاتا ہے۔

(۴) اس کو مرتد کہیں گے۔

خنزیر دیوی پر چڑھایا کفارہ کی شکل کیا ہو | سوال (۲۷) زید نہایت مہلک عارضہ میں مبتلا ہوگیا اور بعض کے کہنے سے معلوم ہوا کہ کسی دشمن نے اس کو موٹھ ماری ہے اس کو اپنے مرنے کا پورا یقین ہوگیا، بعض مشرکین کے اغواء سے بچہ خنزیر منگا کر دیوی پر چڑھایا۔ برادری نے اس کو علیحدہ کردیا ہے اس لئے کیا کفارہ ہے۔

الجواب:۔ کفارہ شرعی یہی ہے کہ وہ استغفار کرے اور تجدید اسلام کرے اور کلمہ شہادت پڑھے اور اپنے فعل پر نادم اور مستغفر ہو اور آئندہ ایسی حرکت نہ کرے وعدہ صادق ہے وھوالذی یقبل التوبۃ عن عبادہ ویعفوعن السیئات ویعلم ما تفعلون الآیۃ[3]

---

[1] لان مناط التکفیر وھوالتکذیب والاستخفاف عند ذلک (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲/ ج ۳) ظفیر [2] وارتداد احدھما فسخ عاجل (الدرالمختار علی ہامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۲۶/ ج ۲) ظفیر [3]

اصحاب ثلثہ کو کافر کہنے والا کافر و مرتد ہے

سوال (۷۳) اصحاب ثلثہ رضؓ کو جو شخص کافر کہے اس کی امامت وبیعت اور ان کے ساتھ کھانا پینا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:۔ شخص مذکور کافر ہے چنانچہ شامی میں ہے نقل فی البزازیۃ عن الخلاصۃ ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنھما فھو کافر[۱] ان لوگوں کی تعلیم وتلقین کے موافق عمل کرنا اور ان کو اپنا امام و پیشوا بنانا قطعاً جائز نہیں قال اللہ تعالیٰ ومن یبتغ غیر الاسلام دیناً فلن یقبل منہ وھو فی الآخرۃ من الخاسرین[۲] اور ایسے گمراہ لوگوں سے قطع تعلقات کرنا ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظٰلمین[۳] لہٰذا حتی الامکان ان کے ساتھ نشست و برخاست سے احتراز کرنا چاہیئے

کل گناہ خدا کے سر کلمہ کفر ہے

سوال (۷۴) رحمان نے مولوی احمد شاہ سے سوال کیا کہ اگر شاہدین جھوٹی اور عداوتی شہادت ظاہر کر کے کوئی حقیقت ضائع کردیویں جس کی وجہ سے تمام عمر حرام و گنہ گاری زائد ہوتی جاوے تو تمام عمر کے گناہ کس کے سر پر پڑیں گے، مولوی احمد شاہ نے جواب دیا کہ یہ کل گناہ خدا تعالیٰ کے سر پڑیں گے والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس بارہ میں شرعی حکم کیا ہے۔

الجواب:۔ مسئلہ یہ ہے کہ اگر گواہوں نے جھوٹی گواہی دے کر کسی کی حق تلفی کی اور حاکم شرعی نے ان گواہوں کی گواہی پر ناحق کسی کی ملک[؟] کو یعنی

---

[۱] ردالمحتار باب المرتد ص ۲۰۲/ ج ۳
[۲] آل عمران - ۸۵ -
[۳] الانعام - ۶۸ -

مدعی کاذب کو دلوادی تو گنہ اس کا ان گواہوں پر ہے اور اس مدعی پر ہے حاکم پر گنہ نہیں ہے کما ورد فی الحدیث مصرحا بانہ قطعۃ من نار فی حق المدعی الکاذب[1] وقال اللہ تعالیٰ واجتنبوا قول الزور حنفاء للہ غیر مشرکین بہ[2] اور یہ منقولہ مولوی احمد شاہ مذکور کا غلط اور جہل صریح ہے اور کلمۂ کفر کا ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

نماز پڑھنے والے کو کافر سمجھنا

سوال (۲۷۵) زید جو مدعی اسلام ہے اس امر کا قائل ہے کہ نماز کا پڑھنے والا کافر ہے، علماء کی غلطی کے باعث یہ نماز ایجاد ہوئی ہے ورنہ شریعت میں کہیں اس کا نام و نشان بھی نہیں ہے اللہ کی یاد اور اس کی عبادت دل میں ہونی چاہئے۔ ایسے شخص کے لئے اور جو لوگ اس کے ہم خیال ہوں ان کے لئے شرعا کیا حکم ہے۔

الجواب: شخص مذکور اور اس کے اتباع وہم عقیدہ لوگوں کے کفر وارتداد میں کچھ شبہ اور تامل نہیں ہے[3] ان کے ساتھ معاملہ کفار و مرتدین کا سا ہونا چاہئے اور اہل اسلام ان کو اپنی جماعت سے علیحدہ کر دیں اور ان کے ساتھ کوئی تعلق باقی نہ رکھیں

خدائی کا دعوی کفر ہے

سوال (۲۷۶) ایک شخص نے مجھ سے تین مرتبہ یہ لفظ کہا

---

[1] [2] الحج - ۱۱

[3] من جحد فرضا مجمعا علیہ کالصلوۃ والصوم والزکوۃ والغسل من الجنابۃ کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۳) ظفیر۔ [4] اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری موجبات الکفر ص ۲۶۶ / ۲) ظفیر وکذا الاستہزاء علی الشریعۃ الغراء کفر (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۶) ظفیر۔

کہ میں تیرا خدا ہوں والعیاذ باللہ تعالیٰ اس شخص کے متعلق کیا فتویٰ ہے۔

الجواب:۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ومن یقل منھم انی الٰہ من دونہ فذٰلک نجزیہ جھنم کذٰلک نجزی الظٰلمین[1]۔ (ترجمہ) اور جو کوئی ان میں سے یہ کہے کہ میں خدا ہوں اللہ کے سوا پس اس کی سزا دوزخ ہے ہم اسی طرح ظلم کرنے والوں کو سزا دیتے ہیں، پس اس آیت سے واضح ہے کہ شخص مذکور کافر و ظالم ہے اگر وہ توبہ نہ کرے تو اس کے ساتھ کھانا پینا ملنا جلنا درست نہیں ہے۔

سوال (۷۷) ایک مسلمان لڑکا بیمار ہوا اس کے والدین نے ستیلا ماں یعنی ایک بت کی منت مانی کہ ہمارا لڑکا اچھا ہو جاوے گا تو ایک بکرا چڑھاویں گے بعد شفا ہونے کے ایک بکرا منت کا کسی ہندو کے ذریعہ سے بت پر لے جا کر کاٹا گیا اور گاؤں کے ہندو لوگوں میں تقسیم ہوا، لڑکے کے والدین کا اسلام و نکاح باقی رہا یا نہ۔

ہندوؤں کے ذریعہ چڑھاوا چڑھانا معصیت اور فسق ہے

الجواب:۔ وہ دونوں عاصی و فاسق ہوئے توبہ و استغفار کریں اور تجدید نکاح کر لینا اچھا ہے اور احوط ہے[2]۔

سوال (۷۸) زید و بکر میں باہم منازعت ہوئی زید نے کہا میں خودکشی کر کے اس کو قید کراؤں گا عمرو نے زید کو سمجھایا کہ ایسا نہ کرنا ورنہ عاقبت میں سخت سزا ہوگی، زید نے کہا کہ اس وقت مجھے دنیا اور عاقبت کی نہیں سوجھتی ہے اس کلمہ سے زید کافر ہوا یا نہ۔

کہنا کہ معصیت میں دنیا و عاقبت کچھ نہیں سوجھتی کیا حکم ہے

---

[1] الانبیاء ۔۲۰۔

[2] وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (الدر المختار علیٰ ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۴۱۲ ج ۳) ظفیر

الجواب:- اس کلمہ میں خوف کفر ہے، مگر چونکہ تاویل ممکن ہے اس لئے کافر نہ کہا جاوے گا، بہر حال تجدید ایمان و تجدید نکاح بہتر ہے[1]۔

میں عیسائی ہوں یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۷۹) جو شخص یہ کہے کہ میں عیسائی ہوں اس کے یہاں کھانا جائز ہے یا نہیں، اگر کسی نے بھول کر کھا لیا تو اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- وہ شخص کافر ہوگیا اس کے ساتھ کھانا پینا جائز نہیں ہے اگر بھول کر کھا لیا تو گنہ نہیں ہے آئندہ ایسا نہ کرے[2]۔

کلمہ کا اس طرح پڑھنا لا الہ الا اللہ ابوبکر وعثمان وعلی محمد رسول اللہ

سوال (۸۰) اگر کوئی شخص کلمہ طیبہ کے ساتھ صحابہ کرام کے نام کو ملا کر پڑھے بایں طور لا الہ الا اللہ ابوبکر وعمر وعثمان وعلی ومحمد رسول اللہ۔ تو وہ کافر ہوگا یا گنہ گار، اگر کافر نہیں تو جو لوگ اس کو کافر کہتے ہیں ان کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- کتب فقہ میں تصریح ہے اگر کسی کلام وغیرہ میں ننانوے وجوہ کفر کے ہوں اور ایک وجہ اسلام کی ہو اگرچہ وہ ضعیف ہو تو مفتی کو اس قائل کے اسلام کی طرف مائل ہونا چاہیئے اور باوجود امکان تاویل تکفیر مسلم کی طرف مبادرت نہ کرنی چاہیئے اور فتوی کفر کا نہ دینا چاہیئے بناءً علیہ شخص مذکور کو کافر نہ کہا جاوے گا[3] لیکن ایسے کلام موہوم سے جس میں خوف کفر ہو آئندہ

---

[1] اذا اطلق کلمۃ الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ اھ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳/۳) ظفیر

[2] ایضاً۔ ظفیر

[3] وفی الخلاصۃ وغیرها اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم وفی التتارخانیۃ لا یکفر بالمحتمل لان الکفر نہایۃ فی العقوبۃ فیستدعی نہایۃ فی الجنایۃ ومع الاحتمال لا نہایۃ اھ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳/۳) ظفیر

کو احتیاط کرنی چاہیئے اور تاویل اس کلام میں یہ ممکن ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم صرف محمد کی خبر ہو یعنی پورا کلمہ اس طرح ہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ اور اس کے درمیان میں شخص مذکور نے اپنی جہالت سے ابو بکر و عمر و عثمان و علی زیادہ کردیا۔ گویا یہ مطلب ہے کہ یہ حضرات خلفاء برحق ہیں اور ان کی خلافت کا اعتقاد کرنا چاہیئے، بہرحال آئندہ ایسے الفاظ سے سخت احتراز کرنا چاہیئے اور ایسے کلام کے ساتھ جو کہ موہم کفر ہو کبھی تکلم نہ کرنا چاہیئے۔

مسجد میں پیشاب کردوں کلمۂ کفر ہے

سوال (۸۱) ایک شخص نے مسجد کے متعلق یہ الفاظ کہے کہ مسجد کیا میری سسری ہے اور مسجد میں میں پیشاب کردوں اور سور کاٹ کر ڈالدوں والعیاذ باللہ تعالیٰ اس صورت میں اس شخص کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ کلمات اس شخص کے کفر کے کلمات ہیں اس کو توبہ کرنا اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے اور جب تک وہ توبہ نہ کرے اس سے قطع تعلق کردیں۔[۱]

قرآن پر پیشاب کردونگا یہ کہنا کفر ہے

سوال (۸۲) زید و ہندہ میں تکرار ہوا ہندہ نے کہا میں قرآن لے کر بددعا کروں گی زید نے کہا میں تمہاری قرآن پر پیشاب کردوں گا نعوذ باللہ من ذلک، اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید کافر و مرتد ہو گیا[۲] اور اس کا نکاح اس

---

[۱] اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمدا لکنه لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضهم یکفر وهو الصحیح عندی لانه استخف بدینه (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ / ۳۶۰ ج ۱) ظفیر

[۲] وبالجملة فقد ضموا الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الایمان امورا الاخلال بها اخلال بالایمان اتفاقا کسجود الصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والکعبة الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر۔

کی زوجہ سے ٹوٹ گیا اور فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل الخ[1]

نماز کی توہین کرنا کفر ہے | **سوال (۸۳)** ایک مجمع میں نماز جمعہ کا کچھ تذکرہ ہوا ایک امام نے غصہ ہو کر کہا دو رکعت دبریں دو گے یا چار اس صورت میں اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ کلمہ جو اس نے کہا کفر کا کلمہ ہے[2] اس کو چاہیئے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرے

توہین کلام اللہ کفر ہے | **سوال (۸۴)** ایک شخص کو کسی بات پر کہا جاوے کہ قرآن شریف اٹھاؤ اگر وہ کہدیوے کہ میرا آلہ تناسل اٹھاوے گا تو اس پر کیا حکم ہوگا

الجواب:۔ یہ کفر کا کلمہ ہے کیونکہ توہین کلام اللہ اس سے ظاہر ہے اور وہ کفر ہے[1] لہذا تجدید ایمان و تجدید نکاح اس کو لازم ہے۔

شریعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے یہ کلمہ کفر ہے | **سوال (۸۵)** ایک مجلس میں چند آدمی ایک امر شارع کے فیصلہ کے لئے جمع ہوئے ان میں سے ایک فریق نے شریعت حقہ کی توہین کی اور علانیہ کہا کہ ہم پنچائت کے فیصلہ کے مقابلہ میں شریعت کی کچھ پرواہ نہیں کرتے اور ہمکو ایسی مسلمانی کی ضرورت نہیں جسمیں پابندی ہو ہم رسم برادری کو شریعت کے مقابلہ میں مقدم سمجھتے ہیں آیا اس اعتقاد کے رکھنے والے اور ایسے الفاظ کے کہنے والے مسلمان رہے یا نہ، تجدید نکاح و تجدید اسلام ہونی چاہیئے یا نہ۔

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ۵۳۹/۲۔ ظفیر [2] اذا اطلق الرجل کلمة الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضہم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ والحاصل ان من تکلم بکلمة الکفر ھازلاً او لاعبا کفر عند الکل لا اعتبار باعتقادہ امور الاخلال بہا اخلال بالایمان اتفاقا کسجود صنم وقتل نبی والاستخفاف بہا والمصحف الخ رد المحتار باب المرتد ۳۹۳/۳ ظفیر (ایضا ۳۹۳/۳)

الجواب:۔ الفاظ مذکورہ کہنے والے اشخاص کافر ہوگئے ان کو تجدید اسلام و تجدید نکاح و توبہ و استغفار کرنا لازم ہے اور جب تک توبہ و تجدید اسلام وغیرہ نہ کرے ان کے ساتھ ملنا جلنا درست نہیں ہے۔[1]

میرا مذہب اسلام نہیں ہے اس کا قائل مرتد ہے

سوال (۸۶) ایک شخص مسائل دینیہ سے واقف ہے اور نماز روزہ کا پابند لیکن جب سے اسکول کا مدرس اول ہوا اور مخالفین اسلام کی طرف سے یہ اعتراض ہوا کہ مسلمان اس رتبہ کا اب مستحق نہیں ہے اس لئے کہ تعداد ان کی پوری ہو چکی جب اس نے دیکھا کہ یہ عہدہ مجھ سے جاتا ہے تو اس نے حکام بالا سے یہ درخواست کی کہ میں مسلمان کی تعداد میں نہیں ہوں میرا مذہب اسلام نہیں ہے، شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ حالت مذکورہ ایسی حالت اضطرار و اکراہ نہیں ہے کہ جس کی وجہ سے کلمۂ کفر کہنا اور خروج عن الاسلام کا اقرار کرنا درست ہوتا کہ وہ شخص إِلَّا مَنْ أُكْرِهَ وَقَلْبُهُ مُطْمَئِنٌّ بِالْإِيمَانِ میں داخل ہو کر مسلمان رہے بلکہ شخص مذکور بمجرد کہنے اس کلمہ کے کہ میرا مذہب اسلام نہیں ہے کافر ہوگیا اس کو تجدید اسلام لازم ہے اور توبہ و استغفار ضروری ہے تاکہ وہ پھر اسلام میں داخل ہو اور جماعت مومنین میں داخل ہو۔[2]

---

[1] وکذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لان ذلك من امارات تكذيب الانبياء (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۶) اذا قال لو امرني الله بكذا لم افعل فقد كفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۵۹) ظفیر [2] من شك في ايمانه الخ فهو كافر ومن اعتقد ان الايمان والكفر واحد فهو كافر ومن لا يرضى من الايمان فهو كافر ومن يرضى بكفر نفسه فقد كفر (عالمگیری مصری ج ۲ ص ۲۵۷) ظفیر

غیر اللہ کو تعظیماً و عبادۃً سجدہ کرنا شرک ہے

سوال (۸۷) زید غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیماً وعبادۃً دونوں کو حرام کہنے کے باوجود اول قسم کے سجدہ کو شرک نہیں جانتا لیکن عمر دونوں قسم کے سجدوں کو حرام اور شرک کہتا ہے کس کا قول صحیح ہے

الجواب:۔ غیر اللہ کے لئے سجدہ تعظیماً و عبادۃً کرنا حرام اور کفر ہے کیونکہ تعظیماً سجدہ کرنا بھی عبادۃً سجدہ کرنا ہے، اسی لئے در مختار میں سجدہ تعظیماً وعبادۃً دونوں کو کفر لکھا ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے یہ متفق علیہ کفر ہے۔ البتہ خلاف اس سجدہ میں ہے جو بطور سلام اور تحیہ کی ہو یعنی سلام کی جگہ سجدہ کیا جاوے، در مختار میں ہے وکذا تقبیل الارض بین یدی العلماء والعظماء فحرام والفاعل والراضی بہ آثمان لانہ یشبہ عبادۃ الوثن وھل یکفران علی وجہ العبادۃ والتعظیم کفروان علی وجہ التحیۃ لا وصار آثما وھر کبا للکبیرۃ انتہی[۱] وفی الشامی وذکر الصدر الشہید انہ لایکفر بھذہ السجود لانہ یرید بہ التحیۃ وقال شمس الائمۃ السرخسی ان کان لغیر اللہ تعالیٰ علی وجہ التعظیم کفر قال القہستانی وفی الظہیریۃ یکفر بالسجدۃ مطلقا الخ[۲] ص۳۴۶ ج۵ پس معلوم ہوا کہ اختلاف جو کچھ ہے وہ سجدہ تحیہ میں ہے اور سجدہ عبادت اور تعظیم باتفاق کفر ہے، پس درحقیقت یہ دو قسم نہیں ہیں کیونکہ سجدہ عبادۃ و تعظیم باتفاق کفر ہے، پس درحقیقت یہ دو قسم نہیں ہیں کیونکہ سجدہ عبادۃ اور تعظیم کو فقہاء ایک ہی قسم شمار فرماتے ہیں اور اس کو کفر فرماتے ہیں لہٰذا اس میں قول عمر صحیح ہے البتہ سجدہ تحیہ میں اختلاف ہے کہ وہ کفر ہے یا نہیں

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص۳۴۶ ج۵۔ ظفیر

[۲] دیکھئے رد المحتار کتاب الحظر والاباحۃ ص۳۰۸ ج۵۔ ظفیر

اور حرام کبیرہ ہونے میں کچھ خلاف نہیں ہے۔

احادیث نبویہ کی توہین کفر ہے

سوال (۸۸) ا احادیث نبوی کی توہین کرنا اور گالیاں دینا (۲) نمازیوں کو نماز پڑھنے کی بابت گالیاں دینا (۳) خود کو کہنا کہ میں راماشاہ بنیئے کی امت میں ہوں۔

الجواب:- احادیث نبویہ کی توہین کرنا اور یہ کہنا کہ میں راماشاہ کی امت میں ہوں کفر ہے[1]۔ اور نمازیوں کو گالی دینا حرام اور فسق ہے[2]۔

سید اگر کہے کہ نماز روزہ میرے لئے معاف ہے تو مسلمان نہیں

سوال (۸۹) اور جو سید بھنگ نشہ وغیرہ پیوے اور یہ کہے کہ ہمیں نماز روزہ سب معاف ہے ایسا شخص مسلمان ہے یا نہیں۔

الجواب:- جو لوگ ایسا کہیں وہ مسلمان نہیں ہیں ایسے کلمات سے کفر ہو جاتا ہے، اللہ تعالیٰ محفوظ رکھے[3]۔

حق تعالیٰ کی شان میں گالی کفر ہے

سوال (۹۰) میرے شوہر زید نے اگر ... مجھے طلاق دیدی اور حق تعالیٰ شانہ کی شان پاک میں بہت ہی نازیبا الفاظ کہے یہاں تک کہ بیٹی کی گالی دی وغیرہ وغیرہ، تو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے

الجواب:- زید مذکور نے اگر واقعی حق تعالیٰ شانہ کی شان پاک میں ایسے الفاظ کہے جو سوال میں مذکور ہیں تو وہ کافر ہو گیا[4]۔ اور اس نے اگر اپنی

---

[1] من اهان الشريعة او المسائل التي لابد منها كفر (شرح فقه اكبر ص۲۲۵) ظفير [2] سباب المسلم فسوق وقتاله كفر (مشكوة باب حفظ اللسان ص...) [3] من جحد فرضا مجمعا عليه كالصلوة والصوم والزكوة والغسل من الجنابة كفر (شرح فقه اكبر ص۲۱۱) من قال لا اصلي جحودا او استخفافا او على انه لم يومر او ليس بواجب فلا شك انه كفر في الكل (ايضا ص۲۱۶) ظفير

[4] والكافر بسب نبي من الانبياء فانه يقتل حدا ولا تقبل توبته مطلقا ولو سب الله تعالى قبلت لانه حق الله تعالى والاول حق عبد لا يزول بالتوبة (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المرتد ص۳۹۴ ج۳) ظفير

زوجہ کو طلاق بھی نہ دی ہو تب بھی اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہوگئی اور نکاح فسخ ہوگیا کمافی الدر المختار وارتداد احدہما فسخ عاجل الخ[1] پس اس صورت میں زید کو زوجہ کے ساتھ رہنا اور اس سے تعلق زوجیت کا رکھنا درست نہیں ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں فحش کلمات کہنے والا مرتد ہے

سوال (۹۱) ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں نہایت فحش کلمات کہتا ہے اور یہ بھی کہتا ہے کہ نعوذ باللہ من ذلک سور کا گوشت جناب کے دشمنوں نے کھایا ہے وغیرہ وغیرہ ایسے شخص کے بارہ میں کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص مرتد ہوگیا اگر وہ تجدید اسلام اور توبہ نہ کرے تو اس سے مسلمان بالکل قطع تعلق اور متارکت کردیں اگر حکومت اسلام ہوتی تو اس کو سخت سزا دی جاتی مگر اب سوائے قطع تعلق کے مسلمان کیا کرسکتے ہیں کیونکہ حدود و تعزیرات اسلامی حاکم اسلام ہی جاری کرسکتا ہے۔[2]

کہاں کی حدیث وقرآن یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۹۲) ایک شخص نے بدعت کو منع کیا سننے والوں میں سے ایک نے کہا کہ میاں کہاں کی باتیں اور کہاں کی یہ حدیث وقرآن، ایسا کہنے والے کے لئے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب:۔ ایسا کہنے والا گنہ گار اور فاسق ہے اور اگر استخفافاً

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [2] والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حداً ولا تقبل توبتہ الخ ومن شک فی عذابہ وکفرہ کفر وتمامہ فی الدرر (در مختار) اجمع المسلمون ان شاتمہ کافر وحکمہ القتل (رد المحتار) باب المرتد ص ۴۰۰ ج ۳) لانہ لاحد فی دار الحرب (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب الحدود ص ۱۹۵ ج ۳) ظفیر۔

اس نے قرآن وحدیث کی نسبت ایسا کلمہ کہا تو یہ کفر ہے[1] پس اس شخص کو توبہ کرنی چاہیئے۔ اور احتیاطاً تجدید اسلام وتجدید نکاح کرنی چاہیئے جیساکہ شامی میں اس کی تصریح فرمائی ہے[2]۔ فقط

احدالزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہوجاتا ہے

سوال (۹۳) اگر شوہر کلمۂ کفر کہے اور وہ پایۂ ثبوت کو پہنچ جائیں تو اس کی زوجہ مطلقہ بائنہ ہوگی یا نہیں، اور زوجہ بھی کلمہ کفر کہے اور یہ بھی پایۂ ثبوت کو پہنچ جائیں تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے آیا نکاح فسخ ہوگا یا وہ خود مطلقہ بائنہ ہوگی۔

الجواب:- درمختار میں ہے وارتداد احدہما فسخ عاجل[3]، پس معلوم ہوا کہ بصورت مرتد ہوجانے زوج یا زوجہ کے فوراً ان میں نکاح فسخ ہوجاتا ہے۔ فقط۔

اپنے کو خدا، قیامت، جنت ودوزخ کا منکر کہنا کفر ہے۔۔۔۔

سوال (۹۴) جو مسلمان اپنے آپ کو خدا کہے نعوذباللہ اور قیامت کو بے بنیاد سمجھیں، بہشت اور دوزخ اسی دنیا کو خیال کرے اور کفر وشرک کے کلمات کہے اور جھوٹی قسمیں کھائے ہم کو اس سے کیا سلوک کرنا چاہیئے توبہ اس کی مقبول ہے تو کچھ کفارہ بھی ہوگا یا نہیں۔

---

[1] امور الاخلال بہا اخلال بالایمان کسجود صنم وقتل نبی والاستخفاف بہ و بالمصحف الخ (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳)۔ ظفیر [2] مایکون کفراً اتفاقاً یبطل العمل والنکاح واولادہ اولاد زنا ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح (درمختار) قولہ التوبۃ ای تجدید الاسلام (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر [3] الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر

الجواب:۔ وہ شخص مرتد اور کافر ہوگیا لیکن وہ اپنے خیالات باطلہ اور عقائد فاسدہ سے توبہ کرے اور تجدید اسلام کرے، تو توبہ اس کی مقبول ہے اور پھر وہ مسلمان ہو جاوے گا اور پھر اس کے ساتھ معاملہ اہل اسلام کا سا رکھنا چاہیئے اور کچھ کفارہ اس کا نہیں ہے[1]۔ فقط

غصہ میں کہا پیغمبر زادہ بھی آجائے تو بھی کام نہ کرونگا

سوال (۹۵) زید نے حالت غصہ میں یہ کہا کہ اگر کوئی پیغمبر زادہ بھی آجاوے تو میں یہ کام نہ کروں گا مگر بنظر استخفاف شریعت نہیں کہا بلکہ بوجہ زائل ہونے عقل کے کہا پھر فوراً جب اثبات عقل ہوا استغفار کرلیا تو شرعاً شخص مذکور کو حکم ارتداد کا دیا جائیگا یا نہ۔

الجواب:۔ قال فی الدر المختار وشرائط صحتہا العقل والصحو والطوع فلا تصح ردۃ مجنون ومعتوہ وموسوس وصبی لایعقل وسکران ومکرہ علیہا الخ پس معلوم ہوا کہ اگر غضب ایسا تھا کہ زید اس میں مغلوب العقل اور مسلوب العقل ہوگیا مثل دیوانہ کے تو حکم ارتداد اس پر نہ کیا جاوے گا اور بہر حال توبہ و تجدید ایمان لازم ہیں۔ فقط۔

[1] من انکر القیامۃ او الجنۃ او النار او المیزان او الصراط او الصحائف المکتوبۃ فیہا اعمال العباد یکفر عالمگیری مصری ص ۲۷۴ ج ۲ من ارتد عرض الحاکم علیہ الاسلام استحبابا علی المذہب لبلوغہ الدعوۃ وتکشف شبہتہ و یحبس وجوبا وقیل ندبا ثلثۃ ایام یعرض علیہ الاسلام فی کل یوم ان استمہل الخ فان اسلم فیہا والاقتل لحدیث من بدل دینہ فاقتلوہ الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳۔ ظفیر ۲ الدر المختار علی ہامش رد المختار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳ و ص ۳۹۴ ج ۳۔ ظفیر۔

اس وقت کافر بن کر بحث کرتا ہوں کہنا ارتداد ہے

سوال (۹۵) ہندو و مسلمان میں مسجد و دیول کے جھگڑے کا تصفیہ تحصیلدار کے اجلاس میں ہو رہا تھا زید نے بتائید ہندو و بلحاظ خیر خواہی اور مسجد کی بے حرمتی کی غرض سے یہ کہا کہ اس وقت میں کافر بن کر ہنود کی طرف سے بحث کرتا ہوں وغیرہ تو زید کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ اس صورت میں زید کافر و مرتد ہو گیا اور تمام عمل اسکے حبط ہو گئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و من یکفر بالایمان فقد حبط عمله وھو فی الآخرة من الخاسرین[1]۔ پس زید پر تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے اور توبہ و استغفار لازم ہے تاکہ از سر نو مسلمان ہو جاوے اور احکام اسلام اس پر جاری ہوں۔ فقط۔

بیوی جب عیسائی بن گئی تو نکاح باقی نہیں رہا

سوال (۹۶) میاں بیوی میں تکرار ہوا بیوی عیسائی ہو گئی نکاح باقی رہا یا نہیں۔

(۲) دوبارہ جب اسلام لے آئی تو شوہر اول کو ملے گی

اگر بیوی پھر مسلمان ہو گئی تو شوہر اول کا کچھ حق باقی رہا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں نکاح باقی نہیں رہا[2]۔

(۲) پھر مسلمان ہونے پر وہ عورت شوہر اول ہی کو دی جائے گی یعنی اس عورت کو مجبور کیا جاوے کہ شوہر اول سے نکاح کرے۔ درمختار اور شامی میں یہ مسئلہ لکھا ہے۔ فقط[3]۔

---

[1] المائدۃ ۵-۵۔

[2] وارتداد احدهما فسخ عاجل (الدر المختار علی هامش رد المختار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر [3] ولا شئ لو ارتدت اذ تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرا بمهر یسیر کدینار وعلیه الفتوی (ایضاً ص ۵۴۲ ج ۲) ظفیر

اولاد کو کافر کہنے سے نکاح نہیں ٹوٹتا

سوال (۹۷) ایک عورت نے اپنی صغیر السن اولاد کو کافر کہا زوج نے اس سے کلام و حقوق زوجیت ترک کر دیا، بدیں غرض کہ مبادا میری زوجہ میرے نکاح سے خارج ہو گئی ہو یہ خیال صحیح ہے یا کیا حکم ہے

الجواب: حدیث شریف میں ہے من قال لاخیہ کافر فقد باء بہ احدھما او کما قال صلی اللہ علیہ وسلم[۱] اور یہ بھی حدیث شریف میں وارد ہے کہ اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو کافر کہے، اور وہ کافر نہیں ہے تو وہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹتا ہے، الحدیث۔ اسی حدیث کے معنی یہ بیان کئے گئے ہیں کہ گنہ کافر کہنے کا اس پر عود کرتا ہے وفیہ اخر، اس صورت میں وہ عورت فاسقہ ہوئی اور نکاح نہیں ٹوٹا، پس وہ شخص بدستور سابق اپنی زوجہ کو رکھے اور احتیاطاً تجدید نکاح کر لیوے تو اچھا ہے جیسا کہ ظاہر حدیث کا مقتضیٰ ہے۔ فقط۔

خدا کو نہیں مانتا کلمہ کفر ہے

سوال (۹۸) زید نے بمواجہ تین آدمیوں کے اپنے خسر کے اس کہنے پر کہ تو نہ کبھی نماز پڑھتا ہے نہ روزہ رکھتا ہے۔ تجھ سے بولنے کو ہمارا دل نہیں چاہتا۔) یہ کہا کہ میں خدا کو نہیں مانتا، میں تو عیسیٰ مسیح کو مانتا ہوں، والعیاذ باللہ تعالیٰ، اس کلمہ کے کہنے سے زید مرتد ہو گیا یا نہ اور اس کی عورت اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور اس پر عدت طلاق واجب ہو گی یا عدت وفات

الجواب: صرف اس لفظ کے کہنے سے کہ میں خدا کو نہیں مانتا ہوں شخص مذکور کافر اور مرتد ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی اور عدت طلاق اس پر لازم ہوئی، در مختار میں ہے وارتداد احدھما

[۱] مشکوٰۃ شریف باب حفظ اللسان ص ۴۱۱۔ ظفیر

فسخ عاجل[۱] الخ وایضا فی باب العدۃ وھی فی حق حرۃ الخ املاق او فسخ بجمیع اسبابہ الخ ثلثۃ حیض کوامل[۲] الخ فقط

مجھے خدا کی ضرورت نہیں کلمۂ ارتداد ہے

سوال (۹۹) ایک واعظ نے ایک عورت زانیہ کو نصیحت کی کہ وہ زنا چھوڑ دے۔ اس پر عورت نے جواب دیا کہ مجھے خدا کی ضرورت نہیں ہے نہ خدا کی جنت کی، شرعًا اس عورت کا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس عورت پر حکم کفر وارتداد کا لاحق ہو گیا[۳]۔ اور نکاح اس کا فسخ ہو گیا اس کو توبہ کرا کر اور تجدید اسلام کرا کر پھر نکاح کیا جاوے[۴] فقط

میں کافر ہو گیا کلمۂ کفر ہے

سوال (۱۰۰) زید اور عمر میں عداوت چلی آتی ہے، زید نے اس بات کا عہد کیا کہ اگر عمر اپنی لڑکی کی شادی زید کے لڑکے سے کر دیوے تو زید اس بات کا حلف اٹھانے گا کہ وہ کبھی عمر کی لڑکی سے عدوات نہ نکالے گا، نہ تکلیف دے گا چنانچہ زید نے قرآن شریف اٹھا کر قسم کھائی اور زید کے لڑکے سے عمر کی دختر کا عقد ہو گیا، زید عقد کے بعد جھگڑا فساد کرنے اور لڑکی کو غیر معمولی تکالیف پہونچانے لگا عمر نے اپنی ٹوپی زید کے قدموں پر رکھدی اور معافی کا خواستگار ہوا، زید نے دو مرتبہ یہ کلمہ کہا کہ اگر خداوند

---

[۱] الدر المختار علی ھامش رد المختار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر۔ [۲] ایضا باب العدۃ ص ۸۲۵ ج ۲ و ص ۸۲۶ ج ۲۔ ظفیر۔ [۳] لایکفر احد من اھل القبلۃ الا فیہ نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار للنبوۃ (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۱) ظفیر

[۴] وارتداد احدھما من الزوجین فسخ عاجل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔

کریم آسمان پر سے اتر آوے اور مجھکو کہے تب بھی میں معاف نہ کروں گا، عمر نے کہا کہ یہ کلمات کفر کیوں زبان سے نکالتے ہو تب زید نے کہا کہ میں کافر ہوگیا اور یہ بھی کہا کہ اگر عمر کے گھر کی طرف قبلہ ہوجاوے تو میں سجدہ نہ کروں اس صورت میں زید کے لئے کیا حکم ہے، زوجین میں علیحدگی ہوسکتی ہے یا نہیں۔

الجواب:- زید نے جو کلمات کفر کہے اس سے اس کا کافر ہونا و مرتد ہونا ثابت ہوا[1]۔ اس کو تجدید اسلام اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے اور اس کا لڑکا چونکہ اپنی زوجہ کو نان و نفقہ دیتا ہے اور نہ طلاق دیتا ہے اس لئے بموجب حکم بعض ائمہ قاضی شرعی اس کی زوجہ کو اس سے علیحدہ کرنے کا حکم کردے اور فسخ نکاح کرکے دوسرے نکاح کی اجازت دیدے یہ کام کسی ریاست اسلامیہ میں جاکر ہوسکتا ہے وہاں کا قاضی... تفریق کرادیوے۔ فقط۔

سوال (۱۰۱) | کلام اللہ کو کلام انسانی اور دوسرے کلمات کفریہ سے مرتد ہوگیا | زید مسلمان افعال کفر و شرک کا مرتکب ہے کچھ دنوں پیشتر مسلمانوں سے بحث و تکرار کرتا ہوا کلام اللہ کو کلام انسانی قرار دے کر قرآن پاک کو جلاکر خاک سیاہ کردیا۔ اور احادیث صحیحہ کو بوسیدہ کاغذوں کی طرح چاک کرکے پھینکدیا۔

(۲) وہ یہ کہتا ہے کہ لحم خنزیر اور لحم بز میں کچھ فرق نہیں ہے، اسی طرح اپنی مادر حقیقی اور اپنی عورت میں تمیز نہیں ہے، مشرکوں کے دیوتاؤں کو نذر چڑھاتا ہے اور مشرکین کا ذبیحہ کھاتا ہے۔

(۳) رام اور رحمٰن دونوں کو ایک کہتا ہے۔

---

[1] إذا أطلق الرجل كلمة الكفر عمداً لكنه لا يعتقد الكفر الخ قال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندي لأنه استخف بدينه اھ (رد المحتار باب المرتد ص۲۹۲/۳) ظفیر۔

(۴) مسلمانوں کو یہ تلقین کرتا ہے کہ نماز ایک فعل عبث ہے، ایسا شخص مسلمان ہے یا کافر اگر وہ مرجائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھنا اور مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا جائز ہے یا نہیں، زید اب تک زنا میں مشغول تھا اب زانیہ سے نکاح پسند کرتا ہے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- ایسے عقائد رکھنے والا شخص کافر و مرتد ہے[1]۔ اگر وہ تائب و اسلام لاکر نہ مرے تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جاوے۔ اور مسلمانوں کے قبرستان میں اس کو دفن نہ کیا جائے، اگر وہ شخص پھر اسلام میں داخل ہونا چاہے اور گزرے ہوئے عقائد و افعال سے توبہ کرے تو اس کو مسلمان کر لیا جاوے۔

(۴) نکاح اس کا اس زانیہ سے فوراً کر دیا جاوے۔

مرتد ہونے کے بعد پھر مسلمان ہونا

سوال (۱۰۲) اگر کوئی مسلمان مرتد ہو جائے اور پھر اسلام لانا چاہے تو اس کے متعلق کیا حکم ہے۔

الجواب:- جس وقت وہ پھر مسلمان ہونا چاہے اس کو مسلمان کر لیا جاوے، اسلام میں کچھ تنگی نہیں ہے اور اللہ کی رحمت وسیع ہے اس کی شان یہ ہے کہ ؎

باز آ باز آ از آنچہ ہستی باز آ گر ملحد و گبر و بت پرستی باز آ
ایں درگہ ما درگہ نومیدی نیست صد بار اگر توبہ شکستی باز آ

حضرت ابوبکرؓ کی صحابیت کا منکر کافر ہے

سوال (۱۰۳) ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی خلافت و صحابیت کا منکر ہو اور مستحق لعنت و تبرا ہو، وہ

---

[1] اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر لکنہ لا یعتقد الکفر الخ قال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۳ ج ۳) ظفیر۔

اسلام سے خارج ہے کسی بھی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہیئے، دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے وہ کلمہ پڑھتے ہیں لہٰذا خارج اسلام نہیں ہو سکتا اس بارہ میں کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب:- اس بارہ میں عالم کا قول صحیح ہے، اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصول اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے اس کو چاہیئے کہ اس سے توبہ کرے [1]

میرا ایمان میری جوتی کے نیچے ہے یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۱۰۴) ایک شخص لکھا پڑھا وکیل باوجود واقفیت کے ایسے کلمات قبیحہ مجمع کثیر میں اپنی زبان سے نکالے کہ میرا ایمان میری جوتی کے نیچے ہے تو شرعاً اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- یہ کلمہ کفر کا ہے وہ شخص جس نے یہ کلمہ کہا کافر ہو گیا [2] اور اس کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہو گئی جیسا کہ در مختار میں ہے۔ و ارتداد احدہما فسخ عاجل [3]۔ پس اس شخص کو توبہ کرنا اور تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا لازم ہے۔ فقط۔

قادیانی کافر ہیں روافض میں تفصیل ہے

سوال (۱۰۵) ایک مولوی صاحب نے بروز جمعہ یہ فتوی بیان فرمایا کہ شرعاً جملہ افراد اہل شیعہ و احمدی کافر ہیں، اور جو شخص ان کے ساتھ خورد و نوش کرے گا یا ان کے ساتھ کسی تقریب میں

---

[1] نعم لا شك فی تكفیر من قذف السیدة عائشة رضی الله تعالی عنها او انكر صحبة الصدیق الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۰۶ ج ۳) ظفیر [2] وكذا مخالفة او انكار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلك دلیل علی ان التصدیق مفقود (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر [3] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نكاح الكافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر۔

شامل ہوگا کافر متصور ہوگا اور پھر اس کی ساتھ برتاؤ کرنے والا بھی کافر ہوگا علیٰ ہذا القیاس سلسلہ کفر جاری رہے گا، اور جملہ عورات کا نکاح ناجائز اور فسخ شدہ ہے جو لڑکیاں اہل سنت وجماعت کی کسی شیعہ یا احمدی کے ساتھ بیاہی ہوئی ہیں ان کی اولاد ولد الحرام ہیں اور وہ زنا کرا رہی ہیں، کیا جملہ افراد اہل شیعہ کافر ہیں۔(۲) کیا جملہ افراد احمدی جماعت کے کافر ہیں، ہم حنفی ہیں اور جس فرقہ احمدیہ کا ہم سے تعلق ہے وہ کسی مسلمان کو کافر نہیں کہتے (۳) کیا جملہ عورات کا نکاح ناجائز اور فسخ شدہ ہیں جو اہل سنت والجماعت کی لڑکیاں ہیں اور کسی شیعہ یا احمدی سے بیاہی ہوئی ہیں اور وہ اس طرح زنا کر رہی ہیں (۴) کیا کسی معزز شیعہ یا احمدی اہل برادری کی تعظیم کرنا کفر ہے اور پھر جو اس کے ساتھ برتاؤ کرے گا یا اس کی کسی تقریب میں شریک ہوگا وہ بھی کافر ہوگا یا گنہ گار۔

الجواب:۔ مرزا غلام احمد قادیانی اور اس کے متبعین سب باتفاق علمائے اہل حق کافر و مرتد ہیں ان سے کسی قسم کا اتحاد و ارتباط رکھنا اور بیاہ شادی کرنا سب حرام ہے[1]۔ اور روافض میں یہ تفصیل ہے کہ جو فرقہ انکا قطعیات کا منکر ہے اور سب شیخین کرتا ہے اور حضرت عائشہ صدیقہ رضی پر تہمت لگاتا ہے یعنی افک کا معتقد ہے اور صحابہ کی تکفیر کرتا ہے وہ بھی کافر و مرتد ہے[2] ان سے مناکحت و مجالست حرام ہے اور واضح ہو کہ روافض تبرا گوہی

---

[1] و دعوی النبوة بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۲)

[2] وبهذا ظهر ان الرافضی ان کان ممن یعتقد الالوهیة فی علیؓ او ان جبرئیل غلط فی الوحی او کان ینکر صحبة الصدیق او یقذف السیدة الصدیقة فهو کافر لمخالفة القواطع المعلومة من الدین بالضرورة (رد المحتار باب المحرمات ص ۳۹۸ ج ۲) ظفیر۔

ہوتے ہیں اگرچہ بوجہ تقیہ کے جو ان کے نزدیک دینی فعل ہے اپنے آپ کو چھپاتے ہیں اور اپنے عقائد باطلہ مخفی رکھتے ہیں لہذا ان کے قول و فعل کا اعتبار نہ کیا جاوے بلکہ ان کے اصول مذہب کو دیکھا جاوے پس بعد اس تمہید کے آپ خود اپنے سوالات کا جواب سمجھ سکتے ہیں۔

(۱) اکثر افراد شیعہ ایسے ہیں کہ ان کے کفر پر فتوی ہے اور اصول مذہب کے اعتبار سے ان کے کفر میں کچھ تردد نہیں لہذا ان کے ذبیحہ میں اور ان سے رشتہ مناکحت قائم کرنے میں احتیاط کی جاوے اور احتراز کیا جاوے۔

(۲) قطعاً کافر و مرتد ہیں اور یہ غلط ہے کہ وہ مسلمان کو کافر نہیں کہتے ان کی کتب مذہب کو دیکھو کہ ان کا عقیدہ یہ ہے کہ جو کوئی مرزا کو نبی نہ مانے وہ کافر ہے اور جو اس کو کافر نہ سمجھے وہ بھی کافر ہے۔

(۳) یہ صحیح ہے وہ نکاح نہیں ہوا اور اس حالت میں صحبت و جماع کرنا زنا ہے

(۴) یہ حکم عام نہیں ہے مگر معصیت اور فسق ہونے میں اس کے کلام نہیں ہے اور حدیث شریف میں ہے من وقر صاحب بدعة فقد اعان علی ھدم الاسلام[1] پس جب کہ مبتدع کی تعظیم و توقیر کرنا گویا اسلام کو منہدم کرنا ہے تو ایسے گمراہ کافر و مرتد فرقوں کی تعظیم و توقیر کس درجہ معصیت ہوگی۔ فقط

کلمۂ کفر کا اعلان ہو چکا تو تجدید کا بھی اعلان کرے

سوال (۱۰۵) اگر کسی کلمہ سے کفر لازم آجاوے بجائے خود تو کیا استیناف ایمان علی رؤس الاشہاد ضروری ہے

(۲) اور استیناف ایمان سے حسنات حاصلہ عود کر آتی ہیں یا نہیں۔

(۳) تجدید ایمان کا رکن کیا چیز ہے۔

الجواب:۔ اگر کلمہ کفر کا اعلان ہو چکا ہے تو تجدید میں اعلان کرنا

---

[1] مشکوۃ باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ ص۳۱۔

چاہیئے اور اگر کلمہ کفر زبان سے نکل گیا اور کسی کو اس کی خبر بھی نہیں ہے تو تجدید ایمان میں اعلان کی ضرورت نہیں ہے

(۲) مسئلہ یہ ہے الساقط لا یعود و فیہ اختلاف منقول فی الشامی فلیراجع[1]

(۳) جو رکن ایمان کا ہے وہی تجدید ایمان کا رکن ہے۔

حق تعالیٰ کی شان میں گالی دینے والا کافر و مرتد ہے

سوال (۱۰۶) میرے شوہر زید نے مجھے طلاق دیدی اور حق تعالیٰ شانہ کی شان پاک میں بہت ہی نازیبا الفاظ کہے یہاں تک کہ بیٹی کی گالی دی وغیرہ وغیرہ تو اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے

الجواب:۔ زید مذکور نے واقعی حق شانہ کی شان پاک میں ایسے الفاظ کہے ہیں جو سوال میں ہیں تو وہ کافر ہو گیا اور[2] اس نے اگر اپنی زوجہ کو طلاق بھی نہ دی ہو تب بھی اس کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہو گئی اور نکاح فسخ ہو گیا کما فی الدر المختار وارتداد احدھما فسخ عاجل[3] الخ پس اس صورت میں زید کی زوجہ کو زید کے ساتھ رہنا اور اس سے تعلق زوجیت کا رکھنا درست نہیں ہے۔ فقط

تعظیماً سجدہ غیر اللہ کو ناجائز ہے

سوال (۱۰۶) جناب نے غیر اللہ کو تعظیماً سجدہ کرنے کے متعلق جو تحریر فرمایا ہے وہ نہایت تشفی بخش ہے لیکن یہ امر ابھی تک دریافت طلب باقی ہے کہ اگر ایک شخص خود غیر اللہ کو تعظیماً سجدہ نہیں کرتا بلکہ تعظیماً سجدہ کرنے کو حرام جانتے ہوئے کہتا ہے کہ چونکہ بجز خبر واحد لوامرت احدا ان یسجد لاحد لامرت المرأۃ ان تسجد لزوجھا کے اور دلیل سے سجدہ تعظیمی جو شرائع سابقہ میں کیا

---

[1] واسلامہ (ای المرتد) ان یتبرأ عن الادیان سوی الاسلام او عما انتقل الیہ بعد نطقہ بالشہادتین ولو اتی بھما علی وجہ العادۃ لو ینفعہ مالم یتبرأ (در مختار) انما ھو شرط لاجراء احکام الدنیا علیہ (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۵ ج ۳) ظفیر [2] ومن وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ فیکفر (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۷) ظفیر [3] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲ ظفیر۔

گیا تھا اس کا منسوخ ہونا معلوم نہیں، اور اس حدیث سے بھی بحیثیت خبر واحد ہونے کے ناسخ کتاب ہونے میں شبہ باقی رہتا ہے، لہذا بہت سے بہت اس حدیث سے نیز آیت قرآنی لاتسجدو للشمس الآیۃ سے درصورت وحدۃ حکم اگر ثابت ہو سکتا ہے تو صرف یہ کہ سجدہ غیر اللہ کو کرنا حرام ہے کفر ثابت نہیں ہوتا اور اگر تسلیم کیا جائے کہ سجدہ تعظیماً کرنا کفر ہے تو اس کفر کا انکار جو نص قطعی سے ثابت ہے کفر ہوگا یا نہیں اور اس قسم منکر کے پیچھے نماز جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ کسی حکم قرآنی کے منسوخ ہونے کے معنی جس وقت ذہن نشین ہو جاویں گے اس وقت خود بخود سمجھ میں آجاوے گا کہ حدیث سے حکم قرآنی منسوخ ہو سکتا ہے، سو واضح ہو کہ منسوخ کے معنی یہ ہیں کہ وہ حکم فلاں وقت تک یا فلاں زمانہ میں تھا اور چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے معنی بیان فرمانے والے ہیں اور آپ کا بیان کسی حکم کے متعلق واجب العمل ہے جیسا کہ خود قرآن شریف میں ارشاد ہے لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ إِلَيْهِمْ (ترجمہ) تاکہ آپ بیان فرمادیں لوگوں کے لئے معنی قرآن منزل کے پس جب آپ کسی حکم قرآن کے متعلق یہ بیان فرمادیں کہ حکم مذکور فلاں زمانہ میں تھا اور پہلی امتوں کے لئے تھا اب وہ حکم نہیں ہے تو یہ امر نص قرآنی سے ثابت ہے کہ آپ کا یہ بیان واجب العمل ہے لہذا حدیث ناسخ قرآن ہو سکتا ہے خود قرآن شریف سے ثابت ہے اور خبر واحد ہونا اس کو مضر نہیں ہے جبکہ وہ صحیح حدیث ہو کیونکہ خبر واحد ہونا ہمارے اعتبار سے ہے ورنہ جن لوگوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی حکم سنا وہ نقل قرآن کے حکم کی واجب العمل ہیں۔ فقط۔

سوال (۱۰۷) زید مسلمان نے علانیہ بودھ مذہب اختیار کر لیا اور خود مندر کا ایک رکن ہے میونسپلٹی اور	زید نے بودھ مذہب پر ہونے کا اعلان کردیا تو مرتد و کافر ہوگیا

گورنر کے کونسل کے رائے دہندگان کی دو فہرستیں ہیں مسلین کی جدا اور کفار کی جدا، زید کا نام کفار کی فہرست میں ہے اپنے بیرونی دروازہ پر بودھ کی تصویر بنوائی ہے۔ مگر بایں ہمہ ہر سال گیارہویں شریف اور اس میں مسلمانوں کی دعوت بھی کرتا ہے تو زید مسلمان ہے یا مرتد اور اس کی دعوت میں جانا اور کھانا اس کا حصہ یا روپیہ پیسہ لینا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ جبکہ زید نے اعلانیہ اپنے کو بودھ مذہب پر ہونے کا اعلان کر دیا اور اپنے دروازہ پر بودھ کی تصویر بھی قائم کی اور اس کے بعد اس مذہب سے توبہ کا اعلان نہیں کیا اور اپنے مسلمان ہونے کا اظہار نہیں کیا تو وہ کافر و مرتد ہے[1] اس کی کسی دعوت وغیرہ میں مسلمانوں کو شریک ہونا جائز نہیں ہے اور روپیہ پیسہ اس سے لینا درست نہیں ہے اور اس کے گھر کسی جلسہ میں وعظ و مولود شریف میں شریک ہونا جائز نہیں ہے۔ فقط۔

تماشہ کرنے والا کہے میں خدا ہوں تو مرتد و کافر ہے

سوال (۱۰۷) تماشہ کرنے والا تماشہ کے وقت اپنے آپ کو نعوذ باللہ خدا کہتا ہے اور دوسروں کو سجدہ کرنے کو کہتا ہے کیا وہ مسلمان ہے اور ایسا تماشہ دیکھنے والے اور شرکت و امداد کرنے والوں کے لئے کیا حکم ہے

(۲) بعض لوگ کہتے ہیں کہ چونکہ اس تماشہ کے اندر عبرت دکھائی جاتی ہے اور ناحق کو شکست اور حق کو فتح اس کا نتیجہ ہوتا ہے ان کے لئے کیا حکم ہے۔

---

[1] ومن لا یرضی من الایمان فھو کافر ومن یرضی بکفر نفسہ فقد کفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص ۲۵۷ ج ۲)۔ المرتد ھو شرعاً الراجع عن دین الاسلام ورکنھا اجراء کلمۃ الکفر علی اللسان بعد الایمان (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۱ ج ۳) ظفیر۔

الجواب: یہ کفر وارتداد صریح ہے اس میں کسی تاویل کی گنجائش نہیں ہے۔[1] قال اللہ تعالیٰ وَمَنْ يَقُلْ مِنْهُمْ إِنِّي إِلٰهٌ مِنْ دُونِهِ فَذٰلِكَ نَجْزِيهِ جَهَنَّمَ كَذٰلِكَ نَجْزِي الظّٰلِمِينَ۔[2]

(۳) یہ قول غلط ہے اور تاویل باطل ہے۔[3] فقط

قرآن مجید کی توہین کفر ہے

سوال (۱۰۸) زید نے بکر کو کسی دنیوی معاملات میں فیصلہ کے لئے کہا قرآن قسم کی طور پر اٹھا، تو میں فیصلہ منظور کرلوں گا لیکن بکر نے باہمی تنازعات میں کہا کہ میرا تو ذکر بھی نہیں اٹھاتا۔ بکر دوسری جگہ ایسے بی ادبانہ الفاظ سے توبہ کرتا ہے، اب بکر پر کیا تعزیر شرعی عائد ہوتی ہے۔

الجواب: بکر ان الفاظ سے مرتد اور کافر ہوگیا،[4] اگر اس نے توبہ اور تجدید ایمان کرلیا ہے تو پھر وہ مسلمان ہوگیا اب بعد اسلام لانے کے اس پر کچھ حد اور تعزیر نہیں ہے اور نکاح اس کا فسخ ہوگیا تھا اس کو پھر

---

[1] لا یکفر احد من اہل القبلۃ الا فیما فیہ نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار النبوۃ (شرح فقہ اکبر ص ۱۹۹) من ہزل بلفظ کفر ارتد وان لم یعتقدہ للاستخفاف (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر [2] سورۃ الانبیاء ر ۲

[3] و فی البحر عن الجامع الاصغر اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر لان الکفر یتعلق بالضمیر ولم یعقد الضمیر علی الکفر وقال بعضہم یکفر وہو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ اھ ثم قال فی البحر والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ہازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار لاعتقادہ کما صرح بہ الخانیۃ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳) ظفیر [4] قال فی المسایرۃ وبالجملۃ فقد ضم الی التصدیق بالقلب او باللسان فی تحقق الایمان امور الاخلال بہا اخلال بالایمان کسجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ وبالمصحف الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر۔

پھر نکاح کرنا چاہیئے۔ در مختار، شامی۔[1]

اللہ و رسول کی شان میں گستاخی کفر ہے

سوال (۱۰۹) اگر کوئی عورت اپنے خاوند پر مشتعل ہو کر خدائے تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان مبارک میں الفاظ اہانت کے کہے تو ایسی عورت اسلام سے خارج ہو گی یا نہیں۔

الجواب:۔ عورت مذکورہ کو توبہ کرنا چاہیئے، توبہ کے بعد تجدید نکاح بھی ضروری ہے۔

شریعت کے حکم کو نہیں مانتا یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۱۱۰) مسمیٰ فرمان علی اور مہدی خان نے عام طور پر مجلس میں یہ کہا کہ ہم شرع شریف کے حکم کو نہیں مانتے ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے، اس کی جنازہ کے نماز پڑھنا اور اس سے تعلقات رکھنا کیسا ہے۔

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے[2]۔ اور ایسا شخص اس لائق نہیں کہ مسلمانوں کی صف میں اس کو جگہ دی جائے ایک مسلمان کے لئے اس سے بڑھ کر اور کیا جرم ہو سکتا ہے کہ شریعت اسلامی کے متعلق ایسے توہین آمیز الفاظ کہے حقیقت میں ایسی ہی بے باکی دائمی ضلالت اور ابدی ہلاکت کا باعث ہو جاتی ہے اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو صراط مستقیم پر قائم رکھے چونکہ صورت مسئولہ میں کلمۂ مذکور مجمل ہے اسلئے ایسا کلمہ کہنے والا کے کفر میں احتیاط کی ضرورت ہے، کسی مسلمان کے قول میں جب تک بھی کوئی قابل قبول تاویل ممکن ہو سکتی ہو تو اس کو کافر بنانے سے ہمیں احتراز ہی کرنا چاہیئے کہ ایمان و کفر کا معاملہ بہت ہی نازک ہے، بحر الرائق میں خلاصہ سے نقل کیا ہے اذا کان

---

[1] من وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ الخ یکفر (شرح فقہ اکبر ص ۱۸۰)

[2] من اہان الشریعۃ او المسائل التی لا بد منہا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۳۱۵) ظفیر۔

فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم[1] وفی الفتاوی الصغری الکفر شئ عظیم فلا اجعل المومن کافرا حتی وجدت روایۃ انہ لایکفر انتہی[2] اور فتاوی قاضیخان میں ہے رجل قال لغیرہ صل المکتوبۃ فقال لا اصلیہا الیوم اختلفوا فیہ ذکر الناطفی عن محمد انہ قال قول الرجل لا اصلی یحتمل وجوھا اربعۃ احدھا لا اصلی فقد صلیتھا والثانی لا اصلی بقولک ففی ہذہ الوجوہ لایکفر والرابع لا اصلی ولیس تجب علی الصلوۃ ولم اومر بہا یعنی جحودھا یصیر کافرا قال الناطفی فعلی ہذا اذا اطلق وقال لا اصلی لایکفر لان ہذا اللفظ متحمل انتہی[3] اقول وکذا ہذا وفی الدر المختار لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن[4]۔ پر شامی میں اس قول کے تحت میں ہے ثم ان مقتضی کلامہم ایضا لایکفر بشتم دین مسلم ای لایحکم بکفرہ لامکان التاویل[5] الخ غرضیکہ اسی طرح کی بہت سی عبارتیں ہیں جو احتیاط پر مجبور کرتی ہیں لہذا صورت مسئولہ میں ایسے شخص کا جنازہ پڑھنا جائز ہے البتہ جب تک یہ شخص اپنی کرتوت سے تائب نہ ہو اس سے کسی طرح کا بھی تعلق نہ رکھنا چاہیے جو ایسی حالت میں اس سے تعلق رکھیں گے وہ گنہ گار ہوں گے۔ اور ڈر ہے کہ ان کا شمار بھی اسی کے ساتھ نہ ہو جائے اور نہ کسی مسلمہ کا اس کے ساتھ ایسی حالت میں نکاح کیا جائے، نکاح کے معاملہ میں بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے۔ فقط۔

---

[1] رد المختار باب المرتد ص ۳۹۳/۳۔ ظفیر [2] رد المختار باب المرتد ص ۳۹۳/۳۔ ظفیر
[3] فتاوی قاضی خاں باب مایکون کفرا من المسلم ومالایکون ص ۵۹۷/۳۔ ظفیر
[4] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹/۳۔ ظفیر [5] رد المحتار للشامی باب المرتد ص ۳۹۹/۳۔ ظفیر۔

احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح ٹوٹ جاتا ہے

سوال (۱۱۱) اگر وہ لڑکی جس نے مذہب قادیانی اختیار کر کے اپنا نکاح کسی احمدی سے کر لیا ہے اگر پھر مسلمان کر لیجائے تو اس کا نکاح بھی ٹوٹ جاوے گا یا نہیں۔

(۲) احمدی میاں بیوی ایک ساتھ مسلمان ہوئے تو نکاح باقی رہے گا

سوال (۱۱۲) اگر دونوں اشخاص ساتھ ہی احمدی سے مسلمان ہو جائیں تو ان کے نکاح کے متعلق کیا حکم ہے

الجواب:۔ اس صورت میں اس کا نکاح قادیانی شخص سے ٹوٹ جائیگا کیونکہ قادیانی مرتد ہیں اور احد الزوجین کا ارتداد نکاح کے منافی ہے در مختار میں ہے و فسد ان اسلم احدھما قبل الآخر[1]، بحر الرائق میں ہے لان ردۃ الآخر منافیۃ للنکاح ابتداءً فکذا بقاءً الخ وقال بہ یعلم حکم البینونۃ باسلام احدھما فقط بالاولی[2]

(۲) اگر دونوں ایک ساتھ مسلمان ہوئے ہیں تو ان کا نکاح باقی بحالہ ہے ورنہ فسخ ہو جائیگا۔[3] فقط

زوجین میں ایک کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے

سوال (۱۱۳) زید نے ایک ہندو عورت کو مسلمان کر کے اپنا نکاح کیا ۱۱ سال تک اس کے پاس رہی لیکن اب آریوں نے اس کو بہکا کر مرتد بنا کر عدالت میں نکاح ہونے سے انکار کرا دیا، نکاح کے گواہ اور وکیل موجود ہیں، قاضی بھی منکر ہے اور رجسٹر ظاہر نہیں کرتا اس صورت میں کیا حکم ہے۔

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۴۲۲ ج ۲۔ ظفیر [2] و بقی النکاح ان ارتدا معا بان لم یعلم السبق فیجعل کالغرقی ثم اسلما کذالک استحسانا وفسد ان اسلم احدھما قبل الآخر (در مختار) قولہ کذالک بان لم یعلم السبق (رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۴۲۲ ج ۲)۔ ظفیر۔

الجواب:- شریعت اسلام میں دو گواہوں سے نکاح کا ثبوت ہو جاتا ہے لیکن بعد مرتد ہو جانے اس عورت کے نکاح فسخ ہو گیا جیسا کہ درمختار میں ہے وارتداد احدہما فسخ عاجل[1]۔ فقط

قرآن کی نسبت کلمات توہین کفر ہے

سوال (۱۱۳) کمال الدین جلد ساز نے مجمع اہل اسلام میں یہ کلمات کہے کہ میں قرآن شریف کو کچھ چیز نہیں سمجھتا میں اس کو آگ لگا سکتا ہوں چند آدمیوں کی شہادتیں منسلک ہیں ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:- قرآن شریف کے نسبت کلمات توہین کے کہنا کفر ہے[2] لیکن اگر کمال الدین انکار کرتا ہے تو یہ انکار اس کا توبہ سمجھا جاوے گا اس کو چاہیئے کہ توبہ و استغفار کرے اور تجدید ایمان کرے، بعد توبہ و استغفار تجدید ایمان کے اس کے ساتھ کچھ تعرض نکیا جاوے اور اس کو مسلمان سمجھا جاوے اور میل جول رکھا جاوے اور اگر وہ شخص توبہ و استغفار و تجدید ایمان سے انکار کرے تو پھر اس سے قطع تعلق کر لیا جاوے۔ فقط۔

میں شریعت کو نہیں مانتا یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۱۱۴) زید نے کسی وجہ سے اپنا مکان اپنے لڑکے عمرو کو ہبہ کر دیا اور علاوہ عمرو کے زید کے تین لڑکے دو لڑکیاں اور بھی موجود ہیں اب زید چاہتا ہے کہ اپنی حیات میں سب کو یہ مکان تقسیم کر دے عمرو کہتا ہے کہ میں شریعت کو نہیں مانتا تو عمرو اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اور نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

الجواب:- عمرو بوجہ اس قول کے اسلام سے خارج ہو گیا اور اس

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹/ج ۲۔ ظفیر [2] اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ص ۲۶۶/ج ۲) ظفیر۔

کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہو گئی بعد اسلام لانے کے تجدید نکاح کر سکتا ہے[1]

اپنے کو خدا اور رسول کہنے والا کافر و مرتد و ملحد ہے

سوال (۱۱۵) یحیی خاں ایک جا درہ میں مقیم ہے پہلے اس نے مہدی موعود، پھر مسیح موعود ہونے کا دعوی کیا اور اس کے بعد رسول بنا اور اپنے نام کا کلمہ بنایا لا الہ الا اللہ ہو یحیی عین اللہ اور اپنے کو عین اللہ کہتا ہے اور ایک کتاب لکھی ہے اس کا نام فرمان بالمقابل قرآن رکھا ہے اور خود کو فرمانروا کہتا ہے اور اب اللہ ہونے کا دعوی کرتا ہے آیات قرآنی کم و زیادہ کر کے پڑھتا ہے اور کہتا ہے کہ قرآن میں غلطی ہے الخ اور اللہ تعالیٰ کو لہو و لعب کرنے والا کہتا ہے نعوذ باللہ۔ یحیی خان کے لئے کیا حکم ہے اور جو مسلمان اس کو واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی اقوال کی تصدیق کریں اور اس کی اعانت کریں اور اس کے ساتھ خورد و نوش کریں ان کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:- یحیی خاں مذکور کا مرتد ہونا اس کے اقوال سے ثابت و محقق ہے[2] اس کے ساتھ مسلمانوں کو ملنا اور اس کی محبت و اعانت کرنا حرام ہے۔ اور جو لوگ اس کو بزرگ اور واجب التعظیم سمجھیں اور اس کی تصدیق کریں وہ بھی کافر ہیں اس میں کچھ شک نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین الآیۃ[3] وقال اللہ تعالیٰ ومن یقل منہم انی الہ من دونہ فذلک نجزیہ جہنم کذلک نجزی الظالمین[4] فقط

---

[1] اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ وقال بعضہم یکفر وھو الصحیح عندی الا انہ اھ۔ تخف بدینہ رد المحتار باب المرتد ص۳۹۳ ج۳) ظفیر [2] دعوی النبوۃ بعد نبینا صلی اللہ علیہ وسلم کفر بالاجماع (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲) اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن الخ او عاب کفر (عالمگیری مصری ص۲۶۶ ج۲) ظفیر [3] الاحزاب -۲- [4] الانبیاء -۲-

قرآن کی کسی آیت کی تحقیر سے خوف کفر ہے

سوال (۱۱۶) زید نے منبر پر وعظ بیان فرمایا عمرو نے خشمناک ہو کر اس کو منبر سے نیچے گرا دیا اور مار پیٹ کیا۔ زید نے آیت کریمہ پڑھا، عمرو نے کہا کہ یہ آیت قرآنی اپنی عورت کو بتلاؤ میں نہیں مانتا ہوں، عمرو کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ عمرو کا یہ فعل نہایت قبیح ہے اور آیت قرآنیہ کی نسبت ایسے الفاظ کہنے سے خوف کفر ہے اس کو توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط

تبرائی شیعہ اسلام سے خارج ہیں

سوال (۱۱۷) ایک عالم کہتا ہے کہ جو شخص حضرت ابوبکر صدیق رضؓ کی صحابیت و خلافت کا منکر ہو اور مستحق لعنت و تبرا ہو وہ اسلام سے خارج ہے کسی قسم کا برتاؤ اس کے ساتھ نہ کرنا چاہیئے، دوسرا شخص کہتا ہے کہ ایسے شیعہ کے ساتھ برتاؤ درست ہے۔ وہ کلمہ پڑھتے ہیں، لہذا خارج اسلام نہیں ہو سکتا، اس بارہ میں کس کا قول صحیح ہے۔

الجواب:۔ اس میں عالم کا قول صحیح ہے[۲]۔ اور دوسرا شخص جو کچھ کہتا ہے وہ اصول اسلام سے ناواقفیت پر مبنی ہے اس کو چاہیئے کہ اس سے توبہ کرے۔

شریعت کے بالمقابل رواج کو ماننا کفر ہے

سوال (۱۱۸) جو شخص یہ کہے کہ میں فیصلہ شریعت کے موافق نہیں کروں گا بلکہ رواج کے موافق فیصلہ کروں گا اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ یہ کلمہ کفر ہے اور استخفاف دین ہے اس سے توبہ

---

[۱] اذا انکر الرجل آیۃ من القرآن او سخر بآیۃ من القرآن او عاب کفر (عالمگیری مصری ص ۲۶۶ ج ۲) ظفیر

[۲] ولو انکر احد خلافۃ الشیخین یکفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۰۳) نعوذ باللہ کی تکفیر من قذف للسیدۃ عائشۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہا او انکر صحبۃ الصدیق (رد المحتار باب المرتد ص ۴۰۵ ج ۳ و ص ۴۰۶ ج ۳) ظفیر۔

کرنی چاہیئے۔[1]

شریعت کو نہیں مانتا کلمہ کفر ہے

سوال (۱۱۹) زید اپنے امام مسجد کو بلا حکم شرعی امامت سے علیحدہ کر دیا سمجھانے پر یہ جواب دیا کہ (اگر شریعت بھی اسکو امام مانے تب بھی میں اس کو امام نہیں مانتا) زید کا یہ کہنا کفر ہے یا نہیں اور زید کو تجدید نکاح کرنا چاہیئے یا نہیں یا صرف توبہ ہی کافی ہے، ایک عالم نے یہ فتوی دیا کہ زید جب تک توبہ اور تجدید نکاح نکرے اس سے قطع تعلق کرنا چاہیئے اس پر زید نے عالم مذکور کو برسر اجلاس گالیاں دی اور سخت بے عزت کیا، کیا فتوی عالم کا درست تھا، بہر حال زید کے لئے کیا حکم ہے توبہ ہی کافی ہے یا عالم سے معافی بھی مانگے۔

الجواب:۔ اس میں شک نہیں کہ یہ کلمہ کفر ہے اور استخفاف دین محمدی صلی اللہ علیہ وسلم ہے اور یہی وجہ ہے کہ بہت سے علماء نے ایسے بے باک اور شریعت کو بازیچہ اطفال سمجھنے والوں پر بلا تامل کفر کے فتوے لگا دیئے ہیں مگر اس وجہ سے کہ اسلام کا اور کفر کا معاملہ بے حد نازک ہے، حضرات فقہاء نے اس میں بہت ہی احتیاط کی ہے اور فرمایا ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں جب تک کوئی قابل قبول تاویل ہو سکتی ہو اور اس کا کلام کسی محمل حسن پر اتر سکتا ہو اس وقت تک اسکو کافر کہنے میں احتیاط کی جائے گی، پس چونکہ شخص مذکور کا کلام محتمل تاویل ہے اور کہا جا سکتا ہے کہ اس کی مراد شریعت کو برا کہنا نہیں بلکہ اس خاص شخص کی برائی مقصود ہے اس لئے اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی ضرورت ہے

---

[1] او انکار ما اجمع علیہ بعد العلم بہ لان ذلک دلیل علی ان التصدیق مفقود الخ وافعال تصدر من المتہتکین لدلالتہا علی الاستخفاف بالدین الخ (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۳ ج ۳) ظفیر

در مختار میں ہے واعلم انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن اوکان فی کفرہ خلاف ولوکان ذلک روایۃ ضعیفۃ[1] الخ پھر شامی میں ہے ثم ان مقتضی کلامھم ایضا انہ لایکفر بشتم دین مسلم ای لایحکم بکفرہ لامکان التاویل ثم رائیتہ فی جامع الفصولین حیث قال بعد کلام اقول وعلی ھذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیئۃ ومعاملتہ القبیحۃ لاحقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لایکفر[2] الخ شامی مطبوعہ مصر ص۲۸۹ ج۳۔ وقال فی البحر بعد کلام طویل والذی تحرر انہ لایفتی بتکفیر مسلم امکن حمل کلامھم علی محمل حسن الخ ثم قال ولقد الزمت نفسی ان لا افتی بشیئ منھا[3] الخ بحرالرائق ص۱۳۵ ج۵ مطبوعہ مصر۔ وفی الخلاصۃ وغیرھا اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنع التکفیر فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسیناً للظن بالمسلم وزاد فی البزازیۃ الا اذا صرح بارادۃ موجب الکفر فلا ینفعہ التاویل[4] حینئذ انتھی نقلہ فی البحر بہرحال اس کو توبہ کرنی چاہیے اور احتیاطاً تجدید نکاح بھی، اور جب تک کہ یہ شخص کامل توبہ اور ندامت کے ساتھ اپنے فعل پر پشیمان نہ ہو اس سے قطع تعلق سیاستہ اسلامیہ کے مطابق ہے اور جس عالم نے ایسا فتویٰ دیا وہ صحیح ہے قال فی الشامی ومافیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح ثم قال وظاھرہ انہ امر

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ص۲۹۵ ج۳ و ص۲۹۹ ج۳۔ ظفیر

[2] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۹ ج۳۔ ظفیر [3] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۳ ج۳۔ ظفیر

[4] رد المحتار باب المرتد ص۲۹۳ ج۳۔ ظفیر

احتیاط وقال بعد کلام واما امرہ بتجدید النکاح فھو لاشک فیہ احتیاطا الحاصل اگرچہ ایسے شخص کو کافر نہ کہا جائے لیکن توبہ و استغفار کے بغیر چارہ نہیں اور علی سبیل الاحتیاط تجدید نکاح بھی ہونی چاہیئے اور سب سے پہلے اسکو اس ہی عالم دین سے معافی مانگنی چاہیئے کہ جس کو بغیر شرعی قصور کے برا بھلا کہہ کر اپنی عاقبت خراب کی ہے، علماء دین کی تعظیم حقیقت میں دین کی تعظیم ہے اور ان کو حقیر سمجھنا دین کو حقیر جاننا ہے، شرح فقہ اکبر میں خلاصہ سے نقل کیا ہے من ابغض عالماً من غیر سبب خیف علیہ الکفر ص۲۱۳ وفی الظہیریۃ من بغض وجھا شرعیا فقال خصمہ ھذا کون الرجل عالماً الخ یخاف علیہ الکفر شرح فقہ اکبر ص۲۱۲ فقط۔

مرتد کا انکار عود الی الاسلام سمجھا جائے گا

سوال (۱۲۰) زید پہلے مسلمان تھا پھر کچھ بعد عیسائیوں کے ساتھ اختلاط رہا اور پادری صاحب کے پاس جاکر اس نے مذہب عیسائی اختیار کرلیا بعد ازاں ایک مسلمان نے دانستہ اپنی بیٹی کا نکاح زید سے کردیا، اب زید کہتا ہے کہ میں عیسائی نہیں ہوا، یہ مجھ پر افترا ہے کیا زید کا انکار توبہ کے قائم مقام ہے۔ اور اس لڑکی کا نکاح زید سے جائز ہے۔

الجواب:۔ کتب فقہ میں لکھا ہے کہ مرتد کا انکار عود الی الاسلام اور توبہ و رجوع کے قائم مقام سمجھا جاویگا، لہٰذا اس صورت میں جب کہ زید اپنے عیسائی ہونے سے منکر ہے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ اس کے اس انکار کو جھٹلایا جائے، وہ واقعی اگر عیسائی ہوگیا ہے تو پھر اس کے افعال واعمال خود شاہد بن کر اس کی تکذیب کردیں گے اور یہ غیر واقعی انکار اس کو

۱؎ دیکھئے رد المحتار باب المرتد ص۳۹۹ ج۳۔ ظفیر۔

کوئی نفع نہ پہونچا سکے گا لیکن اس وقت جبکہ وہ کھلے لفظوں میں یہ کہہ رہا ہے کہ یہ مجھ پر بہتان ہے میں عیسائی نہیں ہوا تو پھر ضرورت نہیں کہ خواہ مخواہ اس کو مرتدین کے زمرہ میں داخل کیا جائے بلکہ اب تو یوں کہا جائیگا کہ وہ اپنے انکار سے توبہ و رجوع کا اعلان کر رہا ہے، قال فی الخانیہ وجود الردۃ یکون عوداً الی الاسلام خانیہ جلد ۴ ص۸۶۶ وفی الدر المختار شہدوا علی مسلم بالردۃ وھو منکر لایتعرض لہ لا لتکذیب الشھود العدول بل لان انکارہ توبۃ و رجوع الخ در مختار[1] جلد ۳ ص۲۹۹ اور جبکہ اس کا نکاح اس انکار کے بعد ہوا ہے تو پھر اس کی صحت میں بھی کوئی تردد نہیں۔ فقط

مجھے شریعت محمدی کا فیصلہ منظور نہیں کہنا کفر ہے | **سوال (۱۲۱)** دو شخصوں میں باہم تنازع تھا ایک نے ان میں سے کہا کہ فیصلہ بحسب شرع محمدی کر لینا چاہیئے دوسرے نے اس کے جواب میں کہا کہ مجھے فیصلہ شریعت محمدی کا منظور نہیں ہے اپنا رواج منظور کیا جائے گا پس منکر فیصلہ شریعت کیلئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ شریعت محمدیہ صلوات اللہ وسلامہ وعلی صاحبہا کے فیصلہ سے انکار کرنا کفر ہے، اس شخص کو توبہ و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہیئے[2]۔ فقط

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص۴۱۳/۳۰ ۔ ظفیر۔ [2] و قد حقق فی المسایرۃ انہ لابد فی حقیقۃ الایمان من عدم مایدل علی استخفاف من قول او فعل ویاتی بیانہ (رد المحتار باب المرتد ص۳۹۱/۳۰) اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لایکفر الخ وقال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ (ایضاً ص۳۹۳/۳۰) ظفیر۔

جو عیسائی وغیرہ بنانے کی کوشش کرے وہ بھی کافر ہے

سوال (۱۲۲) ایک عورت شادی شدہ کو چار آدمی عیسائی کرانے لے گئے، تاکہ نکاح ٹوٹ جائے، عیسائی ہونے کے وقت ایک آدمی اس نیت سے چلا گیا کہ میرے نکاح اور ایمان کو نقصان نہ پہنچے، باقی تین آدمی ساتھ رہے اور عیسائی ہونے کے وقت انھوں نے رسوم عیسوی ٹوپی اتار کرادا کی، ان پر کیا حکم ہے اور عورت مذکورہ کا پہلا نکاح ٹوٹ گیا یا نہیں۔

الجواب: - مسئلہ شرعی یہ ہے کہ جو کسی شخص کے کافر عیسائی وغیرہ بنانے پر راضی ہو اور اس میں کوشش کرے وہ بھی شریعت میں کافر ہو جاتا ہے پس اگر چاروں اس پر راضی تھے تو چاروں کافر ہوئے اور اگر تین راضی تھے اور ایک ناراض ہو کر علیحدہ ہو گیا تو تین کافر ہوئے وہ ایک مستثنیٰ رہا[1]۔ اور ایسی عورت کیلئے جو کہ کسی مسلمان کے نکاح سے خارج ہونے کے لئے عیسائی اور مرتد بنے اس کے بارہ میں فقہاء نے یہ حکم فرمایا ہے کہ اس عورت کو بجبر مسلمان کیا جاوے اور اس کے پہلے شوہر سے ہی پھر انکا نکاح بعد مہر یسیر کر دیا جاوے[2] - درمختار۔ فقط۔

دین و شریعت کو سب وشتم کرنا کفر ہے

سوال (۱۲۳) چھ آدمیوں نے شراب پی کر دین کو برا بھلا کہا ان کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہیئے۔

الجواب: - شراب پینا گناہ کبیرہ ہے اور دین اور شریعت کو سب و

---

[1] ومن امر امرأة بان ترتد انہ کفر الآمر (شرح فقہ اکبر ص ۲۲۵) ظفیر

[2] ولو ارتدت لمجیئ الفرقۃ الخ و تجبر علی الاسلام وعلی تجدید النکاح زجرًا لها بمهر یسیر کدینار وعلیہ الفتوی الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۴۲ ج ۲) ظفیر۔

دشنام کرنا کفر ہے اس کو توبہ کرنی چاہیئے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح کرنا ضروری ہے[1]۔ فقط

مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا یہ کہنا کفر ہے | **سوال** (۱۲۴) بندہ ایک تیلی کے گھر تیل لینے گیا میں نے اس سے کہا اٹھو بھائی نماز پڑھو اس نے کہا چلو تم کو کیا ہے، دوبارہ کہنے پر اس نے مجھے گالیاں دی، سہ بار کہنے پر جواب دیا دشنام دے کر مجھ کو نمازی کی قبر میں نہیں جانا، چوتھی دفعہ کہنے پر جواب دیا کہ جب نماز پڑھنے والے خلاص ہو جائیں گے تو بھی کیا ہے اور منع کرنے پر اس نے مجھے مارا میں شرمندہ ہو کر واپس چلا آیا، ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس شخص کے فاسق ہونے میں کسی کے نزدیک شبہ نہیں ہے اور اس حالت میں خوف کفر ہے اس کو توبہ کرنی چاہیئے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا چاہیئے[2]۔ فقط

شرعی فیصلہ کا منکر کافر ہے یا نہ | **سوال** (۱۲۵) دو شخص کسی معاملہ میں جھگڑتے ہیں، ایک نے کہا چلو شرعی فیصلہ کریں دوسرے نے شرعی فیصلہ سے انکار کیا تو وہ کافر ہو گیا یا نہ۔

الجواب:۔ وہ شخص فاسق ہے تکفیر میں احتیاط کی جاوے[3]۔

---

[1] من اهان الشريعة او المسائل التي لابد منها كفر (شرح فقه اكبر ص۔) ظفير۔ [2] من قيل له صل فقال لا اصلي بامرك كفر (شرح فقه اكبر ص۲۱۱) من قال لا اصلي جحودا او استخفافا او على انه لم يومر او ليس بواجب فلا شك انه كفر في الكل (ايضا ص۲۰۲) ظفير

[3] وقد سئل في الخيرية عمن قال له الحاكم ارض الشرع فقال لا اقبل فافتى مفت بانه كفر وبانت زوجته فهل يثبت كفره فاجاب بانه لا ينبغي للعالم ان يبادر بتكفير اهل الاسلام (رد المحتار باب المرتد ص۳۹۹ ج۳) ظفير۔

تیرے مذہب کی ماں کرایسا کروں یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۱۲۶) اگر کوئی شخص ہوش وحواس کی حالت میں یوں کہے کہ تیرے ... پیر کے اور تیرے مذہب کے ماں کو کردوں گا تو اس کا کیا حکم ہے اور اس کو امام بنانا جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- ایسے کلمات کفریہ ہیں ان سے سلب ایمان کا اندیشہ ہے پس ایسے شخص سے فوراً توبہ کرائی جاوے اور تا وقتیکہ توبہ نہ کرے اس سے قطعاً متارکت کردی جائے لقولہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظلمین[1] الآیۃ اور اس کو امام نہ بنایا جاوے جب تک وہ توبہ نہ کرے۔

ہم اللہ میاں کے بھتیجے ہیں کلمہ کفر ہے

سوال (۱۲۷) ایک شخص کو کہا گیا کہ تم نماز کیوں نہیں پڑھتے جواب دیا کہ ہم اللہ میاں کے بھتیجے ہیں ہم کو معاف ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- یہ کلمہ کفر ہے اس شخص کو توبہ کرنی چاہیئے، اور پھر ایمان لانا چاہیئے۔[3] فقط

ہمارا خدا انگریز ہے اس کا قائل کافر و مرتد ہے

سوال (۱۲۸) ایک شخص کلمات کفریہ زبان پر لاتا ہے مثلاً یوں کہتا ہے کہ ہمارا خدا انگریز ہے وہی ہم کو رزق دیتا ہے۔ خالی نماز پڑھنے سے کوئی فائدہ نہیں، اس قسم کی اور بھی باتیں کہتا ہے، ایسے شخص کے ساتھ کیا برتاؤ کرنا چاہیئے

الجواب:- جس شخص نے کلمات مذکورہ کہے وہ کافر و مرتد ہو گیا،[2] جب تک

---

[1] سورۃ الانعام -۶۸-

[2] من وصف اللہ تعالیٰ بما لایلیق بہ او سخر باسم من اسمائہ او بامر من اوامرہ او انکر وعدا او وعیدہ یکفر (شرح فقہ اکبر ص۱۷۱) ظفیر [3] لا یکفر احد من اہل القبلۃ الا فیما فیہ نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار للنبوۃ (شرح فقہ اکبر ص۱۹۹) ظفیر۔

وہ توبہ نہ کرے، یعنی بدا اسلام نہ کرے اس وقت تک اس سے میل جول ترک کر دینا چاہیئے اور انکو برادری سے خارج کر دینا چاہیئے اور انکی شادی غمی میں ہرگز شریک نہ ہونا چاہیئے فقط

قرآن و نبی کیا چیز ہے یہ کلمات کفریہ ہیں

سوال (۱۲۹) شخصے خویشتن را در زمرۂ درویشاں درآوردہ اظہار امور مغیبات وعلم آں می نماید و میگوید کہ چنیں وچناں خواہد شد وبریں سیرت مواظبت ومستمر است ، چوں ویرا بطور نصیحت گفتہ شد کہ ایں امر نہ در قرآن ست ونہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چنیں کردہ ونگفتہ۔ بجواب گفت کہ بگذارید قرآن مجید چہ چیز است ہے ونبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم چیست وکیست وشخص مذکور مسلوب الحواس ونہ مجنون، پس چنیں شخص کافر شد یا نہ۔

الجواب:- فی الشامی وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقیق الایمان امور الاخلال بها اخلال بالایمان اتفاقا کالسجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والکعبة وکذا لمخالفة او انکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلک دلیل علی ان التصدیق مفقود الخ شامی[1] پس معلوم شد کہ قائل مذکور کافر شد، فقط۔

حالت جنابت میں نماز پڑھ لی تو خارج از اسلام نہیں ہوگا

سوال (۱۳۰) زید چند مبلغین کے ساتھ کسی گاؤں میں بغرض تبلیغ گیا، رات اسی بستی میں قیام رہا اتفاقاً زید کو احتلام ہوگیا وہاں سے قبل طلوع صبح کے قیام گاہ کی طرف سب لوگ روانہ ہوئے، راستہ میں ایک مسجد ملی جس میں نہ کوئی غسلخانہ نہ غسل کرنے کا کوئی انتظام، صرف سقاوہ میں وضو کرنے کے لئے پانی موجود تھا، سب لوگوں نے نماز فجر ادا کی زید نے بھی بحالت حدث اکبر ان لوگوں کے ساتھ نماز پڑھی اور شرم کی وجہ سے اپنے محتلم ہونے کو ظاہر نہیں کیا اور اگر نماز نہ پڑھتا

[1] ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ ج ۳) ظفیر۔

توسب لوگ اس کے محدث ہونے کو جان لیتے اور زید کو معلوم تھا کہ یہ نماز نہیں ہوگی بلکہ پڑھنے کے وقت قصد کر لیا تھا کہ مکان پر پہونچ کر غسل کرکے نماز ادا کروں گا، توصورت مسئولہ میں زید کو تجدید ایمان اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، از روئے شرع شریف کتب معتبرہ سے جواب مدلل کرکے تحریر فرماویں اور عنداللہ ماجور ہوں۔

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں زید بدستور مسلمان اور اس کا نکاح بدستور قائم ہے اس کو اپنے فعل پر توبہ کرنی چاہیئے اس پر لازم ہے کہ کبھی ایسی حرکت کا ارتکاب نہ کرے اس میں اہانت دین اور استخفاف ارکان اسلام کا مشتبہ ہو سکتا ہے، بہر حال معتمد اس صورت میں عدم تکفیر ہی ہے، کما فی الشامی والمعتمد عدم التکفیر کما ہو ظاہر المذہب[1]، فقط واللہ اعلم

خدا تعالی ونبی پاک کی شان میں گستاخی کفر ہے

سوال (۱۳۱) ایک عورت نے خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں بہت بیجا الفاظ کہے اور دین محمدی سے اعراض اور اس کی توہین کرتی ہے اس کا شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ خدائے تعالی اور اس کے پیغمبروں کو سب وشتم کرنا کفر ہے چنانچہ اللہ تعالی نے کفار کی یہ صفت بتلائی ہے کہ اللہ کو گالی دینگے قال اللہ تعالی ولا تسبوا الذین یدعون من دون اللہ فیسبوا اللہ عدوا بغیر علم الآیۃ[2]، پس اس کو توبہ کرائی جاوے

نماز کا منکر کافر و مرتد ہے

سوال (۱۳۲) جو شخص نماز سے قطعی انکار کردے اور یہ کہے کہ ہم نہیں پڑھیں گے وہ کیسا ہے اور مسلمانوں کو اس کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے۔

---

[1] ردالمحتار۔ [2] الانعام ۔۱۹۔

الجواب:- یہ کلمات کفریہ ہیں ایسا کہنے والے کے کفر کا اندیشہ ہے[1] ایسے شخص سے اہل اسلام کوئی واسطہ نہ رکھیں، اس سے تمام تعلقات منقطع کردیں۔ فقط

سوال (۱۳۳) | میں کافرہ تجھ مومن سے اچھی ہوں کفر ہے | ہندہ نے اپنے بچہ کو محبت میں آکر یہ کہا کہ یہ بچہ مجھے تمام جہاں سے سب سے بہتر اور اچھا ہے اس کے خاوند نے کہا کہ کمبخت تمام دنیا میں انبیاء و اولیاء بھی ہیں اُن سے کون بہتر ہوگا۔ وہ بولی کہ یہ سب سے اچھا ہے۔ اس کے خاوند نے کہا کہ تو کافرہ ہوگئی اس پر اس نے کہا کہ میں کافرہ ہی تیرے جیسے ایمان دار سے اچھی ہوں۔ (۱) آیا ان کلمات کے کہنے سے کہ میں کافرہ ہی اچھی ہوں تیرے جیسے ایماندار نہیں چاہیئے۔ ہندہ کافرہ ہوئی یا نہ۔

سوال (۱۳۴) | کافرہ کو تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح ضروری ہے | (۲) اگر کافرہ ہوگئی تو اسکے توبہ کرنے پر تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہ۔

(۳) زید کے ان کلمات سے کہ میں تیرے ساتھ کلام نہیں کرنا چاہتا۔ اور تیرا مجھ سے کوئی تعلق نہیں ہے طلاق واقع ہوئی یا نہیں اگر ہوئی تو کونسی رجعی یا بائنہ اب رجوع کی کیا صورت ہے۔

(۴) زید سے جب ہندہ نے یہ الفاظ کہے کہ میں کافرہ ہی تیرے جیسے ایماندار نہیں چاہیئے زید نے کہا کہ ان کلمات کے کہنے سے تو میری زوجہ سے باہر ہوگئی صحیح ہے یا نہ (۵) جب تک ہندہ توبہ نہ کرے اسکے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے (۶) اگر

---

[1] من قال لا اصلی جحوداً او استخفافاً او علی انہ لم یؤمر او لیس بواجب فلا شک انہ کفر اور اگر یہ مطلب ہے کہ نماز پڑھ چکا ہے یا اس طرح کی دوسری چیز ہو (شرح فقہ اکبر ص۲۰۲) تو کفر کا حکم نہیں ہوگا، بہر حال تاویل ممکن ہے اسلئے کفر کا قطعی حکم نہ کیا جائیگا تحرزاً انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ (رد المحتار باب المرتد ص۳۹۳ ج۳) ظفیر۔

ہندہ بعد میں انکار کرے کہ یہ الفاظ میں نے نہیں کہے پھر کیا حکم ہوگا۔

الجواب:۔ (۱) یہ کلمات کفر کے ہیں اس سے ہندہ کافرہ ہوگئی[1] (۲) تجدید ایمان کے بعد تجدید نکاح کی ضرورت ہے[2] (۳) ہندہ نے جس وقت یہ کلمات کہے وہ کافرہ ہوگئی نکاح اس کا زید سے فسخ ہوگیا پھر اس پر الفاظ مذکورہ سے طلاق واقع نہیں ہوئی، درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل فلا ینقص عدداً وتفصیل المسئلۃ فی الشامی[3] (۴) یہ قول زید کا صحیح ہے (۵) جب تک وہ باوجود اقرار کلمات مذکورہ کے توبہ نہ کرے تو اس کو علیحدہ کر دیا جاوے (۶) یہ اس کی توبہ سمجھی جاوے گی اور اس کو مسلمان سمجھا جاویگا[4] فقط

سوال (۱۳۵) بت کی پوجا صریح شرک ہے ایک شخص نے اس حال سے کہ اس کی اولاد ہمیشہ ضائع ہوجایا کرتی تھی مع اپنی عورت اور ایک دوسرے اجنبی عورت کے بت ماتا کی پوجا کی اور بت ماں کے لئے گندم پکا کر تقسیم کئے آیا اس فعل کے بعد یہ تینوں دائرہ اسلام میں داخل ہیں اور ان کا نکاح بحالہ قائم ہے یا نہ۔

الجواب:۔ یہ فعل کفر اور شرک صریح ہے ان کو تجدید اسلام وتوبہ واستغفار وتجدید نکاح کرنا لازم ہے کذا حققہ فی الدر المختار ورد المحتار[5]۔

---

[1] اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمداً لکنہ لم یعتقد الکفر قال بعض اصحابنا لا یکفر الخ فقال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۳ ج ۳) ظفیر

[2] و ارتداد احدھما فسخ عاجل (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

[3] دیکھئے رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲) ظفیر

[4] شہد واعلی مسلم بالردۃ وھو منکر لا یتعرض لہ الخ لان انکارہ توبۃ ورجوع (در مختار) ولو بدون اقرار بالشہادتین وھو قول ظاھر قول المتون (رد المحتار باب المرتد ص ۳۱۳ ج ۳) ظفیر

[5] وبالجملۃ نقد نضم الی التصدیق بالقلب وباللسان فی تحقق الایمان امور الاخلال بھا اخلال بالایمان کالسجود لصنم (رد المحتار باب المرتد ص ۲۹۶ ج ۳) ظفیر۔

نماز نہ پڑھوں گا کافر ہی ہوکر رہوں گا یہ کلمہ کفر ہے

سوال (۱۳۶) ایک مسجد خام کی دیوار بوجہ بارش شہید ہو گئی ایک مسلمان اس کی مٹی اٹھا کر مکان تیار کر رہا ہے اور منع کرنے پر کہتا ہے کہ میں ضرور مٹی اٹھاؤں گا، میں نماز نہیں پڑھوں گا کافر ہی ہو کر رہونگا

الجواب:- یہ کلمہ کفر ہے[1]. اس سے توبہ کرنی چاہیئے اگر یہ شخص توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو چاہیئے کہ اس سے قطع تعلق کر دیں قال اللہ تعالیٰ فلا[2] تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین الآیۃ فقط

حق تعالیٰ کی شان میں گستاخی کفر ہے

سوال (۱۳۷) ایک شخص نے حق تعالیٰ کی شان میں بے ادبی کے الفاظ کہے جس سے کفر عائد ہوتا ہے تو نکاح ٹوٹا یا نہیں۔

الجواب:- جن الفاظ سے کفر عائد ہوتا ہے[3]. اس میں بعد توبہ کے و تجدید ایمان کے نکاح کرنا ضروری ہے، پس اس شخص کو چاہیئے کہ تجدید ایمان کرے اور توبہ کرے اور تجدید نکاح کرے[4]۔ فقط

صحبت صدیق اکبرؓ کا منکر رافضی کافر ہے

سوال (۱۳۸) شخصے منکر صحبۃ الصدیقؓ و روا رکھنے والا سب شیخینؓ کا ہے ایسے شخص کے ساتھ مسلمانوں کو تعلقات رکھنا اور اپنے ساتھ مساجد میں نمازوں میں شریک کرنا شرعاً جائز ہے یا نہیں

الجواب:- اقول و بہ نستعین بے شک ایسا رافضی جو کہ منکر صحبت صدیقؓ ہو باتفاق کافر ہے اور اکثر فقہاء نے سب شیخین کرنے والے کو بھی

---

[1] من جحد فرضا مجمعا علیہ کالصلوۃ والصوم والزکوۃ والغسل من الجنابۃ کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۷۱) من قال لا اصلی جحودا او استخفافا او خوفا فلا شک انہ کفر- (ایضا ص ۲۰۹) ظفیر. [3] والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا و سب اللہ تعالیٰ قبلت لانہ حق اللہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب المرتد ج۳ ص۳۹۷) ظفیر [4] وارتداد احدھما فسخ عاجل (ایضا باب نکاح الکافر ج۲ ص۵۴۲) ظفیر

کافر کہا ہے[1] پس ایسے رافضی کے ساتھ اختلاط و ارتباط رکھنا اور بلا نکیر ان کو مساجد مسلمین میں آنے دینا اور شریک نماز و جماعت کرنا حرام اور ناجائز ہے ایسے لوگوں سے جہاں تک ہو سکے اجتناب اور علیحدگی کیجاوے قال اللہ تعالیٰ فلا تقعد بعد الذکری مع القوم الظلمین[2] ۔ فقط

مسجد کو زنا خانہ کہنا معصیت اور گناہ ہے

سوال (۱۳۹) مسجد کو یہ کہنا کہ یہ زنا خانہ ہے اور یہاں گدھے بیل کی جگہ یہ مسجد نہیں۔ یہ کیسا ہے۔

الجواب:۔ یہ بھی سخت معصیت ہے اور گناہ ہے توبہ کرنی چاہیئے۔[3]

توہین عالم فسق ہے

سوال (۱۴۰) توہین عالم کفر ہے یا فسق۔

الجواب۔ فسق ہے[4] والتفصیل فی الثانی

توہین و تحقیر عالم کفر ہے

سوال (۱۴۱) ایک شخص نے عالم دین کی توہین کی تو وہ کافر ہوا یا نہیں، بعضے کتب میں ہے کہ توہین و تحقیر عالم کی کفر ہے۔

الجواب:۔ فقہاء نے یہ تصریح فرمائی ہے کہ جب تک تاویل ممکن ہو کسی مسلمان کی تکفیر نہ کی جاوے اور اگر کسی شخص میں بہت سی وجوہ کفر کی ہوں اور ایک وجہ ضعیف عدم کفر کی ہو تو مفتی کو عدم کفر کی طرف میلان کرنا چاہیئے، یہ

---

[1] ان الرافضی اذا کان یسب الشیخین ویلعنهما فهو کافر الخ نعم لا شك فی تکفیر من قذف السیدة عائشة رضی اللہ تعالیٰ عنها او انکر صحبة الصدیق الخ (رد المحتار باب المرتد ص۴۰۵ و ۴۰۲) ظفیر [2] الانعام۔ ۴

[3] قال اللہ تعالیٰ ان المساجد للہ فلا تدعوا مع اللہ احداً (سورة الجن ۲۰)

[4] وترد شهادة من یظهر سب السلف لانه یکون ظاهر الفسق (رد المحتار باب المرتد ص۴۰۵ ج۳) وفی الخلاصة من ابغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف علیه الکفر (شرح فقه اکبر ص۲۱۳) ظفیر

تمام تفصیل درمختار و شامی میں ہے لہذا صورت مذکورہ میں اس کو کافر نہ کہا جاوے البتہ احوط یہ ہے کہ وہ شخص جو علماء کو سب وشتم کرتا ہے اور علم دین کا استخفاف کرتا ہے تجدید ایمان و تجدید نکاح کرے هذا كله فى رد المحتار المعروف بالشامى[1]۔ فقط

یہ شرع کس سسرے نے بنائی کلمہ کفر ہے

سوال (۱۴۲) زید نے جب نکاح کیا تو یحییٰ نے یہ کہا یہ شرع کس سسر نے بنائی کہ چچی سے نکاح کر دیا، یحیی کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- یحیی نے جو کلمہ زبان سے نکالا یہ کلمہ کفر کا ہے اس کو اس کلمہ سے توبہ کرنی چاہیئے اور تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنی چاہیئے[2]۔

تاویل جب تک ممکن ہو کافر نہ کہیں گے

سوال (۱۴۳) زید نے کہا کہ اگر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم کے باپ کا نام نہ بتا سکوں تو میری بیوی پر طلاق ہے اور باپ کا نام نہ بتا سکا تو کیا حکم ہے اس پر مجیب نے احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح کا حکم دیا، زید جب تجدید نکاح کے لئے اپنی بیوی کے پاس گیا تو زوجہ نے انکار کر دیا اور شوہر ثانی کا ارادہ ظاہر کیا آیا زوجہ زید زوج ثانی کی زوجیت میں جا سکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] اذا كان فى المسئلة وجوه توجب الكفر وواحد يمنعه فعلى المفتى الميل بما يمنعه (الدر المختار على هامش رد المحتار باب المرتد ۳۹۹/۳) ظفير [2] ثم ان مقتضى كلامهم ايضا انه لا يكفر بشتم دين مسلم اى لا يحكم بكفره لامكان التاويل ثم رأيته فى جامع الفصولين حيث قال بعد كلام اقول وعلى هذا ينبغى ان يكفر من شتم دين مسلم ولكن يمكن التاويل بان مراده اخلاقه الرديئة ومعاملته القبيحة لا حقيقة دين الاسلام فينبغى ان لا يكفر حينئذ والله اعلم واما امره بتجديد النكاح فهو لا شك فيه احتياطا (رد المحتار باب المرتد ۳۹۹/۳) ظفير [3] اذا اطلق الرجل كلمة الكفر عمدا لكنه لا يعتقد الكفر قال بعض اصحابنا لا يكفر الخ وقال بعضهم يكفر وهو الصحيح عندى لانه استخف بدينه (رد المحتار باب المرتد ۳۹۲/۳) ظفير۔

الجواب :- اقول وباللہ التوفیق - چونکہ حکم تجدید ایمان وتجدید نکاح اس صورت میں احتیاطاً تھا نہ اس وجہ سے کہ وہ یقیناً کافر ہوگیا لانہ متی یمکن التاویل وان کان ضعیفا لایحکم بکفرہ الخ ردالمحتار وغیرہ[1] لہذا عورت مذکورہ کو یہ جائز نہیں ہے کہ بدون طلاق زید وانقضاء عدت دوسرے شخص سے نکاح کرسکے، درمختار میں ہے وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح الخ قولہ وتجدید النکاح ای احتیاطاً وقولہ احتیاطا ای یامرہ المفتی بالتجدید لیکون وطؤہ حلالا باتفاق وظاہرہ انہ لا یحکم القاضی بالفرقہ بینہما وتقدم ان المراد بالاختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ ردالمحتار[2]، شامی ص ۳۹۹ ج ۳ - فقط

سوال (۱۴۴) رمضان میں علانیہ کھانا، جھوٹ بولنا وغیرہ فسق ومعصیت ہیں زید وعمر دونوں بکر کے بیٹے ہیں عمر اور بکر دونوں فعل قبیح کے مرتکب ہیں، رمضان شریف میں دن کو علانیہ کھاتے پیتے ہیں جھوٹ بولتے ہیں چوری زنا وغیرہ کرتے ہیں زید ان کو منع کرتا ہے اور نصیحت کرتا ہے تو برا مانتے ہیں اور مغلظ گالیاں زبان سے نکالتے ہیں ایسے لوگوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنا چاہیئے اور ان کیلئے کیا حکم ہے۔

الجواب :- عمرو بکر اس صورت میں فاسق ہیں اور ان کے کفر کا

---

[1] اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب التکفیر ووجہ واحد یمنعہ فعلی المفتی ان یمیل الی الوجہ الذی یمنع التکفیر تحسینا للظن بالمسلم الخ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳) ان ما یکون کفرا اتفاقا یبطل العمل والنکاح وما فیہ خلاف یومر بالاستغفار والتوبۃ وتجدید النکاح وظاہرہ انہ امر احتیاط (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۹ ج ۳) ظفیر۔ [2] دیکھئے ردالمحتار باب المرتد ص ۴۱۲ ج ۳۔ ظفیر۔

خوف ہے[1] ان سے توبہ کرائی جاوے اور تجدید ایمان کا حکم کیا جاوے۔ بعد توبہ و استغفار و تجدید ایمان و تجدید نکاح کے ان کو شامل جماعت مسلمین کیا جاوے، اور ساتھ کھانے پینے میں کیا جاوے۔ ورنہ علیحدہ کر دیا جاوے، اور اس کے ساتھ کھانا پینا بیٹھنا سب ترک کر دیا جاوے۔ فقط۔

سوال (۱۴۵) | امور دین کی توہین کرنے والا کافر ہے | ما قولکم فی رجل قال التوبة کذا وکذا من انسب التوبة الی الفاظ شنیعة ما یستنکر الناس بذکر ذلک الاعضا المخصوصة هل یکفر لاهانة امر من امور الدین۔

سوال (۱۴۶) | علماء کو گالی دینے والا فاسق ہے | (۱) (۲) نصح ونهی عالم زوجة امرأ عن فعل حرام او کلام قبیح بالاجنبی فاخبرت المرأة زوجها عنه فسب الزوج العالم فما یحکم علی من یسب العلماء۔

الجواب (۱) یکفر[1] (۲) هو فاسق ویخاف علیه الکفر[2]۔

سوال (۱۴۷) | نبی کو خدا کہنے والا کافر و مشرک ہے | قائل اس بیت کے حق میں کیا حکم ہے ؎

شریعت کا ڈر ہے مگر صاف کہدوں
نبی جی ہمارا خدا بن کے آیا[4]

---

[1] من اهان الشریعة او المسائل التی لابد منها کفر (شرح فقه اکبر ص۲۱۵) ظفیر

ومن بین وجها شرعیا فقال خصمه کون الرجل عالما او قال لا تفعل معی عالمیا لانه لا ینفق عنده ای لا یجوز ولا یمضی یخاف علیه الکفر (شرح فقه اکبر ص۲۱۲) ظفیر

[2] وکذا الاستهزاء علی الشریعة الغراء کفر لان ذلک من امارات تکذیب الانبیاء (شرح فقه اکبر ص۱۸۲) ظفیر

[3] و فی الخلاصة من بغض عالما من غیر سبب ظاهر خیف الکفر الخ (شرح فقه اکبر ص۲۱۳) ظفیر

[4] قُلْ اِنَّمَآ اَنَا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ يُوْحٰٓى اِلَيَّ اَنَّمَآ اِلٰـهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ فَمَنْ كَانَ يَرْجُوْا لِقَآءَ رَبِّهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (الکهف)

الجواب:۔ یہ قول کفر ہے اور صریح شرک ہے، والعیاذ باللہ تعالیٰ فقط

نماز کی توہین سے خوف کفر ہے

سوال (۱۴۸) قومی پنچائت کے ایک شخص نے یہ کہا کہ آپ حضرات جس قدر خانگی معاملات کا اہتمام کرتے ہیں اگر اس قدر نماز روزہ یا دیگر امور شرعیہ میں توجہ فرمائیں تو کتنے گھر نمازی ہو جائیں اس پر صدر پنچائت نے جواب دیا کہ تم پنچائت۔ اور نماز وغیرہ کا مقابلہ کرتے ہو کیا نماز ہی پڑھنے سے مسلمان ہوتا ہے ہم اس پر شرط لگاتے ہیں کہ اگر کوئی مولوی صاحب اس کو ثابت کر دیں تو میں دس روپیہ دونگا نہیں تو آپ سے لونگا اب سوال یہ ہے کہ صدر مذکور کا کہنا حق بجانب ہے یا نہیں۔

الجواب صدر پنچائت کا یہ قول لغو ہے۔ بلکہ اس میں خوف کفر ہے[1] کہ اس نے نماز کی توہین کی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز کو دین کا ستون فرمایا ہے جس نے نماز کی پرواہ نہ کی اس نے دین کے ستون کو گرا دیا۔ اور ترک صلوٰۃ پر حدیث میں کفر کا اطلاق آیا۔ من ترك الصلوٰة متعمدا فقد كفر[2] یعنی جس نے قصداً نماز ترک کی وہ کافر ہو گیا، پس اگرچہ حنفیہ تارک صلوٰۃ کو کافر نہیں کہتے اور حدیث مذکورہ کی تاویل کرتے ہیں لیکن فاسق ہونے میں اس کے کچھ شبہ نہیں ہے اور توہین کرنیوالا نماز کی یا ہلکا سمجھ کر چھوڑنے والا نماز کا باتفاق کافر ہے۔ اور یہی تاویل حدیث مذکور کی ہے، پس صدر مذکور کا قول بالکل بے دینی کی دلیل ہے اور گویا نماز کے نزدیک لائق اہتمام کے نہیں ہے والعیاذ باللہ تعالیٰ۔ فقط۔

[1] وقد حقق بالمسايرة انه لابد في حقيقة الايمان من عدم مايدل على الاستخفاف من قول او فعل (رد المحتار باب المرتد ج ۳ ص ۳۹۱) ظفير [2] مشكوٰة ص ۵۸ وكذا الاستهزاء على الشريعة الغراء كفر لان ذلك من امارات تكذيب الانبياء (شرح فقه اكبر ص ۱۸۲) ظفير

سوال (۱۴۹) | شریعت سے استہزاء کفر ہے | ایک شخص نے یہ الفاظ کہے کہ "شرعی فیصلہ مجھے منظور نہیں ہے" اور شریعت کوئی چیز نہیں ہے، دریافت یہ امر ہے کہ ایسا شخص شرعاً مرتد ہے یا نہیں اور اس سے اسلامی تعلقات رکھنا جائز ہے یا نہیں۔

الجواب: بے شک انکار واستہزا بالدین والشریعۃ کفر ہے کما فی الشامی ویظہر من ہذا ان ماکان دلیل الاستخفاف یکفر بہ وان لم یقصد الاستخفاف الخ[۱] ص ۳۹۲ جلد ۳۔ فقط۔

سوال (۱۵۰) | مسخری سنانیوالا فاسق ہے | نقال لوگوں کو طرح طرح کی مسخریاں سنا کر ہنساتا ہے اسمیں نقال اور ہنسنے والے کافر اور ان کی عورتیں مطلقہ ہوجاتی ہیں یا نہیں۔ اور مسخری میں معلم بن کر لڑکوں کو سبق پڑھاتے ہیں۔

الجواب: اقول وباللہ التوفیق۔ قال فی الشامی ناقلاً عن البحر والذی تحرر انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ فعلی ہذا فاکثر الفاظ التکفیر المذکورۃ لایفتی بالتکفیر فیہا ولقد الزمت نفسی ان لاافتی بشئی منہا اھ بحر[۲] وایضاً فی رد المحتار وعلی ہذا ینبغی ان یکفر من شتم دین مسلم ولکن یمکن التاویل بان مرادہ اخلاقہ الردیۃ ومعاملتہ القبیحۃ لاحقیقۃ دین الاسلام فینبغی ان لایکفر حینئذ[۳] الخ الحاصل ان نقال کی تکفیر میں احتیاط کرنا لازم ہے، البتہ تجدید ایمان وتوبہ واستغفار وتجدید نکاح احتیاطاً لازم ہے۔ فقط

سوال (۱۵۱) | قرآن وحدیث کی توہین کفر ہے | ایک پنچائت میں باہمی نفاق دور کرنے کی غرض سے زید نے کچھ ثبوت قرآن شریف اور حدیث شریف سے دیئے اور

---

[۱] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۲/۳۷۰ من اہان الشریعۃ او المسائل التی لابد منہا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۱۵) ظفیر [۲] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳۔ ظفیر [۳] رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹ ج ۳

اور یہ چاہا کہ آپس کے نزاع شریعت کے موافق دور ہو جائیں اس پر بکر نے اٹھ کر زید سے یہ کہا کہ تم اِدھر اُدھر کے قرآن اور اِدھر اُدھر کی حدیثوں سے یہ لکچر دے کر اپنا مطلب نکالنا چاہتے ہو ایسے شخص کی بابت شرعاً کیا حکم ہے

الجواب: قرآن شریف اور حدیث شریف کی توہین کرنا کفر ہے جیسا کہ رد المحتار شامی میں ہے وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الایمان امور الاخلال بها اخلال بالایمان اتفاقاً کالسجود للصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والکعبة الی ان قال لان ذلک دلیل علی ان التصدیق مفقود اھ[1] ص۴۲۴ جلد ۳ شامی۔ پس اس عبارت سے واضح ہوا کہ قرآن شریف کی توہین کرنا اور نبی علیہ السلام کی توہین اور آپ کی حدیث کی توہین کفر ہے۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ، لہٰذا اس شخص کو توبہ کرنی چاہیئے اور اسکو تجدید ایمان و تجدید نکاح ضروری ہے۔ فقط

بسم اللہ پڑھنے پر استہزا کرنا کفر ہے

سوال (۱۵۲) زید ہر کام کے شروع میں بسم اللہ کہنے کا عادی ہے ایک روز عمر نے زید کو اس کہنے پر بہت طعن و تشنیع کی، اور یہ کہا کہ خدا تو راستہ گھاٹ میں پڑا ہے اس کو ہر وقت پکارنے کی ضرورت کیا ہے

تقدیر پر شک کرنا خوف کفر ہے

سوال (۱۵۳) (۱) عمر ہمیشہ تقدیر کے مسئلہ پر علماء سے طعن و تشنیع اور بحث کرتا ہے

(۲) اور عمر عذاب قبر کے بارے میں شک کرتا ہے اور علماء سے ہمیشہ بحث و تکرار کرتا ہے اور جاہلوں کو بدعقیدہ کرتا ہے، عمر کیلئے شرعاً کیا حکم ہے

الجواب: احکام شرعیہ پر استہزاء کرنا کفر ہے[1] اور بسم اللہ پڑھنے پر

---

[1] رد المحتار باب المرتد ص۳۹۲ ج۳)۔ ظفیر۔ من اهان الشریعة او المسائل التی لابد منها کفر وکذا الاستهزاء علی الشریعة الغراء کفر (شرح فقه اکبر ص۱۸۶) ظفیر

استہزا کرنا اسی طرح تقدیر کے مسئلہ میں شک کرنا اور عذاب قبر میں شک کرنا اور علماء کو بے وجہ سب وشتم کرنا یہ جملہ امور حرام ہیں، بعض ان میں سے حد کفر کو پہونچتے ہیں لہٰذا عمر کو توبہ کرنا و تجدید اسلام و تجدید نکاح کرنا لازم ہے، رد المحتار شامی جلد ۳ ص۲۸۴ میں ہے ولذا قال فی المسایرة وبالجملة فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب واللسان فی تحقق الایمان امور الاخلال بها اخلال بالایمان اتفاقا کالسجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف به وبالمصحف والکعبة وکذا مخالفة او انکار ما اجمع علیه بعد العلم به لان ذلك دلیل علی ان التصدیق مفقود الخ قلت ویظهر من هذا ان ما کان دلیل الاستخفاف یکفر به وان لم یقصد الاستخفاف۔[۱] فقط

سوال (۱۵۴) جو مسلمان غصہ میں اللہ جل شانہ کے نام پر یہ کہے "میں تمہارے خدا کو ٹھینگا دکھاتا ہوں (والعیاذ باللہ تعالیٰ) اور اسی قسم کے الفاظ گستاخی اور بے ادبی کے خدائے تعالیٰ کی شان میں استعمال کرے تو وہ مسلمان ہے یا نہیں۔ 　　اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کفر ہے

الجواب:- شخص مذکور شرعاً قطعاً کافر و مرتد ہے اور اس کی زوجہ اس کی نکاح سے خارج ہوگئی اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح لازم ہے[۲] فقط

سوال (۱۵۵) جو شخص اپنے بزرگوں، چچا استاذ وغیرہ کو ایذار دیئے اور کلمات گستاخانہ کہے وہ فاسق اور کافر ہے یا نہیں اس کو کافر کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جو شخص علماء کی تحقیر کرے اس کو کافر کہنا چاہیئے یا نہیں۔ 　　بزرگوں سے گستاخی حرام و فسق ہے

[۱] دیکھئے رد المحتار باب المرتد ص۳۹۱ ج۳ (ظفیر) [۲] من وصف اللہ بما لا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انکر وعده او وعیده یکفر (شرح فقه اکبر ص۱۸۷)

الجواب:- یہ صحیح ہے کہ اپنے بزرگوں چچا وغیرہ اور استاذ کو بے وجہ ستانا اور گستاخانہ کلام ان سے کرنا حرام اور گنہ کبیرہ ہے اور مرتکب اس کا فاسق ہے لیکن اس کو کافر نہ کہنا چاہیئے کیونکہ کفر ایک شئ عظیم ہے جب تک تاویل ممکن ہو کافر نہ کہا جاتے، اسی طرح علماء حق کی تحقیر کرنا بھی سخت گنہ ہے کافر اس کو بھی نہ کہنا چاہیئے کیونکہ تاویل کی گنجائش ہے ہکذا فی کتب[1] الفقہ۔ فقط

مرزا غلام احمد کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھنے والے بھی کافر ہیں

سوال (۱۵۶) ہم ان تمام احکامات پر جو حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کے ہیں ایمان رکھتے ہیں اور اس کی پیروی کی کوشش کرتے ہیں اور حضرت مرزا صاحب کو مجدد اور باتباع پیروی حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ السلام اور ان کی طرف سے فیض نبوت سے مستفید جانتے ہیں از روئے شریعت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم ایسے شخص کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب واضح ہو کہ اگر کسی شخص میں باوجود تمام عقائد اسلامیہ کے ماننے کے ایک عقیدہ بھی کفریہ ہو اور کسی ایک امر کا ضروریات دین سے بھی انکار کرے تو وہ بھی کافر ہو جاتا ہے پس جو شخص باوجود دعوی اسلام و عقائد اسلام کے ایک ایسے مرتد و ملحد کو جس کی کتابوں سے اس کی کفریات ثابت ہیں مسلمان سمجھے بلکہ اس کو مجدد اور فیض نبوت سے مستفید سمجھے وہ بھی قطعًا کافر ہے کیونکہ اس نے کافر کو مسلمان اور کفر کو اسلام سمجھا پس جبکہ محقق ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی بوجہ دعوی نبوت و توہین انبیاء کرام علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ والسلام وغیرہا کے قطعًا کافر ہے کیونکہ جو شخص ایسے کافر و ملعون کو مجدد و مستفید از فیض نبوت سمجھے اس کی

---

[1] انہ لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن او کان فی کفرہ اختلاف ولو روایۃ ضعیفۃ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۳ ج ۳) ظفیر۔

کفر میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ فقط[1]

حدیث نبوی کی توہین کفر ہے

سوال (۱۵۷) توہین حدیث مخصوص چہ حکم دارد و بر توہین کنندۂ حدیث خاص کہ میگوید بول می کنم بریں حدیث چہ حکم است۔

الجواب:۔ شک نیست کہ استخفاف و توہین حدیث و استخفاف کتب شرعیہ کفر است والعیاذ باللہ تعالیٰ قال فی رد المحتار و لذا قال فی المسایرۃ وبالجملۃ فقد ضم الی التصدیق بالقلب او بالقلب و اللسان فی تحقق الایمان امور الاخلال بھا اخلال بالایمان اتفاقا کسجود لصنم وقتل نبی والاستخفاف بہ و بالمصحف والکعبۃ الی ان قال والاعتبار التعظیم المنافی للاستخفاف کفر الحنفیۃ بالفاظ کثیرۃ و افعال تصدر من المتھتکین لدلالتھا علی الاستخفاف بالدین کالصلوۃ بلا وضوء عمداً بل بالمواظبۃ علی ترک سنۃ استخفافا بسبب انہ فعلھا النبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادۃ او استقباحھا کمن استقبح من آخر جعل بعض العمامۃ تحت حلقہ او احفاء شاربہ الخ[2]

ص۲۸۴ جلد ۳۔ فقط

تم انبیاء کو سر پر اٹھائے پھرو یہ کہنا کفر ہے

سوال (۱۵۸) ایک شخص فسادی اور جھگڑالو ہے اگر کوئی شخص اس کو یہ کہے کہ انبیاء کا طریقہ خلق ہے تو وہ جواب دیتا ہے کہ تم ہی انبیاء کو سر پر اٹھائے پھرو اس پر کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ یہ کلمہ کہنا جس میں انبیاء علیہم السلام کی توہین ہے کفر ہے۔ ایسا شخص جب تک توبہ نہ کرے اور تجدید اسلام نہ کرے اس وقت تک اس

---

[1] قد یکون فی ھؤلاء من یستحق القتل کمن یدعی النبوۃ او یطلب تغیر شئ من الشریعۃ و نحو ذلک (شرح فقہ اکبر ص۱۸۴) ظفیر

[2] رد المحتار باب المرتد ص۳۹۲۔ ظفیر

سے لہٰذا ہمانا ترک کر دینا چاہیئے[1] ۔ فقط

کسی حدیث کا منکر کافر ہوا یا نہیں

سوال (۱۵۹) ایک شخص نے ایک عالم کو کسی مسئلہ پر مسجد میں تکرار کر کے برا بھلا کہا اور حقارت کی بات کہی، عالم مذکور نے کتاب منگا کر حدیث دکھائی اس شخص نے کہا کہ اگر چودہ کتاب میں اس حدیث کو دکھاؤ گے تب بھی اس حدیث کو نہیں مانونگا بلکہ آباؤ اجداد نے کیا ہے وہ ہم کرتے رہیں گے بعد میں اس حدیث کی عداوت میں اس شخص نے عالم موصوف کو گالی دی اور توہین کی اور مسجد میں نہیں آتا کہتا ہے کہ ہم اس عالم کے پیچھے نماز نہ پڑھیں گے، شرعاً یہ شخص کافر ہے یا نہیں۔

(۲) ایک شخص رشوت خوار دروغ گو سود خوار چار سو پانچ سو روپیہ لے کر جھوٹی گواہی دیتا ہے اور عالم کی بات نہیں مانتا اور غریبوں میں جو عالم ہوتے ہیں ان کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے ایسے شخص کیلئے شرعاً کیا حکم ہے

الجواب: یہ دونوں شخص فاسق اور ظالم ہیں توبہ کریں اور شخص اول کلمات کفریہ کا مرتکب ہوا ہے تاہم بوجہ امکان تاویل اس کو کافر کہنے میں احتیاط کی جاوے لیکن احتیاطاً اس کو تجدید ایمان و تجدید نکاح کرنا چاہیئے[2] فقط

نکاح کو برا سمجھنے والا گنہ گار ہے

سوال (۱۶۰) اگر کوئی شخص نکاح کو برا سمجھے تو وہ کافر ہوگا یا گنہ گار۔

الجواب: وہ کافر نہ ہوگا گنہ گار ہوگا[3] ۔ فقط

---

[1] وان شتم الملائكة كالانبياء (در مختار) هو مصرح به عندنا فقالوا اذا شتم احدا من الانبياء او الملائكة كفر وقد علمت ان الكفر بشتم الانبياء كفر ردة فكذا الملائكة فان تاب منها والا قتل (رد المحتار باب المرتد ص۴۰۳ ج۳) ظفير [2] من اهان الشريعة والمسائل التى لابد منها كفر (شرح فقه اكبر ص۲۱۵) [3] النكاح من سنتى فمن رغب عن سنتى فليس منى (مشكوة)

یہ کہنا کہ خدا و رسول کو نہیں جانتا کلمات کفر ہیں

سوال (۱۶۱) زید اپنی زوجہ کو اٹھارہ سال سے نفقہ نہیں دیتا نہ اس کو بلاتا ہے جب اس سے یہ کہا جاتا ہے کہ اگر تو اس کو نہ رکھے تو طلاق دیدے اور خدا و رسول کا خوف کر، اس کا جواب یہ دیتا ہے کہ میں خدا اور رسول کو نہیں جانتا کہ کیا چیز ہے نعوذ باللہ تعالیٰ اس صورت میں اس کی زوجہ پر طلاق ہوئی یا نہیں

الجواب:۔ الفاظ مذکورہ کے کہنے سے زید کافر و مرتد ہو گیا اور اس کی زوجہ اس کے نکاح سے خارج ہو گئی کما فی الدر المختار، وارتداد احدھما فسخ عاجل[1] الخ لہٰذا نکاح ثانی اس کی زوجہ کا اس صورت میں درست ہے۔

احکام شریعت کے متعلق نازیبا کلمات کہنا کفر ہے

سوال (۱۶۲) جو شخص امام مسجد ہو کر قصداً نماز ترک کرے اور ڈاڑھی کو قبضہ تک بڑھانا برا سمجھے اور یہ کہے کہ میں کتے کی پونچھ نہیں بڑھاتا علماء شریعت سے ضد رکھتا ہے اور ان کے وعظ میں شریک ہونا برا سمجھتا ہے اور بدعتی کا وعظ دلچسپی سے سنتا ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا جائز ہے یا نہ۔ اور یہ حدیث صحیح ہے یا نہیں ثلثۃ لاترفع لھم صلاتھم فوق رؤسھم رجل أم قوما وھم لہ کارھون۔

الجواب:۔ ایسا آدمی فاسق ہے اور احکام شریعت کے متعلق اس نے جو الفاظ استعمال کئے ہیں وہ کلمات کفر ہیں، عمداً نمازوں کو ترک کرنا شعائر اسلامی کے متعلق ایسے توہین آمیز الفاظ استعمال کرنا، علماء حق سے بغض و عداوت رکھنا وغیرہ وغیرہ یہ سب امور اس کے فسق والحاد پر شاہد ہیں اور بتصریح فقہاء اقتداء فاسق مکروہ بکراہت تحریم ہے تمام نمازیوں کا فرض ہے کہ ایسے شخص کو عہدہ امامت سے ہمیشہ کے لئے علیحدہ کردیں، کبیری میں ہے وفیہ اشارۃ الی

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر

انھم لو قدموا فاسقا یاثمون بناءً علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم لعدم اعتنائہ باموردینہ وتساھلہ فی الاتیان بلوازمہ الخ[1] وفی الخلاصۃ من ابغض عالما بغیر سبب ظاھر خیف علیہ الکفر وفیہ ایضا من قال قصعت شاربک والقیت العمامۃ علی العانق استخفافا الخ فذلک کفر الخ شرح فقہ اکبر (فصل[2] فی العلم والعلماء) سوال میں جس حدیث کے صحت کے متعلق سوال ہے وہ سنن ابی داود میں مروی ہے، فقہاء نے اس حدیث سے ایسے شخص کے امامت کو مکروہ لکھا ہے۔ فقط۔

بکر تمہارا خدا ہے یہ کلمہ کفر ہے **سوال** (۱۶۳) زید نے ضد اور لڑائی میں عمر کو یہ کہدیا کہ بکر تمہارا خدا ہے، اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ اس سے کفر ہوجاتا ہے[3]۔

کہنا کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ نہیں یہ کلمہ کفر ہے **سوال** (۱۶۴) زید ایک شخص کا مرید ہے اور زید کا یہ اعتقاد ہے اور یہ قول ہے کہ پیر کے کام کے سامنے نماز کچھ چیز نہیں ہے، زید کا یہ اعتقاد شرعاً کیسا ہے۔؟ اور زید کے واسطے شرعاً کیا حکم ہے زید کی گواہی معتبر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ زید کا یہ قول زندقہ اور کلمات کفریہ سے ہیں تمام وہ الفاظ جن سے دین اور اس کے کسی رکن کی توہین ہو یا بطور استخفاف کہے جائیں موجب للکفر ہیں معاذ اللہ منہ۔ بلکہ بعض فقہاء نے تو ایسے بے باک اور بدلگام لوگوں پر کفر کا ہی حکم لگا دیا ہے۔ زید کو ایسے ہتک آمیز اور جاہلانہ الفاظ اور ایسے مہلک

---

[1] واما الفاسق فقد عللوا کراھۃ تقدیمہ بانہ لا یھتم لامر دینہ وبان فی تقدیمہ تعظیمہ وقد وجب علیھم اھانتہ شرعا الخ وفی شرح المنیۃ علی ان کراھۃ تقدیمہ کراھۃ تحریم (رد المحتار باب الامامۃ ص ۵۲۴ ج ۱) ظفیر [2] شرح فقہ اکبر ص ۱۷۳۔ ظفیر [3]

اعتقاد سے فوراً توبہ کرنی چاہیئے جب تک تائب نہیں ہوگا اس کی گواہی معتبر نہیں ہوگی اسی طرح کی پیر پرستی ہے جس کو شرک کہا جاسکتا ہے وفی الخلاصۃ یکفر بقوله انا بریٔ من الثواب والعقاب الخ بحر وفی المسایرۃ کفرالحنفیۃ بالفاظ کثیرۃ وافعال تصدر من المتھتکین لدلالتھا علی الاستخفاف بالدین الخ بحرالرائق جلد ۵ وفی العالمگیریۃ نقلا عن المحیط۔ اذا ترک الرجل الصلوٰۃ استخفافا بالجماعۃ بان لا تفویت الجماعۃ الخ او مجانۃ او فسقا لا تجوز شہادتہ[۲] فقط

میں اسلام کو نہیں مانتا کلمۂ کفر ہے

سوال (۱۶۵) ایک شخص نے مولویوں کی شان میں سخت کلام کہا اس پر میں نے دو چار باتیں نصیحت کی کہی تو اس شخص نے جواب دیا کہ میں اسلام کو نہیں مانتا اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ وہ شخص کافر ہوگیا اور اسلام سے خارج ہوگیا[۱]۔ اور اگر وہ توبہ نہ کرے تو مسلمانوں کو اس سے قطع تعلق کردینا چاہیئے اور اس کو پورا تدارک دینا چاہیئے۔

ہندو کی نذر مسلمان نے پوری کی تو وہ کافر نہ ہوگا

سوال (۱۶۶) ایک مسلم نے دیوتا کے نام پر نذر کی جس کی صورت یہ ہوئی کہ یہ ایک ہندو مکان میں رہتا تھا، ہندو نے یہ نذر کی کہ اگر یہ شخص تندرست ہوگیا تو میں ایک بکرا قربانی کروں گا مسلمان نے اس نذر کو پورا، کیا اب یہ مسلمان ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں شخص مذکور پر حکم کفر وارتداد کا نہ کیا جائے گا لیکن احتیاطاً تجدید ایمان وتجدید نکاح وتوبہ لازم ہے[۱]۔

---

[۱] البحرالرائق [۲] عالمگیری۔ قالت امرأۃ لزوجھا لیس لک حمیۃ ولا دین الاسلام الخ فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولا دین الاسلام فقد قیل انہ یکفر عالمگیری مصری موجبات الکفر ص ۲۷۷ ج ۲) ظفیر

میرا حشر ہنود کے ساتھ ہو کلمۂ کفر ہے

سوال (۱۶۷) اگر کوئی شخص یہ کہے کہ میرا حشر ہنود کے ساتھ ہوگا اس جملہ کا کہنے والا اگر مرتد ہو جائے گا تو مجرد ارتداد ہی سے اس کی زوجہ نکاح سے نکل جائے گی یا تفریق قاضی یا طلاق شوہر کی ضرورت ہوگی اور بعد ارتداد بھی ممراد قاف رہ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:- یہ کلمہ کفر کا ہے اور اس کلمہ کا قائل اپنی موت اور حشر کفار کے ساتھ ہونے پر راضی ہے یا اظہار رضامندی کرتا ہے کیونکہ عربی میں ترجمہ اس لفظ کا یہ ہے۔

احشر مع الکفار۔ اور یہ محقق ہے اور حدیث شریف میں وارد ہے کما تموتون تحشرون اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم

اوقال اخرجہ اللہ تعالیٰ من الدنیا بلاایمان اوکافرا اوامتنہ بلاایمان اوکافرا اوابدہ اللہ فی النار اواخلدہ کفر الخ وفی المحیط من رضی بکفرنفسہ فقد کفرای اجماعا ویکفر غیرہ اختلاف المشائخ الخ وفی موضع اخرمنہ لاحمیۃ لی ولادین کفر یعنی بقولہ فلادین لی فانہ خرج بھذا عن دین الاسلامؒ۔ الغرض اس کلمہ کے کفر ہونے میں کچھ تردد نہیں معلوم ہوتا ہے اور ارتداد سے اس کی زوجہ فوراً اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے، تفریق قاضی کی ضرورت نہیں، وارتداد احدھما فسخ عاجلؒ درمختار۔

لہ دیکھئے شرح فقہ اکبر — قالت امرأۃ لزوجھا لیس لك حمیۃ ولادین الاسلام الخ فقال الزوج لیس لی حمیۃ ولادین الاسلام فقد قیل یکفر د عالمگیری مصری موجبات الکفر ۲۷۴/۲) ظفیر ۲لہ الدرالمختار علی ھامش ردالمحتار باب نکاح الکافر ۵۲۵/۲۔ ظفیر۔

اور یہ صحیح ہے کہ تولیت کے لئے اسلام شرط نہیں ہے امین اور قادر علی انتظام التولیۃ ہونا وغیرہ شرط ہے قال فی الاسعاف ولا یولی الا امین قادر بنفسہ او بنائبہ الخ ویشترط للصحۃ بلوغہ وعقلہ لا حریتہ واسلامہ شامی جلد ۳ ص

کلمہ کی ترتیب بدلنے سے کفر لازم نہیں آتا

سوال (۱۶۸) ایک شخص نے اپنے شجرہ میں کلمہ طیبہ کو ایک ہی سطر میں اس عنوان سے لکھا ہے

یا اللہ رسول اللہ ابوبکرؓ عمرؓ لا الٰہ الا اللہ محمد عثمانؓ علیؓ

اس کو کفر اور شرک کہنا اور لکھنے والے کو کافر کہنا صحیح ہے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجواب:۔ بندہ نے پہلے اس مسئلہ کا جواب بعض لوگوں کو لکھا ہے کفر و شرک کہنا اس طرح کلمات مذکورہ کے لکھنے کو صحیح نہیں ہے اور اس کے کفر ہونے اور لکھنے والے کو کافر کہنے کی کوئی دلیل نہیں ہے لیکن یہ ضرور ہے کہ اس طرح غیر مرتب نہ لکھنا چاہیئے، بلکہ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اول لکھنا چاہیئے اس کے بعد خلفائے راشدین کے نام علی الترتیب لکھنا چاہیئے مثلاً ابوبکر عمر عثمان علی رضی اللہ عنہم اجمعین۔ فقط

محتلم نماز میں شریک ہو گیا تو کافر نہیں ہوا

سوال (۱۶۹) زید رات کو محتلم ہوا، صبح کو نہ تو نہایا اور نہ فجر کی نماز پڑھی پھر ظہر کے وقت بوجہ شرم کے بغیر غسل جماعت میں شریک ہو گیا تو وہ دائرۂ اسلام سے خارج ہوا یا نہیں اور تجدید نکاح کی ضرورت ہے یا نہیں، عصر کے وقت غسل کر کے نماز فجر و ظہر ادا کی اور توبہ و استغفار کیا۔

الجواب:۔ اس صورت میں صحیح یہ ہے کہ وہ کافر نہیں ہوا اور توبہ و استغفار سے اس کا گناہ معاف ہو گیا، احتیاطاً تجدید ایمان و تجدید نکاح

لہ وکذا لو صلی بغیر القبلۃ او بغیر طہارۃ متعمدا یکفر (شرح فقہ اکبر ص۱۸۸)

کرلینا بہتر ہے۔ کذا فی الدر المختار[۱]۔ فقط

خنزیر کھاؤں گا کلمہ نہ پڑھونگا اس سے مرتد ہوگیا

سوال (۱۷۰) عمر نے زید سے چند مسلمانوں کے سامنے یہ کہا کہ تم نہ روزہ رکھتے ہو نہ نماز پڑھتے ہو حتی کہ کلمہ پڑھنا بھی نہیں جانتے اگر جانتے ہو تو پڑھو اس پر زید نے کہا ہم نہیں پڑھیں گے پھر اس سے کلمہ پڑھنے کے لئے اصرار کیا گیا تو قسم کھا کر کہتا ہے کہ ہم سور کا گوشت کھائیں اگر کبھی کلمہ پڑھیں یا سنیں، آیا زید دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا یا نہیں۔

الجواب:۔ اس صورت میں زید دائرہ اسلام سے خارج ہوگیا اور کافر ہوگیا، والعیاذ باللہ تعالیٰ[۲]، اس کو تجدید ایمان کرنا اور توبہ کرنا لازم ہے۔ فقط

شیطان کا علم وسیع ہے یا رسول اللہ کا

سوال (۱۷۱) جس نے مجمع عام میں یہ کہا کہ یقیناً شیطان کا علم رسول کے علم سے وسیع ہے آیا یہ کلمہ کفر ہے اور کہنے والا کافر ہے یا نہیں؟

الجواب:۔ نصوص میں وارد ہے کہ علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی کو نہیں ہے اور انبیاء علیہم السلام اور حضرت خاتم الانبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کو جس قدر علم اللہ تعالیٰ نے مغیبات کا دیا ہے وہ ان کو معلوم ہوگیا جیسا کہ شرح فقہ اکبر میں ہے ثم اعلم ان الانبیاء علیہم السلام لم یعلموا من المغیبات الا ما علمھم اللہ تعالیٰ احیانا الخ[۳] ملخصاً اور شیطان کو اللہ تعالیٰ نے قیامت تک مہلت دی کہ جس کو بہکا سکے بہکاوے قَالَ رَبِّ فَأَنْظِرْنِي إِلَىٰ

---

[۱] وکذا لو صلی بغیر القبلة او بغیر طهارة متعمدا یکفر (شرح فقه اکبر ص۱۸۸)

[۲] لا یکفر احد من اهل القبلة الا فیه نفی الصانع القادر العلیم او شرک او انکار للنبوة (شرح فقه اکبر ص۱۹۹) [۳] شرح فقه اکبر ص۱۸۵۔ ظفیر۔

یوم یبعثون قال انک من المنظرین الی یوم الوقت المعلوم[1] اور حدیث شریف میں ہے ان الشیطان یجری من الانسان مجری الدم[2] اور دوسری آیت میں ہے انہ یراکم ھو وقبیلہ من حیث لا ترونھم[3] اور جو شخص ایسا کہتا ہے کہ جواب سوال میں درج ہے تو اس سے دریافت کیا جائے کہ اس کا کیا مطلب ہے بدون تحقیق مطلب کچھ حکم نہ کیا جائے۔ فقط۔

سوال (۱۷۲) جو شخص یہ کہتا ہے کہ جاؤ ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا، وہ مسلمان رہا یا نہیں؟ — (ہم جہنم میں رہیں گے تم جنت میں رہنا یہ کلمہ کفر ہے)

الجواب:۔ یہ کلمات کفر کے ہیں کہ چاہئے کہ توبہ کرے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے[4]۔

سوال (۱۷۳) زید کا یہ کہنا ہے کہ ہم کو حرام و حلال سے کچھ غرض نہیں اور علماء کو برا کہنا اور تحقیر کرنا۔ اگر کوئی کہے کہ آپ مسلمان ہیں آپ کو ایسے بے باکانہ و گستاخانہ کلام نہ کرنا چاہیئے تو یہاں تک کہہ گزرتا ہے کہ مجھے مسلمان ہی نہ سمجھو میں تو عیسائی ہوں وغیرہ وغیرہ تو زید کے لئے کیا حکم ہے؟ — (کہنا کہ حلال و حرام سے کچھ غرض نہیں)

الجواب:۔ زید کے کلمات بعض حد کفر کو پہونچے ہوئے ہیں اور بعض فسق و معصیت ہیں اس کو توبہ کرنا لازم ہے اور تجدید اسلام اور تجدید نکاح ضروری ہے[5]۔ فقط۔

سوال (۱۷۴) ایک عورت کافرہ بیوہ نے — (احد الزوجین کے ارتداد سے نکاح فسخ ہو جاتا ہے)

---

[1] سورہ ص ۱۴۰۔ [2] مشکوۃ ص ۳۶۔

[3] ...

[4] من ہان الشریعۃ او المسائل التی لا بد منہا کفر (شرح فقہ اکبر ص ۲۴۵)

[5] من اعتقد ان الایمان والکفر واحد فھو کافر ومن لا یرضی من الایمان فھو کافر ومن یرضی بکفر نفسہ فقد کفر (عالمگیری مصری موجبات الکفر ص ۲۵۷ ج ۲) ظفیر

(جس کے ساتھ پہلے شوہر کافر سے ایک لڑکا نابالغ ہے) بعد قبول کرنے اسلام کے ایک مسلمان سے نکاح کرلیا اور اپنے لڑکے نابالغ کا نکاح ایک نابالغہ لڑکی سے کردیا، بعد مرنے نومسلمہ کے اس کا لڑکا اپنی کافر قوم کے ساتھ جا ملا اور مرتد ہوگیا اس کا نکاح منعقد ہوگیا تھا یا نہیں اور اب نکاح اس کا قائم رہا یا فسخ ہوگیا؟

الجواب: اس لڑکے نکاح منعقد ہوگیا تھا لیکن جب کہ وہ لڑکا پھر مرتد ہوگیا اور کافروں کے ساتھ جا ملا تو نکاح اس کا فسخ ہوگیا الاّ بان ابی اوسکت فرق بینھما ولو کان الزوج صبیا ممیزاً اتفاقاً علی الاصح (در مختار) قولہ صبیا ممیزا ای یعقل الادیان لان ردتہ معتبرۃ فکذا اباءہ فتح الخ شامی[1] فقط

مرتد کو کیوں قتل کیا جائے **سوال** (۱۷۵) اسلام کا حکم ہے کہ مرتد کو بعد ارتداد تین دن تک محبوس رکھا جائے اگر وہ مسلمان ہوجائے تو بہتر ورنہ قتل کردیا جائے یہ کون سا انصاف ہے۔

الجواب: دین اسلام میں داخل ہوکر پھر مرتد ہونا یہ کھلی ہوئی بغاوت ہے اور مضرت اس کی بہت زیادہ ہے اس لئے کہ اس کے لئے نص صریح وارد ہوئی من بدل دینہ فاقتلوہ، رواہ البخاری[2] کیونکہ ایسے باغی و سرکش اور فتنہ پھیلانے والے کی سزا سوائے اس کے استیصال کے اور اور کچھ نہیں ہوسکتی، اور تفصیل اس کی اس رسالہ میں دیکھئے جو مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی رح نے قتل مرتد کے بارے میں مفصل لکھا ہے، اور باقی یہ کہ

---

[1] ردالمحتار باب نکاح الکافر ص۵۳۲ ۔ ظفیر [2] دیکھئے ردالمحتار باب المرتد ص۳۹۵ ۔ ظفیر۔

مرتد پر عرض اسلام اور کشفِ شبہات اور حبس ثلثہ ایام واجب ہے یا مستحب اس کی تفصیل کتب فقہ میں ہے، درمختار میں ہے کہ اگر مرتد مہلت طلب کرے تو اس کو مہلت تین دن کی مع حبس کے دیجاتی ہے اور اگر وہ مہلت طلب نہ کرے تو فوراً قتل کر دیا جائے۔[1]

تکفیر مسلم میں احتیاط ضروری ہے

سوال (۱۷۶) ایک مکان کے اندر ایک فقیر کی قبر ہے اس مکان کا ایک دروازہ بند رہا کرتا تھا اور باقی دروازے کھلے رہتے تھے ایک شخص نے آکر اس دروازہ کو کھول دیا اس پر بعض لوگوں نے یہ یقین کیا کہ یہ دروازہ خود بخود کھل گیا ہے اور جو شخص اس دروازہ سے گزرے گا اس پر آگ دوزخ کی حرام ہو جائے گی اور وہ بہشتی ہو جائے گا چنانچہ زید عمر بکر اس وجہ سے اس دروازے سے گذرے تو ان کو کافر کہا جائے گا یا نہیں اور دروازہ مذکور کو بند کرنا کیسا ہے؟

الجواب:- دروازہ مذکور کو بند کر دینا ضروری ہے جو فتنوں کا دروازہ

---

[1] من ارتد عرض الحاکم علیہ الاسلام استحباباً علی المذہب لبلوغہ الدعوۃ وتکشف شبہۃ بیان ثمرۃ العرض ویحبس وجوبا وقیل ندبا ثلاثۃ ایام یعرض علیہ الاسلام فی کل یوم منہا ان استمہل ای طلب المہلۃ والا قتلہ من ساعتہ لا اذا اسلم بدائع (درمختار) قولہ الحاکم ای الامام والقاضی قولہ بیان ثمرۃ العرض انظاہر ان ثمرۃ العرض الاسلام والنجاۃ من القتل واما ہذا فثمرۃ التاجیل ثلاثۃ ایام لان من انتقل عن الاسلام والعیاذ باللہ تعالی لابد لہ غالبا من شبہۃ فتتکشف لہ ان ابداہا فی ہذہ المدۃ قولہ والا قتلہ ای بعد عرض الاسلام وکشف شبہتہ (ردالمحتار باب المرتد ص ۳۹۲ / ج ۳) ظفیر۔

دروازہ ہے اور عقیدہ مذکور کے ساتھ اس دروازہ سے گذرنا جائز نہیں ہے۔ لیکن زید عمرو بکر کو کافر نہ کہا جائے کیونکہ تکفیر مسلم میں نہایت احتیاط کرنا لازم ہے، شرح فقہ اکبر میں ہے وقد ذکروا ان المسئلۃ المتعلقۃ بالکفر اذا کان لہا تسع وتسعون احتمالاً للکفر واحتمال واحدٌ فی نفیہ فالاولی للمفتی والقاضی یعمل بالاحتمال ان فی[1] الخ

سوال (۱۷۷) | خدا بھی آکر کہے تو نہ کھاؤنگی کلمہ کفر ہے | زید کی اہلیہ خالدہ نے کھانا چھوڑ دیا سمجھانے پر یہ کہا کہ خدا بھی آکر کہیں گے تو نہ کھاؤں گی، بہشتی زیور میں لکھا ہے کہ اس کلمہ سے وہ مرتدہ ہوگئی۔

الجواب:- درمختار میں ہے وارتداد احدھما فسخ عاجل فللموطؤۃ ولو حکما کل مہرھا لتاکدہ بہ ولغیرھا نصفہ لوارتد والاشئ من المھر والنفقۃ[2] درمختار ملخصاً۔ پس معلوم ہوا کہ اگر وطی یا خلوت ہو چکی ہے اس کے بعد عورت مرتد ہوئی والعیاذ باللہ تو مہر کامل بذمہ شوہر لازم ہے اگر قبل دخول وخلوت عورت مرتدہ ہوئی تو مہر اور نفقہ ساقط ہے اور توبہ کرنے کے بعد پھر نکاح صحیح ہے۔ فقط۔

سوال (۱۷۸) | یہود ونصاری جو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے کافر ہیں | ایک عالم کہتا ہے کہ یہود ونصاری جو کہ قائل توحید ہیں کافر نہیں ہیں، یہ صحیح ہے یا نہیں؟

الجواب: یہود ونصاری جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں لائے وہ کافر ہیں جیسا کہ مسلم شریف کی حدیث میں ہے وعن ابی ھریرۃ رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والذی نفس

---

[1] شرح فقہ اکبر ملا علی قاری ص ۔ ظفیر۔ [2] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب نکاح الکافر ص ۵۳۹ ج ۲۔ ظفیر

محمد بیدہ لا یسمع بی احد من ھذہ الامۃ یھودی ولا نصرانی ثم یموت ولم یومن بالذی ارسلت بہ الا کان من اصحاب النار رواہ مسلم[1]

اور جو یہود و نصاری آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لائے وہ مسلمان اور مومن ہو گئے ان کو یہود و نصاری نہ کہا جائے گا۔ اور اگر کسی نے باعتبار ملت سابقہ کے ان کو یہودی اور نصرانی کہدیا تو یہ کفر نہیں ہے۔ فقط

مسلمان کی تکفیر میں احتیاط ضروری ہے

سوال (۱۷۹) یک زن یا مرد از غیر اللہ مراد خواستہ است و خبر غیبی را یقین دانستہ است و بر جملہ رسوم اہل ہنود عمل کردہ است و مسجد را بد گفتہ است آں مرد عند الشرع چہ حکم دار کافر است یا نہ اگر نکاح دارد فسخ شود یا نہ؟

الجواب:۔ چونکہ حکم شرع اینست کہ در تکفیر مسلم عجلت نہ کردہ شود و اگر در ۹۹ نود و نہ وجہ کفر باشد و یک وجہ اسلام باشد و آں ہم ضعیف باشد مفتی را میلان بسوئے عدم تکفیر باید کما صرح بہ الفقہاء بناء علیہ در صورت ہر دو تکفیر نہ کردہ شود کہ تاویل ممکن است[1]۔

سبقت لسانی سے غلط بات نکل جائے تو کفر نہیں ہوگا

سوال (۱۸۰) زید یہ کہنا چاہتا تھا کہ کیا خدا سے باپ بڑھ کر ہے لیکن سہو اور جلدی میں، بجائے کلمۂ مذکور کے یہ نکلا گیا خدا بڑھ کر ہے۔ یہ کلمہ بے اختیار نکل گیا، بعض علماء نے کہا کہ زید کافر ہو گیا ہے اور اس کی منکوحہ پر طلاق واقع ہو گئی، آیا اس صورت میں زید کافر ہوا اور اس کی زوجہ پر طلاق واقع ہوئی یا نہیں؟

---

[1] اذا کان فی المسئلۃ وجوہ توجب الکفر وواحد یمنعہ فعلی المفتی المیل لما یمنعہ ثم لو نیتہ ذالک فمسلم والا لم ینفعہ حمل المفتی علی خلافہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ص ۳۹۹ / ۳) ظفیر

الجواب:۔ زید اس صورت میں کافر نہیں ہوا، علماء کو فتوی کفر دینے میں احتیاط کرنی چاہیئے اور جلدی نہ کرنی چاہیئے، حدیث شریف میں ہے دفع عن امتی الخطاء والنسیان[1] قال تعالیٰ لا تواخذنا ان نسینا او اخطأنا الخ[2] علاوہ بریں یہ کلمہ ویسے بھی مؤول ہو سکتا ہے اور امکان تاویل کی صورت میں تکفیر کسی مسلمان کی ناجائز ہے[3]

استاذ اور والدین کا عاق کافر نہیں ہوتا

سوال (۱۸۱) عاق والدین یا استاذ کا کافر ہے یا نہیں؟

الجواب عاق والدین یا استاذ کافر نہیں ہے، فاسق اور گنہ گار ہوتا ہے۔ فقط۔

حضرت حق کو ماں باپ کہنا کیسا ہے

سوال (۱۸۲) غیر مسلم بچوں مسلم اور غیر مسلم کی تعلیم وتربیت کے واسطے رسالے لکھ کر چھپوا کے اسکول اور مدرسوں میں شائع کرتے اور اس میں ایک فقرہ اس طرح درج ہے، "خدا اپنا باپ اور ماں ہے" لہذا ایسی تعلیم مسلم بچوں کے واسطے جائز ہے یا نہیں؟ اور خدا کو ماں باپ کہنا جائز ہے یا نہیں۔ اور جب جائز نہ ہو تو بموجب عبارت فتاوی عالمگیری یکفر اذا وصف اللہ تعالیٰ بما لا یلیق به او سخر باسم من اسمائه او بامر من اوامره او انکر وعده او وعیده او جعل له شریکا او ولدا او زوجة الخ کے اس طرح کے عقیدے اور کلام سے کفر ہوگا یا نہیں۔ اور اگر مجازاً یہ مقولہ خداوند پر اطلاق کیا جائے یہ مزاحاً ہر اقوام کے واسطے جائز ہے یا نہیں یا اہل

---

[1] مشکوۃ [2] سورۃ البقرہ [3] لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامه علی محمل حسن او کان فی کفره خلاف ولو کان روایة ضعیفة (درمختار) اذا اراد ان یتکلم بکلمة مباحة فجری علی لسانه کلمة الکفر خطأ بلا قصد لا یصدقه القاضی وان کان لا یکفر فیما بینه وبین اللہ تعالیٰ (رد المحتار باب المرتد ص ۳۶۹ ج ۳) ظفیر

علم کو مثل مقولہ انبت الربیع البقل عالم کو کہنا جائز ہو اور غیر عالم اور جاہل کو کہنا جائز نہ ہو۔

الجواب:۔ چونکہ مراد ایسے الفاظ سے معنی حقیقی نہیں ہیں اور الفاظ مجازاً بمعنی مربی و پرورش کنندہ کے ہے اس وجہ سے کفر کہنا اس کو صحیح نہیں اور قائل کو کافر نہ کہنا چاہیئے۔ لیکن تکلم ایسے کلمات موہمہ کے ساتھ کرنا نہ چاہیئے اور بچوں کو تعلیم دینا ایسے کلمات کی نہ چاہیئے کیونکہ ممکن ہے کہ اس سے غلط فہمی ہو اور عقیدہ میں خرابی پیدا ہو اور مسلمان صحیح العقیدہ ہونا، قائل کے مجاز کا قرینہ ہو سکتا ہے۔[1]

الجواب صواب:۔ اگرچہ ایک حدیث بلفظ الخلق عیال اللہ[2] آئی ہوئی ہے لیکن تاہم فتوی مذکور الصدر درست ہے قال فی الدر المختار ومجرد ایہام اللفظ مالا یجوز کاف فی المنع اھ[3] وقال قبلہ نقلا عن الفاسی وقد اختلف العلماء فی جواز اطلاق الموہم لی معنی صحیح اھ اقوال ومقتضی کلام ائمتنا المنع من ذلک فیما ورد عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم۔ فقط

(۱۸۳) ایک شخص نے کلمہ شریف کے یہ معنی قائم کئے ہیں کہ نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور وہ کون ہے محمد رسول اللہ، پس ایسے شخص کے پیچھے اقتدا جائز ہے یا نہیں اور تجدید نکاح کی بابت کیا فتوی ہے | رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم معبود ہیں یہ عقیدہ شرکیہ ہے

الجواب:۔ ترجمہ کلمہ طیبہ کا یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے، محمد اللہ کے پیغمبر ہیں، یہ ترجمہ کرنا کہ وہ کون ہے محمد رسول اللہ، یہ ترجمہ غلط ہے

---

[1] لا یفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن (الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب المرتد ط ۳۹۱/۳ ظفیر [2] مشکوۃ باب الشفقۃ علی الخلق ص ۴۲۵ [3] ہ

اور یہ عقیدہ محمد الرسول اللہ معبود ہیں صریح شرک ہے، اس شخص کے پیچھے نماز صحیح نہیں ہے ایسے عقیدے والا مرتد ہے[1]، نکاح اس کا فسخ ہوگیا بعد توبہ وتجدید اسلام کے تجدید نکاح ضروری ہے قال اللہ تعالیٰ لا تتخذوا الٰہین اثنین انما ھو الٰہ واحد[2] - فقط

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ انسانوں پر قادر نہیں کفر ہے

سوال (۱۸۴) زید نے یہ کلمات کہے کہ اللہ تعالیٰ ہر شئی پر قادر ہے مگر انسان پر قادر نہیں، اور بعض اشیاء بغیر نوشتہ تقدیر کے ہوتی ہیں اور باجا ہر قسم کا بغرض اعلان شادیوں میں جائز ہے، علماء اور پابند صوم وصلوۃ کو اکثر برا کہتا ہے، ایسے کلمات سے کفر عائد ہوتا ہے یا نہیں اور اس کی منکوحہ نکاح میں رہی یا گیا۔

الجواب:۔ یہ کلمات جو زید کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو قادر علی الاطلاق نہیں کہتا اور تقدیر کا منکر ہے اور باجہ شادیوں میں جائز کہتا ہے ان میں سے بعض امور کفر وارتداد کے ہیں[3] اور بعض فسق ومعصیت ہیں جیسے باجہ کے جواز

---

[1] قال اللہ تعالیٰ فی القرآن "قل انما انا بشر مثلکم یوحی الی انما الٰھکم الٰہ واحد (سورۃ الکھف) [2] وقد ارسل اللہ تعالیٰ رسلا من البشر الی البشر، اول الانبیاء آدم وآخرھم محمد علیہ السلام الخ (شرح عقائد نسفی ص۹۴) ظفیر [3] اذا اطلق الرجل کلمۃ الکفر عمدا لکنہ لا یعتقد الکفر الخ قال بعضھم یکفر وھو الصحیح عندی لانہ استخف بدینہ الخ والحاصل ان من تکلم بکلمۃ الکفر ھازلا او لاعبا کفر عند الکل ولا اعتبار باعتقادہ (رد المحتار باب المرتد ص۳۹۳ ج۳) ولا یخرج عن علمہ وقدرتہ شئ الجھل بالبعض والعجز عن البعض نقص الخ والنصوص القطعیۃ ناطقۃ بعموم العلم وشمول القدرۃ فھو بکل شئ علیم وعلی کل شئ قدیر (شرح عقائد النسفیۃ ص۳۱ وص۳۲) ظفیر

کا قول، پس شخص مذکور کو توبہ و تجدید ایمان اور تجدید نکاح کرنا چاہیئے۔

شاتم کی توبہ قبول ہو سکتی ہے

سوال (۱۸۵) ایک شخص نے ایک سید کو اسطرح سے سب و شتم کی کہ ...... کہ سید کو اس پر ایک مولوی صاحب نے یہ حکم دیا کہ شاتم کفارہ ایک ہزار غرباء کو روٹی کھلا کر تجدید اسلام اور تجدید نکاح کر کے اسلام میں داخل ہو جائے۔ آیا شاتم کی توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں اور شخص مذکور نماز پڑھے یا نہیں۔

الجواب:۔ صحیح یہ ہے کہ توبہ اس کی قبول ہو سکتی ہے[۱] اس کو چاہیئے کہ توبہ کرے تجدید اسلام و تجدید نکاح کرے، بس اسی قدر کافی ہے اور غرباء کو کھانا کھلانا ضروری نہیں ہے، اسلام لانے اور نماز پڑھنے سے اس کو نہ روکیں، فقط

اہل سنت کا عقیدہ حضرت معاویہؓ صحابی ہیں

سوال (۱۸۶) ایک شخص اہل سنت والجماعۃ کہلوکر کہتا ہے کہ حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو جو زہر دیا تھا اس میں حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کی بھی سازش تھی دیگر یہ کہ جس وقت امیر معاویہؓ کے مقام مخصوص پر بچھو نے نیش زنی کی تھی تو اس وقت آپ نے عبید اللہ کی والدہ سے بدفعلی

---

[۱] والکافر بسب نبی من الانبیاء فانہ یقتل حدا ولا تقبل توبتہ مطلقا الخ لکن صرح فی آخر الشفاء بان حکمہ کالمرتد ومفادہ قبول التوبۃ (درمختار) وافاد انہ حکم الدنیا اما عند اللہ تعالیٰ فھو مقبولۃ کما فی البحر الخ واخطاء فی فھمھا لان المراد بھا ما قبل التوبۃ والا لزم تکفیر کثیر من الائمۃ المجتھدین القائلین بقبول توبتہ وسقوط القتل بھا عنہ (رد المحتار باب المرتد ص۴۲۰ و ص۴۲۱ ج۳) ظفیر۔

کی تھی جس سے عبید اللہ تولد ہوا۔ اس صورت میں شرعاً کیا حکم ہے؟

الجواب:- حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابی خاص ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لئے دعا رخاص فرمائی ہے، بشارت دی ہے، کاتب وحی تھے،[1] ان کی شان میں گستاخانہ خیال رکھنا اور تہمت لگانا سخت گناہ اور معصیت ہے وہ شخص فاسق اور بدکار ہے۔[2] جو ایسا عقیدہ رکھتا ہے اس کی نماز روزے کچھ مقبول نہیں ہے، وہ درحقیقت رافضی ہے اس کو ایسے خیال سے توبہ کرنی چاہیئے۔ فقط

سوال (۱۸۷) عذاب قبر در رمضان المبارک فقط بر عصاۃ مومنین درگذر دیا بر کافرین حقیقی نیز	رمضان المبارک میں بھی مشرک کو قبر میں عذاب دیا جاتا ہے

[1] عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم انہ قال لمعاویۃ اللہم اجعلہ ھادیا مھدیا واھد بہ رواہ الترمذی (مشکوٰۃ باب جامع المناقب ص۵۷۹) وھو احد الذین کتبوا لرسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الوحی (اکمال فی اسماء الرجال ص۶۱۷) وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ اللہ فی اصحابی لا تتخذوھم غرضا من بعدی فمن احبھم فبحبی احبھم ومن ابغضھم فببغضی ابغضھم ومن اذاھم فقد اذانی ومن اذانی فقد اذی اللہ ومن اذی اللہ فیوشک ان یاخذہ رواہ الترمذی ایضا ص۵۵۴) ظفیر

[2] وترد شھادۃ من یظھر سب السلف لانہ یکون ظاھر الفسق الخ وقال الزیلعی او یظھر لسب السلف یعنی الصالحین منھم وھم الصحابۃ والتابعون لان ھذہ الاشیاء تدل علی قصور عقلہ وقلۃ مروتہ ومن لم یمتنع عن مثلھا لا یمتنع عن الکذب عادۃ (رد المحتار باب المرتد ص۴۰۵/۳) ظفیر۔

الجواب:- فی الحدیث ما من مسلم یموت یوم الجمعۃ او لیلۃ الجمعۃ الا وقاہ اللہ فتنۃ القبر[1] (الحدیث) پس از قید مسلم معلوم شد کہ برائے کافر این حکم نیست۔

جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے

سوال (۱۸۸) ایک صاحب فرماتے ہیں کہ جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے۔

الجواب:- یہ صحیح ہے، جو کچھ ہوتا ہے منجانب اللہ ہوتا ہے، قل کل من عند اللہ[2] لیکن بندہ کاسب اعمال خیر و شر کا ہوتا ہے، اس لئے جزا و سزا اس پر مرتب ہے[3] فقط۔

خدا و رسول سے بیزاری کا اظہار کرنا کفر ہے

سوال (۱۸۹) زید اپنی زوجہ سے بے وجہ جھگڑ رہا تھا، بکر نے اس کو سمجھایا اور قرآن شریف کی آیت پڑھی، اس پر زید نے کہا ہمیں نہیں چاہیئے تمہاری آیت، تمہارا خدا و رسول، اب زید سے توبہ کرائی جائے یا نکاح لوٹایا جائے۔

الجواب:- یہ کلمہ جو زید کی زبان سے نکلا ہے کلمۂ کفر ہے، زید سے توبہ کرائی جائے اور تجدید اسلام و تجدید نکاح کرائی جائے[4] فقط

بدعتی فاسق ہے، مشرک کی بخشش نہ ہوگی

سوال (۱۹۰) مشرک کی بخشش ہے یا نہیں بدعتی کس امر کا مستحق ہے۔ بدعت کس کو کہتے ہیں؟

---

[1] مشکوۃ باب الجمعۃ ص۱۲۱ [2] سورۃ النساء رکوع ۱۱

[3] وللعباد افعال اختیاریۃ یثابون بہا ان کانت طاعۃ ویعاقبون علیہا ان کانت معصیۃ لا کما زعمت الجبریۃ انہ لا فعل للعبد اصلا وان حرکاتہ بمنزلۃ حرکات الجمادات (شرح العقائد النسفیۃ ص۵۹) ظفیر [4] من لا یرضی من الایمان فہو کافر ومن قال لا ادری صفۃ الاسلام فہو کافر (عالمگیری ص۲۵۷ ج۲) ظفیر۔

الجواب:۔ کافر اور مشرک کی بخشش نہیں ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان اللہ لا یغفر۔۔۔۔ ان یشرک بہ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء[2] اور بدعت دین میں نئی بات نکالنے کو کہتے ہیں اور بدعتی مخالف اور تارک سنت ہے، بدعتی عاصی و فاسق ہے، مستحق عذاب ہے مگر کافر نہیں ہے

سحر برحق ہے | **سوال (۱۹۱)** زید کہتا ہے کہ میں سحر کا قائل نہیں، آیا زید کا کہنا غلط ہے یا صحیح، بہر صورت زید کے لئے کیا حکم ہے

الجواب:۔ مذہب اہل سنت والجماعت کا یہ ہے کہ سحر برحق ہے یعنی اس کا اثر ہوتا ہے، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بعض یہود نے سحر کیا ہے اور آپ پر اس کا اثر ہوا اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس کو دفع فرمایا، تفسیر خازن میں ہے ومذہب اہل السنۃ ان لہ وجوداً وحقیقتاً والعمل بہ الکفر الخ[3] پس زید جو ایسا کہتا ہے اسے مذہب اہل سنت والجماعت کی تحقیق کرنی چاہیئے اور علماء اہل سنت سے دریافت کرنا چاہیئے خود بدون علم کے کوئی رائے قائم کرلینا ٹھیک نہیں ہے حدیث شریف میں ہے انما شفاء العی السوال[4]۔ الحدیث۔ فقط

تارک صلوٰۃ فاسق ہے | **سوال (۱۹۲)** تارک صلوٰۃ کافر ہے یا فاسق؟ اگر فاسق ہے تو من ترک الصلوٰۃ متعمداً فقد کفر" کے کیا معنی ہوں گے؟

الجواب:۔ تارک صلوٰۃ فاسق ہے اور فقد کفر کے معنی یہ ہے کہ فقد قرب

---

[1] واللہ لا یغفر ان یشرک بہ باجماع المسلمین الخ ویغفر ما دون ذلک لمن یشاء الخ والآیات والاحادیث فی ہذا المعنی کثیرۃ (شرح عقائد نسفی ص) [2] سورۃ النساء۔ ۱۵۔ [3] دیکھئے تفسیر خازن ص۲۹ ظفیر ۷۰۔

[4] مشکوٰۃ کتاب الحلم ص۲۶ وباب التیمم ص۵۵

کتاب اللقطہ

گری پڑی ہوئی چیزیں اور اُنسے متعلق احکام ومسائل

لقطہ میں مالک یا ورثاء کا پتہ نہ چلے تو اسکی طرف سے صدقہ کردے

سوال (۱) زید ایک دوکان پر آیا اس دوکان پر اتفاق سے ۵۲ تولہ چاندی چھوڑ گیا اور بھول گیا، جب یاد آیا، دوکاندار سے دریافت کیا، دوکاندار نے صاف انکار کردیا اور دوکاندار اپنے کام میں لے آیا، جس کو عرصہ چالیس سال کا ہوا اس کے بعد وہ دوکاندار مالدار ہوگیا، جب بیمار رہا تو اس نے اپنی اولاد کو وصیت کی کہ وہ چاندی مالک کو دیدینا، اب عرصہ کثیر گذر گیا اس مالک چاندی کا کچھ پتہ ونشان نہیں اور یہ بھی معلوم نہیں کہ وہ ہندو تھا یا مسلمان اب وارثوں کو کیا کرنا چاہیئے۔ اور وہ دوکاندار جو وصیت کرکے مرگیا اس دین سے کس طرح بری ہوسکتا ہے۔

الجواب:۔ ایسی حالت میں کہ مالک کا پتہ نہ لگے اور نہ اس کے ورثہ

لے

کا پتہ لگے اس قدر چاندی فقراء و مساکین پر صدقہ کردی جائے۔ امید ہے کہ اس طرح کرنے سے مواخذہ حق العباد سے بری ہو جاوے گا، یہ صدقہ کرنا مالک چاندی کی طرف سے سمجھا جاوے اور بعد صدقہ کردینے کے مالک یا اس کے ورثا کا پتہ لگ جاوے[1] تو ان سے کہدیا جاوے، اگر وہ صدقہ پر راضی ہو جاویں تو فبہا ورنہ ان کو دینا ہوگا۔ فقط۔

پڑی ہوئی چیز لقطہ ہے مسجد میں لگانا درست نہیں ہے

سوال (۲) اگر مسجد میں کسی شخص نامعلوم کا کپڑا یا اور کوئی چیز پڑی پاوے تو اس چیز کو مسجد میں صرف کر سکتے ہیں یا نہیں۔

الجواب: وہ لقطہ ہے اس کا اعلان کرنا چاہیئے، مسجد کے صرف میں نہ لایا جاوے[2]۔

---

[1] اللقطۃ هی رفع شئ ضائع للحفظ علی الغیر لا للتملیک الخ ندب رفعها لصاحبها ان امن علی نفسه۔ تعریفها الخ وعرف ای نادی علیها حیث وجدها و فی المجامع الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد ان بقیت کالاطعمة والثمار کانت امانة الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق بها علی فقیر الخ فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله ولو بعد هلاکها وله ثوابها او تضمینه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب اللقطة ص ۴۳۱/۳ و ص ۴۳۳/۳) ظفیر

[2] اللقطة هی رفع شئ ضائع للحفظ علی الغیر لا للتملیک ندب رفعها لصاحبها ان امن علی نفسه تعریفها والا فالترک اولیٰ وان اخذ لنفسه حرم الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق بها علی فقیر الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب اللقطة ص ۴۳۹/۳) ظفیر۔

کوئی چیز پڑی ہوئی ملی تو وہ لقطہ ہے اعلان کیا جاوے

سوال (۳) زید کو کوئی چیز راستہ میں پڑی ہوئی ملی، اس کو اٹھا کر اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب:۔ وہ لقطہ ہے اس کی تعریف کرے یعنی مسجد یا بازار میں پکار کر دریافت کرے کہ کسی کی کوئی چیز گم ہوئی تو ظاہر کر دو[1] فقط واللہ اعلم

اعلان کے بعد بھی مالک نہ ملے تو لقطہ کا کیا حکم ہے

سوال (۴) مدرسہ ہذا کے احاطہ میں اس گوشہ میں جہاں خاکروبان مدرسہ بعد فراغت کام بیٹھتے ہیں ایک چادر پڑی ہوئی ملی، اس واقعہ کو دو سال سے زائد ہوگئے چند مرتبہ اعلان بھی کیا مگر کوئی مالک اس کا نہیں آیا۔ آیا اس کو فروخت کر کے اس کی قیمت مدرسہ میں داخل کرنا جائز ہے یا نہیں

الجواب:۔ صرف طلباء میں اس کو داخل کر دیا جاوے، یہ درست ہے[2]۔ فقط

لقطہ کا اعلان اور اسکو افطاری میں صرف کرنا درست نہیں

سوال (۵) مسجد میں بعد نماز عشاء کے نوٹ یا روپیہ وغیرہ پایا جاوے اور معلوم نہیں کس کے ہیں اس کو افطاری میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں، اور کتنی مدت تک انتظار کرنا چاہیئے، اور مسجد کی جائداد میں تصرف کرنا جائز ہے یا نہ۔

---

[1] وعرف ای نادی علیہا حیث وجدھا وفی المجامع (درمختار) فقال الحلوانی یکفی عن التعریف اشہادۃ عند الاخذ بانہ اخذھا لیردھا ومنہم من قال یاتی علی ابواب المساجد وینادی قولہ ای نادی اشار ان المراد بالتعریف الجہر بہ کما فی الخلاصۃ (رد المحتار کتاب اللقطہ ج ۳ ص ۴۲۱) [2] فینتفع الرافع بہا لو فقیرا والا تصدق بہا علی فقیر وفی القنیۃ لو رجی وجود المالک وجب الایصاء فان جاء مالکہا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعلہ ولو بعد ہلاکہا و تضمینہ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب اللقطہ ج ۳ ص ۴۲۲)

الجواب :- حکم اس روپیہ اور نوٹ کا لقطہ کا ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اتنی مدت تک اس کی تعریف کرے کہ جان لے کہ اس کا مالک ناامید ہوگیا ہوگا اور اب طلب نہ کرے گا، اور تعریف یہ ہے کہ اس موقع پر جہاں سے وہ چیز ملی ہے لوگوں سے دریافت کرتا رہے اور تحقیق کرتا رہے کہ کسی کی کوئی چیز کھوئی گئی ہو تو آکر بیان کرے، جب مالک کے ملنے سے ناامیدی ہو اور بظن غالب یہ گمان ہو کہ اس کے مالک نے اب تلاش چھوڑدی ہوگی اور وہ اب اس کو طلب نہ کرے گا تو اگر خود محتاج ہے تو اپنے صرف میں لادے ورنہ فقراء پر صدقہ کرے اس کے بعد اگر مالک آجاوے، اگر اس صدقہ وغیرہ پر راضی ہوجائے فبہا ورنہ اس کو اپنے پاس سے دینا پڑے گا الحاصل یہی تفصیل اس صورت میں ہے یہ جائز نہیں کہ افطاری میں اس کو صرف کردے کیونکہ افطاری میں اغنیاء اور فقراء سب ہی ہوتے ہیں، اور مسجد کی جائداد کی آمدنی کو بلا استحقاق اپنے صرف میں لانا جائز نہیں ہے[1]

---

[1] اللقطة الخ فان اشهد عليه بانه اخذه ليرده على ربه ويكفيه ان يقول من سمعتموه ينشد لقطة فدلوه على وعرف اى نادى عليها حيث وجدها وفى المجامع الى ان علم ان صاحبها لايطلبها اوانها تفسد ان بقيت كالاطعمة والثمار الخ فينتفع الرافع بها لو فقيرا والا تصدق على فقير فان جاء مالكها بعد التصدق خير بين اجازة فعله ولو بعد هلاكها اوتضمينه (درمختار) قوله الى ان علم الخ لم يجعل للتعريف مدة اتباعا للسرخسى فانه بنى الحكم على غالب الرائى فيعرف القليل والكثير الى ان يغلب على رائه ان صاحبه لايطلبه (رد المحتار ص۴۶۱/۳۶۰) - ظفیر

مالک سے جب ناامیدی ہوجائے تو لقطہ کو صدقہ کرنا چاہیئے

سوال (۶) مجھے ریل میں سے ایک ہار نقرئی پڑا ہوا ملا، میں نے ہر چند مالک کو تلاش بھی کیا مگر پتہ نہیں لگا اس کو تین سال گذرتے ہیں وہ میرے پاس موجود ہے اس کے لئے کیا حکم ہے۔

الجواب:- ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ جس وقت مالک کے ملنے سے ناامیدی ہوجائے تو اس کو فقراء پر صدقہ کردیا جاوے[1]

مالک کے نہ ملنے پر لقطہ کو صدقہ کردے

سوال (۷) زید کو راستہ سے ایک کپڑا پڑا ہوا ملا اور مالک اس کا معلوم نہیں تو اس کپڑے کو کیا کرنا چاہیئے۔

الجواب:- اولاً اس کپڑے کی تعریف باقاعدہ کرے یعنی مالک کی تلاش کرے اگر مل جائے اس کو دیدے ورنہ جو مالک کے ملنے سے ناامیدی ہوجاوے تو مساکین پر صدقہ کردے[2]۔

لقطہ کا شرعی حکم

سوال (۸) قاضی علیم الدین مرحوم رئیس شاملی نے اپنی حیات میں مکانات سکونتی وجائداد زرعی بنام دارالعلوم دیوبند وقف کی بعد انتقال قاضی صاحب مرحوم کے اور جملہ سامان خشل نقدی ودیگر جائداد وغیرہ کے ورثار کو پہنچا۔ اب ایک عرصہ دراز کے بعد مکان وقف دارالعلوم دیوبند میں ایک کوٹھے کے اندر سے مبلغ تین سو پچاس روپیہ سکہ رائج الوقت کی رقم ایک ہانڈی میں گڑی ہوئی برآمد ہوئی، لہٰذا ایسی صورت میں رقم مذکور کس کو پہنچے گی آیا وقف کو یا واقف مرحوم کے ورثار کو۔

---

[1] وعرف ای نادی علیها حیث وجدها وفی الجامع الی ان علم ان صاحبها لایطلبها او انها تفسد ان بقیت کالاطعمة والثمار کانت امانة الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب اللقطة ۳۲۱/۳) ظفیر [2] ایضاً۔ ظفیر

الجواب :- اس رقم کا حکم لقطہ کا سا ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کوئی مالک اس کا معلوم نہ ہو تو وہ فقراء کا حق ہے، فقرا پر صدقہ کر دیا جاوے پس اگر ورثہ میں سے کوئی دعوی کرے کہ یہ ہمارے مورث کا رکھا ہوا ہے اور علامات ونشان بتلاوے تو وارثوں کو ملے گا، ورنہ فقراء پر صدقہ کیا جاوے [1]۔

مالک کے نہ ملنے پر لقطہ صدقہ کردے

سوال (۹) مسجد میں ایک جا نماز ایک ڈبہ پان کا ملا مالک معلوم نہیں اسکو کیا کیا جائے

الجواب :- جس مالک کے ملنے سے ناامیدی ہو جاوے تو فقراء و مساکین پر صدقہ کر دیا جاوے [2]۔

اعلان کے بعد جب مالک سے مایوس ہو تو محتاج لقطہ کا استعمال کرسکتا ہے

سوال (۱۰) اگر کوئی شخص کوئی چیز پڑی پاوے ۴۰ روز تک اس کے مالک کا پتہ نہ چلے تو اگر وہ غریب ہے تو خود رکھ سکتا ہے یا نہیں۔

الجواب :- بعد تعریف کے اگر پانے والا محتاج ہے تو خود رکھ سکتا ہے اور بعد میں اگر مالک مل جائے تو اس کو اختیار ہے کہ پانے والے کو معاف کر دے یا اس سے ضمان لے لیوے [3]۔

---

[1] وعرف الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر (درمختار) لان الغنی لا یحل له الانتفاع بها الا بطریق القرض لکن باذن الامام (رد المحتار کتاب اللقطہ ص ۴۳۴ ج ۳) ظفیر [2] ایضاً۔ ظفیر

[3] فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر فان مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله بعد هلاکها وتضمینه الخ (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب اللقطہ ص ۴۳۴ ج ۳) ظفیر

مالک نہ ملنے پر لقطہ کو کیا کرے

سوال (۱۱) ایک شخص لاپتہ چھتری اپنی بھول گیا جس کو تقریباً دو ماہ ہوئے اب تک نہیں آیا ہر جمعہ کو چھتری قریب ممبر کے لٹکا کر بآواز بلند اعلان کردیا جاتا ہے، اب اس چھتری کو کیا کیا جائے۔

الجواب:- اس چھتری کو اب کسی محتاج کو صدقہ کردیا جاوے یا خود اٹھانے والا چھتری کا اگر محتاج ہو تو رکھ سکتا ہے پھر اگر مالک کا پتہ لگ جاوے تو اس مالک کو اختیار ہوگا کہ یا وہ صدقہ کو جائز رکھے یا اس کا معاوضہ لے لیوے فقط کذا فی الدر المختار[۱]۔

لقطہ کا مال مسجد میں صرف نہ کرے

سوال (۱۲) اگر کوئی شخص کوئی چیز شاہراہ عام پر پڑی ہوئی پائے اور بوجہ شاہراہ عام ہونے اس کا مالک دریافت نہ کیا جاسکے تو اس شئی کو فروخت کرکے مصرف مسجد میں لاسکتا ہے یا کیا کرے

الجواب:- جب کہ باوجود تلاش اور تحقیق کے مالک کا پتہ نہ چلے تو حکم ہے کہ اٹھانے والا اس چیز کو کسی محتاج کو دیدیوے یا اگر خود محتاج ہے تو خود اپنے کام میں لاوے پھر اگر مالک مل جاوے اور وہ صدقہ کی اجازت دے تو خیر ورنہ اس شخص کو اس کی ضمان اپنے پاس سے دینی ہوگی، اور مسجد میں اس کو صرف نہ کرے[۲]۔

تلاش کے بعد مالک کا پتہ نہ چلے تو کیا کرے

سوال (۱۳) زید برائے حج کعبۃ اللہ گیا، واپسی میں غلطی سے کسی دوسرے شخص کی ایک بوری جس میں مختلف قسم کے برتن ہیں ہمراہ

---

[۱] فینتفع الرافع بہا لو فقیرا والا تصدق بہا علی فقیر فان جاء مالکہا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعلہ ولو بعد ہلاکہا او تضمینہ الخ (الدر المختار علی ہامش رد المحتار کتاب اللقطہ ص ۳۴۲ ج ۳) ظفیر [۲] عرف الی ان علم ان صاحبہا لا یطلبہا الخ فینتفع الرافع بہا لو فقیرا والا تصدق علی فقیر (ایضاً ص ۳۴۲ ج ۳ و ص ۳۴۳ ج ۳) ظفیر۔

لے آیا اس بوری پر ایک شخص کا نام بھی لکھا ہوا ہے، لیکن کوئی مفصل پتہ نہیں لکھا جس کے ذریعہ سے اس کا مال اس کو واپس کر دیا جائے، اب مکان پر پہونچ کر زید نے اعلان کیا کہ اس قسم کی بوری غلطی سے میں لے آیا ہوں جن صاحب کی ہوئے لیں مگر اس کے مالک کا پتہ نہیں چلتا اس کے متعلق حکم شرعی کیا ہے.

الجواب:- اس کا حکم لقطہ کا ہے اگر بعد تلاش کے مالک کا پتہ معلوم نہ ہو تو حکم اس کا یہ ہے کہ ان جملہ اشیاء کی فہرست لکھ کر اپنے پاس رکھے اور ان اشیاء کو فقراء کو صدقہ کر دیوے اور اگر خود محتاج ہے تو خود ہی اپنے صرف میں لا سکتا ہے پھر اگر کسی وقت مالک کا پتہ معلوم ہو جاوے تو اس کو اختیار ہے کہ یا وہ صدقہ کو جائز رکھے یا قیمت ان اشیاء کی اٹھانے والے سے لے لیوے[1]۔

مسلمان میت کی جیب سے رقم ملی کیا کرے

سوال (۱۴) تصادم ریل سے بہت آدمی فوت ہو گئے تھے جب ان کو غسل دینے لگے تو ایک مسلمان میت کے پاس سے کچھ روپیہ نکلا اور اس میت کا پتہ نشان کچھ معلوم نہیں کہ اس کے ورثاء کو وہ روپیہ دیا جاوے، تو مسجد میں اس روپیہ کو صرف کرنا درست ہے یا نہیں

الجواب:- حکم یہ ہے کہ ایسا مال فقراء پر صدقہ کر دیا جاوے، مسجد میں صرف نہ کیا جاوے، ثواب اس کا میت کو پہونچے گا۔

عرصہ تک جب مالک کا پتہ نہ ملے تو لقطہ کی بیع جائز ہے

سوال (۱۵) ایک شخص نے عرصہ ڈیڑھ

---

[1] عرف الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد ان بقیت کانت امانة الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا و الا تصدق علی فقیر الخ فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله او تضمینه (الدر المختار علی هامش رد المحتار کتاب اللقطہ ص ۴۲۳ ج ۳) ظفیر۔

سال کا ہوا ایک ٹرنک ریل گاڑی میں میں پڑا پایا اس کا کوئی وارث نہیں ملا اس میں بیس روپیہ کچھ کپڑے یا ایک دستی مشین سینے کی ملی، اب وہ مشین فروخت کرنا چاہتا ہے میں خرید کر سکتا ہوں یا نہیں۔

الجواب:۔ جب کہ اس قدر عرصہ تک مالک کا کچھ پتہ نہیں لگا تو اس کا بیچنا اور خریدنا درست ہے مگر اس فروخت کرنے والے کے لئے یہ حکم ہے کہ اگر وہ خود محتاج نہیں ہے تو اس قیمت کو اور اسی طرح باقی سامان اور نقد کو فقراء پر صدقہ کردے اور اگر وہ خود محتاج ہے تو خود بھی اپنے صرف میں لا سکتا ہے اور پھر مالک کے ملنے کے بعد اس کو اختیار ہے خواہ اس صدقہ کو جائز رکھے یا اس کا معاوضہ لے لے[۱]

بزرگ کے مزار سے کوئی چیز ملی تو اس کو کیا کرے

سوال (۱۶) اگر کسی شخص کو مزار بزرگ پر سے کوئی چیز پاوے تو وہ اس پائی ہوئی شئی کو اپنے صرف میں لا سکتا ہے یا نہیں جب کہ اس کا مالک معلوم نہ ہو۔

الجواب:۔ پائی ہوئی شئی کے متعلق حکم شرعی یہ ہے کہ بعد تعریف اور اعلان ضروری کے کسی محتاج پر صدقہ کردیا جاوے اور اگر خود محتاج ہو تو خود اپنے صرف میں لاوے، پھر اگر مالک مل جاوے تو اس کو اختیار ہے کہ وہ اس صدقہ کو جائز رکھے یا پانے والے سے

---

[۱] عرف الی ان علم ان صاحبها لا یطلبها او انها تفسد ان بقیت کانت امانة الخ فینتفع الرافع بها لو فقیرا والا تصدق علی فقیر الخ فان جاء مالکها بعد التصدق خیر بین اجازة فعله او تضمینه (الدرالمختار علی هامش رد المحتار کتاب اللقطه ص ۴۴۱)

ظفیر

اس کا معاوضہ لے لے۔[1]

سرقہ کی رقم ملی اس کا مصرف کیا ہے

سوال (۱۷) زید کو کچھ نقد سرقہ کیا ہوا جو کہ قرینہ سے کافر کا معلوم ہوتا ہے شہر سے باہر ملا ہے، اور مالک معلوم نہیں اب اگر زید اس کا اظہار کرتا ہے تو اس کو اپنی عزت کا خوف ہے کہ اس کے اوپر کوئی دعوی کردے، اب شرعاً کیا حکم ہے۔

الجواب:۔ خفیہ طور سے مالک کا پتہ لگادے اگر معلوم ہوجاوے تو کسی ذریعہ سے اس کے پاس پہنچا دیوے اور اگر مالک معلوم نہ ہو تو فقراء پر صدقہ کردے اور اگر اٹھانے والا خود محتاج ہے تو خود اپنے خرچ میں بھی لاسکتا ہے، والتفصیل فی کتب الفقہ۔

غیر آباد جگہ میں رقم ملی تو وہ بھی لقطہ کے حکم میں ہے

سوال (۱۸) زید کے پڑوس میں ایک ہندو رہتا تھا عرصہ آٹھ سال کا ہوا کہ سب مرگئے کوئی باقی نہیں ہے، مکان خالی بے مرمت ہوکر دیوار وغیرہ بھی گرگئی، زید کی بی بی کو وہاں سے ایک کوزہ میں ساٹھ روپیہ ملے، یہ اپنے خرچ میں لاسکتی ہے یا نہیں۔

---

[1] عرف اے نادی عنہا حیث وجدھا وفی المجامع الخ ان علم ان صاحبھا لا یطلبھا الخ فینتفع الرافع بھا لو فقراً والا تصدق علی فقیر الخ فان جاء مالکھا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعلہ ولو بعد ھلاکھا او تضمینہ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار کتاب اللقطہ ص ۳۸۴ ج ۳) ظفیر [2] وترد العین لو قائمۃ وان باعھا او وھبھا لبقائھا علی ملک مالکھا (در مختار) قال ابو حنیفۃ لا یحل للسارق الانتفاع بھا بوجہ من الوجوہ (رد المحتار باب السرقہ ص ۲۹۱ ج ۳) لقطہ کا حکم اوپر اسکا حوالہ بار بار گذر چکا۔ ظفیر

الجواب:۔ اس کا حکم لقطہ کا ہے اور لقطہ کا حکم یہ ہے کہ اس جگہ اور دیگر مجامع میں اس کی تعریف کرے، یعنی ایک عرصہ تک، اور ظاہر الرّوایۃ میں ایک برس تک پکار کر دریافت کرے کہ کسی کی کوئی چیز کھوئی گئی ہو تو بتلادے۔ عورت اگر خود یہ کام نہ کر سکے تو دوسروں کے ذریعہ سے کرادے۔ پھر اگر کوئی مالک نہ ملے تو فقراء پر صدقہ کردے اور اگر خود محتاج ہے تو خرچ کرے پھر اگر مالک مل گیا تو وہ خواہ اس کے فعل کو جائز رکھے یا اس سے ضمان لے لے۔ درمختار میں ہے وعرفاً ای نادیٰ علیہا حیث وجدہا وفی المجامع الیٰ ان علم ان صاحبہا لا یطلبہا الخ فینتفع الرافع بہا لو فقیراً والا تصدق علیٰ فقیر الخ فان جاء مالکہا بعد التصدق خیر بین اجازۃ فعلہ او تضمینہ[1]۔

سوال (۱۹) لقطہ کو غنی استعمال کر سکتا ہے یا نہیں۔؟

لقطہ کو غنی استعمال نہیں کر سکتا

الجواب:۔ لقطہ کو غنی خود استعمال نہیں کر سکتا[2]۔

سوال (۲۰) اگر کسی کو زمین پر پڑا ہوا کچھ نقد روپیہ یا اسباب مل جاوے تو اپنے خرچ میں لاوے یا محتاجوں

اگر خود محتاج ہو تو لقطہ استعمال کر سکتا ہے

---

[1] دیکھئے الدرالمختار علیٰ ہامش ردالمحتار کتاب اللقطہ ص ۲۱۱ ظفیر۔

[2] فینتفع الرافع بہا لو فقیراً والا تصدق علیٰ فقیر الخ (درمختار) قولہ لو فقیرا قید بہ لان الغنی لا یحل لہ الانتفاع بہا الا بطریق القرض لکن باذن الامام نہر قولہ علیٰ فقیر الخ قالوا ولا یجوز علیٰ غنی ولا علیٰ طفلہ الفقیر وعبدہ (ردالمحتار کتاب اللقطہ ص ۴۴۲، ۳، وص ۲۴۳، ۳) ظفیر۔

کو صدقہ کردے۔

الجواب :- محتاجوں میں صدقہ کردے اور اگر خود محتاج ہو تو خود بھی صرف کرسکتا ہے[1]

پڑے ہوئے روپے پر لقطہ کا حکم جاری ہوگا

سوال (۲۰) راستہ میں زید کو دس دس روپے کے دو نوٹ پڑے ہوئے ملے ان کو کیا کرے؟

الجواب :- اس روپے کو فقراء ومساکین پر صدقہ کردے، غرض یہ ہے کہ حکم لقطہ کا اس میں جاری ہوگا۔[2]

---

[1] فینتفع الرافع بہا لو فقیراً والا تصدق علی فقیر، (الدر المختار علی ھامش رد المحتار، کتاب اللقطہ ص ۳۴۲ ج ۳ و ص ۳۴۳ ج ۳) ظفیر

[2] فینتفع الرافع بہا لو فقیرا والا تصدق علی فقیر الخ (الدر المختار علی ھامش رد المحتار، کتاب اللقطہ ص ۳۴۲ ج ۳ و ص ۳۴۳ ج ۳) ظفیر۔

تم الجزء الثانی عشر بعون اللہ تعالیٰ وبتوفیقہ علی ید العبد الضعیف محمد ظفیر الدین المفتاحی ویلیہ الجزء الثالث عشر ان شاء اللہ —

مکمل و مُدلّل

فتاویٰ دار العلوم دیوبند

افادات
مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب عثمانی قدس سرہٗ
مفتی اول دار العلوم دیوبند

مُرتّب
مولانا مفتی ظفیر الدین صاحب
شعبہ ترتیب فتاوی دار العلوم دیوبند

مکتبہ حقانیہ
ملتان

مکمل و مدلل

فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

جلد یازدہم

ثبوت النسب، حضانت، نفقہ

افادات

مفتی اعظم عارف باللہ حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمہ اللہ

مفتی اوّل دارالعلوم دیوبند

مرتّب

مولانا مفتی محمد ظفیر الدین صاحب

شعبۂ ترتیب فتاویٰ دارالعلوم دیوبند

حسب ہدایت

حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ مہتمم دارالعلوم دیوبند

مکتبہ حقانیہ ○ ملتان

پاکستان

فہرست مضامین

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

باب شانزدہم نسب سے متعلق احکام ومسائل	۱۷
منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد	۱۷
میاں دس سال سے باہر رہا اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی	۱۸
مدت حمل اور عدت حاملہ	۱۹
زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے؟	۱۹
نسب کا ثبوت؟	۲۰
صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں؟	۲۸
جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے	۲۹
جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا وہ اسی کا ہے	۳۰
ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے	۳۰
طلاق سے پہلے جو بچہ ہوا وہ شوہر کا ہے	۳۱
جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب	۳۱
پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا اس کا نسب	
مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اس کے شوہر سے	۳۲
اولاد کا شوہر ثانی سے نسب	۳۳
جس سے زنا کیا تھا اس سے حمل کے بعد نکاح کیا تو بچے کا نسب ثابت نہیں ہوگا	۳۴
زنا سے نسب ثابت نہیں ہوتا ہے	۳۴

عورت جس مرد سے زنا کا دعویٰ کرتی ہے اس سے بچہ کا نسب ثابت نہیں ہوگا ۳۵
قادیانی سے نکاح درست نہیں اور نہ اس سے بچہ کا نسب ثابت ہوگا ۳۵
نکاح کے باوجود شوہر اگر کہے کہ یہ بچہ میرا نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟ ۳۶
چار بیوی کے رہتے ہوئے پانچویں سے شادی اور اس سے جو اولاد ہوئی اس کے نسب کا حکم؟ ۳۶
مطلقہ ثلاثہ سے بدون حلالہ کے دوبارہ نکاح سے جو بچہ ہو اس کا کیا حکم؟ ۳۷
حالت کفر کے شوہر سے جو بچہ ہو اس کا نسب اسی سے ہوگا ۳۷
بچہ زنا سے ہوا مگر دونوں میں سے کسی کو اقرار نہیں تو بچہ شوہر کا ہوگا ۳۸
نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہو وہ حلالی ہوتا ہے ۳۹
غیر مطلقہ سے شادی درست نہیں اس کی اولاد ولدالزنا ہوگی ۳۹
چھ مہینے سے کم میں جو بچہ ہوا وہ ثابت النسب نہیں ۴۰
ولدالزنا سے جو اولاد ہوئی وہ ثابت النسب ہے ۴۱
نکاح کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوگا ثابت النسب ہوگا ۴۲
معروف النسب کا کسی کے کہنے سے ختم نہیں ہوتا ہے ۴۲
نکاح کے بعد بچہ زنا سے ہوا وہ بھی شرعاً ثابت النسب کہا جائیگا ۴۳
نکاح پاگل سے جو اولاد ہو اس کا نسب ثابت کیا جائے گا ۴۴
زمانہ عدت میں نکاح سے جو اولاد ہو اس کا نسب ۴۵
شوہر کے مرنے کے بعد دو برس کے اندر بچہ ہو تو ثابت النسب کہا جائے گا ۴۵
شوہر ثانی سے چھ ماہ سے کم میں بچہ ہو تو یا شوہر اول کی وفات سے دو سال سے زیادہ میں تو ثابت النسب ہوگا ۴۵

نکاح کے دس ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہوگا	۴۶
شوہر سے ملنے کے سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا ہے	۴۷
بچے کا نسب باپ سے ہوتا ہے	۴۷
طلاق کے دو برس سے کم میں بچہ ہو تو حلال ہوگا	۴۷
چچا کے لئے ہوئے نکاح میں خیار بلوغ	۴۸
دو برس کے اندر جو بچہ پیدا ہوتا ہے وہ باپ کا ہوتا ہے	۵۰
جو بچہ نکاح کے چار ماہ بعد پیدا ہو وہ صحیح النسب نہیں	۵۱
شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب ثابت نہ ہوگا	۵۱
شوہر کے مرنے کے دو برس بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں	۵۲
سات ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب ہے	۵۳
جب عورت شادی کا دعویٰ کرتی ہے اور اولاد کا بھی تو وہ صحیح النسب ہے	۵۳
مہر کا حکم	۵۳
غیر شرعی گواہوں کی گواہی	۵۳
دو گواہوں کی موجودگی میں نکاح ہوا تو اولاد صحیح النسب ہوگی	۵۴
محارم سے نکاح باطل ہے اس کی اولاد کا نسب ثابت نہ ہوگا	۵۵
ڈیڑھ دو سال کے بعد جو بچہ ہوا اس کا نسب باپ سے ہوگا	۵۶
دو برس کے بعد شوہر بیوی کے پاس آیا اور بچہ پانچ ماہ بعد ہوا اس کا نسب کس سے ہوگا۔	۵۶
چھ شادیاں کرنے والے کی اولاد کا نسب	۵۷
دوسری کی بیوی کو لے گیا اور اس سے بچہ ہوا، اس کا نسب	۵۷
ہندو عورت سے اولاد ہوئی اس کا نسب	۵۸
اگر کسی کی بیوی کا تعلق ناجائز غیر مرد سے ہو تو اولاد کس کی ہوگی	۵۸
آٹھ ماہ بعد جو بچہ پیدا ہو وہ صحیح النسب ہے۔	۵۹

نکاح سے پہلے کا حمل ثابت النسب نہ ہوگا۔	۵۹
شوہر سے لڑکا پیدا ہوا اور حمل رہا مگر شوہر منکر ہے۔	۶۰
ہمبستری کے چھ ماہ بعد جو بچہ ہوا وہ صحیح النسب کہا جائے گا	۶۱
نکاح سے پہلے جو بچہ زنا سے پیدا ہوا، اس کا نسب بعد نکاح زانی سے نہیں ہوگا۔	۶۱
شوہر عرصۂ دراز سے پردیس ہو تو بیوی کے بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔	۶۲
طلاق کے ڈھائی سال کے بعد پیدا ہونے والے کا نسب اس سے ثابت نہ ہوگا۔	۶۳
بچی شوہر کی ہوگی زانی سے نسب ثابت نہ ہوگا۔	۶۳
جس عورت نے بلا طلاق دوسری شادی کرلی وہ پہلے شوہر کو ملے گی اور دوسرے شوہر کی اولاد شوہر ثانی کو۔	۶۴
شادی کے چھ ماہ بعد جو حمل ظاہر ہو وہ شوہر کی طرف منسوب ہوگا۔	۶۵
غیر مطلقہ سے شادی کے بعد جو اولاد ہوئی وہ جائز وارث نہیں ہوئی	۶۵
ایک شوہر کو چھوڑ کر دوسرے مرد کے پاس رہنے لگی، اب شوہر کے پاس آنے کے لئے کیا کرے	۶۷
زنا کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا نہیں	۶۷
حاملہ بالزنا سے زید نے نکاح کیا، کچھ دنوں بعد اس کو لڑکا ہوا، اس کا نسب	۶۸
نکاح کا علم نہ ہونے کی وجہ سے منکوحۂ غیر سے نکاح کیا تو اولاد صحیح النسب ہوگی	۶۸
سوتیلی ماں سے نکاح باطل ہے لہٰذا اس کی اولاد صحیح النسب نہیں ہوگی	۷۰

ماں کے ذریعہ شیوخ میں شرف ۷۰
مسلمان ہونے سے پہلے والی اولاد صحیح النسب نہیں بعد والی صحیح النسب ہے ۷۰
طلاق کے نو ماہ بعد جو بچہ ہو وہ شوہر کا کہا جائے گا۔ ۷۱
بنی فاطمہ کی افضلیت ۷۲
حضرت فاطمہؓ کے علاوہ سب کا نسب باپ سے ہوتا ہے ۷۵
ہاشمی کی دلیل سیادت اور اہل بیت کی مراد ۷۶
باپ سے جو اولاد ہوئی صحیح النسب ہے کسی کے کہنے سے حرامی نہ ہوگی۔ ۷۷
اولاد باپ کی جائداد کی وارث ہوگی، بیوی کا نکاح ثابت ہے ۷۸
نکاح کے تین چار ماہ بعد جو بچہ ہو وہ صحیح النسب نہیں ۷۹
شوہر والی عورت کی اولاد کا نسب ۸۱
زمانۂ عدت کے نکاح سے پیدا شدہ اولاد کا حکم۔ ۸۱

باب ہفدہم
بچوں کی پرورش سے متعلق احکام ومسائل ۸۳

ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ۸۳
ماں نانی اور خالہ کے بعد حق پرورش پھوپھی کو ہے پھوپھا کو بالکل نہیں۔ ۸۴
نانی کے رہتے ہوئے پھوپھی کو حق پرورش نہیں۔ ۸۵
نانی کے موجودگی میں باپ کے چچا کے پوتے کو حق پرورش نہیں ۸۶
مطلقہ ماں جب تک بچے کے غیر محرم سے شادی نہ کرے حق پرورش رکھتی ہے ۸۷
گیارہ سالہ لڑکی کو ولی پھوپھی سے لے سکتا ہے ۸۸
ماں کو حق پرورش ہے جب تک بچہ کے غیر محرم سے شادی نہ کرے ۸۹
ماں کو لڑکا لڑکی کا حق پرورش ۸۹
حق پرورش ماں کو ہے اور نفقہ باپ پر ہے۔ ۹۰

ناجائز بچہ کا بار ماں پر ہے	۹۱
ولدالزنا کی پرورش کرنا گناہ نہیں	۹۱
ماں، نانی اور دادی کو حق پرورش	۹۱
ماں، نانی، دادی اور خالہ کے بعد پھوپھی کو حق پرورش حاصل ہوتا ہے۔	۹۲
ماں جب غیر سے شادی کرلے اور نانی نہ ہو تو حق پرورش دادی کو ہے	۹۲
ماں، نانی اور دادی کے بعد حق پرورش بہن کو ہے ماموں کو نہیں	۹۳
ماں جب غیر سے نکاح کرلے تو اس کا حق پرورش ختم ہو جاتا ہے	۹۴
نانی نہ ہو تو نانا کو حق پرورش نہیں ہے	۹۴
لڑکا آٹھ سال کے بعد ولی کے سپرد ہوگا۔	۹۵
بچہ کو دودھ پلوانا باپ کے ذمہ ہے	۹۶
ماں کے بعد حق پرورش نانی کو ہے	۹۶
لڑکی کے بالغہ ہونے تک حق پرورش ہے	۹۶
زمانہ گذشتہ کا نفقہ نانی ولی سے نہیں لے سکتی ہے۔	۹۷
بالغ ہونے سے پہلے لڑکی کو ماں سے جدا نہیں کیا جاسکتا ہے	۹۷
حق پرورش کی مدت	۹۸
ماں کے بعد نانی کو پھر دادی کو حق پرورش ہے۔	۹۸
نابالغ کا حق پرورش۔	۹۹
بلوغ کے بعد ولی کے حوالہ۔	۹۹
پرورش کا خرچ	۱۰۰
بچہ کا ولی کون ہوگا	۱۰۰
نابالغوں کا حق پرورش کس کو ہے	۱۰۱
خالہ اور چچا میں حق پرورش کس کو ہے۔	۱۰۲
حق پرورش ماں کو ہے اور حق ولایت عصبات کو	۱۰۲
حق پرورش نانی کو ہے اور ولایت نکاح تایا کو۔	۱۰۳
پھوپھی اور نانی میں حق پرورش کس کو ہے۔	۱۰۳
حق پرورش ماں کو ہے۔	۱۰۴
صورت مسئولہ میں حق پرورش دادی کو ہے۔	۱۰۷

پرورش کی کیا مدت ہے اس کے بعد کیا حکم ہے۔	۱۰۷
ماں جب فاجرہ ہو تو اس کو حق پرورش نہیں رہتا۔	۱۰۷
حق پرورش کی ترتیب۔	۱۰۸
جیسا بھی ماحول ہو ماں کے بعد نانی کو حق پرورش ہے۔	۱۰۹
نو سال کے بعد لڑکا کو باپ اس کی ماں سے لے سکتا ہے	۱۰۹
والدہ کے بعد حق پرورش نانی کو سات سال کی عمر تک ہے	۱۱۰

باب ہشدہم
نان و نفقہ سے متعلق احکام ومسائل

	۱۱۲
شوہر کے خلاف مرضی جب بیوی میکے چلی جائے تو حق نفقہ نہیں رہتا۔	۱۱۲
گذشتہ سالوں کے اخراجات کی ادائیگی شوہر پر واجب نہیں	۱۱۳
شوہر نفقہ بند کردے تو کیا کیا جائے	۱۱۳
بیویوں کا حق مکان ہے بہتر ہونا ضروری نہیں۔	۱۱۳
خسر سے عدت کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں۔	۱۱۴
شوہر بیوی کو نکال دے تو اس کا نفقہ اس پر واجب ہے	۱۱۴
نفقہ اور سامان جہیز کا حکم	۱۱۵
زوجہ متوفی عنہا کی عدت کا نفقہ	۱۱۵
مرنے والے کے لڑکے کا ولی کون ہے۔	۱۱۶
زید نے نان نفقہ کی ضمانت لی تو نفقہ کی اس سے مستحق ہے یا نہیں۔	۱۱۶
زوجہ مطلقہ ثلثہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب ہے۔	۱۱۷
اولاد کی پرورش اور شادی باپ کے ذمہ ہے یا نہیں،	۱۱۷
مطلقہ کی عدت اور اس کا نفقہ	۱۱۷
صغیر کا نفقہ	۱۱۸
مطلقہ کی عدت کا نفقہ بذمہ شوہر۔	۱۱۸

بیوی شوہر کے ساتھ سفر میں جانے سے انکار کرے تو نفقہ کا کیا حکم ہے۔	۱۱۸
زوجہ کا حق بسلسلہ سکنیٰ	۱۱۹
بلا وجہ شوہر کے مکان عورت نہ جائے تو وہ شرعاً نافرمان ہے	۱۲۰
بچہ اور بیوی کا نفقہ شوہر کے ذمہ لازم ہے۔	۱۲۰
عدت کے ایام میں جب عورت شوہر کے گھر سے بلا وجہ نکل بھاگے تو مستحق نفقہ عدت نہیں۔	۱۲۱
والدین کا نفقہ اولاد کے ذمہ	۱۲۱
جب تک نکاح باقی ہے، بیوی کو نفقہ کا حق حاصل ہے۔	۱۲۱
بیوی اپنے شوہر کو گھر میں آنے سے روکنے کا حق نہیں رکھتی ہے	۱۲۲
نکاح کر کے خبر نہ لینا۔	۱۲۳
بعد ختم عدت مطلقہ کا نفقہ شوہر کے ذمہ نہیں۔	۱۲۳
مطلقہ جب اپنے باپ کے گھر چلی جائے تو عدت کا نفقہ نہیں ہے	۱۲۴
بغیر طلاق شوہر بیوی کے جرم کی وجہ سے علیحدگی اختیار کرے تو بھی نفقہ واجب ہے۔	۱۲۴
دوسری شادی سے خسر نہیں روک سکتا ہے اور نہ گھر بٹھا کر لڑکی کا نفقہ لے سکتا ہے	۱۲۵
بدچلن بیوی کا نفقہ	۱۲۶
شوہر کے خلاف ماں باپ کے یہاں رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں	۱۲۶
نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔	۱۲۶
جب شوہر کے ساتھ رہنے سے انکار کرے تو نفقہ کی مستحق نہیں	۱۲۸
بیوی جان کے خوف کی وجہ سے جب شوہر کے یہاں نہ رہے تو بھی نفقہ پائے گی۔	۱۲۸
شوہر کی مرضی سے میکے میں رہے گی تو نفقہ پائے گی۔	۱۲۹
گذشتہ نفقہ بغیر قضائے قاضی واجب نہیں۔	۱۳۰
گذشتہ چودہ سال کا نفقہ واجب ہوگا یا نہیں۔	۱۳۰

غائب مفقود الخبر کے ذمہ بیوی کا نفقہ	۱۳۰
عنین کے ذمہ بیوی کا نفقہ واجب ہے۔	۱۳۱
گذشتہ سالوں کا نفقہ واجب الادا نہیں۔	۱۳۱
بلا اجازت جو بیوی میکے چلی جائے اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ واجب نہیں۔	۱۳۲
مطلقہ مہر اور نفقہ عدت کی مستحق ہے۔	۱۳۲
نافرمان بیوی جب شوہر کے پاس رہتی ہے تو اس کا نفقہ ضروری ہے	۱۳۳
زانیہ بیوی کا نفقہ	۱۳۴
جب تک شوہر کے پاس بیوی نہ رہے نفقہ واجب نہیں	۱۳۴
نفقہ میں گرانی وارزانی کیوجہ سے ردو بدل کرنا جائز ہے	۱۳۵
بیوی کا نفقہ واجب ہے اور ماں صاحب جائداد کا نفقہ واجب نہیں	۱۳۶
گذشتہ سالوں کے نفقہ کا مطالبہ درست نہیں۔	۱۳۶
سفر میں جو بیوی ساتھ نہ جائے اس کا نفقہ بھی ضروری ہے۔	۱۳۷
باپ نہ ہونے کی صورت میں نابالغ اولاد کا نفقہ ماں کے ذمہ ہے۔	۱۳۷
نافرمان بیوی کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔	۱۳۸
اگر شوہر کے نہ اٹھور ہے تو بیوی کا نفقہ واجب ہے	۱۳۹
نفقہ کی مقدار	۱۴۰
نکاح فاسد کا نفقہ واجب نہیں	۱۴۰
شوہر کے ذمہ بیوی کا علاج واجب نہیں۔	۱۴۱
خود شوہر جب بیوی کو میکے بھیج دے تو اس کا نفقہ واجب ہوگا۔	۱۴۱
تنگ دست شوہر سے تفریق	۱۴۲
بیوی جب شوہر کے گھر سے بلا اجازت چلی جائے تو اس کا نفقہ واجب نہیں رہتا۔	۱۴۳

شوہر جہاں رہے بیوی کو وہیں رہنا ہوگا تب ہی نفقہ کی مستحق ہوگی	۱۴۵
نکاح کے بعد بیوی کو شوہر کے گھر رہ کر نفقہ حاصل کرنا چاہئے	۱۴۵
وکیل کے کچھ مقرر کرنے سے شوہر کے ذمہ واجب نہیں	۱۴۶
نافرمانی کی وجہ سے نفقہ واجب نہیں،	۱۴۶
جو بیوی شوہر کی اطاعت نہ کرے اس کا نفقہ شوہر پر نہیں ہے	۱۴۷
شرط کے مطابق شوہر پر نفقہ واجب ہے۔	۱۴۸
بیوی شوہر کے مخالف رہ کر نفقہ کی مستحق نہیں	۱۴۸
معلقہ بیوی کا نفقہ ضروری ہے	۱۴۹
اولاد کا نفقہ	۱۵۰
زچہ خانہ کا نفقہ	۱۵۰
مہر کی ادائیگی	۱۵۰
بیوی کے نفقہ کی مقدار	۱۵۰
نکاح باطل کا نفقہ	۱۵۲
شوہر جب خود بیوی کو نہ لائے تو اس کا نفقہ شوہر کے ذمہ ہے۔	۱۵۲
شوہر کا روپیہ لے کر جو بیوی بھاگ گئی اس کا نفقہ۔	۱۵۳
گذشتہ زمانہ کا خرچ نہیں ملے گا	۱۵۳
بلا اجازت جب عدت میں باہر چلی جائے۔	۱۵۴
گذرے ہوئے دنوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں،	۱۵۵
بہن کا نفقہ بھائیوں پر	۱۵۵
زید کے وعدہ کے عدم ایفار پر بیوی اپنے کو شوہر سے علیحدہ نہیں رکھ سکتی۔	۱۵۶
نفقہ کا دعویٰ شوہر پر۔	۱۵۷
جب والدین لڑکی کو شوہر کے یہاں نہ بھیجیں۔	۱۵۸
نفقہ ادا نہ ہونے کی وجہ سے تفریق نہیں ہے	۱۵۸
جو عورت کوشش کے باوجود شوہر کے یہاں نہیں آتی اس کا نفقہ واجب نہیں۔	۱۵۹
جو شوہر نہ نفقہ دے اور نہ لے جائے وہ کیا کرے۔	۱۵۹
جب خود شوہر نہ لے جائے تو اس پر نفقہ واجب ہے۔	۱۶۰
جو عورت شوہر کے پاس نہ رہے اس کا نفقہ واجب نہیں۔	۱۶۱

گذشتہ برسوں کا نفقہ شوہر پر واجب نہیں۔	۱۶۱	عدت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے۔	۱۶۳
مہر کی ادائیگی کی وسعت نہ ہو تو مہلت دیجائے اور نفقہ واجب ہے	۱۶۲	بیوہ مکان فروخت کر کے نفقہ لے سکتی ہے؟	۱۶۳

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل ومکمل جلد یازدہم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ

اللہ تعالیٰ کا اس پر جس قدر بھی شکر ادا کیا جائے کم ہے کہ اس نے اپنے خاص فضل وکرم سے مجھ جیسے بے مایہ انسان کو فتاویٰ دار العلوم دیوبند کی ترتیب وتزئین اور تحشیہ کی خدمت پر لگا رکھا ہے، اور اس خدمت میں کامیابی سے ہمکنار کرکے حوصلہ افزائی بھی فرما رہا ہے، ورنہ اہل علم سے پوشیدہ نہیں ہے کہ یہ کام کس قدر محنت طلب، پیچیدہ اور سکون واطمینان کو چاہتا ہے، کیونکہ بکھرے ہوئے ہزاروں مسائل کی کتاب وباب وار بلکہ فصل وار فقہی ترتیب۔ ہر عربی عبارت کا حوالہ، جن مسائل میں مفتی علام نے حوالہ درج نہیں فرمایا ہے، ان کے لئے باضابطہ حوالجات کی تلاش وجستجو، اور پھر سب کا حواشی پر اندراج، کوئی آسان کام نہیں ہے۔

حضرت مولانا اکبر آبادی مدظلہ نے ایک بار فرمایا تھا کہ ہمارے یہاں یونیورسٹی میں کسی معمولی قدیم پرانی کتاب کو کوئی ایڈٹ کرتا ہے تو تین سال تک اسے یونیورسٹی گرانقدر وظیفے دیتی ہے، پھر اس کی تیاری اور منظوری پر اسے ڈاکٹر پی، ایچ، ڈی، کی ڈگری سے نوازتی ہے، ایک استاذ مستقل محنت کرکے اس کی رہنمائی کا فریضہ بھی ادا کرتا ہے، اور تم نے حضرت مفتی صاحبؒ کے ۳۶ سالہ دور افتاء پر کافی محنت کی، دار العلوم جیسے مرکزی دار الافتاء کے بکھرے ہوئے فتاویٰ کو مرتب کیا، حاشیہ اور حوالہ جات درج کیا، اس کی کئی جلدیں شائع ہوکر مقبول عام

ہو چکیں، مگر تمہارے علماء کی نظر میں ایسا معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کام ہی نہیں ہوا، کوئی کلمہ خیر کہنے کے لئے بھی شاید آمادہ نہیں، حالانکہ یہ بڑا عظیم الشان تحقیقی کام انجام پا رہا ہے، مستقبل میں یہ علمی و فقہی ذخیرہ امت کے لئے بہت ہی کارآمد ثابت ہوگا، اور ایک دنیا اس سے مستفید ہوگی۔

اس وقت میں نے سمجھا تھا کہ مولانا میری حوصلہ افزائی کے لئے یہ کلمات فرما رہے ہیں، مگر اب جب دیکھ رہا ہوں کہ اس کی ایک ایک جلد کے کئی کئی اڈیشن چھپ رہے ہیں، تو اندازہ ہوتا ہے کہ مولانا کا اندازہ بہت درست تھا، انشاء اللہ جس طرح زمانہ آگے بڑھتا جائیگا، فتاویٰ دار العلوم دیوبند مدلل و مکمل کی قدر و قیمت بھی بڑھتی ہی چلی جائے گی، اور مسلمانوں کا کوئی گھر انشاء اللہ اس سے خالی نہ رہے گا، کوئی شبہ نہیں یہ سب فضل ربی کے بعد جامعہ اسلامیہ دار العلوم دیوبند اور اس کے اکابر و اسلاف کی خدمات و اخلاص کا ثمرہ ہے، اور عارف باللہ حضرت مفتی صاحب قدس سرہ کی روحانیت کے اثرات کا خوشگوار نتیجہ۔

آج جب اس کی گیارہویں جلد مکمل ہو کر پریس جا رہی ہے، مرتب فتاویٰ کا دل اور اس کی زبان حمد و شکر رب سے لبریز و تر اور اس کی پیشانی مالک حقیقی کے آگے سجدہ ریز ہے، اور اس کے ہر بُنِ مو سے آواز آرہی ہے۔

"الٰہ العٰلمین! ایک بے مایہ ظلوم و جہول کی اس حقیر محنت کو شرفِ قبولیت سے نواز دے، اور دارین کی نعمتوں سے مرتب کے ظاہر و باطن کو مالا مال کر دے، اور اسی کے ساتھ دار العلوم کا فیض تا قیامت باقی رکھ، تاکہ کائناتِ انسانی اس سے مستفیض ہوتی رہے، اور اس گہوارۂ علم و عمل کو دشمنوں، مخالفوں اور بد باطنوں کے شرور و فتن سے مامون و محفوظ فرما دے رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔"

پیش نظر جلد میں کتاب الطلاق کے اخیر کے تین ابواب ہیں جو دسویں جلد میں آنے سے رہ گئے تھے، ثبوت النسب[1]، حضانت[2] اور نفقہ[3]، اس جلد کو انہی تین ابواب پر ختم کر دینا مناسب معلوم ہوا، اب اس سے آگے کی جلدوں میں جو مسائل آئیں گے اُن کی تعداد نسبتاً بہت کم ہوگی، اس لئے کہ عام طور پر نماز، روزہ، حج اور زکوٰۃ کے بعد عوام کو نکاح وطلاق سے متعلق ہی احکام ومسائل سے واسطہ پڑتا ہے اور انہی کے متعلق وہ مفتیان کرام سے سوالات کرتے ہیں، ان کے علاوہ مسائل کی صرف خاص طبقہ کے لوگوں کو ضرورت پڑتی ہے، اور وہی ان کے متعلق کبھی استفسار کرتے ہیں، اس لئے ان مسائل کی تعداد کم ہے، انشاء اللہ بارہویں جلد میں کتاب الأیمان سے لے کر کتاب الوقف تک کے مسائل آجائیں گے، جس پر کام شروع ہو چکا ہے، امید ہے اس سلسلہ کی اب بہت جلد تکمیل ہو جائے گی، دعاء ہے اللہ تعالیٰ مابقی کام بھی حسن وخوبی کے ساتھ پورا کرا دیں۔

اخیر میں سرپرست حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب مدظلہ، محترم اراکین مجلس شوریٰ زید مجدہم اور اپنے اساتذہ کرام دامت فیوضہم کی خدمات عالیہ میں ہدیہ سپاس وتشکر پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں، جن کی تعلیم وتربیت، حوصلہ افزائیوں اور دعاؤں کی برکتوں سے یہ خاکسار اس خدمت گرامی کے لائق ہوا، رب العالمین ان تمام بزرگوں کا سایۂ عاطفت تادیر ہمارے سروں پر قائم رکھے، آمین یارب العالمین۔

طالب دعاء

محمد ظفیر الدین غفرلہ

مرتب فتاویٰ دار العلوم دیوبند

۲۷/ ذی قعدہ ۱۴۰۰ھ

باب شانزدہم

نسب سے متعلق احکام و مسائل

منکوحہ غیر مطلقہ کا دوسرے مرد سے نکاح اور اس کی اولاد

سوال (۱۱۴۷) ایک عورت جس کا خاوند زندہ ہے نکل کر دوسری جگہ نکاح کر کے بیٹھ گئی ہے اور خاوند اول نے اس کو طلاق نہیں دی ہے۔ وہ اولاد جو خاوند ثانی سے ہوئی ہے حلال ہے یا حرام؟ اور اس اولاد کا دیگر نسلوں سے رشتہ کرنا جائز ہے یا ناجائز؟

الجواب:- غیر مطلقہ عورت کا نکاح ثانی ناجائز اور باطل ہے اولاد جو شوہر ثانی سے ہے وہ شوہر اول کی طرف شرعاً منسوب ہوگی لقولہ علیہ السلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[1] اور جب کہ اس اولاد کا نسب شوہر اول سے ثابت ہے تو رشتہ کرنا ان سے جائز ہے۔ فقط وہٰذا اذا لم یعلم بان لہا زوجاً غیرہ فکیف اذا ظہر ان وج غیرہ فلا شک فی عدم ثبوتہ من الثانی شامی باب ثبوت النسب[2] وکذا لو عدۃ لو تزوج امرأۃ الغیر عالماً

---

[1] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸/۲ ۱۲ ظفیر

بنت للشک الخ عن العدۃ ۔ محمد انور عفا اللہ عنہ

میاں دس سال سے باہر ہو اور یہاں بچہ ہو تو حلالی ہوگا یا حرامی

سوال (۱۱۴۸) کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین اس بارے میں کہ مولانا مولوی اشرف علی صاحب تھانوی سلمہ نے اپنی کتاب بہشتی زیور حصہ چہارم ص۷ میں یہ مسئلہ تحریر فرمایا ہے کہ میاں پردیس میں ہے اور مدت ہوگئی کہ گھر نہیں آیا اور یہاں لڑکا پیدا ہوگیا تب بھی وہ بچہ حرامی نہیں اسی شوہر کا ہے، فرض کرو کہ زید دس بارہ برس سے پردیس میں ہے اور اس کے لڑکا پیدا ہوگیا، دراں حالیکہ اس درمیان میں وہ ایک منٹ کو بھی گھر نہیں آیا تو یہ لڑکا کس طرح حرامی نہ کہلائے گا اور کیوں کر وہ حرامی نہ ہوگا؟ اگر یہ خیال کیا جائے کہ ممکن ہے مرد اپنی بیوی کے پاس تنہائی میں آگیا ہو، اور کسی کو علم نہ ہو تو مسئلہ مذکورہ میں یہ بات بھی نہیں، کیونکہ صاف ظاہر ہے برس گذر گئے وہ گھر نہیں آیا، چونکہ اس مسئلہ سے طبیعت میں ایک قسم کی الجھن پیدا ہوتی ہے اور دوسری قوموں کے صریح اعتراض کے لئے کافی موقعہ ہے، اس لئے براہِ کرم مفصل و مشرح جواب سے مطلع فرمائیں ۔

الجواب :- جو مسئلہ آپ نے بہشتی زیور سے نقل کیا ہے صحیح ہے شریعت کا مسئلہ یہ ہے کہ جس کی زوجہ ہے بچہ اس کا کہلائے گا، حدیث شریف میں آگیا ہے الولد للفراش وللعاھر الحجر[۲] (بچہ اس کا ہے جس کا فراش ہے یعنی جس کے نکاح میں وہ عورت ہے اور زانی کے لئے پتھر ہے یعنی محروم رہے گا اور اس کو سزا دی جائے گی) نسب بچہ کا اسی شوہر سے ثابت ہوگا ۔ پس امام ابوحنیفہ

۱؎ اما نکاح منکوحۃ الغیر و معتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انھا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلاً (رد المحتار باب المھر ص۴۸۳ / ۲) ظفیر۔ ۲؎ مشکوۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر

رحمۃ اللہ علیہ نے اس حدیث صحیح کے ارشاد کے موافق یہ حکم فرمایا کہ شوہر کہیں ہو، بچہ کا نسب اس سے ثابت ہوگا۔ پس جب کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ ارشاد فرمایا تو اس کے خلاف کیسے کوئی حکم کرسکتا ہے۔ اور مطلب اس حدیث کا اور بہشتی زیور کے مسئلہ کا یہ ہے کہ درحقیقت وہ بچہ اگرچہ ولدالزنا ہو مگر ہم کو حکم یہ ہے کہ اس کو حرامی نہ کہیں، عورت کے خاوند کی طرف منسوب کریں[1]۔

مدت حمل اور عدت حاملہ

سوال (۱۱۴۹) حمل عورت کی کتنی مدت ہے؟ اور حد عورت کرنگ کی کتنے سال ہے؟ اور علامات حمل کی کتنی ہیں؟ اور نشانات کرنگ کے کتنے ہیں؟۔

الجواب:- حمل کی زیادہ سے زیادہ مدت دو برس ہے اور کم از کم چھ ماہ[2]، اور عدت حاملہ مطلقہ یا حاملہ متوفیٰ عنہا زوجہا کی وضع حمل[3] ہے۔ کرنگ عورت کا مطلب معلوم نہیں ہوا کہ کس کو کہتے ہیں۔ اس وجہ سے کچھ جواب نہیں دیا جا سکتا۔

زنا سے حمل کے بعد نکاح ہوا، اور چھ ماہ سے کم میں بچہ ہوا تو نسب کا کیا حکم ہے

سوال (۱۱۵۰) ایک عورت کے زنا سے حمل قرار پاگیا اور اس کا نکاح کردیا گیا، نکاح سے چھ ماہ کے اندر بچہ پیدا ہوا تو بچہ کا نسب ناکح سے ثابت ہوگا یا نہیں؟ اور اس بچہ کا وارث ہوگا یا نہیں؟۔

---

[1] ان الفراش على اربع مراتب وقد اكتفوا بقيام الفراش بلا دخول كتزوج المغربي بمشرقية بينهما سنة فولدت لستة اشهر من تزوجها لتصور كرامة او استخدام اھ (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج ۲) ظفير

[2] اكثر مدة الحمل سنتان الخ واقلها ستة اشهر (الدر المختار على هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۷ ج ۲) ظفير

[3] وفي حق الحامل الخ وضع جميع حملها بلا تقدير بمدة سواء ولدت بعد الطلاق او الموت بيوم او اقل جوهرة (رد المحتار باب العدة ص ۸۳۱ ج ۲) ظفير

الجواب :- ناکح سے پہلے زنا سے جو حمل ہے اور بعد میں جو نکاح ہوا اور نکاح سے چھ ماہ سے کم میں بچہ پیدا ہوا تو نسب اس کا ناکح سے ثابت نہیں ہوگا اور میراث اس کی ناکح نہ پاوے گا، ماں اور بھائی اخیافی وارث ہوں[1] گے۔

نسب کا ثبوت

سوال (۱۱۵۱) الف نے ایک عورت سے نکاح کیا اور وہ ابھی والدین کے گھر میں تھی کہ ب اسے اغوا کر کے لے گیا۔ اور الف کا دخول اور خلوت صحیحہ وغیرہ اس کے ساتھ نہیں ہوا۔ اور الف خود بھی اپنی زوجہ سے دخول یا مس وغیرہ کرنے کا قطعی انکاری ہے۔ چنانچہ اس کا تحریری بیان مع شہادت منسلک ہٰذا ہے۔ عرصہ دراز تک الف کی منکوحہ ب کے یہاں رہی اور الف نے اس کو طلاق بھی نہیں دی اور ب کے گھر میں اس کے اولاد پیدا ہوئی۔ اب کچھ عرصہ سے وہ عورت تو مر گئی لیکن اس کی دو لڑکیاں زندہ ہیں۔ اب الف یا الف کا بھائی ان لڑکیوں میں سے کسی سے نکاح کر سکتا ہے یا نہیں۔ اور نسب میں وہ دونوں لڑکیاں کس کو ملتی ہیں۔ اس استفتار میں دو قول ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔ ان کی تفصیل یہ ہے!

زید کا بیان اس استفتار کے جواب میں یہ ہے کہ وہ لڑکیاں نسب میں الف کی ہیں، کیوں کہ ولد فراش کا ہے کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاہر الحجر[2] اور تفسیر فراش کے ساتھ عقد کی کرتا ہے اور کہتا ہے کہ عقد فراش ہے جیسے کہ کرخی سے فتح القدیر میں منقول ہے، دوسرے وہ اپنے دعوے کے اثبات میں عقد کو حکم وطی میں شامل جانتا ہے وللعقد حکم الوطی اور اپنے

---

[1] ولو ولدت لاقل منہ (ای نصف حول) لم یثبت (در مختار) لانہ تبین ان العلوق کان سابقا علی النکاح زیلعی (رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۲ ج۲) ظفیر

[2] مشکوٰۃ باب اللعان فصل اول ۱۲ ظفیر۔

دعوے میں تزویج مشرقی اور مغربیہ کا شامی سے سند لاتا ہے[1] اور کہتا ہے کہ جب عقد کے لئے حکم وطی اور فراش کا ثابت ہے تو تینوں امر مطلوب یعنی فراش و وطی ونسب ثابت ہو گئے، اس لئے الف یا الف کے بھائی کو ان لڑکیوں سے نکاح کرنا جائز نہیں۔ کیونکہ وہ اس صورت میں الف کی بیٹیاں اور الف کے بھائی کی بھتیجیاں ہیں، ان کا نکاح ان سے حرام ہے۔

عمر کا جواب بالعکس ہے۔ کہتا ہے کہ یہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں، پس الف یا الف کا بھائی ان سے نکاح کرنے کا مجاز ہے۔ اور صورت مسئولہ میں الف اولاد سے محروم ہے اگرچہ الف عقد صحیح بھی کیوں نہ رکھتا ہو۔ کیونکہ بلا فراش صرف نکاح کا کچھ اعتبار نہیں بلکہ حقیقت میں فراش دخول کا ہونا ارجح ہے اور یہ باتیں الف سے پایہ ثبوت تک نہیں پہنچ سکی۔ اس لئے ہم کہہ سکتے ہیں کہ اولاد ب کی ہے کیونکہ مستفرش حقیقی ب ہے اس لئے اولاد بھی فراش حقیقی کی ہونی چاہیے۔ اگرچہ بمقتضائے حدیث نبوی فاسد ہی کیوں نہ ہو الولد للفراش وللعاہر الحجر للعاہر الحجر کے یہ معنی ہیں کہ زوج اول مستفرش ہو اور عورت سے غائب نہ رہا ہو جیسے فقہاء نے صراحت سے بیان فرمایا ہے رجل غاب عن امرأتہ فتزوجت باٰخر وولدت اولاداً ثم جاء الزوج الاول فالاولاد للثانی علی مذہب الذی رجع الیہ الامام وعلیہ الفتویٰ کما فی الخانیۃ والجوہرۃ والکافی وغیرہا وفی حاشیۃ شرح المنار لابن حنبلی وعلیہ الفتویٰ ان احتمل الحال لکن فی آخر المجمع حکی اربعۃ اقوال ثم افتیٰ بما اعتمدہ المصنف وعللہ ابن ملک بانہ المستفرش حقیقۃ

---

[1] کتزوج المغربی بمشرقیۃ بینہما سنۃ فولدت لستۃ اشہر منذ تزوجہا لتصورہ کرامۃ اواستخدامًا۔ (الدر المختار علی رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۶۲۶ ج ۲) ظفیر

فالولد للفراش الحقیقی وان کان فاسداً وتمامہ فیہ فی اجعہ در مختار[1] وظاہرہ ان المفتی بہ الولد للثانی مطلقاً وان جاءت بہ لاقل من ستۃ اشھر من وقت العقد کما یدل علیہ ذکر الاطلاق قبلہ والاقتصار علی التفصیل بعدہ۔ شامی[2] اگر زید اپنے دعوے میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت شاہد لاتا ہے اور کہتا ہے کہ قیام فراش کے لئے مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں نکاح ہی بلا دخول حجت ہو سکتا ہے تو ہم اس کے جواب میں کہتے ہیں کہ جیسے شامی میں وارد ہے قولہ بلا دخول المراد نفیہ ظاہراً وان لا فلابد من تصورہ وامکانہ ولذا لم یثبتوا النسب من زوجۃ الطفل ولا ممن ولدت لاقل من ستۃ اشھر الخ والحق ان التصور شرط ولذا لو جاءت امرأۃ الصبی الولد لا یثبت نسبہ والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ او جنی شامی[3]۔ اس دعوی میں نسب ب کی ثابت ہے پس الف کو ب کی لڑکیوں سے نکاح کرنا ہر طرح جائز ہے اور اسی طرح الف کے بھائی کو بھی۔ یہ دو قول ہیں ان میں سے کون مقبول کون مردود ہے۔؟

الجواب:۔ صورت مسئولہ میں ہر دو قول یعنی زید وعمر دونوں کا قول دربارہ نسب کئی وجوہ سے بالکل مردود اور مطرود ہے، کیونکہ نسب ثابت کرنے کے لئے فراش جو مقارناً للعلوق کے ساتھ ہو ضروری ہے۔ ہم دونوں کے بیانات کو واضح طور پر رد کرتے ہیں، زید کا دعوی دریں بارہ کہ یہ عقد حکم وطی کا رکھتا ہے کئی اسباب کی بنا پر غلط ثابت ہوتا ہے۔ پہلے اگر عقد مطلق کو وطی کا حکم ہوتا تو طلاق

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [2] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۸ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [3] رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۷ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

قبل دخول کی صورت میں عدت لازم ہوتی حالانکہ نص اس کے رد میں شاہد ناطق ہے قولہ تعالیٰ یاایھا الذین آمنوا اذا نکحتم المومنٰت ثم طلقتموھن من قبل ان تمسوھن فما لکم علیھن من عدۃ تعتدونھا الآیۃ[1]۔

نیز اگر عقد کے لئے حکم وطی کا ہوتا تو حرمت ربیبہ میں ان کی ماؤں کا دخول شرط نہ ہوتا، وربائبکم التی فی حجورکم من نسآئکم التی دخلتم بھن فان لم تکونوا دخلتم بھن فلا جناح علیکم[2] الآیۃ اور نیز اس ثبوت میں سنن ترمذی کی حدیث حلالہ کے لئے دخول مشروط قرار دیا گیا کما قال علیہ الصلوٰۃ والسلام لا حتی تذوقی عسیلتہ ویذوق عسیلتک[3]۔

دوسرے وہ اپنے دعوی میں فراش کی تفسیر عقد سے بیان کرتا ہے۔ ہم کہتے ہیں کہ فراش کی تفسیر میں صرف عقد ہی کا لانا غیر تام ہے البتہ عقد فراش کے اجزاء میں سے ایک ضروری جزء ہے۔ کیا فتح القدیر میں جو فراش کی تعریف کی گئی ہے ملاحظہ سے نہیں گذری۔ ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں الفراش یثبت مقارنا للنکاح المقارن للعلوق[4] اس میں فراش کے لئے علوق کا ہونا ضروری مانا گیا ہے۔ اور چونکہ زید کے دعوی میں علوق مطلقاً مفقود ہے، اس لئے وہ اس کے اثبات میں چنداں مفید نہیں ہو سکتا۔

تیسرے ساتھ ہی زید کا اپنے دعوی کی دلیل میں کرخیؒ کے قول کے مطابق فراش کی تفسیر عقد کرنا جمہور کی تفسیر کے مخالف ہے۔ ابن الہمامؒ فرماتے ہیں۔ تفسیر الفراش بالعقد کما فسر الکرخیؒ اعنی العقد ھو الفراش مخالف

---

[1] سورۃ الاحزاب ع ۳۔ ظفیر۔ [2] سورۃ النساء ع ۴۔ ظفیر

[3] ترمذی ماجاء فی من یطلق امرأتہ ثلاثا ۱/ص۱۸۰ ۱۲ ظفیر

[4] فتح القدیر ص۳۰۱ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

لتفسیر ہم السابق لہ فی فصل المحرمات یکون المرأۃ بحیث یثبت نسب الولد منہا اذا جاءت بہ فان ھٰذا الکون یثبت بعد العقد او مع العقد (فتح القدیر[1] باب ثبوت النسب)

چوتھے زید اپنے دعوی میں مشرقی اور مغربیہ کی صورت میں استدلال کرتا ہے اور عقد کے ساتھ بلا دخول کو مفید اثبات جانتا ہے۔ لیکن ہم کہتے ہیں کہ یہاں اس کے دعوی کے ثبوت میں اس صورت کو بطور دلیل لانا ہرگز صادق نہیں آسکتا کیونکہ ایک تو اس میں تصور اور امکان دخول کا پایا جانا ثابت ہے اور زوجہ طفل کی صورت میں عدم تصور وامکان کی وجہ سے نسب ثابت نہیں ہوسکتا، اور فیما نحن فیہ تصور اور امکان خود الف کے ساتھ انکار صحبت و دخول کی وجہ کی وجہ سے قطعاً مفقود ہے۔ علاوہ ازیں صورت مسئولہ میں زوجہ الف قبضہ غیر میں ہے۔ اور زوجہ مشرقی اس کے خلاف تحت و تصرف خود اس کے ہے، نیز مشرقی منکر دخول نہیں تو اس صورت میں ہر دو صورت مختلف واقع ہوئی، باوجود مذکورہ بالا دلیل کے یہ بھی بتادینا ضروری ہے کہ اگر عقد مطلق کو حکم وطی کا ہوتا تو ثبوت نسب میں مندرجہ ذیل صورت کے لئے احتیاج تکلف لاحق نہ ہوتی من قال ان تزوجت فلانۃ فھی طالق فتزوجھا فولدت ولداً لستۃ اشھر من یوم تزوجھا فھو ابنہ وعلیہ المھر اما النسب فلانھا فی فراشہ والتصور ثابت بان تزوجھا وھو یخالطھا وطیاً وسمع الناس کلامھما فوافق الانزال النکاح والنسب یحتاط فی اثباتہ ھکذا فی ھدایۃ ملخصاً[2]۔ پس نسب اس صورت میں ثابت ہوسکتا ہے جب کہ علوق مقارناً للنکاح اور تصور علوق کا مقارناً بالنکاح صورت مندرجہ بالا میں ثابت ہوسکتا ہے جیسے فتح القدیر جلد دوم ص۳۸۳ علامہ ابن ہمامؒ

---

[1] فتح القدیر باب ثبوت النسب ۳/۳۰۸۔ ظفیر [2] دیکھئے ہدایہ باب ثبوت النسب۔ ظفیر

فرماتے ہیں واذا فیکون العلوق مقارناً للنکاح فیثبت النسب وتصور العلوق ثابت بان تزوجہا وھو یخالطہا وطیاً وسمع الناس کلامہما فوافق الانزال النکاح الاحسن تجویزاً انہا وکلامہ فباشر الوکیل ولمہما کذلک فوافق عقد الانزال - ہاں وہ اس صورت میں نکاح سے قبل مرتکب گناہ مخالطت حرمت کا باعث بن گیا - دیگر علامہ موصوف فرماتے ہیں قال بعض المشائخ لا یحتاج الی ھذا التکلف بل قیام الفراش کاف ولا یعتبر امکان الدخول بل النکاح قائم مقامہ کما فی تزوج المشرقی مغربیۃ لثبوت کی امامت الاولیاء والاستخدامات فیکون صاحب خطوۃ اوجنی (فتح القدیر[۱]) اس مندرجہ بالا صورت میں ابن ہمام کی تقریر سے یہ امر بخوبی محقق ہوگیا اور ساتھ ہی دلیل زید کی دلیل مشرقی اور مغربیہ کی صورت صورت مسئولہ کے ساتھ متبائن ٹھہری، کہ الف کے خود اپنے انکار دخول خلوت ومس وغیرہ سے ہرگز یہ امر اس صورت میں ثابت نہیں آسکتا - اور تصور صورت مسئولہ میں قطعی مفقود ہے - زید کے بیانات کی حقیقت منکشف کردی گئی، اور اس کا استدلال مردود ہوا -

اب عمر کے فتاویٰ کے بارے میں یہ ضرور کہا جاسکتا ہے کہ صورت مسئولہ میں لڑکیاں الف یا الف کے بھائی کے ساتھ نکاح کی جاسکتی ہیں کیوں کہ الف صرف عقد ہی عقد سے محروم النسب ہے اور مجرد نکاح عدم دخول اور عدم تصور دخول کی وجہ سے وہ کسی صورت میں لڑکیوں کا باپ نہیں بن سکتا اور نہ ہی اس کا بھائی جب کہ بارہا بیان کردیا گیا ہے کہ الف مسماۃ مسئولہ سے صرف نکاح رکھتا تھا اور اپنے بیانات سے دخول وغیرہ سے قطعی براءت ظاہر کرتا ہے تو ہم اس صورت میں عمر کے فتویٰ سے

---

[۱] فتح القدیر ج۳ ص۳۰۱ باب ثبوت النسب - ظفیر

صرف اسی شق یعنی جواز نکاح الف یا الف کے بھائی کے ساتھ کرتے ہیں، لیکن اس کی بھی اس امر کے متعلق کہ وہ لڑکیاں بھی ب کی ہیں ہم کئی وجوہات سے اس کو بھی رد کرتے ہیں۔

اقول وباللہ التوفیق عمر کا یہ بیان کہ وہ لڑکیاں نسب میں ب کی ہیں ہرگز درست نہیں، کیوں کہ پہلے ب بظاہر ساتھ علم نکاح الف کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے مصر علی الکبائر یعنی زانی ہے اور وہ الف کی منکوحہ کو اغوا کر کے لے جاتا ہے، اس کو نسب میں کیا دخل بلکہ اس کے لئے بمضمون کلام قدسی نظام وللعاھر الحجر اس کے لئے حجر جزا ہے۔

دوسرے وہ مستفرش حقیقی نہیں کیوں کہ فراش کے لوازم میں ہم نے مفصل ذکر کر دیا ہے کہ وہ نکاح کے بعد متحقق ہوتا ہے، حالانکہ ب تو اغوا کنندہ اور زانی ہے، تیسرے جو کہ وہ اپنے دعوی کے اثبات میں رجل غاب عن امرأته فتزوجت باخر الخ شامی سے سند لاتا ہے اس کے بعد میں صورت مسئولہ سے استشہاد لانا گویا زید کی تقلید کرنا ہے کیوں کہ وہ مشرقی مغربیہ کی صورت کی طرح یہاں ہرگز صادق نہیں آسکتی بلکہ صاف طور پر تبائن ہے کیوں کہ ب کو الف کے نکاح کے ساتھ مسماۃ مذکورہ کے بخوبی علم وتیقن ہے اور صورت مسئولہ میں تو اس عورت کو تو قاضی نے مفقود کی حیثیت سے فسخ نکاح کا حکم دے کر دوسرے شخص سے تزویج کر دی تھی اور تزویج غائب کی عورت کی دوسرے شخص سے محقق شدہ امر ہے، حالانکہ ما نحن فیہ میں اس کے بالکل برعکس ہے کیوں کہ ب زانی اور اغوا کنندہ ہے، نیز تزویج کنندہ تو اس طرح کے طریق پر ب کا نسب ثابت ہوا، پس نظر بر امورات متذکرہ بالا ہم اس نتیجہ پر بخوبی پہنچ گئے کہ الف اور ب دونوں نسب کی رو سے ان لڑکیوں سے بالکل محروم ہیں کیوں کہ الف کا صرف عقد ہی عقد ہے اور ب کا نکاح نہیں ہے بلکہ علوق اور دخول ہے، پس اس صورت

میں ہر دو کا فراش محقق نہیں ہوسکا، البتہ الف اور الف کا بھائی ان لڑکیوں سے نکاح کر سکتے ہیں۔ اور ب زانی ہے اور زانی کی جزا بمصداق للعاھر الحجر حجر ہے، فقط

الجواب:۔ ازحضرت مفتی صاحب مدرسہ اسلامیہ دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ اقول وباللہ التوفیق۔ صورت مسئولہ میں جواب اول یعنی زید کا جواب صحیح ہے۔ شرعاً نسب ان لڑکیوں کا الف سے ثابت ہے اور الف یا الف کے بھائی سے ان کا نکاح کسی طرح صحیح نہیں ہوسکتا۔ لقولہ علیہ الصلوٰۃ والسلام الولد للفراش وللعاھر الحجر[1]۔ قال فی الدر المختار ان الفراش علی اربع مراتب ضعیف الخ ومتوسط الخ وقوی وھو فراش المنکوحۃ فانہ فیہ لا ینتفی الا باللعان شامی[2] (ص ۶۳۰/۲) وفی صفحہ ۲۹۳ قال فی البحر لو تزوج بامرأۃ الغیر عالما بذلک ودخل بہا لا تجب العدۃ علیہا حتی لا یحرم علی الزوج وطئہا وبہ یفتی لانہ زنا والمزنی بہا لا تحرم علی زوجہا الخ[3] وفی باب العدۃ منہ۔ اما نکاح المنکوحۃ الغیر ومعتدتہ فالدخول فیہ لا یوجب العدۃ ان علم انہا للغیر لانہ لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا[4]۔ وفیہ ایضا والتصور ثابت فی المغربیۃ لثبوت کرامات الاولیاء الخ وفی الدر المختار عن البحر متی سقط اللعان بوجہ ما الخ لم ینتف نسبہ ابدا فلو نفاہ ولم یلاعن حتی قذفہا اجنبی بالولد فحد فقد ثبت نسب الولد الخ وفیہ قالوا وصرحوا ببقاء نسبہ بعد القطع فی کل الاحکام لقیام

۱؎ ترمذی ص ۱۸۶/۱ ۱۲ ظفیر ۲؎ رد المحتار ص ۸۶۷/۲ ۱۲ ظفیر ۳؎ دیکھئے الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۴۵/۲ ۱۲ ظفیر ۴؎ رد المحتار ص ۸۳۵/۲ ۱۲ ظفیر

فی اشتمالہ لا فی حکمین الورث والنفقۃ فقط[۱] قولہ فی کل الاحکام فیبقی النسب بین الولد والملاعن فی حق الشہادۃ والزکوٰۃ والقصاص والنکاح الخ[۲] شامی۔

روایات مذکورہ سے واضح ہے کہ صورت مسئولہ میں زید کا جواب صحیح ہے، اور عمر کا جواب صحیح نہیں ہے اور اس کا استدلال ردی روایتہ لو غاب عن المرأۃ فتزوجت باخری الخ کا مجیب ثالث نے دیدیا ہے۔ اور احقر نے جو روایات نکاح منکوحۃ الغیر کے بطلان اور اس کے زنا ہونے کے اثبات میں نقل کی ہیں ان سے بھی تردید عمر کے استدلال کی ظاہر ہے۔ اور مجیب ثالث کا یہ فیصلہ کہ دونوں جواب صحیح نہیں ہیں اور تجویز نکاح دختر با الف و با برادر الف صحیح نہیں ہے اس صورت میں تو نفی نسب کی کوئی صورت ہی نہیں ہے۔ اور فقہاء کی تصریح سے تو یہ محقق ہوا کہ اگر بوجہ لعان نسب بھی منقطع کر دیا جائے۔ تب بھی نکاح بین الملاعن وولدہ حرام ہی رہتا ہے کما ھی عن الدر المختار۔ فقط

سوال (۱۱۵۲) عبدالرحمٰن فوت شدہ | صورت مسئولہ میں نسب ثابت ہے یا نہیں

برادران عم زاد ویک دختر و دو زوجگان گذاشت زوجہ ثانیہ حاملہ بود، بعد وفات او دخترے پیدا شد مگر انتقال کرد و در برادران عم زاد تفصیل است باین طور کہ یکے از اں جملہ اللہ داد از بطن جنین زنے است کہ آں زن مطلقہ بود قبل اتمام عدۃ شوہر اول عم متوفی نکاح کردہ بود و دو از اں جملہ از بطن جنین زنے کہ نکاح مادران ہر دو را ثبوت شاہدے نیست۔ اکنوں نسب آں ہر سہ از عم متوفی ثابت است یا نہ، و از مال متوفی

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المختار باب اللعان ص ۸۱۵/۲ ۱۲ ظفیر۔

[۲] رد المختار باب اللعان ص ۸۱۵/۲ ۱۲ ظفیر [۳] الدر المختار علی ہامش رد المختار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۸/۲ ۱۲ ظفیر۔

آں پسر ترکہ خواہند یافت یا نہ۔

الجواب:- درصورت موجودہ اگر والد عبد المجید و عبد الغفور مدعی نکاح با مادر او شاں بود، نسب او شاں از پدر خود ثابت است، و از ترکہ عبد الرحمن از راہِ عصوبت وارث خواہند شد قال لغلام ھو ابنی ومات فقالت امه انا امرأته وھو ابنه یرثانه استحسانا اھ درمختار[1] و فیه ایضاً لانھا شهادة علی النفی معنیً فلا تقبل والنسب یحتال فی اثباته مھما امکن والامکان بینھا بسبق التزوج سرا بمھر یسیر اھ[2] و ایں حکم و قاعدہ در اولاد ہمہ جاری خواہد شد چرا کہ تجدید نکاح بعد عدۃ ممکن است، پس پدرِ او دعویٰ بنوۃ او کردہ است نسب ثابت است۔

سوال (۱۱۵۳) جس سے حمل قرار پایا بچہ اس کا ہے زید نے ہندہ بیوہ سے نکاح کیا، بعد استقرارِ حمل ہندہ اپنے بھائی کے یہاں چلی گئی، اس کے بھائی نے زید سے ایام حمل میں طلاق لے کر بعد وضع حمل ہندہ کا نکاح بکر کے ساتھ کر دیا، اب بکر اس مولود کو زید کا بتاتا ہے اور زید بھی اپنا پسر بتلا کر اسکو لینا چاہتا ہے اس صورت میں کیا حکم ہے۔

الجواب:- وہ لڑکا زید کا ہے اور زید ہی اس کا ولی ہے مگر حق پرورش سات برس کی عمر تک اول ماں کا حق ہے، ماں اگر بچہ کے غیر محرم سے نکاح کرے تو اس کا حق ساقط ہو جاتا ہے۔ ماں کے بعد نانی کا پھر دادی کا پھر بہنوں کا پھر خالہ کا پھر پھوپھی کا حق ہے۔ اگر ان عورتوں میں سے کوئی نہ ہو تو باپ لے سکتا ہے، بہر حال بکر کو کچھ حق بچہ کے روکنے کا نہیں ہے۔ درمختار میں ہے۔ اومتزوجة

---

[1] الدر المختار علی ھامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۶۵/۲ ۱۲ ظفیر

[2] رد المحتار فصل فی ثبوت النسب ص ۸۶۳/۲ و ص ۸۶۴/۲ ۱۲ ظفیر۔

بغیر محرم الصغیر[۵] اھ۔

جو بچہ شوہر کے ساتھ رہنے کے زمانہ میں پیدا ہوا، وہ اسی کا ہے

سوال (۱۱۵۴) ایک شخص کے دو لڑکے ہیں ایک بعمر دس سال دوسرا بعمر ۸ یا ۹ ماہ اور شخص مذکور نہ اپنی زوجہ کو روٹی کپڑا دیتا ہے اور ہر طرح کی اذیت پہنچاتا ہے اور وہ شخص اپنے چھوٹے لڑکے کی نسبت کہتا ہے کہ یہ مجھ سے پیدا نہیں ہوا حرامی ہے، اس صورت میں کیا حکم ہے اور عورت دوسرا نکاح کرنا چاہتی ہے اور اس خاوند سے طلاق مانگتی ہے مگر یہ طلاق نہیں دیتا، اس کا نکاح جائز ہے یا نہ۔

الجواب:- اس بچہ نو دس ماہ کا نسب اسی شخص سے ثابت ہے۔ انکار اس کا غیر معتبر ہے[۲]۔ اور دوسرا نکاح اس عورت کا بدون طلاق دیئے شوہر کے صحیح نہیں ہے جس طرح ہو شوہر سے طلاق لی جاوے[۳]۔

ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب باپ سے ہوتا ہے

سوال (۱۱۵۵) ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے یا نہیں، اور نسب کا اعتبار ماں سے ہے یا باپ سے۔

الجواب:- لڑکی ولد الزنا سے نکاح صحیح ہے اور نسب کا اعتبار باپ سے ہوتا ہے۔ پس اگر باپ شریف خاندان کا ہے اور فرض کریں کہ زوجہ اس کی صحیح النسب نہیں ہے۔ تو اولاد کے نسب میں کچھ خرابی اور خلل نہ ہوگا[۴]۔

---

[۱] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب الحضانۃ ص ۸۴۳ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر [۲] واذا تزوج الرجل امرأۃ فجاءت بولد لاقل من ستۃ اشہر ... ان جاءت به لستۃ اشہر فصاعدا یثبت نسبه منه اعترف الزوج او سکت الا فان جحد الولادۃ یثبت بشہادۃ امرأۃ واحدۃ تشہد بالولادۃ حتی لو نفاہ الزوج یلاعن لان النسب یثبت بالفراش القائم (ہدایہ باب ثبوت النسب ص ۴۱۱ ج ۲) ظفیر [۳] واما نکاح منکوحۃ الغیر ومعتدتہ ... لم یقل احد بجوازہ فلم ینعقد اصلا (رد المحتار باب العدۃ ص ۸۳۵ ج ۲) ظفیر [۴] کما فی قولہ تعالیٰ "وعلی المولود له رزقهن" الآیہ سیق لاثبات النفقۃ وفی ذکر المولود له اشارۃ الی ان النسب للآباء (حاشیہ رد المحتار باب الحیض ص ۲۷۵ ج ۱) ظفیر۔

طلاق سے پہلے جولڑکا پیدا ہوا وہ شوہر کا ہے

سوال (۱۱۵۶) زید نے اپنی زوجہ کو طلاق دیدی۔ اب وہ عورت دعوی کرتی ہے کہ لڑکا زید کے نطفہ سے ہے اور خورش دپوشش کا دعویٰ عدالت میں دائر کیا ہے مگر کوئی پورا ثبوت نہیں تو کیا حکم ہے ؟

الجواب :- اس صورت میں شرعاً نسب لڑکے کا زید سے ثابت ہے اور دعویٰ عورت کا صحیح ہے جیساکہ درمختار میں ہے کما یثبت بلا دعوة احتیاطاً فی مبتوتة جاءت به لاقل منهما من وقت الطلاق[1] اس کا حاصل یہ ہے کہ اگر مطلقہ بائنہ وقت طلاق سے دو برس سے کم میں بچہ جنے تو وہ شوہر کا ہے۔

جمع بین الاختین والے کی اولاد کا نسب

سوال (۱۱۵۷) زید نے جمع بین الاختین کیا اور دونوں سے اولاد ہوئی۔ یہ بیویاں اور اولادیں جائز قرار پائیں گی یا نہیں، اور زید کے ترکہ کی وارث ہوں گی یا نہیں ؟

الجواب :- جمع بین الاختین حرام ہے جس سے پیچھے نکاح کیا وہ باطل ہے، پہلا نکاح صحیح ہے۔ پس پہلی عورت سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب ہے اور وارث ترکہ پدری کی ہے اور دوسری عورت سے جس سے پیچھے نکاح ہوا، اس سے جو اولاد ہوئی وہ صحیح النسب نہیں ہے اور وارث نہیں ہے[2]۔

پردیسی کی بیوی کو زنا سے بچہ ہوا؛ اس کا نسب

سوال (۱۱۵۸) ایک شخص کسی شہر میں ملازم تھا اور اپنی زوجہ کو برابر خرچ روانہ کرتا رہا۔ یہاں اس کی زوجہ نے دوسرے مرد سے زنا کرایا، اس کے لڑکا پیدا ہوا۔ اب وہ شخص نوکری چھوڑ کر گھر آیا ہے، اب کس طرح

---

[1] الدر المختار علی ہامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص ۸۵۵ ج ۲۔ ۱۲ ظفیر

[2] فان تزوج اختین فی عقد تین ولم یدر ای ایتهما اولی فرق بینه وبینهما لان نکاح احدهما باطل بیقین (هدایه فصل المحرمات ص ۲۸۸ ج ۲) ظفیر

اپنی عورت کو ہمراہ رکھے اور نسب اس لڑکے کا اس سے ثابت ہے یا کیا؟

الجواب: - قال فی رد المحتار حیث قسم الفراش علی اربع مراتب۔ وقوی وهو فراش المنکوحة ومعتدة الرجعی فانه فیه ولا ینتفی الا باللعان الخ اقول ومن شرائط اللعان کون القذف فی دار الاسلام اخرج دار الحرب لانقطاع الولایة الخ شامی[1]۔ وفی الدر المختار وقد اکتفوا بقیام الفراش بلا دخول کتزوج المغربی بمشرقیة بینهما سنة فولدت لستة اشهر منذ تزوجها لتصوره کرامة او استخداما فتح الخ[2]۔

پس معلوم ہوا کہ صورت مسئولہ میں نسب لڑکے کا شوہر سے ثابت رہے گا اگرچہ شوہر یہ کہے کہ میرا نہیں۔

مفتوح کی بیوی زنا کرائے اور اس کا اقرار کرے تو اس کی اولاد کا نسب زانی سے ہوگا یا اسکے شوہر سے

سوال (۱۱۵۹) زید کے دو لڑکے مفتوح و فاتح اور عمر کی ایک لڑکی ایلی ہے مفتوح کا نکاح ایلی سے ہوا، اور فاتح نے ایلی سے زنا کیا اور اس کو فاتح سے حمل رہ گیا اس صورت میں اس حمل کا ذمہ دار کون ہے۔ آیا مفتوح ایلی کو طلاق دیدے یا باہم صحبت ہونے سے وہ مفتوح پر حرام ہوگئی ہے، ثبوت زنا سے پہلے مفتوح کی منکوحہ کے ایک لڑکی پیدا ہو کر مر گئی وہ کس کی ہوگی، اس کے پیدا ہونے سے پہلے بھی فاتح نے ایلی پر حملہ نیت بد سے کیا تھا۔ اور ایلی کا مہر مفتوح کے ذمہ ہے یا نہ اور بچہ کا نفقہ کس کے ذمہ ہے۔

الجواب: - حدیث شریف میں ہے الولد للفراش وللعاهر الحجر[3]

---

[1] رد المحتار باب اللعان ص۸۰۶ ج۲ ۱۲ ظفیر [2] الدر المختار علی هامش رد المحتار باب ثبوت النسب ص۸۶۷ ج۲ ۱۲ ظفیر [3] پوری حدیث یہ ہے عن عمرو بن شعیب عن ابیه عن جده قال قام رجل فقال یا رسول الله ان فلانا ابنی عاهرت بامه فی الجاهلیة فقال رسول الله صلی الله علیه وسلم لا دعوة فی الاسلام ذهب امر الجاهلیة الولد للفراش وللعاهر الحجر" رواه ابو داؤد (مشکوٰۃ باب اللعان ص۲۸۷) ظفیر۔